DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222121

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١٤٣٣٣ Accession No. ٥٦١٠
Author ق سيد الخالق ب ج
Title چراغ سحری

یا یوس ہوے فضل سے مین اور وہ ایسے
ہم دونون مین لطف ہے چراغ سحری کا



چراغِ سحری

مصنف

جناب منشی شیخ محمد عبد الخالق صاحب برد
مصنف دغا باز مکار۔ سرپرست وغیرہ

بعد اخذ جملہ حقوق دائمی از مصنف

باہتمام حافظ فیاض الدین پرنٹر

ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ مین چھ

بتنسر ۲

(جمیع حقوق بنام مطبع محفوظ ہین)

پہلا باب

اس حصہ میں ۹۷ صفحے ہیں

وہ ریگستان جو اب ہمارے [illegible] سے پہلے چلا گیا ہے ایسا خطرناک [illegible] ہوا ہے کہ وہاں [illegible] سے دلیر آدمی کو بھی [illegible] سفر کرتے ہوئے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اس صحرا میں کئی [illegible] پانی نظر آتا ہے جس کی وجہ سے اکثر مسافر اس راستہ سے گذرنے [illegible] دشمنی اور فلک کی دشمنی خیال کرتے ہیں وہ [illegible] وسط ہندوستان سے تجارت کی غرض [illegible] اس صحرا کی حدود میں داخل ہونا چاہتے [illegible] ہے ہی صحراؤں سے گذر کر آتے ہیں [illegible] پاس چونکہ بہت اسامان سفر ہوتا ہے [illegible] دن راستوں سے اچھی طرح واقف ہوتے [illegible] پانی بکثرت میسر ہوتا ہے لہذا اونٹ [illegible] بشر کی تکلیف نہیں ہوتی اور اسی مسافت کو [illegible] پہنچتے ہیں [illegible] واقف نہیں ہوتے اور جن کے پاس [illegible] نی نہیں ہوتا اس صحرا میں بڑی دشواری پاتے [illegible] اور بعض اوقات ہزار ہا مخلوقات [illegible] پوجہ سے اجل کا شکار ہو جاتے ہیں [illegible] علاوہ موسم گرما میں ریگستان کی [illegible] اور تیز آندھیوں سے اور اور کر [illegible] زوروں کے ساتھ اور بھی دشمنی [illegible] کرتی ہے سب کی تسکین کے لئے [illegible] اس صحرا میں کوئی درخت بھی پیدا [illegible] اس میں وہ چوپائے سے بڑا شتر [illegible] بھا جاتا ہے کہ سردی کے موسم

شاید کوئی مسافر نظر آجاتا ہے لیکن گرمیوں میں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ [illegible] ہوں اور نہ کوئی آدمی دکھائی دے [illegible] سے کسی کو [illegible] ہو سکتی کہ اس صحرا [illegible] گذرے ہے یہ ریگستان [illegible] سے بڑھا چلا آتا ہے اگرچہ بعض اوقات نزدیک کے گاؤں کے گڈریے اپنی بھیڑیں کسی نالے پر پانی پلانے لیجا پاتے ہیں لیکن [illegible] ان کی آمد و رفت سے اس [illegible] کو اور بھی خطرناک بنا دیا ہے اور یہ راستہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک معلوم ہوتا ہے جسکی وجہ سے کسی کو بھی یہاں آنے کی ہمت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ گڈریوں کے [illegible] میں بھی کوئی آدمی یہاں نظر نہیں آتا [illegible] وقت یہاں [illegible] جسکی [illegible] یہ ہوا [illegible] آفتاب کی [illegible] وقت [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کرو یا ہے اسطرح [illegible] اور گرد کا سماں ہر دیکھنے والے کی آنکھوں کو بھلا معلوم ہونے لگتا ہے اور صحرا کی بالو بھی ہوا کی تیزی کی وجہ سے ہر جہار طرف اڑتی ہوئی [illegible] راجاؤں [illegible] بوش کیطرح دکھی جاتی ہے جسکی آسمان کی نیلگوں رنگت ہی صاف نظر آنے لگتی ہے جو دوپہر کے آفتاب کی گرم شعاعوں نے افق مغرب کو ذرا گہرا بنا رکھا ہے اور اب ہوا میں وہ تلخی نہیں رہی جو دوپہر کے معلوم ہوتی تھی اسوقت وہ بھی سرد جاتی ہے اور اردگرد کے سماں میں

کر رہے ہیں صحرا کے ایک کنارہ سے دوسرے
کنارے تک بے روک ٹوک چلی جاتی ہے آسمان
پر کسی جگہ کوئی ٹکڑا ابر کا ہیولا ہوا نظر آجاتا ہے جسکو
دیکھکے جہنکے تیز سے دیگر اور ہوا کے
پھرتے ہیں اور جسکے اس منظر کو ایک مسرور دلفریبی
بخشدی ہے گو شام ہونے سے پیشتر صحرا میں
ہر طرف سے سنا تھا لیکن اسوقت طائروں کی
رنگین آوازوں نے جو آسمان کے فراخ منظر
میں چکر لگا رہے ہیں ۔ اور عالمگیر سناٹے کو کچھ وقت
کیلئے توڑ دیا ہے اسوقت اگر صحرا کے وسط میں
کھڑے ہوکر دیکھا جائے تو دور تک چھوٹے چھوٹے
ریگ کے ٹیلوں کے سوا جو ہوا سے کبھی تبھی ہلتے ہوئے
سے لگتے ہیں اور کوئی چیز نظر نہیں آتی اگرچہ نگاہ
کئی میل تک کام کرتی چلی جاتی ہے لیکن آخر اس
جگہ پر ختم ہوکر رہ جاتی ہے جہاں زمین و آسمان
ملے ہوئے معلوم دیتے ہیں رات کی آمد کیوجہ سے
اندھیرا قدرتی سیاہ پردہ جسنے تمام اردگرد کے
سین پر سیاہ قدرتی پردہ ڈالنا شروع کردیا ہے
اور جسکے سبب یہ نظارہ جو شام سے پیشتر دلچسپ
ہوگیا تھا بھیانک معلوم ہونے لگتا ہے ۔ اور آسمان
کے نیلگوں فرش پر کوئی ستارہ بھی چمکتا ہوا نظر
آجاتا ہے اور جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے
وہ وہ تارے نمایاں ہوتے جاتے ہیں چاروں طرف
دیکھنے سے دور کسی جگہ پر روشنی نظر آجاتی ہے
جس سے یقین ہوتا ہے کہ ضرور کسی ویرانہ پر بسنے
جوگی یا کسی دنیا سے تنگ آئے ہوئے نے
اندیشے سے بچنے اور صحرائی درندوں کی روک
کیلئے چراغ جلایا ہے جو بیچارے ہیچکوں کو
کی کام دینے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کرتا اسی حال میں ہمکو کئی بار سیدور
آواز آئی اور تمام صحرا میں اسطرح گونج کر رہ
تھی کہ رات کا گیدر معمولی سنا تا فوراً ٹوٹ گیا معلوم
وہ آواز گونج ہی ہوئی تھی کہ ایک فوج افتو
آسمان سے نکلی ہوئی نمودار ہوئی معلوم نہ ہوا
کے چلنے اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں
یقین دلا رہی تھیں کہ وہ فوج بڑی تیزی سے
بڑھی آرہی ہے چونکہ اندھیرا زیادہ غالب ہوگیا
تھا لہذا اسکسیطرح معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون سوار ہیں
اگرچہ وہ بڑی تیزی سے بڑھے چلے آرہے
تھے لیکن پھر بھی انہیں صحرا کے وسط تک آنے میں
بہت عرصہ لگا یقین اور وقت جبکہ یہ بارہ چھ
سواروں کی فوج رکابتانی جنگل میں پہنچی جہاں گا
روشن کرنیوالا چاند بھی نکل آیا اور تمام صحرا چاندنی
کی سفید چادر بچھا دی جسکی وجہ سے وہ کام دینے
خنکور ات نے اپنے سیاہ پردہیں چھپا لیا تھا نظر
نظر آنے لگیں ۔ چاندنی کی فوشنما روشنی نے سواروں
کے بڑے بڑے عمامہوں اور مقطع فوشنما ڈاڑھیوں
پر اچانک پڑکر فوراً یقین دلا دیا کہ وہ فوج اسلا
کی ہے چاندنی میں ہر اک سپاہی کی شکل صورت
نظر آرہی ہے یہ جس جوش و خروش سے ہوئی
سی فوج بڑھی جاتی ہے اس سے ہر اک شخص
سمجھ سکتا ہے کہ وہ ضرور کسی جنگی مہم پر جارہی
کیونکہ سروش سپاہیوں کو ایسے موقعہ کے سوا
اور کیا علیحدہ ہو سکتی ہے کہ انکی نمک حلالی
قوت بازو کا امتحان کیا جائے رات کے
ہو جانے نے ہر اک سپاہی کے چہرے
پر مایوسی کے آثار پیدا کردیے ہیں جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ امید کے خلاف ایک

[illegible] ہو گیا ہے گھوڑے کی زین
[illegible] ہیں بس کی نبیدش
تک کر ایک نوجوان لشکر کی بہادری کو ابھار کر دکھا
رہی ہے اسکے ساتھ ہی ایک لباز ہے جو
اسلامی جنگ کا بہت بڑا ماہر ہے ساتھ ہوا
شوخیاں کر رہی ہے نوجوان کا ماں کا گھوڑا تمام
سپاہیوں کے گھوڑوں سے تیز اور تر رفتار معلوم
ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سب سے آگے
[illegible] فوج اور تمام
[illegible] ایک ہی ہے جو فتح سے مغرور معلوم
ہوتے ہے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور نوجوان افسر
کے برابر پہنچ گیا اس اثنا میں زیادہ آدمی جمع
ہے اور ہم کو ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ قلعہ شیو پور
وہاں سے کتنی دور ہے۔

نوجوان۔ عبداللہ ہمارے گھوڑے ایسے نہیں
ہیں کہ رات کی رات سے تھک ہو جائیں یقین جانو کہ
ہم بہت جلد قلعہ شیو پور میں پہنچ جائیں گے۔

عبداللہ۔ فرض کرو کہ آج رات کو ہم وہاں پہنچ گئے
لیکن ایسے وقت میں دشمن کا مقابلہ تو نہیں ہو سکتا
کیونکہ چالیس میل کے سفر سے فوج کو بالکل تھکا دیا
ہے علاوہ اسکے ابھی یہ بھی تو نہیں کہ کتنا سفر اور کرنا
پڑے گا۔

نوجوان۔ سفر کی زیادتی نے ہم کو تھکا دیا ہو
لیکن ہمارے ہاتھ ایسے نہیں ہیں جو ایسی باتوں کی پروا
کریں۔

عبداللہ۔ گو مسلمان ارادوں کے پورے اور تکلیف
دہ سفر میں کبھی راحت بھی پسند نہیں کرتے لیکن
[illegible] ہے کہ اگر ہمارے [illegible]
[illegible] کے ساتھ ہی کچھ ایسی حقیقت

[illegible] اگر شیکر عادت [illegible] ہیں ہمارے
کوئی مردانگی ہے مزا تو جب ہے کہ دشمن کا مقابلہ
کرکے [illegible] کو شکست دیں اور خاص عام میں بہادر کہلائیں
[illegible] اسکا نام ہے یہ نہیں کہ ایک ہمارے جانوں کسی
[illegible] بات [illegible] ارادوں کی [illegible]
ہو گیا اسکو بہادری نہیں کہتے میری سمجھ میں نہیں آتا
کہ [illegible] کیوں [illegible]

عبداللہ۔ [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] ہمارے [illegible] ہے
[illegible] ہے [illegible] دشمن کو
[illegible] اور [illegible] ہے
بچے بچے کو [illegible] کسی سے [illegible] کا نام ہی نہ لیں آخر
[illegible] ہمارے [illegible] ایک [illegible]
نوجوان [illegible] کہ [illegible] کیا ہے کہ جانفروش
سپاہیوں کی [illegible] کا [illegible] اب [illegible]
کو تو [illegible] ناممکن ہے کیونکہ دشمن ہمارے ارادوں
سے بالکل بیخبر ہیں اور شبخون بزدلی میں داخل ہے
اسلئے یقین ہے کہ صبح الشار اللہ ضرور لڑائی ہوگی
اور یہ دیکھا جائیگا کہ چھ مہینے کے آرام نے فوج
کس قدر تازہ کر دیا ہے۔

عبداللہ۔ [illegible] مسلمان کیواسطے یہ نئی بات
نہیں ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرکے [illegible] شکست دیدیں
[illegible] ہمارے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے جہاں اوسکے قدم نہیں آئے اور جہاں
[illegible] نے سلطنت نہ کی ہو وہ کونسی قوم ہے
جسنے ان کی تلواروں کا مزا نہ چکھا ہے۔

نوجوان۔ افسوس ان میں عیش پرستی اور
[illegible] ہے [illegible] کہ یہ دونوں باتیں
[illegible] نوجوان کہہ سکتا ہے کہ مسلمان تمام دنیا پر

پر فائض نہ ہو جائے بہادری میں ان کا ثانی
نہ تھا شک پیدا نہیں ہوا اور لڑائیوں میں جب کبھی
کو شکست ہوئی ہے اپنی ہی نا اتفاقی اور غفلت
کیوجہ سے ورنہ یوں اب تک کوئی قوم نہیں
غالب نہ آسکی اور اگر یا یہ طرح بہت کرتے
رہتے تو امید ہے کہ آئندہ بھی مغلوب نہ ہوتے
عبید اللہ۔ آخر مغلوب کیونکر ہوں خدا نے جب
فرمایا کہ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین) پھر انکو جان
دینے میں کیا عذر ہے مغلوب تو وہ ہوتے ہیں
جنکو مرنے سے ڈر آتا ہے اور جو دنیا کو عیش و
آرام کی جگہ خیال کرتے ہیں جن مسلمانوں کو مرنے
سے کیا خوف ہو سکتا ہے وہ تو سمجھتے ہیں کہ اور
دنیا بھر کی اور دولت ہر جنت کا دروازہ کھل گیا۔
نوجوان۔ بیشک جنگ یہ خیال رہیگا انکو کوئی
دشمن غالب نہیں ہو سکتا لیکن جو بری اونہوں
نے عیش پرستی کی اور دنیا کو عزیز سمجھنے لگے خدا
کرے کہ یہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند
رہیں اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ دنیا مومن کا
قید خانہ ہے اور ہر بات میں ان کی پیروی میں
عبید اللہ۔ آمین ثم آمین۔
اتنا کہکر خاموش ہو گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر
کہنے لگا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو اتنی دیر کسی
مرج نہوتی۔
نوجوان۔ شاید ایسا ہی ہو لیکن مجھے امید ہے
کہ اب ہم بہت جلد منزل مقصود تک پہنچیں گے
عبید اللہ۔ اور جب ایسے وقت میں لڑائی کا
ارادہ نہیں تو پھر سفر کرنا کیا ضرور ہے میری سمجھ
میں اب گھوڑوں کو دم لینے کا ضرور موقع دیا جائے
اور ان مصیبت کے غریبوں کو پانی بھی پلا دیا
جائے تو بہت ہے۔
نوجوان۔ خیال تو میرا بھی ایسا ہی ہے لیکن
ایسے صحرا میں قیام کرنا بھی نادانی ہے یہ کوئی ایسا
پانی وغیرہ کا تو کل ہی نہیں سکتا۔
عبید اللہ۔ آخر تلاش کرنے سے کوئی نہ کوئی چشمہ
معلوم ہی ہو جائیگا آپ تیار کا حکم دیدیجئے پانی
وغیرہ کا بندوبست میں خود کرلوں گا۔
نوجوان۔ حاضر اسوقت تک یہاں ٹھہرنا مناسب
نہیں ہم کو اسیوقت فوراً شیوپور کے قریب جا پہنچ
پہنچ جانا چاہئے تاکہ صبح ہی حملہ کرکے دشمنوں
کو سلامی تلواروں کا مزا چکھایا جائے اگرچہ میرا
خیال تھا کہ دن نکلتے ہی وہاں پہنچ جائیں اور شام
ہونے تک لڑائی کا فیصلہ کر دیں لیکن ان راستوں
کی پیچیدگیوں کا حال معلوم نہ تھا اگر یہ بات پیشتر
سے معلوم ہوتی تو ہم راستہ کو وہاں سے روانہ ہو جاتے
اور شام سے پہلے شیوپور میں پہنچ جاتے۔
عبید اللہ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن ہماری
طرف سے بالکل مایوس ہو گئے ہونگے اور اب وہ
بیٹھکر بیٹھے ہوئے خوشیاں منا رہے ہونگے۔
نوجوان۔ یہ اور بھی بہتر ہو گیا ہے جب ہم دشمنوں
کے سر پر پہنچ جائینگے تو انکو ہوش ہی نہ ہوگا
اور امید ہے کہ وہ بہت جلد منتشر ہو جائینگے
اگرچہ گھوڑے بہت تھک گئے ہیں مگر یہاں ہرگز
قیام نہ کرنا چاہئے۔ اتنا کہکر گھوڑے کو نوجوان
نے اڑ بتائی اور وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔
اسوقت چاند زیادہ بلند ہو گیا ہے جسکی وجہ سے
تمام صحرا چاندنی کا فرش بچھ گیا جس نے
اس سین میں ایسی دلفریبی پیدا کر دی اور اس کو
ایسا دلچسپ بنا دیا کہ ہر ایک انسان کی آنکھ اسکو دیکھ

محو حیرت ہو جاتی لیکن ان دلیروں اور منچلے
سپاہیوں اس بات نے بھی کوئی اثر نہیں کیا اور انکی
توجہ کسیطرف منعطف نہوئی اور وہ اسیطرح بڑھتے
چلے گئے گھوڑے اگرچہ ہانپ گئے تھے لیکن ان کے
حوصلے اپنے بہادر سپاہیوں کیطرح نہ ٹوٹنے والے اور
انکی ہمت نہ تھکنے والی تھی لہذا وہ اس خطرناک دربند میں
بھی کسی قسم کے تکان کے آثار نہ ظاہر کرتے تھے
شام کی پیروی ہوا کے جھونکے بڑے سناٹہ روی کے
ساتھ آتے تھے اور ان سواروں کی پگڑیوں اور
اسلامی جھنڈوں کے پھریرے سے شوخیاں
کرتے ہوئے چلے آتے تھے اسوقت سحر کا
سناٹا حاضر دری ترتی پر ہو جاتا تھا لیکن گھوڑوں کے
ہنہنانے کی آوازیں ذرہ بکتر اور سپاہیوں کی
جھنکار سے ایک عجیب قسم کا شور پیدا کر رہی تھیں
تمام صحرا گونج رہا تھا۔ نوجوان افسر بڑی دلیری
سے اپنے گھوڑے پر بیٹھا ہوا چلا جا رہا تھا۔ چاند
کی دلوں میں روشنی پیدا کرنیوالی ٹھنڈی روشنی
اور ستاروں کی درہم شعاعیں اسکے خوبصورت چہرے
پر عکس ڈالکر اسکے حسن کو اور بھی دوبالا کر رہی تھیں
آخر نوجوان نے چلتے چلتے سامنے کیطرف دیکھا
اور دفعتاً ٹھہر گیا جسکے ساتھ ہی تمام فوج میں سکوت
ہو گیا اور وہ بڑی بے ترتیبی سے ٹھہر گئی۔
پہلے تو بیت دیر تک اس صحرا میں سناٹا رہا اور ہر
ایک سپاہی بڑی بے صبری سے اپنے افسر کی
طرف دیکھتا رہا جسنے کچھ دیر کے بعد سامنے کی
طرف اشارہ کر کے کہا۔
عبداللہ اب ہم قصر شنبور کے قریب پہنچ گئے
ہیں کیونکہ وہ سامنے قلعہ کی روشنی نظر آ رہی ہے
جسطرف نوجوان نے اشارہ کیا تھا عبداللہ نے
اودھر غور سے دیکھا اور کہنے لگا۔ ہاں صاحب
واقعی ہم اب منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں۔
نوجوان۔ اب تیز چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ قلعہ دو چار میل سے زیادہ دور نہیں ہے۔
اتنا کہکر نوجوان نے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور آہستہ
جانے لگا ہر ایک سپاہی نے اپنے اپنے گھوڑے
کو بڑھایا اور ایک دوسرے سے بایں طور متوسل
رفتار سے چلنے لگا نوجوان افسر نے بھی عبداللہ کو آگے
بڑھنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگا۔ میرا ارادہ ہے کہ
اسوقت قلعہ کا محاصرہ کیا جائے کیونکہ صبح کے
انتظار کرنے میں میرے دل میں اولجھن ہوتی ہے
عبداللہ۔ آپ جسطرح چاہیں کریں لیکن میرے
قیاس میں اگر لڑائی صبح پر ڈالی جائے تو بہتر ہوگا
ایک تو دشمن بھی اچھی طرح تیار ہو جائیگے دوسرے
ہمارے آدمیوں کو بھی دم لینے کا موقع ملجائے گا
اور پھر اگر آپ اسوقت لڑنا چاہتے ہیں تو مجھے
کوئی انکار نہیں ہر ایک سپاہی کی یہی آرزو ہے کہ
اپنی تلوار کا جوہر دکھائے اور دشمن کو کاٹکر ڈالے
نوجوان۔ اچھا مجھے فوج سے بھی دریافت
کر لینے دو دیکھوں انکی کیا مرضی ہے اتنا کہکر نوجوان
نے گھوڑے کو موڑا اور سپاہیوں سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہو تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا اسوقت
قلعہ کا محاصرہ کیا جائے یا لڑائی صبح پر رکھی جائے
ایک سپاہی۔ اسکی بابت ہم کچھ نہیں کہتے
جیسا آپ حکم کریں ہم حاضر ہیں کیونکہ ہمارا کام
صرف یہی ہے کہ اشارہ پانے پر دین و ملک کی
حفاظت میں اپنی جان لڑا دیں اور کافروں کو بیچا
دکھائیں کہ رات کی سیاہی اور سفر کی ماندگی یا دشمنوں کی
تعداد ہمارے ارادوں کو نہیں توڑ سکتی ہمارے دل

تو یہی حسرت ہے کہ وہ وقت جلد آئے جب ہم اپنی چمکدار تلواروں کو دشمنوں کے خون سے رنگین اور قوت بازو کے جوہر دکھائیں۔

نوجوان۔ بیشک تم سے ایسی ہی امید ہے یہ کہکر نوجوان نے پھر گھوڑے کو موڑا اور عبداللہ کے قریب آکر کہنے لگا کہ میں تو یہ ٹھیک ہے کہ اسوقت قلعہ کا محاصرہ کر دیا جائے تاکہ صبح ہوتے ہی سے بیشتر ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جائے اب مجکو انتظار کی تاب نہیں۔

عبداللہ۔ جسطرح آپکی مرضی لیکن اگر صبح پر جنگ رکھی جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ ہمیں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ دشمن کیساتھ کسقدر فوج قلعہ میں ہے

نوجوان۔ کتنی ہی فوج کیوں نہو ہمارے جانباز سپاہیوں کے آگے اسکی کچھ حقیقت نہیں کیا تمنے میرٹھ کی لڑائی میں نہیں دیکھا تھا کہ ہماری ایک ہزار فوج نے دریا انداس اور جگمل کے اٹھارہ ہزار راجپوتوں کو ایسی شکست دی تھی کہ اب ہر راجپوت کو مسلمان کے سامنے تلوار کھینچے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

عبداللہ۔ مجھے اس لڑائی کی بابت کچھ معلوم نہیں میں اوندنوں آگرہ میں تھا۔

نوجوان۔ افسوس بہتیرے اس جنگ کا سماں نہیں دیکھا واقعی منظر قابل دید ہے جبکہ مرزا اشرف حسین خاں حاکم اجمیر قلعہ میرٹھ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور محصور راجپوت اندر سے گولہ باری کر رہے تھے اوس زمانہ میں میں ایک ضروری کام سے اجمیر میں ٹھہرا ہوا تھا لہذا مرزا نے مجھکو بھی بلا لیا تھا ہماری فوج نے رات ہی کو سرنگ کھود کر اوسمیں بارود اور قلعہ میں ایک بڑا سا رخنہ بنا لیا جس کے راستے سے تمام فوج قلعہ میں داخل ہوئے اور تمام راجپوتوں کو قتل کر ڈالا جگمل نے لڑائی سے عاجز آکر صلح کرنی چاہی جسکو اشرف حسین خاں نے اس شرط پر منظور کیا کہ جگمل گھوڑوں کے سوا اور تمام چیزیں قلعہ میں چھوڑ دے اور شہر خالی کر دے۔

عبداللہ۔ تو کیا راجپوتوں نے یہ شرط منظور کر لی

نوجوان۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو کچھ بھی خبر نہیں

عبداللہ۔ آخر خیر یہ تو کہو کہ ہوتی میں نے تم سے کہا کہ میں اوں دنوں آگرہ میں تھا اور بعد ازاں مجکو مالوہ کی سرحد میں بعض بغاوتوں کی سرکوبی کو جانا پڑا یہی وجہ ہے کہ مجھے اس لڑائی کا حال اچھی طرح معلوم نہیں۔ ہاں تو کیا راجپوتوں نے اشرف حسین کی شرطیں منظور کر لیں۔

نوجوان۔ منظور نہ کرتے تو کیا کرتے محاصرہ کی مدت نے ان میں ذرا بھی طاقت نہ چھوڑی تھی اسلئے جگمل شرائط کے موافق مال و اسباب کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے باقی ماندہ راجپوتوں کو لیکر نکل گیا۔ لیکن دریا انداس کو اس بات پر اتنی شرم اور غیرت آئی کہ وہ اپنے پانچ ہزار راجپوتوں کو لیکر مقابلہ کو نکلا۔ راستہ میں ہی مرزا نے اسکو روکا اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ دریا انداس کے دو ہزار آدمی نذر اجل ہوئے اور خود بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔

عبداللہ۔ واقعی مرزا اشرف حسین خاں ضرور بہادر اور تجربہ کار شخص معلوم ہوتا ہے۔ اور

مسلمانوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے
اور یہی وجہ ہے کہ حضور سلطان اس کی
بڑی قدر کرتے ہیں۔

عبید اللہ۔ لیکن اسوقت تو آپکی عزت اس
سے بھی زیادہ ہوتی ہے جسکو دیکھو آپکی تعریف
کرتا ہے اور تعریف یہ ہے کہ اس نوجوانی میں
آپنے وہ معرکہ سر کئے ہیں کہ بڑے بڑے بوڑھے
تجربہ کار آپ کو مان گئے۔

نوجوان۔ یہ تو تمہاری مہربانی ہے جو مجھکو
اسطرح یاد کرتے ہو۔ ورنہ سچ تو یہ ہے کہ من آنم کہ من دانم
یہ بھی آپ لوگوں کی نمک حلالی کا نتیجہ ہے اور
خدا کی مہربانی ہے کہ میں اکثر لڑائیوں میں کامیاب
ہوا ہوں ورنہ میں اس قابل نہ تھا کہ بارگاہ سلطانی
میں اسطرح سے عزت کیساتھ داخل کیا جاتا۔

عبید اللہ۔ یہ آپکی کسر نفسی ہے ورنہ سچ پوچھئے
تو علی خاں المخاطب بہ خاں زماں کی بغاوت
تو آپ ہی نے فرو کرکے ہمیشہ کیلئے اودھ و بہار
سے ورنہ اسکی بگڑی ہوئی تدبیروں نے تو فرو مسلمانوں پر
ہی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا تھا۔

نوجوان۔ مسلمانوں میں ایک یہی بڑی بات ہے
کہ آپس میں ہی بگڑ کر مخالفت پر کمر باندھ لیتے
ہیں اور اپنی ہی ہاتھ سے اپنی جڑ کو کمزور کرنا
شروع کرتے ہیں اگر یہی بات نہ ہوتی تو آج مسلمان
کل دنیا کے بادشاہ بنے ہوتے۔

عبید اللہ۔ انہیں باتوں سے ثابت ہوتا ہے
کہ مسلمان پر جوش ہیں کے مشابہ ہیں۔

نوجوان۔ لیکن ایسا جوش بھی کیا کہ آپس میں
لڑ بھڑ کر اپنی بربادی اور تباہی سے سامان
کئے جائیں اس سے تو بہتر ہے کہ وہ جوش
غیر اقوام کے مغلوب کرنے میں صرف کیا جائے

عبید اللہ۔ اور اگر فرض کرو کہ کوئی غیر قوم
غالب ہی نہ ہو تو پھر وہ جوش کیا کیا جائے۔

نوجوان۔ اس حال میں اونکو چاہیے کہ
اپنے اندرونی جوش کو دبائیں۔

عبید اللہ۔ لیکن اونھوں نے جوش کا دبانا
سیکھا ہی نہیں تو وہ یہی جانتے ہیں کہ تلوار نکالی
اور جو سامنے آگیا اسکو کاٹ ڈالا اور خصوصاً
افغانیوں کو تو اسکے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں وہ
تو اپنی ماں کے پیٹ سے ہی خبیث جو اور بھائی
پیدا ہوتے ہیں ان کو تو ذرا جوش آنا چاہیے پھر
پھر نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے لگتے ہیں۔

نوجوان۔ یہی باتیں تو ہیں جو اکثر
اونکی ترقی روک دیا کرتی ہیں اگر وہ اپنے زور کو
مناسب موقعوں پر خرچ کرتے تو آج افغانی
ایک ایسی قوم بنتے ہوتے جسکا مقابلہ دنیا کی
کوئی قوم بھی نہ کر سکتی۔

عبید اللہ۔ افغانیوں پر کیا منحصر ہے اگر مسلمانوں
کی ہر ایک قوم اتفاق کرتے تو آجکے لئے دنیا پر
قابض ہونا کچھ بہت بڑی بات نہ تھی۔ لیکن
مسلمانوں میں قیامت تک اتفاق ہو نہیں سکتا
نہیں ہو سکتا۔

نوجوان۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انمیں اتفاق نہ
ہونیکی وجہ کیا ہے تاکہ اسکے انسداد کی کوشش کی جائے

عبید اللہ۔ اول تو یہی بڑی وجہ ہے کہ مذہبی
مختلف حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں قوم کو بھی
مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے جسکے باعث
اسلام کو ضرر پہنچا ہے اسلام کے اصول مسلمان عالم
ہیں اور تمام مذہبی دشمنوں پر ظاہر ہیں

لیکن یہ مذہب کا اختلاف انکی مجتمع طاقت کو ضرور کسی نہ کسی دن منتشر کردیگا اور ان کا زور گھٹنے لگے گا اگر اس اختلاف کو دور کیا جائے اور مذہب کو اصلی حالت پر لایا جائے یعنی وہ طریقے اختیار کئے جائیں جو ہمارے ہادی برحق نے بتلائے ہیں تو یقین ہے کہ تمام مشکلیں رفع ہو جائیں جو اکثر مسلمانوں کی ترقی روک دیا کرتی ہیں یا جنکی بابت گمان ہے کہ وہ آئندہ انکی ترقی کو روک دینگی اسکے علاوہ ان کے اتفاق کے اور بھی باعث ہیں لیکن سب سے بڑا نقصان یہی ہے کہ اگر اوسکا انسداد نہ ہو جائے تو پھر مسلمان کسی سے بھی نہ دب سکیں گے۔

نوجوان۔ بیشک یہ درست ہے اور آج سے میری کوشش بھی رہیگی کہ مسلمانوں میں اتفاق کا مادہ پیدا کروں اور مذہب کے اختلاف کو دور کرنیکی کوشش کروں لیکن افسوس کہ مختلف مذاہب کے علمانے سلطان کو ترغیب دیکر ایک نیا مذہب پیدا کرلیا ہے اب اسکا کیا علاج کیا جائے ہمارے مذہب کے علما اور مشائخ تنگ آکر دربار سے نکل گئے ہیں اصل تو یوں ہے کہ شیخ ابوالفضل اور فیضی نے اپنی علمی لیاقت کو بھی بہت بری طرح استعمال کیا ہے اور جب خود دربار شاہی میں نیا مذہب پیدا ہو گیا ہے تو پھر اسبات کا دیگر مسلمانوں پر ضرور اثر پڑیگا اور اون کے اعتقاد بھی بگڑ جینگے۔

عبداللہ۔ یہی تو میرے دل میں مدت سے ہے جو کہ چٹکیاں لے رہی ہے اس کا انسداد ضرور ہونا چاہیے کہ بداعتقاد لوگ دربار میں رسوخ نکریں اگرچہ اسبات میں کامیابی ہو گئی تو پھر دگر مذاہب کا بیخ کرنا بہت مشکل نہیں۔

نوجوان۔ لیکن ایسی جرأت کسکو ہو سکتی ہے کہ دربار میں سلطان کی مرضی کے خلاف کوئی بات کرے اور اگر کوئی ایسا کرسکتا ہے تو وہ ابوالفضل اور فیضی ہیں جنہوں نے خود مذہب میں نئی نئی فروع نکالنی شروع کی ہیں۔ ہم میں سے تو کوئی بھی ایسا شخص نہیں۔ جو دربار میں اتنا مرتبہ رکھتا ہو کہ بادشاہ کو ان باتوں سے مطلع کرکے اصل بات کی طرف توجہ دلائے۔

عبداللہ۔ تو پھر ان باتوں کا کیا نتیجہ ہوگا یہی نا کہ مسلمان ابوالفضل اور فیضی کے دربے تخریب ہیں اور ہو جائینگے اونکو ملک میں دم لینے کی مہلت نہ دینگے جسطرح دربار کی امیر اور سنی لوگ بیرم خاں کے دربے آزار ہوگئے ہیں اسیطرح انہ دونوں کے گرد بھی ہو جائینگے۔ واقعی یہ نالائق حرکت ہے کہ اسلام میں رخنہ اندازی کیجائے۔ بیرم خاں تو شیعہ ہونیکی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے لوگوں کو تنگ کیا کرتا تھا اور اسوجہ سے لوگ اسکی بیخکنی کے دربے ہوئے تھے لیکن انہ دونوں کا وہ حال ہوگا کہ جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا ہو۔

نوجوان۔ بیرم خاں کی دست درازی سے مسلمانوں نے خدا خدا کرکے نجات پائی تھی مگر اب ایسے لوگوں نے دربار میں رسوخ پیدا کرلیا ہے کہ کسی مسلمان سے تو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اون کیساتھ ملکر مزاحمت کرے بلکہ میں تو یہی کوشش کرونگا کہ ایسے لوگوں کے اعتقادات

کو گنوائیں کیونکہ اگر ان کو رد کا بنجائیگا تو وہ مذہب کے خراب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے اسلئے لازم ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کیجائے ورنہ ڈر ہے کہ کہیں اسلامی فوجیں بگڑ جائیں اگر ایسا ہوگیا تو پھر ملک کو بہت بڑا نقصان پہنچیگا اور اونکی غلط کاریوں کا خمیازہ قوم کو اوٹھانا پڑے گا۔

عبد اللہ۔ لیکن آپ اسمیں کیا کوشش کرسکتے ہیں درباری امیر تو سب ابوالفضل اور فیضی کے طرفدار ہیں۔

نوجوان۔ میں بہت کچھ کرسکتا ہوں اور جب اسکا بندوبست کرونگا پھر تم کو بتادونگا کہ ارادہ اور تدبیر کیا چیز ہے فی الحال ہم رانائے میواڑ یا مارواڑ کیطرف سے فیصلہ کرونیا چاہیے اور محاصرہ کی تدبیر سوچنی چاہیے اور جب لڑائی ختم ہوجائے گی پھر بہت سے ایسے موقع مل سکتے ہیں کہ میں ان لوگوں کی کارروائی کا بندوبست کرسکوں

عبد اللہ۔ لیکن جنگ ہم لڑائی میں مصروف رہینگے وہ اپنا کام کرجائینگے اور پھر آپ کی کوشش بہت مفید ثابت نہوگی۔

نوجوان۔ اس عرصہ میں وہ کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ حضور سلطان خود بارہ ہزار فوج کے ساتھ آگرہ سے روانہ ہوچکے ہیں اور تمام مشائخ علماء معہ ابوالفضل دارالخلافت ہی میں ہیں۔

عبد اللہ۔ (حیرت سے) کیا سلطان دارالخلافت سے روانہ ہوچکے ہیں۔

نوجوان۔ اس میں اب شک ہی کیا ہے ان کو وہاں سے روانہ ہوئے پانچ چھ روز سے زیادہ ہوگئے ہیں اور تعجب نہیں کہ یہاں کہیں قریب ہی ہوں۔

عبد اللہ۔ لیکن اس موسم میں حضور کے سفر کی کیا وجہ ہے۔

نوجوان۔ یہی کہ اودے سنگھ رانا میواڑ کو اسکے نافرمانی کی سزا دیجائے اور تمام ہندو ریاستوں پر سبط بٹھایا جائے تاکہ کسی طرف سے دشمن کا کھٹکا نہ رہے۔

عبد اللہ۔ مسلمانوں کو اب یقین ہوگیا ہے کہ راجپوت اب ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

اتنا کہکر عبد اللہ نے سامنے دیکھا اور کہنے لگا ابتو قلعہ بہت ہی نزدیک ہے کوئی ایک میل ہوگا۔ اگر اسوقت محاصرہ کرنے کا ارادہ ہے تو پھر فوج کو ترتیب دینی چاہیئے اور محاصرہ کی تدبیر سوچنی چاہیئے۔

نوجوان۔ اگر ہمنے اسوقت محاصرہ کیا تو راجپوتوں کو بہت کچھ کا موقعہ ملجائے گا کہ مسلمانوں نے قریب سے حملہ کیا اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے ان کو اپنی آمد کی اطلاع دیجائے تاکہ وہ بھی لڑنے کے لئے تیار ہوجائیں اگر انہوں نے اسوقت انکار کردیا تو پھر ہم بھی صبح کا انتظار کرینگے۔

عبد اللہ۔ تو کیا آپ اطلاع کیواسطے کسی آدمی کو اون کے پاس بھیجیں گے۔

نوجوان۔ آدمی کے بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہندوؤں کا ایک تیر کردیا جائے اگر ان کا لڑنے کا ارادہ ہوگا تو وہ بھی جواب دینگے اور اگر وہ خاموش رہے تو پھر ہمیں بھی قیام کرنے میں کوئی عذر نہوگا۔

عبد اللہ۔ بہتر ہے۔
یہ کہکر عبد اللہ نے فوج کو تیار کرنے کا حکم دیا فوج کے ہر اک سپاہی نے بڑی بے صبری سے بندوق ہری اور منہ آسمان کیطرف کرکے ایکدم سے دیر کردیا بارود کی آواز سے تمام اردگرد کا علاقہ گونج اوٹھا اور صحرا کا وہ سناٹا فوراً ٹوٹ گیا جو فوج کے ٹھہر جانے سے چھا گیا تھا بندوق کی آواز دیر تک ہوا میں گونجتی رہی لیکن جب پھر سناٹا ہو گیا تو ہر اک سپاہی بڑی بیصبری سے قلعہ کیطرف سے جواب کا انتظار کرتا رہا لیکن ادھر سے کوئی جواب نہ ملا جس سے نوجوان کو یقین ہو گیا کہ راجپوتوں کا اسوقت لڑنے کا ارادہ نہیں ہے اس لئے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ لڑائی صبح ہی پر ڈالی جائے یہ خیال کرکے نوجوان نے عبد اللہ سے کہا کہ
عبد اللہ اب کیا کیا جائے قلعہ والوں نے تو کوئی جواب نہ دیا۔
عبد اللہ۔ اب اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسی جگہ قیام کیا جائے اور لڑائی صبح پر چھوڑ دی جائے۔
نوجوان۔ لیکن اسجگہ تو ہمکو پانی میسر نہ ہوگا۔ اسکا کیا بندوبست کیا جائے میری سمجھ میں ایسی جگہ قیام کرنا چاہئے جہاں پانی بکثرت مل سکے۔
ایک سپاہی۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہاں قریب ہی ایک نالہ ہے جو دریائے سوں سے نکلا گیا ہے اگر اوسکے نزدیک قیام کیا جائے تو بہتر ہوگا
اسبات پر تمام لوگ اوسیطرف روانہ ہوئے جدھر اوس سپاہی نے اشارہ کیا تھا اور تھوڑی دیر میں اوس نالے کے کنارے پہنچگئے جہاں خوش قسمتی سے پانی بکثرت بہرہا تھا سب سے پہلے نوجوان اپنے گھوڑے سے اُترا جسکے بعد سواروں اور سپاہیوں کی باگیں پکڑ کر کھڑے ہو گئے بار برداری کے اونٹوں سے جو سب سے پیچھے تھے خچر اور ڈیرے اُتارے گئے اور لوگ جلد جلد خیمے گاڑنے میں مصروف ہو گئے نوجوان نے پہلے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا اور پھر اسکی گردن پر پیار سے تھپکی دیکر اور باقی سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ خیموں کے گاڑنے سے پہلے اپنے اپنے گھوڑوں کو پانی پلا تو تا کہ عشار کی نماز جلدی سے پڑھی جائے۔ کیونکہ رات زیادہ گذری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ کہکر نوجوان ادھر اودھر ٹہلنے لگا اور سپاہیوں نے گھوڑوں کو پانی پلانا شروع کیا اسوقت جو سین نظر آتا ہے وہ نہایت ہی دلچسپ و عجیب ہے۔ چاندنی نے تمام صحرا پر اپنا پردہ ڈالدیا تھا جسکی وجہ سے ہر اک چیز بخوبی نظر آتی تھی جس جگہ پر چند منٹ پیشتر بالکل سناٹا تھا اسوقت وہاں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز نے اور آدمیوں کی گفتگو نے ملکر ایک قسم کا شور و غوغا پیدا کر دیا ہے جسکی وجہ سے تمام صحرا گونج رہا ہے چاندنی صاف اور شفاف روشنی پانی کی سطح پر پھیلکر عجیب لطف دکھا رہی ہے ستاروں کی مدھم شعاعیں نالہ کی لہروں کے ساتھ بہتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور دیکھنے والے کو نہایت ہی خوشنما اور بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ ہوائے سرد کے جھونکے ہلکے ہلکے بڑی دلفریبی سے چلتے تھے اور شفاف پانی سے اٹکھیلیاں کرتے ہوئے گذرے جاتے تھے دائیں طرف دیکھنے سے قلعہ شیو پور نظر آتا تھا جسکے بلند برج پر ایک جھنڈا اُڑ رہا تھا جسکے پھریرہ سے ہوا شوخیاں کرتے عجیب کیفیت پیدا کرتی تھی چاندنی میں صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ قلعہ نہایت مضبوط ہے

دو طرف خندق کھدی ہوئی تھی جو ہر آنیوالے دشمن کو قلعہ پر حملہ کرنے سے روکتی تھی اور جسکے سبب راجپوت دو طرف سے بالکل بیخوف رہتے تھے قلعہ کی تیسری طرف کوئی خندق وغیرہ تو نہ تھی لیکن اوسطرف دریائے مہی کا پانی لہریں لیکر قلعہ کی دیواروں کو تھپیڑے دیا کرتا تھا اور اس قدرتی رکاوٹ سے کسیکو اتنی جرأت نہ ہوسکتی تھی کہ اس جانب سے قلعہ پر حملہ آور ہو۔ جو چوتھی طرف دروازہ تھا جہاں ساری فوج حفاظت کیلئے موجود تھی بیس ہزار راجپوت تھے کہ آجتک کسی مسلمان بادشاہ نے فتح نہ کیا تھا یہ تو کسیطرح یقین نہیں کیا جاتا کہ اسلامی فوجیں اس قلعہ کی مضبوطی سے ڈر گئی ہوں یا راجپوتوں کی بہادری سے خائف ہوگئی ہوں لیکن یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اونھوں نے اس طرف توجہ ہی نہ کی ورنہ اس قلعہ کا فتح کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی یہ ناممکن ہے کہ جنکی تلواروں نے تمام ہندوستان میں ہلچل مچادی ہو اور بڑے بڑے راجاؤں کو مغلوب کرلیا ہو وہ اس معمولی قلعہ کو فتح نہ کرسکتے ہوں۔ اول تو ہندوستان کے دیگر زیر دست راجہ اسے اس ملک میں بڑا غلبہ کیا ہے دوسرے انکی طاقت بھی کموبیش حالت میں نہیں اسلئے مسلمانوں نے پہلے اونکو مغلوب کرنا چاہا اور اون کی طاقتوں کو منتشر کرنے میں کئی سال تک مشغول رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قلعہ کی طرف توجہ نہ کرسکے اب چونکہ خانخانان اکبر نے ہند کے تمام راجاؤں کو زیر کرلیا تھا لہذا اس نے اپنی توجہ رانائے میواڑ کیطرف مبذول کی اور اس فوج کو دو افسروں کے ماتحت کرکے قلعہ شیوپور کے فتح کرنیکو بھیجا اسوقت صحرا میں جس جگہ نظر اوٹھہ جاتی ہے جسمیں ہی خیمہ نظر آتے ہیں جنکی سبز سطح پر چاندنی اپنا عکس ڈالکر عجیب دلفریبی کا عالم پیدا کر رہی ہے۔ نوجوان افسر جب دیکھا کہ تمام خیمے گر چکے ہیں تو اسنے سپاہیوں کو مخاطب کرکے کہا۔ کیا سب لوگ گھوڑوں کو پانی پلا چکے بہت سی آوازیں۔ ہاں صاحب پلا چکے۔

نوجوان۔ اچھا تو اب گھوڑوں کو چھوڑ دو اور جلدی وضو کرکے نماز پڑھو رات زیادہ گذرتی جاتی ہے اس حکم کے سنتے ہی سپاہیوں نے گھوڑوں کو چھوڑ دیا اور وضو کرنے لگے

عبداللہ نے زور سے اذاں دی جسکی آواز تمام اردگرد کے صحرا میں گونج اٹھی۔ اذاں کے بعد جماعت ہونی شروع ہوئی۔ نوجوان افسر نے عبداللہ کو امام مقرر کیا کیونکہ وہ نہایت ہی خوش الحان تھا۔ عبداللہ نے باواز بلند تمام صحرا میں ایک عجیب کیفیت پیدا کردی۔ جب نماز ختم ہوئی تو ہر ایک سپاہی اپنے اپنے خیمہ میں چلا گیا تاکہ رات کا باقی حصہ آرام میں گذارے لیکن سرفروش اور جانباز سپاہیوں کو نیند کہاں ان دل میں تو جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا اور ہر ایک کی نگاہ بار بار تلوار پر پڑتی تھی اور بڑی حسرت سے واپس چلی آتی تھی کوئی ورزش کے درست کرنے میں مصروف تھا کوئی اپنی تلوار کو ہاتھ میں پکڑتا تھا اور دل ہی دل میں کہتا تھا کہ صبح اسکے جوہر دکھانے کا سن ہے۔ غرض رات نہایت ہی دلفریبی میں گذری اور ابھی صبح نمونے پائی تھی کہ اسلامی فوج میں ہلچل پڑگئی ہتیاروں کی جھنکار اور ذرہ بکتر کی کھڑکھڑاہٹ نے صحرا کے غیر معمولی سناٹے کو توڑ دیا سب سے پہلے صبح کی نماز پڑھی گئی جسکے ادا کرنے میں کچھ

زیادہ وقت خرچ ہوا۔ اور جب سب لوگ نماز
سے فراغت کر چکے تو نوجوان افسر نے فوج کو ترتیب
کا حکم دیا جب سب کام درست ہو گئے تو مسلمانوں
نے بندوقوں کا فیر کیا جسکے جواب میں قلعہ والوں
نے بھی گولہ باری شروع کی پہلے بہت دیر تک
یوں ہی لڑائی ہوتی رہی کہ مسلمان دیر کرتے
رہے اور راجپوت برابر جواب دیے جاتے تھے
لیکن جب اسی حال میں آفتاب بالکل نکل آیا
تو نوجوان افسر نے فوج کو قلعہ پر چڑھنے کا حکم
دیا چونہا ہنڈیا ہی تعمیل کیا گیا ہر ایک سپاہی قلعہ کی
فصیل کے نیچے پہنچ گیا لیکن راجپوت اسقدر
گولہ باری کر رہے تھے کہ مسلمانوں کو اپنے
ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی اور فصیل پر نہ چڑھ سکے
آخر کار نوجوان نے دروازہ کا رخ کیا اور بہت سے
آدمی دروازہ کے مقابلہ میں پہنچ گئے۔
راجپوتوں نے جب یہ حال دیکھا تو قلعہ سے نکل
پڑے اور مقابلہ پر تیار ہو گئے پہلے تو دونوں
طرف سے بندوقوں کے سوال و جواب ہوتے
رہے لیکن جب مسلمانوں نے اسطرح لڑائی
کو طول کھینچتے دیکھا تو وہ فوراً نیزوں برابر
آئے راجپوتوں نے بھی نیزے نکال لئے اور
کشت و خون کرنے لگے نیزے بڑی تیزی سے
آتے تھے اور جانفروش سپاہیوں کے سینوں
میں داخل ہو کر دوسری طرف نکل جاتے تھے
ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ اور سواروں اور
گھوڑوں کے گرنے سے صحرا میں ایک شور بپا
ہو گیا جسنے طائروں کو بھی آشیانوں سے
اڑا دیا اور وہ آسمان کے فراخ صحن میں
ادھر سے ادھر چکر لگانے لگے ہوا اسقدر
تیز ہو گئی تھی جسنے لڑائی کے اس سین میں معمول
سے زیادہ جوش پیدا کر دیا تھا بہت دیر تک
لڑائی اسی شدت و مدت سے جاری رہی لیکن جب
مسلمان راجپوتوں کے بہت نزدیک پہونچ گئے
تو دونوں نے تلواریں نکال لیں اور ایک ایک
سپاہی موت کا فرشتہ معلوم ہونے لگا۔ پہلی دفعہ جب تلواریں
سر سے بلند ہوئی تھیں اوس وقت چمکدار اور روشن
تھیں۔ اور سورج کی شعاعیں پڑتی نظر آتی تھیں
لیکن دوسری دفعہ بلند ہوتے پر خون نے
اون کی آب و تاب کو بالکل ماند کر دیا تھا۔
راجپوتوں کی طرف سے بھی برابر جوش اور
بہادری سے حملے ہو رہے تھے لیکن فرق
صرف اتنا تھا کہ مسلمان تعداد میں تھوڑے
تھے اور ہمت میں زیادہ تھے اور راجپوت تعداد
میں زیادہ اور بہادری میں کم تھے جانباز سپاہیوں
کے سر گرتے تھے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے دور
تک چلے جاتے تھے جسطرف نگاہ اوٹھ جاتی
تھی خون کی ندیاں بہتی ہوئی نظر آتی تھیں سورج
سورج کی گرم گرم کرنیں پڑکر بہت سین پیدا
کرتی تھیں۔ بے زبان طیور اس خوفناک منظر کو
دیکھکر چیخ اوٹھتے تھے۔ اور ہوا میں چکر لگا
نے لگتے تھے۔

ریگستانی علاقہ میں گرمی پیدا کرنیوالا آفتاب
بلندی پر آ گیا تھا اور لڑائی کے سماں میں ایک
قسم کا جوش پیدا کر رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ
جنگ قیامت تک بھی ختم نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک
سپاہی اپنے قوت بازو کا جوہر دکھا رہا تھا۔ اگر
چہ مسلمان تعداد میں تھوڑے تھے مگر جس طریقہ
سے وہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے

اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر وہ ان کے برابر ہوتے تو ان کو دم بھر بھی اپنے سامنے نہ ٹھہرنے دیتے مگر اب چونکہ راجپوت تعداد میں دو سو سے ہزار سے بھی زیادہ تھے اور لڑائی بہت طول کھینچ گئی اور اسی حالت میں دن کا ایک چوتھائی حصہ گذر گیا جب نوجوان افسر نے یہ حال دیکھا تو اوس نے اپنی پُرجوش تقریر سے فوج کا دل بڑھایا اور خود گھوڑے کو چکر دیکر یک لخت راجپوتوں کے بوڑھے افسر کے سامنے آ گیا اور کہنے لگا۔

نوجوان۔ اسبات کا فیصلہ ابھی ہو جائیگا راجپوت۔ اے نوجوان اپنی زندگی پر رحم کر اور میرے سامنے سے ہٹ جا ورنہ میری تلوار تجھے قتل کر دیگی کیونکہ ابھی تو ناتجربہ کار ہے۔

نوجوان۔ یہ باتیں بنانیکا وقت نہیں اگر تجھ میں بہادری ہے تو میرے سامنے آ اور میرے وار کو روک یہ نہ خیال کر کہ میں ابھی نوعمر ہوں۔

میں میری تلوار نے بڑے بڑے تجربہ کاروں کو نیچا دکھایا ہے۔ اتنا کہکر نوجوان نے اپنا نیزہ اس زور سے مارا کہ اگر راجپوت زمین کی طرف جھک نہ جاتا تو وہ سینے کو توڑ کر نکل گیا ہوتا یہ حالت دیکھکر بوڑھے افسر نے بھی اپنا نیزہ نکالا اور نوجوان پر جھپٹا مگر اوس نے اس کے وار کو ہنرمندی سے خالی دیا کہ بوڑھا افسر بہت دیر تک حیرانی سے نوجوان افسر کا منہ دیکھتا رہا اسوقت دونوں افسروں کا مقابلہ دیکھنے کے قابل ہے جسکا مقابلہ بعینہٖ شیر اور ببر کا تھا کیونکہ بوڑھا راجپوت جسامت میں نوجوان افسر سے تین چار گنا زیادہ تھا اور برخلاف اس کے نوجوان مسلمان اسکے سامنے ایک دبلا پتلا معمولی لڑکا معلوم ہوتا تھا بہت دیر تک یہ دونوں افسر اپنی سپہ گری کے جوہر دکھاتے رہے اور ایک دوسرے کے وار کو خالی دیتے رہے لیکن جب مسلمان افسر نے لڑائی کو اسطرح طول کھینچتے دیکھا تو اوس نے غصہ میں آکر تلوار کا ایک وار کیا کہ بوڑھے افسر کا بازو زخمی ہو گیا اور وہ جھنجلا کر اسپر حملہ آور ہوا لیکن اسدفعہ نوجوان نے اسکے نیزہ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ راجپوت ایک چکر کھا کر گرا سو فٹ زمین پر نہ پہنچا تھا کہ تمام راجپوتوں کی فوج یک لخت ٹوٹ پڑی۔ یہ حالت دیکھکر مسلمانوں سے کب صبر ہو سکتا تھا انہوں نے بھی تلواریں نکال لیں اور بھوکے شیروں کیطرح گر پڑے اسوقت پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی سے لڑائی ہونے لگی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بجز مرنے یا مارنے کے کوئی نہ ہیگا یہ حال دیکھکر نوجوان افسر نے اپنے گھوڑے کو فوج کے ارد گرد پھرایا اور ایک جگہ ٹھہر کر بلند آواز سے کہنے لگا۔ اے حامیان دین متین اے جاں نثاران ملک و قوم آج تمہارے امتحان کا دن ہے آج وہ موقع آگیا جسکا ہر ایک سرفروش سپاہی بڑی تمنا سے انتظار کیا کرتا تھا اپنی تلواروں کے جوہر دکھاؤ اور دشمنوں کو اسبات کا یقین دلا دو کہ تمہاری آبدار تلوار کے سامنے ٹھہرنا آسان بات نہیں سے ان کو بتا دو کہ مسلمان اگرچہ تھوڑے ہیں لیکن بہادری میں

ان سے کئی وجہ بڑھے ہوئے ہیں آجتک
تمہاری جگمگاتی تلواروں اور تیز کردار نیزوں نے
دنیا میں وہ کام کیا جسکے حالات سے تواریخوں
کے صفحے رنگے ہوئے ہیں اور جسکی
وجہ سے تمہارے نام دنیا میں ہمیشہ ستاروں
کیطرح چمکتے رہینگے گھوڑوں کی زینیں تمہارے
گھر میں دشمنوں کا ملک تمہارا بولا نگاہ ہے
اور یہ ڈیشن بالکل بودے ہیں مار کر بھگا دو بس
ایک ہی حملہ میں کا تمکو ڈالدو اور وحدہ لاشریک
تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے جنت کے
دروازے تمہارے واسطے کھلے ہوئے
ہیں حوریں بڑی ہی بیصبری سے تمہارا
انتظار کر رہی ہیں یہ دشمن کا فر ہیں اسے
بہادرو بڑھو اور ایک ہی حملہ میں ان سب کو
مار کر بھگا دو۔ بس ایک ہی حملہ کی کسر ہے
ہاں ہاں!!! اسی زور سے کام ہو گیا ان
جملوں کو ختم کرکے نوجوان نے خود بھی نعرہ
اللہ اکبر بلند کرکے دشمنوں پر بجلی کیطرح گر پڑا
اگرچہ راجپوتوں نے اجتک مشکل سے اپنے
آپ کو سنبھال رکھا تھا لیکن اس آخری فقرے
نے انکے قدم اوکھاڑ دئے اور وہ منتشر
ہونے لگے راجپوت افسر نے بہت کوشش
کی کہ فوج کے قدم رکجائیں۔ لیکن مسلمانوں
نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا اور انجام یہ ہوا کہ
راجپوت سات سو بیس لاشیں چھوڑ کے
بھاگے اور مسلمانوں نے اون کا تعاقب کیا

دوسرا باب

آغاز عشق

قلعہ شیو پور کے فراخ صحن میں اسلامی فوج
کے قیام سے ایک بڑا شور مچا ہوا ہے گھوڑوں
کے ہنہنانے کی آوازیں ہتیاروں کی جھنکار
سے ملکر عجیب کیفیت پیدا کر رہی ہیں جانباز
سپاہی فتح کی خوشی میں ادھر ادھر ٹہل رہے
ہیں قلعہ بلند برج پر اسلامی جھنڈا اڑ رہا ہے
جسکے پھریرے سے ہلکے ہلکے جھونکے شوخیاں
کرکے عجب عالم پیدا کر رہے ہیں دن کا آخری
وقت ہے قدرت کے نظم فریب سین میں
ایک قسم کی تروتازگی آئی جاتی ہے سورج کی
روشنی رفتہ رفتہ ماند پڑتی جاتی ہے وہ
دھوپ جو طبیعت کو جھسے ناگوار معلوم دینے
لگی ہے آفتاب کی ترچھی شعاعیں دریائے
مہی کی لہروں پر لوٹ کر ایک دلفریبی کا عالم
پیدا کر رہی ہیں ہوا کی تیزی سے بے روکھٹک
موجوں کا شور پیدا ہو گیا ہے اور تمام ارد گرد کی
سناٹے کو توڑ دیا ہے دریائے مہی کا زور دار
پانی قلعہ کی دیوار پر تھپیڑے دے رہا ہے جس
سے لہروں کے غیر معمولی شور سے اور بھی
تیرگی ہو گئی ہے آخر دن کی مدھم روشنی نے
تمام منظر پر اپنی چادر ڈالدی ہے جس کے
سبب یہ جلدی گذر جانیوالا سماں اور بھی
دلفریب ہو گیا ہے۔ عین اس حال میں
ایک نوجوان قلعہ کے بڑے پھاٹک سے نکلکر
ادھر ادھر ٹہلنے لگا ہے اس نوجوان کی
وردی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضرور کسی
معزز عہدہ پر ممتاز ہے اسکی جبکی ہوئی نگاہیں
اور غمگین چہرہ اسبات کا ثبوت دے رہا ہے
کہ وہ کسی اہم معاملہ پر غور کر رہا ہے سورج

کی خوشنما اور کشادہ کمر میں اسکے رخسارہوں پر
پڑ رہی ہیں اور اسکی حالت کو اور بھی ابھار
اور نمایاں کر رہی ہیں اسکی خوشنما اور کشادہ
پیشانی پر بل پڑے ہوئے ہیں جو اسکے غور و
فکر کا ثبوت دینے میں کسیطرح کم ثابت نہیں
ہوتے ہوائے خوشگوار کے نرم نرم جھونکے
اسکی کنپٹی سے شوخیاں کرکے اسکی حالت کو
اور بھی دلفریب بنا رہے ہیں اسکی رفتار
سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس معاملہ پر وہ غور کر
رہا ہے اس نے اوسکو بالکل محو کر لیا ہے
اسی حال میں وہ ٹہلتا ٹہلتا قلعہ سے دور
نکل آیا ہے جہاں چند فوجی جوانوں کی
بو جو وگی نے اسکے خیالات کو سلسلہ سے
قطع کرکے اس سین کو معمولی نگاہ سے دیکھکر
کہنے لگا عبداللہ کو خدا جانے کیا ہو گیا ہے کہیں
تعاقب کرتے میں خود ہی گرفتار نہ ہو گیا ہو جبکہ
ہماری فوج نے پوری شکست دیدی تھی
آخر اوسکو اور وہ دو پہر سے پہلے کا گیا ہوا
ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا معاملہ ہے
یہ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ اونہیں شخصوں
کے ہاتھ گرفتار ہو گیا ہو جبکہ ہماری فوج نے
پوری شکست دیدی تھی آخر اوسکو اتنی دیر
کہاں ہوئی میرے خیال میں وہ اتنا بیوقوف
بھی نہیں ہے کہ راجپوتوں کے تعاقب میں
بڑھتا گیا ہو اور اپنی سلامتی کا خیال نہ کیا ہو
اتنا کہکر نوجوان ٹہر گیا اور ادہر ادہر دیکھنے لگا
اسوقت سورج اک دور کی پہاڑی کی اوٹ
میں ہو گیا تھا شام کو آتے دیکھکر طیور بھی اپنے
اپنے آشیانوں سے نکلکر اپنی بیزبانی کی زبان
میں اپنے پیدا کرنیوالے کی توصیف و تعریف میں
نغمہ سرائی میں کرنے لگے شفق نے تمام افق مغرب
کو اپنے سنہری خوشنما رنگ میں رنگدیا جس سے یہ
سماں ایسا دلچسپ ہو گیا کہ نوجوان بہت دیر تک
اسکے دیکھنے میں مشغول رہا لیکن کچھ وقفہ کے بعد
پھر کہنے لگا افسوس شام ہونے میں بہت تھوڑا
وقت باقی رہ گیا ہے اور ابھی تک عبداللہ کی
طرف سے نہ کوئی آدمی آیا ہے اور نہ وہ خود
واپس پھرا ہے میری سمجھ میں تو خاک نہیں آیا کہ
یہ معاملہ کیا ہے اگر وہ قید ہو گیا ہے تو اوسکو چاہئے
تھا کہ کسی آدمی کو بھیجتا تاکہ اوسکی رہائی کی تدبیر
کیجاتی لیکن قید ہونا تو بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے
کیونکہ اوسکے ساتھ تین سو سے زیادہ سوار ہیں
اور راجپوتوں میں اتنی جرأت کہاں کہ پھر اس کا
مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے اور اوسکو گرفتار
کرکے لیجاتے میرے خیال میں ضرور کوئی واقعہ
پیش آیا ہے ورنہ عبداللہ کو اتنی دیر نہ ہوتی اچھا
قلعہ میں چلکر اسکا انتظار کرتا ہوں۔ یہاں کھڑے
اسکا انتظار کرتا ہوں یہاں کب تک پھرا کروں گا
اتنا کہکر نوجوان مڑتے ہی کو تھا کہ سامنے کی طرف سے
گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آنی شروع ہوئی
اور ساتھ ہی ایک سوار نمودار ہوا جو اپنی تیز رفتاری
کیوجہ سے بہت جلد نوجوان کے قریب پہنچ گیا۔
نوجوان بھی اس سے گفتگو کرنیکے لئے نہایت بیصبری
سے بڑھا چنانچہ وہ آنیوالا سوار بہت زور سے آگے
آیا اور گھوڑے سے اوتر کر نوجوان کو سلام کرنے
کے بعد کہنے لگا میں محمود خاں سے ملنا چاہتا ہوں۔

نوجوان ۔ میں وہی ہوں۔

سوار ۔ میں ابھی ابھی حضور سلطان کیطرف سے

آرہا ہوں دونوں نے کہا ہے کہ قلعہ رشیو پور میں عبداللہ کو چھوڑ کر آپ بہت جلد قلعہ کاکرون کیطرف روانہ ہو جائیں۔

محمود۔ اسوقت تو سفر کرنا ممکن نہیں انشاء اللہ صبح یہاں سے روانہ ہو جاؤنگا لیکن افسوس کہ عبداللہ ابھی تک تعاقب سے واپس نہیں آیا اور اگر وہ رات کے اندر ہی اندر واپس آیا تو پھر اس قلعہ کا انتظام کیا ہوگا۔

سوار۔ جو حکم تم ہمیں نے سنا دیا آپ جسطرح مناسب سمجھیں کریں۔

محمود۔ لیکن آج سلطان کہاں ہیں اور آیندہ ارادہ کسطرف کا ہے۔

سوار۔ امید ہے کہ آج شام سے پہلے پہلے سلطان قلعہ مندوق تک پہنچ جائینگے اور وہاں سے فیصلہ کرنیکے بعد قلعہ کاکرون کیطرف متوجہ ہونگے۔

محمود۔ تو پھر میرے صبح روانہ ہونیمیں کوئی حرج نہیں کیونکہ قلعہ مندوہ کے فتح ہونیکی خبر سلطان کو اکیدن خرچ ہوگا اور وہ کل وہاں سے روانہ ہونگے اسلئے میں بھی انکے پہنچنے سے پیشتر قلعہ کاکرون میں پہنچ جاؤنگا۔

سوار۔ لیکن رشیو پور میں کیا انتظام کیا جائے گا۔

محمود۔ اسکا فیصلہ میں اب کیا کرسکتا ہوں۔ اگر عبداللہ تعاقب سے آجاتا تو پھر اسکو یہاں چھوڑ کر میں قلعہ کاکرون کیطرف روانہ ہو جاتا مگر فی الحال تو میں کسیصورت اس قلعہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

سوار۔ اگر وہ صبح تک بھی واپس نہ آیا تو پھر کیا ہوگا

محمود۔ یہی تو میں سوچتا ہوں لیکن اب یہ خیال اور زیادہ ہو گیا ہے کہ اگر میں سلطان کے پہلے قلعہ کاکرون میں پہنچ نہ سکا تو پھر کیا ہوگا۔

سوار۔ آخر عبداللہ تعاقب کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہوا

محمود۔ دوپہر سے پہلے گیا ہے اور ابھی تک واپس نہیں آیا خدا جانے کیا معاملہ ہے میری سمجھ میں نہیں آتا

سوار۔ اگر وہ اسوقت تک بھی واپس نہیں آیا تو پھر یقین کرلینا چاہیے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آگیا اور اب صبح تک بھی اوسکے آنیکی امید نہیں ہوسکتی

محمود۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اوسکو اتنی دیر کیوں ہوئی یہ تو ممکن نہیں کہ راجپوتوں نے اسپر گرفتار کر لیا ہو کیونکہ اوسکے ساتھ کافی فوج ہے اور راجپوت ایسی بری طرح بھاگے ہیں کہ مقابلہ کرنیکی اونکو ہرگز جرأت نہیں ہوسکتی۔

سوار۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ تعاقب میں بڑھتا گیا ہوگا ورنہ اوسکو واپس آنیمیں اتنی دیر نہوتی۔

محمود۔ خیر جو کچھ ہو مگر ہم کو اب قلعہ میں چلکر کوئی تدبیر سوچنی چاہیے کیونکہ شام قریب آتی جاتی ہے اور ابھی کام بہت کرنے ہیں اتنا کہکر محمود قلعہ کیطرف روانہ ہوا اس سوار نے بھی اپنے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور وہ اوسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اسوقت شام ہو رہی تھی آخری دن کی مدھم روشنی نے اس سماں کو کچھ ایسا دلفریب بنا دیا تھا کہ نوجوان اوس کے دیکھنے میں مصروف ہو گیا اور شام کی سرد اور خوشگوار ہوا نے اوسے محو کر دیا بہت دیر تک تو وہ اوس منظر کو دیکھتا رہا قلعہ کیطرف چلا گیا تو آخر کار سوار نے اوسکو اپنی طرف متوجہ کیا اور کہنے لگا۔ آپنے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا۔

محمود۔ اس کے جواب میں یہی کہنا کافی ہے کہ ایک بڑی سخت لڑائی کے بعد راجپوت ایسی بری طرح بھاگے کہ تمام اسباب قلعہ میں چھوڑ گئے

سوار۔ آہ میں ایک بات کہنا بھول گیا تھا حضور سلطان نے یہ بھی کہا تھا کہ جو اسباب لڑائی میں

ساتھ آئے وہ بھی آپ ساتھ لیجائیں۔

محمود۔ ہاں وہ تو ساتھ لیجایا ہی جائیگا اگر سلطان نہ بھی کہتے تو بھی وہ سامان اُنکی خدمت میں بھیجا جاتا

سوار۔ لیکن وہ اسباب کیا ہے۔

محمود۔ کچھ تو بار برداری کے اونٹ ہیں اور کچھ جیسے ہیں جو شاید جلدی میں یہاں رہ گئے ہیں گو کچھ زیادہ اسباب نہیں لیکن پھر بھی خیمہ کی ٹھوڑی سی لوٹ مار بھی زیادہ خیال کیجاتی ہے۔

سوار۔ اسمیں شک ہی کیا ہے جو سنے گا یہی کہیگا کہ راجپوت جلدی میں اپنا مال و اسباب ہی چھوڑ گئے یہ کہکر سوار خاموش ہو گیا کیونکہ اسوقت وہ دونوں قلعہ کے نزدیک پہنچگئے تھے اور جب وہ صحن میں داخل ہوئے تو نوجوان نے ایک سپاہی کو بلا کر کہدیا کہ سوار کے گھوڑے کو اصطبل میں لیجاوے اور خود اسکا ہاتھ پکڑ کر ایک کمرہ کی طرف لیچلا جو اور تمام کمروں سے شاندار اور زیادہ خوبصورت تھا۔ کمرہ کے وسط میں دو چوکیاں رکھی ہوئی تھیں جسکو شاندار بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا تھا۔ چونکہ اسوقت شام ہو گئی تھی لہذا پنکھوں سے اسمیں روشنی جلا دیگئی تھی جسکی شعاعیں کمرہ کے اسباب آرائش کو بہت اچھی طرح ظاہر کر رہی تھی۔ جسوقت یہ دونوں کمرہ میں داخل ہوئے اُسوقت سات بجنے والے تھے نوجوان نے کمرہ کی تمام چیزوں کو ایک معمولی نگاہ سے دیکھا اور اپنے ہر ایک کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرکے خود بھی ایک چوکی پر بیٹھکر کہنے لگا جوں جوں وقت زیادہ گذرتا جاتا ہے مجھے عبداللہ کی فکر سے اپوسی ہوتی جاتی ہے۔

سوار۔ اگر وہ مذکورہ صبح تک نہ آیا تو پھر آپ کسطرح قلعہ کو چھوڑ کر سلطان کے حکم کے موافق قلعہ کاکرژن کیطرف جا سکتے ہیں۔

محمود۔ میں کیا بتاؤں میرے خیال میں کوئی بات نہیں آتی ہاں اگر وہ آجاتا تو پھر نصف فوج میرے یہاں چھوڑ کر باقی سپاہیوں کو ساتھ لیکر اور ہر کو روانہ ہو جاتا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

سوار۔ اگر آپ فوج کو یہاں چھوڑ کر خود روانہ ہو جائیں تو کچھ بُرائی نہیں۔

محمود لیکن میرے پاس کافی فوج نہیں ہے کیونکہ کچھ تو آج لڑائی میں شہید ہو گئے۔ اور باقی ماندہ تین سو سے زیادہ عبداللہ ساتھ لیگیا ہے اسکے علاوہ فوج کا یہاں رہنا چنداں فائدہ مند نہ ہوگا

سوار۔ تو پھر مجھے روانہ کر دیجیے تاکہ سلطان کو ان باتوں کی خبر کیجائے۔

محمود۔ (کچھ سوچکر) اگرچہ سلطان کو اسبات کی خبر اطلاع کرنی چاہیے لیکن بہتر ہو اگر عبداللہ کا کچھ دیر اور انتظار کیا جائے۔

سوار۔ اجی صاحب وہ اب آچکا اگر آنا ہی ہوتا تو دو پہر سے اسوقت تک تیس چالیس میل کا فاصلہ طے ہو سکتا ہے وہ خدا جانے کسطرف کو چلا گیا۔

محمود۔ پشاور کے سوا اور کسطرف جا سکتا ہے میرے خیال میں اگر وہ مفروروں کے تعاقب میں بڑھا چلا گیا ہے تو اب واپس ہی آتا ہوگا۔

سوار۔ نہیں صاحب وہ اب واپس نہ آئیگا مجھے آپ اجازت دیں تاکہ صبح ہونے سے پہلے مسندہ تک پہنچ جاؤں۔

محمود۔ میرے خیال میں بہتر ہوتا کہ اگر کچھ دیر کے واسطے اور انتظار کیا جاتا ممکن ہے کہ اب وہ واپس آجائے۔

سوار۔ نہیں اب اجازت دیجئے انتظار کرنے میں اور بھی وقت ضائع ہوگا۔

یہ کہکر سوار اٹھنے ہی کو تھا کہ دروازہ کھلا اور عبداللہ تشریف لے آئے (عبداللہ سے) آپکو اتنی دیر کہاں ہوئی میں تو بالکل مایوس ہو چکا تھا۔

عبداللہ۔ ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے ذرا دم لیلوں تو بیان کر سکتا ہوں۔

اسبات پر نوجوان حیرت سے عبداللہ کیطرف دیکھنے لگا اور جب وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو نوجوان نے کسیقدر بیصبری سے کہا "آخر بات کیا ہے۔ اور یہ پہلے سے کیوں پہونچ گئے"

عبداللہ۔ بات یہ ہے کہ جب میں تباؤ لگا پہلے مجھے اسنداد لینے دو کیونکہ میں بڑی دور سے آرہا ہوں اور میری فوج جو یہاں سے ۱۲ کوس ہے آئی امید ہے کہ تھوڑی دیر میں وہ بھی آجائے۔

محمود۔ معلوم ہوتا ہے فوج کو پیچھے چھوڑ آئے۔

عبداللہ۔ صرف اسواسطے کہ آپکو زیادہ انتظار سے اور کسی قسم کا شک ہو (سوار کیطرف اشارہ کرکے) یہ صاحب کون ہیں۔

محمود۔ یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آپ حضور سلطان کیطرف سے آرہے ہیں کہ میں بہت جلد قلعہ کاکرون میں پہنچ جاؤں اور آپ کو اس قلعہ میں چھوڑ جاؤں۔

عبداللہ۔ (حیرت سے) تو معلوم ہوا کہ حضور سلطان قلعہ کاکرون کیطرف جا رہے ہیں کیا بھی وہیں ہیں۔

محمود۔ بیشک ایسا ہی ہے اور میں صبح کو یہاں سے روانہ ہو جاؤنگا۔

عبداللہ۔ کیا اتنی جلدی؟

محمود۔ اونہوں نے کہلا بھیجا ہے کہ میں شکلا کو روانہ ہوکر دوسرے دن وہاں پہنچ جاؤں لیکن میں نے رات کا سفر مناسب نہ سمجھا اور ارادہ کرلیا ہے کہ صبح یہاں سے روانہ ہوں لیکن وہ آپکی بات کرتا ہے۔

عبداللہ۔ اگر آپ زیادہ مشقت میں نہ پڑیں تو میں آپکے لئے اب میں رہتا ہوں کیونکہ وہ بہت دور نکل گئے تھے لہذا میں انکو نہ پاسکا وہ میرے آنے سے پہلے ہی تھوڑی دیر کے لئے یہاں سے روانہ ہوا اور اس رفتار سے واپس پاکر میرے قلعہ شیور پور کے نزدیک پہنچ گیا اسلئے میں نے اپنی رفقاء کو ملکر کے آپ سے ملنے کا ایک میل آگے بڑھا کہ ایک گاؤں کیطرف راجپوتوں کے کوئی آٹھ سو سوار آتے دیکھائی دیئے میں نے فوج کو فوراً ترتیب کرکے لڑائی کیلئے آمادہ ہوا چونکہ میرے سوار تھوڑے تھے لہذا راجپوت ہی اگے آرہے تھے اور ایک سخت لڑائی کے بعد بالآخر راجپوت شکست کھاکے چوکر انہیں غالب ہونے لگا تھا اسلئے میں نے بھی بہت سے راجپوت ہلاک کئے لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ان قیدیوں میں جو میرے ہاتھ لگے ہیں جو نہایت ہی بدصورت ہیں معلوم ہوا ہے کہ کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں میں نے ان سے بہت سے سوال کئے لیکن انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔

محمود۔ وہ عورتیں کہاں ہیں؟

عبداللہ۔ میں انکو فوج کے سپرد کرکے بدقت یہاں تک پہنچا ہوں۔ امید ہے کہ اب وہ آتے ہی ہونگے

محمود۔ لیکن یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ سوار کون تھے اور کس غرض کیلئے جا رہے تھے۔

عبداللہ۔ ایک قیدی کی زبانی معلوم ہوا کہ قلعہ شیور کا حاکم جلدی میں آٹھ سو راجپوتوں کو انہی دو لڑکیوں کے ہمراہ ایک گاؤں میں چھوڑ گیا تھا تاکہ

وہ راتکو سفر کے سبب سے اوسکے پاس نہ جائیں
محمود۔ اگر یہ درست ہو تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ
دونوں عورتیں قلعہ کے حاکم کی رفتہ دار ہونگی
عبد اللہ۔ نہیں صاحب اوسکی صورت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ غریب شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔
محمود۔ خیر دیکھا جائیگا لیکن اوسکی اسیاریں کیا رائے
ہے کہ یہاں کتنی فوج چھوڑ دیجائے۔
عبد اللہ۔ جتنی فوج زیادہ ہوگی اوتنا ہی بہتر ہوگا
کیونکہ یہ تمام علاقہ راجپوتانہ کا ہے اور عجب نہیں ہو کوئی حاکم
اس قلعہ کو چھڑانیکے واسطے آجائے۔
محمود۔ یہ تو ناممکن ہے اب راجپوتوں میں اتنی طاقت
کہاں کہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں اور اس قلعہ کو
چھڑانیکے واسطے آئیں۔
عبد اللہ۔ (کچھ سوچکر) انتظام کر لینا اچھا ہوتا ہے
محمود۔ میرے خیال میں تو سو سوار اس قلعہ کی
حفاظت کو کافی ہیں کیوں نہ۔
عبد اللہ۔ (کچھ سوچکر) اگر زیادہ ہوتے تو اچھا
ہوتا لیکن جیسا آپ کے پاس کم رہیگا اچھا ہے۔
محمود۔ میری بات آپ کچھ خیال نہ کیجئے اگر آپ
کو کچھ اعتراض ہو تو بیشک رہنے دیجئے کیونکہ مجھکو
زیادہ فوج کی حاجت نہیں اسلئے کہ میں شاہی
فوجوں سے جا ملونگا۔
عبد اللہ۔ خیر صبح کو دیکھا جائیگا جتنے سواروں
کی ضرورت ہوگی رکھ لونگا۔
ہنوز عبد اللہ کی بات ختم ہوئی تھی کہ دروازہ کھلا
اور تین شخص کمرہ میں داخل ہوئے انمیں سے
ایک تو فوجی سپاہی تھا اور دو لڑکیاں تھیں جنمیں ایک
ایک نوجوان ہی تھی اگرچہ دوسری بھی
جوان تھی لیکن وہ عمر میں اپنے ہم عمر سے کسیقدر

بڑی معلوم ہوتی تھی اور اوسکے علاوہ لباس بھی اتنا
شاندار نہ تھا جیسا کہ اوس دوسری نازنین کا تھا۔ یہ
دونوں لڑکیاں بڑے ناز و ادا سے آگے بڑھیں اور
محمود کے سامنے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی ہو کر اوسکو غور سے
دیکھنے لگیں محمود نے بھی نگاہ اوٹھا کر نوعمر نازنین کو دیکھا
ہر ایک شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ وہ دنیا میں اون
لڑکیوں سطرح شوخ اور چالاک نہیں جنہوں نے زمانہ کو
اچھی طرح دیکھا ہو یا جنکی عمر مجلس میں گذری ہو بلکہ اوسکی
ہر اک بات میں بھولاپن اور سادگی پائی جاتی تھی اوسکا
بشرہ اور جو بصورت مہرہ ایسا دلفریب تھا کہ اوس کو
دیکھکر کوئی شخص بھی اپنے دلپر قابو نہیں رکھ سکتا اوسکے
حسن کی ایک جھلک بڑے بڑے زاہدوں اور بڑے
بڑے پرہیزگاروں کے تقوی کو توڑنیکے لئے کافی معلوم
ہوتی ہے اوسکے گورے رخسار پر عنفوان شباب نے
سرخی مائل گلابی پوت کر دیا ہے ایسی دلکش معلوم
ہوتی ہے کہ کوئی شخص اوسکو دیکھے اور ہر ممکن
نہیں کہ اپنے ہوش و حواس کو درست رکھے اور خاصکر
اوسوقت کا نوری شمع کی روشنی نے اوسکو اسیا دلربا
بنا دیا ہے کہ نوجوان محمود ایک بے بسی کے عالم میں مبتلا
ہوا اوسکے جمال جہاں آرا کو استعجاب اور حیرت سے دیکھ رہا ہے
اوسکی کشادہ اور نوشنما پیشانی ایسی صاف اور
پیدا ہے کہ کوئی شخص کسی قسم کا نقص نہیں
نکال سکتا شرم نے اوسکے حسین مکھڑہ پر گلابی بسنت کے
قطرے پیدا کر دئے ہیں جنپر قسم کی شعاعیں روشنی
عکس ڈالکر اور بھی دلفریب بنائے جاتی ہے اوسکے ابرو
کی موزوں اور مناسب سیدگی نے اوسکے حسن میں
ایک قسم کی دلکشی پیدا کر دی ہے جسکا اثر عاشق
مزاجوں کے دلوں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا
یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی شخص اوسکو دیکھے اور اوسکا

دل ٹکڑے ہو جائے اوسکی آنکھیں سیاہ اور بڑی
بڑی ہیں اگرچہ نشانہ بانی میں وہ شوخ نہیں معلوم
ہوتیں لیکن اونکا دلونکو فتح کر لینے والا تیر معشوقانہ
اداؤں کے وقت دلکو شکار کر لینے میں کسیطرح
کم ثابت نہیں ہوتا گو اسوقت شرم اور ندامت نے
اوسکی نگاہ کو جھکا دیا ہے لیکن پھر بھی محمود جیسے
بہادر شخص کے دل کو فتح کر لینے یہ ادا اور بھی مفید
ثابت ہوئی ہے اور وہ نازنین کو دیکھکر بالکل
بے قابو ہو جاتا ہے جسکی خوبصورتی نے محمود جیسے
والوں کو بھی محو حیرت کر دیا ہے اسکی مژگان کا تیر
عشاق کے دل میں گھر کر لینے اور اونکو مجروح کرنے
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا اگرچہ خوف
اور ندامت نے نازنین کی اصلی حالت کو کسیقدر
تبدیل کر دیا ہے لیکن در اصل حالت کو کسیقدر
تبدیل کر دیا ہے لیکن در اصل اسوقت اسکے
حسن میں اور بھی دلکشی عالم پیدا ہو گیا ہے
اسکی کالی کالی سیاہ زلفیں رخسارو کے دونو طرف
اسطرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی لٹک رہی ہیں کہ اونہوں
نے نوجوان محمود کی گردن میں عشق و محبت کا طوق
ڈالدیا ہے اور وہ اپنے آپکو کچھ ایسی پیچیدگیوں
میں دیکھتا ہے جنسے رہا ہونیکا خیال اسکے
ذہن میں آیا ہے نہیں انہیں زلفوں نے نازنین
کے گورے گورے رخسارو کو چومکر رات اور
دن کو یکجا کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کیا ہے اوپر لمبے لمبے بالوں نے اس عالم
کو اور بھی دلفریب بنا دیا ہے اور وہ ایسی دلربا
معلوم ہوتی ہے کہ نوجوان محمود جو اوسکی خوبصورتی
دیکھتا ہے وہ بے بس اور بے قابو ہو جاتا
ہے اسکا بڑا ساتھ الیا مزوں اور مناسب ہے
کہ کوئی بھی اس میں نکتہ چینی نہیں کر سکتا اس کی
پتلی اور خوشنما ناک کسیقدر اوپر کو اونچی لب معجز نما
کے بوسے لینے کیلئے نیچے جھک گئی ہے جسکی وجہ سے
اوسکا حسن اور بھی دلوں کو لبھانیوالا ہو گیا ہے اسکے
کپڑوں کو دیکھکر ہر شخص کہ سکتا ہے کہ وہ مرزر کسی
شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہوئی زر بفت کا
ایک چست کرتہ زیب بدن ہے جسنے اس کے دلکش
حسن میں ایک قسم کا فوری اثر پیدا کر دیا ہے کرتے
کے اوپر سینے کے آگے اسی طور پر ایک خوبصورت
دوپٹہ پڑا ہوا ہے جسنے خوبصورتی کی دلفریب ادا کو
اور بھی ترقی دیدی ہے سر پر ایک چادر آسمانی
قیمتی کپڑے کی اوڑھی ہے جو اپنی ڈھیلی ڈھالی
شکنوں سے تمام بدن کو چھپاتی ہوئی برہنی پا ادی
سے پاؤں کے آگے لٹک رہی ہے جس نے اس
صورت میں ایسا دلفریبی کا اثر پیدا کر دیا ہے کہ
نوجوان محمود بالکل بیحس و حرکت ہو گیا ہے گویا
وہ ہمیں اوسکی تصویر ہے ایک بیشبہا زرنگار کی
قیمتی اور خوشنما سایہ نازنین کی موجودہ
خوبصورتی کو اور ترقی دے رہی ہے اور
محمود کے رہے سہے حواس بھی غائب ہوئے
جاتے ہیں۔

اور وہ حیرت مجسم بنا جاتا ہے غرضکہ جسکی ایسی
تصویر عاشق مزاجوں کے دل میں باشاعر
لوگوں کے خیال میں رہنے کے سوا اور
کسی جگہ ہرگز ممکن نہیں۔

اسوقت نوجوان محمود کے سامنے بالکل
نقاب کھری نظر آئی ہے۔

اس نازنین کی عمر سے ہماری دوسری
عورت اس سے جتنا چاہئے بڑی معلوم

ہوتی ہے اگرچہ وہ حسین ہے لیکن اسکا حسن
ایسا دلکش اور دلفریب نہیں جو کسی عاشق مزاج
کو بیقابل بے بس کر دینے بلکہ اوسکے حسن میں ایک
قسم کی تروتازگی پائی جاتی ہے جو دیکھنے والوں
کے دلوں میں ہمیشگی ڈالدیتے میں ایک مسیحا نما
اثر رکھتی ہے اسکی صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ
اسنے دنیا کا گرم و سرد اچھی طرح دیکھا ہے اور وہ
انقلابات زمانہ کو حاصل کر کے بخوبی تجربہ حاصل
کر چکی ہے اسکی آنکھوں میں ایک قسم کی شوخی
پائی جاتی ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ نشانہ بازی کرنے
وقت اسکی آنکھیں دلوں کے چرانے میں کبھی کم
ثابت نہیں ہوئیں دنیا کا زیادہ حصہ دیکھنے
کیوجہ سے اسمیں شرم و حیا اتنی نہیں پائی جاتی
جتنی کہ دوسری نوعمر نازنین میں ہے اسکی بولنے
سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی کسی معزز خاندان سے
تعلق رکھتی ہے اگرچہ دونوں لڑکیاں خوبصورت
ہیں لیکن فرق اتنا ہے کہ ایک میں بھولاپن ہے
اور دوسری میں شوخی اور چلبلاپن کوٹ کوٹ کر
بھرا ہے۔ پہلی دنیا کے فریبوں اور زمانہ کے
گرم و سرد سے بالکل ناواقف معلوم ہوتی ہے
لیکن دوسری نے دنیا کو اچھی طرح دیکھا ہے
اور بہت کچھ تجربہ حاصل کر چکی ہے دونوں
حسین عورتیں۔ پہلی کو اپنے حسن پر فخر نہیں ہے
اور نہ اوسے معلوم ہے کہ اسکا اثر دیکھنے والوں
پر کیا ہوتا ہے لیکن دوسری کو اپنے حسن پر
اعتبار ہے اور وہ لوگوں کو اسکا گرویدہ بنانے
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی۔
غرضکہ دونوں حسن کی دیویوں میں زمین آسمان
کا فرق ہے اگر پہلی حسین اور سنجیدہ ہے۔ تو
دوسری سخن سنج و چالاک ہے گو حسن میں دونوں
ایک دوسرے سے بڑھکر نہیں اگر نوجوان محمود خاں
پر جو جا دو پہلی کی دلکش اداؤں اور دلفریب حسن
نے مرد یا وہ اپنے کو سنبھال سکتا نہ تھا۔ غرض تھوڑی
دیر تک بے اختیاری کے عالم میں نازنین کے حسن
کو دیکھتا رہا اور ایسا محو ہو گیا کہ اپنے آپ کو بھول گیا
لیکن فوجی سپاہیوں کی کرخت آواز نے اوسکو محویت
کے عالم سے چونکا دیا اور وہ اوسکی طرف متوجہ ہو گیا
جو کسیقدر ادب سے آگے بڑھا اور کہنے لگا۔

وہ دونوں لڑکیاں جو عبداللہ خاں نے میرے
سپرد کی تھیں۔ اتنا کہکر وہ سپاہی سلام کر کے
مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا اوسکے جانے کے
بعد جب دروازہ بند ہو گیا تو نوجوان محمود نے
نازنین کو سر سے پاؤں تک دیکھا جو کسی فوری
جوش کو زبردستی دبکر کہنے لگا۔ بیٹھ جائیے نہ
اتنا کہکر محمود نے دو کرسیاں خود اپنے ہاتھ سے
آگے کر دیں اور وہ دونوں لڑکیاں بڑے
ناز و نخوت سے بیٹھ گئیں۔ محمود ایک اوچٹتی
آنکھ سے اوسکو دیکھنے لگا لیکن تھوڑے وقفہ
کے بعد نوعمر نازنین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا
معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی شاہی خاندان سے
تعلق رکھتی ہیں۔

نازنین۔ آہ اب خود تو قید ہو گئے خاندان
کے بدنام کرنے سے کیا فائدہ افسوس قسمت
نے رہو کا دیا۔

محمود۔ یقین جانئے کہ قید ہونے سے
آپ کی عزت میں کسی قسم کا فرق نہ آئے
گا اور اگر آپ اپنے خاندان کا نام بتا دینگی
تو ہمارے لوگ آپ کی اور بھی قدر کرینگے

نازنین - جی ہاں یہ تو مجھے پہلے ہی سے یقین تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوں گے وہ میری عزت و قدر کریں گے۔

محمود - تو گویا اسمیں آپ کو شک ہے۔

نازنین - شک تو خواہ مخواہ ہو گا ہی کیونکہ اب تو لونڈی بنکر رہنا پڑیگا اور یہ بھی معلوم ہے کہ لونڈی کی عزت ہوتی ہے

محمود - لیکن آپ اگر کسی کے دل کی مالک بنکر رہیں تو بے عزتی نہیں۔

نازنین - (ندامت سے سر جھکا کر) نہیں صاحب میں کسی کی مالک بننے کے قابل نہیں آہ اگر تقدیر میں ایسا ہی ہوتا تو میں مسلمانوں کے ہاتھ قید کیوں ہوتی - اتنا کہکر زار زار رونے لگی

محمود - لیکن آپ روتی کیوں ہیں میں نے کوئی بری بات نہیں کی اور اگر ان باتوں سے خفا ہوتی ہیں تو آئندہ میں خاموش رہونگا۔

نازنین - میں آپکی باتوں سے خفا نہیں ہوں بلکہ میں اپنی تقدیر کو روتی ہوں - اور جتنک زندہ رہونگی۔

محمود - (دل میں) مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکی کو کسی سے عشق ہے اور اب اپنے عاشق سے جدا ہونیکے غم میں رو رہی ہے یہ تو بیشک ممکن نہیں کہ والدین کے غم میں روتی ہو اور اگر ایسے جدا ہونیکو اپنی بدقسمتی خیال کرتی ہو تو میں نہیں یہ ناممکن ہے آہ دل ہی کیسی بری چیز بنائی ہے اگر دل نہ ہوتا تو کسی کا عشق ہی نہ ہوتا تو میرا کیا حال ہوگا میں اسکا عشق کس سے دریافت کروں وہ تو نام بتانیکو اپنی اور اپنے خاندان کی بیعزتی خیال کرتی ہے یہ تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ نازنین ضرور شاہی گھرانے سے تعلق رکھتی ہوگی لیکن اگر یہ بات اسکی زبانی سن لیتا تو میرا دل اک بوجھ سے ہٹ جاتا۔ یہانتک خیال کرکے محمود نے نازنین کیطرف دیکھا اور کہنے لگا - اگر آپ اپنے خاوند کا نام نہیں بتاتی ہیں تو اپنا ہی نام بتا دیجئے تاکہ معلوم ہو کہ آپ کون ہیں۔

نازنین - سلطانوں کی قیدی ہوں اسکے سوا اور اب کیا بتاؤں کہ کون ہوں۔

محمود - یہ تو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ آپ اسوقت مسلمانوں کی قیدی ہیں لیکن نام بتانے میں کیا حرج ہے۔

نازنین - اگر میرے نام بتانیمیں کوئی حرج نہیں تو آپ کو پوچھنے سے فائدہ۔

محمود - شاید کوئی مقصود ہو۔

نازنین - نہیں صاحب میں اپنا نام بتاکر اپنے خاندان کو بیعزت نہیں کر سکتی آپ اسپارے میں زیادہ اصرار نہ فرمائیے۔

محمود کو اس جواب نے اک سوچ میں ڈالدیا اور وہ دل ہی دل میں کہنے لگا - اب کس سے دریافت کروں کہ یہ کون لڑکی ہے اسکی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضرور اوسکو اپنے عاشق سے جدا ہونیکا صدمہ ہے ورنہ مسلمانوں کی قید کو اتنا برا نہ خیال کرتی خیر جو کچھ ہو لیکن میرے دل کو یہ کیا ہو گیا ہے یہ کسیطرح چین ہی نہیں لیتا افسوس میری تمام بہادری اور جرات کا خاتمہ ہو گیا میں سمجھتا ہوا تھا کہ میری آہنی دل ملکوں کو فتح کرسکتی ہے لیکن یہ کسی خیال نے کہ کسی کی فتح اور شکست کی کوئی پرواہ نہیں کرتی اور نہ کسی کام کا نہ رہونگا مجھے معلوم نہ تھا کہ کسی کی محرومی

میرے جگر کو زخمی کر لگا۔ آہ اب کیا کروں اس پیاری نازنین کا حال کس سے دریافت کروں یہ باتیں چیت کرنا بھی عار سمجھتی ہے اچھا اس دوسری عورت سے پوچھتا ہوں شاید اسکی باتوں سے کچھ معلوم ہو۔ یہ خیال کر کے محمود نے نگاہ اُٹھائی اور دوسری نازنین کو غور سے دیکھکر کہنے لگا کیا آپ بھی اپنا نام بتانیکو خاندان کی بیعزتی سمجھتی ہیں۔

دوسری نازنین۔ مجھے تو اپنا نام بتانے میں کوئی عذر نہ تھا لیکن اب میں بھی مجبور ہوں کیونکہ میرا نام ظاہر ہونے سے اسکے خاندان کا نام بھی ظاہر ہوگا۔

محمود۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کسی شہزادہ ہیں

دوسری۔ جی ہاں شہزادہ ہوں لیکن آپکو ہمارے نام پوچھنے سے کیا فائدہ۔

محمود۔ کچھ فائدہ ہی ہے جب تو پوچھتا ہوں ورنہ میں ایک بیاصرار کرنیکو بُرا سمجھتا ہوں۔

دوسری۔ اگر آپ ہمارا حال دریافت کرنے کے لئے اتنے ہی مشتاق ہیں تو میں ایک شرط پر بیان کرتی ہوں

محمود۔ اور وہ شرط کیا ہے؟

دوسری۔ یہی کہ آپ ہمکو رہا کرنیکا وعدہ کریں میرا باپ اور اپنے خاندان کا نام بتا سکتی ہوں۔

محمود۔ اب اسبات کا کیا جواب دوں۔ ہار ماننا تو میرے اختیار میں نہیں ہے اور اسکے علاوہ اگر کسی حریف سے بھی کروں تو یہ پیاری نازنین ہاتھ سے جاتی رہیگی اور اگر یہ حال سلطان کو معلوم ہوا تو وہ بھی بدنامی ہوگی۔ بہتیرا دماغ لڑا کر سوچا کچھ دیر کے بعد پھر نازنین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میرا خیال ہے کہ شاید اسبات پر بھی راضی ہوں۔

دوسری۔ آپکو اسکے راضی ہونے یا نہونے سے کیا غرض ہے آپکو تو صرف حال دریافت کرنیسے مطلب ہے اور وہ اس شرط پر بتایا جا سکتا ہے کہ آپ ہمکو رہائی دینے کا وعدہ کریں۔

محمود۔ لیکن قیدیکو رہا کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے

دوسری۔ ماں تو وہ کس کے اختیار میں ہے

محمود۔ سلطان کے سوا اور کسیکو اتنی طاقت نہیں کہ کسی قیدی کو اُنکی مرضی کے بغیر رہا کر دے

دوسری۔ لیکن اگر آپ یہ بندوبست طور سے کرا سکیں تو سلطان کو ہرگز اسبات کی خبر نہ ہوگی اور آپکو کوئی الزام نہ آئے گا۔

محمود۔ اسیطرح ممکن نہیں کہ دو جنگجو دوست ہوتے ہیں وہاں دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور عجب نہیں جو ہمیں سے کوئی شخص بادشاہ کو میری اس کارروائی کی اطلاع کر دے

دوسری۔ لیکن اسوقت تو ان تین چار شخصوں کے سوا اور کسی کو اس حال کی خبر نہیں اگر یہ فوج کو ہماری قید کا حال معلوم ہے اگر ان سے اتنا ہو سکتا ہے کہ قیدی رات کو بھاگ گئے

محمود۔ جھوٹ تو مجھسے ہرگز نہ بولا جائیگا کیونکہ دروغگوئی بھی ہمارے مذہب میں گناہ کبیرہ ہے

دوسری۔ پھر جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے آپ کسی شخص سے ملا سکتے ہیں اسطرح تو آپ ہرگز گنہگار نہ ہونگے

محمود۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ میں ایسا فعل تو کروں کہ بادشاہ سے بیوفائی کروں دوسرے ایک شخص کو دروغگوئی کی ترغیب دیکر خدا کا مجرم بنوں۔

دوسری۔ اگر ہماری رہائی ممکن نہیں تو پھر آپ

ہمارا حال دریافت کرنیکا مجاز نہیں رکھتے۔
محمود نے یہ بات جیسے ہی منہ سے نکالی اسوقت وہ ایک گہرے بحر بیکراں میں غرق تھا اور دل میں کہہ رہا تھا افسوس قسمت نے بہت برے وقت میں دھوکہ دیا ہے اب کیا کروں یہ تو ممکن نہیں کہ اس نازنین کا خیال میرے دل سے نکلجائے اور میرا دل اسکے عشق سے دست بردار ہوجائیں کیونکہ یہ نہایت ہی نوخصورت ہے آہ ابھی آنکھوں میں کیسا جادو بھرا ہے ہائے اس نے میرے دل کو بیقرار کردیا افسوس اسکا حال کسیطرح معلوم نہیں ہوسکتا اب کس سے دریافت کروں زیادہ اصرار بھی نہیں کرسکتا ہوں کیونکہ اسطرح دوسرے شخصوں کو شک ہوگا اچھا اندر چلو کو علیحدہ علیحدہ کمرے میں رکھتا ہوں اور یہ خلوت میں بلکر انکا حال دریافت کرونگا واقعی یہ تدبیر خوب ہے یہ سوچکر نوجوان نے عبداللہ کو طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ عبداللہ اندر دونوں عورتوں کو علیحدہ کمرے میں رکھو لیکن اس بات کا خیال رہے کہ انکو کسی قسم کی تکلیف نہو۔

پہلی نازنین۔ اس سے زیادہ تکلیف اور کیا ہوگی کہ جو بلائیں ہم پر آئی ہیں اور جو ہمارے ساتھ رہتی آئی ہے اوسکو آپ نے مجھسے جدا کردیا۔

محمود۔ یہ بھی آپکی کج خلقی کا نتیجہ ہے ورنہ میں تو حسطرح ہوسکتا آپکے خوش رکھنے کی کوشش کرتا اور اگر آپ اب بھی نام بتادیں تو میں کسی قسم کی سختی کا برتاؤ نکروں۔

پہلی نازنین۔ نہیں صاحب میں اپنا نام نہیں بتاسکتی آپ جیسا چاہیں سختی کا برتاؤ کریں جوان محمود کو اس جواب سے کچھ غصہ آگیا لیکن وہ اپنے جوش کو زبردستی دبا کر بولا اچھا عبداللہ انکو لیجاؤ اور ساتھ کے کمرہ میں علیحدہ علیحدہ بند کردو اس حکم پر عبداللہ اوٹھا اور دونوں لڑکیوں کو ساتھ لیکر کمرہ سے باہر نکلگیا محمود اوسکے جانیکے بعد بہت دیر تک خموش ہوکر اس معاملہ پر غور کرتا رہا لیکن کسی خیال سے تسکین نہوتی تھی وہ اپنے دل میں اسوقت عشق کا میٹھا میٹھا درد پاتا تھا جو اوس کے کلیجہ کو اندر ہی اندر مسل رہا تھا اور جو جو وقت گذرتا جاتا تھا وہ وہ درد زیادہ بڑھتا جاتا تھا اوس کے دل میں اوس نازنین کی تصویر اسطرح نقش ہوگئی تھی کہ اب اوسکا مٹانا کسیطرح ممکن نہ تھا بلکہ جو جو اوسکے مٹانیکی وہ ترکیب کرتا تھا وہ وہ اور زیادہ مضبوطی سے جمی جاتی تھی اگرچہ وہ بہادر تھا لیکن اس نازنین کے حسن نے اسپر ایسا جادو کردیا کہ وہ بیقابو ہوگیا کیسا اوسکو اپنے سر وتن کا ہوش نہ رہا اس سے پیشتر اوسکے دل میں ہمیشہ لڑائیوں اور ملکوں کے فتح کرنیکا خیال آیا کرتا تھا لیکن جب سے اس نے نازنین کو دیکھا اوسکے تمام باقی خیالات کافور ہوگئے اور اب وہ اپنے دل میں اسی ایک خیال کو جلوہ گر پاتا تھا جو لحظہ بلحظہ بیقراریاں لیکر اوسکو مضطرب کئے دیتا تھا۔ محمود بہت دیر تک انہیں خیالات میں غلطاں و پیچاں رہا آخرکار ایک آہ کے ساتھ اوٹھا اور کمرے سے نکلکر ان قیدیوں کے کمرے کیطرف روانہ ہوا۔

خنکو عبداللہ کی فوج نے ایک کمرہ میں بند کردیا تھا۔

محمود اس خیال سے ان قیدیوں سے ملنا چاہتا تھا۔

کہ شاید اون کی باتوں سے اس نازنین کا حال معلوم ہو لیکن راستے

یہ اسکا خیال بدل گیا اور وہ اپنے کمرہ کو واپس آیا جہاں پہنچکر اسنے ایک سپاہی کو بلایا اور کہنے لگا مسعود آج شام کو جو قیدی پکڑے گئے تھے اُن میں سے کسی ایک کو میرے پاس لاؤ۔

مسعود یہ حکم سنکر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان راجپوت کو لے آیا وہ سلام کرکے محمود کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ محمود نے پہلے قیدی کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا نام کیا ہے اور تم کون ہو۔

راجپوت۔ نام میرا پرتاب ہے لیکن اسبات کے جواب میں کہ میں کون ہوں یہی کہنا کافی ہے کہ مسلمانوں کا ایک قیدی ہوں۔

محمود۔ یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ تم قیدی ہو۔ لیکن میرا یہ مطلب ہے کہ تم قید ہونے سے پہلے کیا کام کرتے تھے اور کس عہدہ پر ممتاز تھے۔

راجپوت۔ یہ تو میں اپنے نام کو بدنام نہیں کرسکتا

محمود۔ تو کیا ہر ایک راجپوت مسلمانوں کے ہاتھ قید ہونے کو اپنی ہتک خیال کرتا ہے۔

پرتاب۔ اسمیں شک ہی کیا ہے۔

محمود۔ اگر راجپوت ایسے ہی غیرت مند ہیں تو پھر لڑائیوں میں کیوں دل ہار جاتے ہیں اون کو چاہیے کہ جنگ کے موقعہ پر بہادری دکھائیں۔ اور اپنے دشمنوں کو شکست دیں غیرت اور بہادری اسکو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہو کر اپنا نام اور عہدہ چھپایا جائے بلکہ یہ اور بھی بزدلی میں داخل ہے۔

پرتاب۔ عہدہ کی بات ہے تو کبھی ایک غالب آجاتا ہے اور دوسرا مغلوب ہو جاتا ہے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایک ہمیشہ غالب رہتا ہے اور دوسرا مغلوب ہی رہے اس میں بہادری اور بزدلی کی بات ہی کیا ہے۔

محمود۔ لیکن اکثر راجپوتوں نے مسلمانوں کو کوئی شکست نہیں دی بلکہ وہی مغلوب ہوتے رہے ہیں۔

پرتاب۔ اگر ایک راجپوت مسلمانوں پر غالب نہ آسکے تو اب وہ یہ تو نہیں چاہتا کہ خود قتل ہو جائے جبکہ مسلمان اسے پکڑ کے قید کی سزا دیتے ہیں۔

محمود۔ اب وہ موقعہ آچکا مسلمانوں کو یقین ہو گیا ہے کہ راجپوت انکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اسلئے علاوہ راجپوت میں اب اتنی جرأت کہاں کہ ہمارا مقابلہ کرکے ہم کو شکست دیں۔

پرتاب۔ یہی خیال تو مسلمانوں سے دغا کریگا اور وہ دھوکا کھا جائینگے میں جانتا ہوں کہ مسلمان اپنی بہادری اور جوانمردی پر بڑا فخر کرتے ہیں لیکن اون کو اسی راجپوتوں کی بدولت سے کام ملتا ہے اور نہ آپ ایک راجپوت کے سامنے [illegible] محمود۔ اس سے تو یہ ظاہر ہوا کہ تم راجپوت [illegible] راجپوت ہوتے تو مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہوتے۔

اسبات نے پرتاب کو بالکل لاجواب کر دیا۔ اسکا جواب تو درکنار لیکن کوئی اور بات بھی اوسکے ذہن میں نہ آئی۔ جب مسلمان افسر نے اسکو اسطرح خاموش دیکھا تو بات کاٹکر کہنے لگا تم راجپوت [illegible] کہ راجپوتوں کی بہادری مسلمانوں کے واسطے کچھ چیز نہیں لیکن اب تم کو اپنا عہدہ ظاہر کرنے میں کیا عذر ہے۔

پرتاب۔ اگر آپ زیادہ اصرار کرتے ہیں تو میں [illegible] دیتا ہوں کہ میں رانائے میواڑ کی فوج کا ایک

افسر جیل۔

محمود۔ (حیرت سے) راجپوتانے کے سوار کی فوج کا افسر

پرتاب۔ جی ہاں ایک ادنیٰ افسر

محمود۔ لیکن آپ کو قلعہ شیوپور کے حاکم سے کیا تعلق ہے۔

پرتاب۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے جسکو میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ آپ سن سکتے ہیں۔

اس جواب نے محمود کو متفکر کر دیا اور وہ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ [illegible] راجپوت ہے اور اسکے سوار کے تعلق [illegible] ہوں لیکن اب اسکا کیا علاج ہے اور رانا کا اس سے تعلق کیا ہے یہ سوچکر محمود نے پرتاب کی طرف دیکھا اور کہا کیا آپ مجھے ایک بات کہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

پرتاب۔ اگر وہ بات جواب دینے کے قابل ہوگی تو میں جواب دونگا لیکن اگر راجپوتوں کے [illegible] تو میں بالکل خاموش رہونگا۔

محمود۔ نہیں وہ راجپوتوں کے خلاف نہیں بلکہ وہ ایک معمولی بات ہے۔

پرتاب۔ تو پھر مجھے کوئی عذر نہیں۔

محمود۔ اچھا مجھے یہ بتائیے کہ وہ لڑکیاں کون ہیں جو آج شام کو آپ کے پاس قید ہوئی ہیں۔ اسبات میں خدا جانے کیا جادو تھا کہ نوجوان راجپوت کا چہرہ غصہ سے تمتمانے لگا اور اوسکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے لیکن اس نے اپنے جوش کو زبردستی دبا دیا اور متبسمانہ آواز میں کہنے لگا مجھے ان کا حال معلوم نہیں آپ اسبارے میں مجھسے کوئی سوال نہیں کر سکتے

نوجوان محمود راجپوت کی اس عجیب و غریب حالت پر حیران تو ہوا لیکن اپنی حیرانی کو ظاہر کرنے لگا اخر وجہ کیا۔

پرتاب۔ میں نے پہلے ہی کہدیا ہے کہ مجھے اسبارہ میں کچھ سوال نہ کیجئے اور اب پھر کہتا ہوں کہ میں ان لڑکیوں کے بارے میں کسی بات کا جواب نہ دونگا۔

محمود۔ لیکن کوئی سبب بھی تو ہونا چاہیئے۔

پرتاب۔ میں کہہ چکا ہوں کہ کسی بات کا جواب میں دے ہی نہیں سکتا اب زیادہ اصرار کرنے سے کیا فائدہ۔

محمود۔ (اپنے ساتھیوں سے) سپاہیو ان کو لیجاؤ اور کسی علیحدہ کمرہ میں قید سے رکھو کیونکہ یہ راجپوتوں کی فوج کے افسر ہیں (پرتاب سے) ہاں اگر اور اوسی بھی عزت کے لائق ہیں تو اون کا نام بتا دیجئے تاکہ اون سے بھی اچھا سلوک کیا جائے۔ پرتاب نے جنکے نام لئے وہ وہی باغی محمود نے حکم دیدیا کہ وہ بھی پرتاب کیساتھ عزت سے رکھے جائیں۔ اس عجیب و غریب گفتگو نے محمود کے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا کر دئے تھے اور اب وہ ایک مذہب کی کلیت میں مبتلا ہوا ان تمام واقعات پر غور کر رہا تھا اسکے دل میں سب سے پہلے جو خیال آتا تھا وہ اوس پیاری نازنین کا تھا جسکی خوبصورتی نے اسکو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا محمود نے نہایت ہی اضطراب کی حالت میں دل ہی دل میں کہا کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ معاملہ ہے جس سے اس لڑکی کا حال دریافت کرنا ہوں وہی انکار کر دیتا ہے یہ تو ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ دونوں راجپوت خاندان سے ہیں لیکن

اس نوجوان پر تاب کی حالت ان حال پر چنے سے صفیر ہوری تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکو اون سے کچھ تعلق ہے اور کیا تعجب ہو یہ اندونوں میں سے کسی کا عاشق ہو بیشک یہ خیال میرا درست ہے کیونکہ اگر ایسا نہو تا تو اسکو اونکا حال ظاہر کرنے میں کوئی عذر نہوتا تو کسیطرح میں نہیں کہ وہ اونکے نام سے واقف ہوا سلئے کہ اگر کوئی ایسا نہو تو اسکی حالت متبدل نہوتی اور اسکو غصہ نہ آتا خیر جو کچھ ہو لیکن اب اون کا حال دریافت کروں اچھا

اس دوسری نازنین سے بھی کسیطرح کہ ہو سکے اُمید ہے کہ وہ حاضر ہونے پر راضی ہوگی کیونکہ اسکی شکل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہمراہی سے زیادہ بیباک اور چالاک ہے یہ خیال کرکے کہ اس نے ایسی شرط پر حال بتانے کا وعدہ کیا ہے جسکا پورا کرنا اختیار میں نہیں یا تو مایوس ہوکر اور کسی اور سکو بشارت بنا دیتی ہے یا غصہ کی اسی حالت میں وہ کمرہ میں داخل ہوا نازنین عورت ہونے کے خیال میں ڈوبی ہوئی تھی محمود کے اسطرح یکایک آجانے سے ایسی ڈری کہ اوسکے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ کسیقدر بیہوشی سے اوٹھ کھڑی ہوئی محمود ہیبتی بیہوشی سے آگے بڑھا اور نازنین کے نزدیک جاکر کہنے لگا آپ ڈر کیوں گئیں۔

نازنین۔ آپ کے دفعتاً آجانے نے میرے خیال میں ایک تم کی برابر ہٹ سی پیدا ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔

محمود۔ نازنین آپ کے وہ خیالات کیا تھے۔

نازنین۔ یہی کہ آیندہ قسمت پر غور کر رہی تھی اسکے سوا اور میرے کیا خیالات ہو سکتے ہیں۔

محمود۔ آپ نے سوقت کیوں تکلیف فرمائی۔

محمود۔ کیا آپ خیال نہیں کر سکتی ہیں کہ ہمارا آنے سے کیا مطلب ہے۔

نازنین۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ ہمارا حال دریافت کرنا چاہتے ہیں لیکن آپکو یاد رہے کہ جبتک ہماری رہائی کا وعدہ نکیا جائیگا میں اسبارہ میں جواب نہ دونگی

محمود۔ آہ یہ ایسی شرط ہے کہ اسکو کسیصورت سے میں پورا نہیں کر سکتا کیونکہ اپکی رہائی حضور سلطان کے اختیار میں ہے اسکے علاوہ آپ جو کہیں میں کرنیکو بجان ودل تیار ہوں۔

نازنین۔ اچھا جو میں کہونگی آپ کرینگے؟

محمود۔ بیشک۔

نازنین۔ بس ہی سمجھتی ہوں کہ ہمارا حال نہ دریافت فرمائیے۔

اتنا کہکر نازنین کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

محمود۔ کیا آپ کو میری بیقراری پر ترس نہ آئیگا اور کیا میں یہاں سے مایوس ہی جاؤنگا لہذا اب زیادہ انکار نہ کیجئے۔

نازنین۔ اچھا میں حال بتائے دیتی ہوں لیکن پہلے مجھے یہ بتائیے کہ آپ ہمارا حال سننے کے زیادہ مشتاق کیوں ہیں۔

محمود۔ راز میں اسبات کا اب کیا جواب دوں اگر صاف صاف کہدوں تو خدا جانے یہ نازنین کسطرح پیش آئے اور کہیں بگڑا ہوا بہ ہے اور اگر خاموش رہوں تو اس سے اچھا موقع پھر کبھی ہاتھ نہ آئیگا اب کیا کروں اور کس طریقہ سے اپنا احوال بیان کروں اگرچہ اسکی صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شوخ وخوش مزاج ہے لیکن ابھی تک اسکے طبیعت کا حال مجھے معلوم نہیں ہوا اور تو مجھے کوئی خوف نہیں لیکن ڈر

ہے تو یہ کہ یہ نازنین کوئی سخت بات نہ کہہ دے جسپر مجھے غصہ آجائے اور میں اس سے سختی کا برتاؤ کرنے پر مجبور ہوں توبہ توبہ ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ عورت پر ظلم کرنا ہمارے مذہب میں ناروا بلکہ گناہ ہے اب کیا کروں عجب کشمکش میں ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔

محمود کا سلسلہ خیالات کسیطرح ختم ہونیکو نہ آتا تھا اور وہ برابر بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ نازنین جواب کا انتظار کرتے کرتے بے صبر ہوگئی اور کہنے لگی آخر آپ خاموش کیوں ہوگئے۔

محمود۔ (چونک کر) نہیں میں خاموش نہیں بلکہ یہ سوچ رہا ہوں کہ آپ کی اسبات کا کیا جواب دوں۔

نازنین۔ اسمیں سوچنے کی کیا بات جو اصل مطلب ہو بیان کردیجئے۔

محمود۔ اب آپ سے کیا چھپاؤ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہی کے حسن نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔

نازنین۔ (گھبراہٹ سے) آہ مجھے یہ پہلے ہی سے خیال تھا اب کا تو یقین ہوگیا کہ میرا خیال مجھکو دھوکا دے رہا تھا۔

اگرچہ آخری الفاظ نازنین نے بہت آہستہ کہے تھے لیکن محمود کے نازک کانوں نے انکو سن لیا اور وہ حیرت سے اسکی صورت دیکھنے لگا۔

نازنین نے اسبات کا کوئی خیال نہ کیا اور دل میں کہنے لگی افسوس میں نے سمجھا کہ میری خوبصورتی نے اس نوجوان پر ضرور اثر کیا ہوگا لیکن یہ تو کسی اور کا شیدا نکلا آہ ایسا ہی ہوگیا ہے جسپر بڑے بڑے راجاؤں کے بیٹے عاشق ہوئے اور آخر کو صاف جواب لیکر چلے گئے آہ ایسی ادسکی قیمتی بروکا کمال ہوگیا ہے جسکو عشق و عاشقی کی کچھ خبر نہیں اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ حسن کیا چیز ہے اور اسکا اثر کیا ہوتا ہے کاش یہ نوجوان اسپر عاشق ہوکر اپنی نوجوانی خراب کرتا ہے اب کسیطرح ادسکی محبت کو منتقل کردوں واقعی یہ خوبصورت ہے۔

اگرچہ دنیا میں سیکڑوں حسین ہیں لیکن اسکے حسن میں کیا بات ہے کہ میرا دل مضطرب ہوا جاتا ہے۔

افسوس میرے خانہ دل نے بھی اسپر کچھ اثر نہ کیا میں نے خیال کیا کہ یہ اپنی محبت جتانے کو آیا ہے لیکن اس نے تو ایک ایسا معاملہ پیش کردیا ہے جو میری سمجھ میں آنا کیسا خود اس کی عقل میں بھی نہ آسکے گا۔

نازنین یہیں تک سوچنے پائی تھی کہ محمود نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا اور کہنے لگا اب آپ کیوں خاموش ہوگئیں کہیں۔

نازنین۔ آپ نے بات ہی ایسی کی ہے کہ میں خاموش رہنے پر مجبور ہوں۔

محمود۔ یہ تو میں پہلے ہی سمجھا ہوا تھا کہ میرا حال سننے پر آپ مجھ سے بات کرنا بھی گوارا نہ کریں گی۔

نازنین۔ نہیں آپ کا یہ خیال غلط ہے۔

بلکہ برخلاف اس کے میں آپ سے گفتگو کرنے کو اپنی خوش قسمتی خیال کرتی ہوں

محمود کو اس بات نے چونکا دیا اور وہ حیرت سے نازنین کا چہرہ دیکھنے لگا جو

کمینہ بندی سے بولی آپ حیران کیوں ہوتے
ہیں۔
محمود۔ تمہاری زبان سے ایسی نکلتی
ہے جیسا کہ تم معلوم کرتہ ہمارے قول میں کیا ہے
نازنین۔ تو کیا آپ میرا حال دریافت کرنا چاہتے ہیں
محمود۔ ہاں اگر سنا دیا جائے تو بہتر ہو لیکن تم نے
ابھی تک اپنا اور اپنی نازنین کا نام نہیں بتایا۔
نازنین۔ اسنازنین کی بابت آپ کچھ پوچھ چکے
کیونکہ وہ ایسی باتوں سے بالکل بری ہے میری
بات کو جو اسنے آپکی جوانی پر رحم آنے سے
ورنہ یہ بات میں ہرگز نہ کہتی۔
محمود۔ تم ایسی گھبرو کے جیسے اور ہی دیوانہ
بنا دو گی یہ کیونکر ممکن ہے کہ میرا دل جو نیکیا ہو
اوسکو میں دریافت نکروں نہیں نہیں یہ ناممکن
ہے آئندہ مجھے اسکے لئے نہ کہنا۔
نازنین۔ میری بات کو چھوٹ نہ سمجھیے میں سچ
کہتی ہوں کہ وہ نازنین عشق و عاشقی کے
لایق نہیں۔
محمود۔ آخر وجہ کیا؟
نازنین۔ آہ اوسپر کئی عاشق ہوئے اور اسکی
طلب میں مرتوں خاک چھانی لیکن آخر کار یا تو
جان سے گئے یا ناکام ہو کر خاموش ہو رہے
یقین جانیئے کہ اوسکو محبت کے نام سے چڑہ ہی
اسلئے میں آپکو آگاہ کرتی ہوں کہ اسکا خیال
دل سے نکالیئے۔
محمود۔ میرا ایسا بزدل نہیں ہوں جو مرنے سے
ڈر جاؤں اگر قسمت میں یہی لکھا ہے کہ اسکے عشق
میں جان دوں تو پھر مجھے کون روک سکتا ہے۔
نازنین۔ تو کیا آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئینگے
محمود۔ یہ ناممکن ہے۔
نازنین۔ (ایک طرف اداسی سے) اچھا آپکی مرضی
میں نے تو خیال کیا تھا کہ اس خوبصورت چہرہ کی
پرستش کرنے کی (شرما کر) میں اب اسکی تصویر
ہی سے دل بہلا رہیگی۔
نوجوان نے ان جملوں کو نہایت حیرانی سے سنا اور
ایک اضطراب کے عالم میں بیٹھا ہوا نازنین کے چہرہ کو
دیکھتا رہا بہت دیر تک یہ دونوں اسی طرح خاموش
حالت میں بیٹھے ہوئے اپنی اپنی فکر میں غوطہ زن رہے
اور کمرہ میں بالکل سناٹا رہا۔ نازنین نے خاموشی کو
آواز نے سناٹے کو توڑا اور میرالی کی دلربا
آخر اپنا نام بتا دیجئے شاید اسی سے دل کو تسکین ہو جائے
محمود۔ نام بتانے میں مجھے تو کوئی عذر نہیں
لیکن ابھی تک تم نے اپنا حال ظاہر نہیں کیا
نازنین۔ اب میرا حال سننے سے کیا مطلب اگر
آپ اوسکا حال پوچھنا چاہتے ہیں۔ تو میں سنے
دیتی ہوں لیکن پہلے اپنا نام تو بتا دیجئے
محمود۔ میرا نام محمود ہے
نازنین۔ (چہکا) محمود۔ تم نے میرے حال پر رحم
تو ہرگز نہیں جو اسکا مجھے کوئی رنج نہیں لیکن ڈرتے
تو یہ کہ آئندہ مجھے یہ نام نہ کرنا۔
محمود۔ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ کسی کے راز
کو خواہ مخواہ ظاہر کر دوں یقین جانو کہ تمہاری
یہ بات میرے دل میں بطور ایک راز کے رہیگی اور
مرتے دم تک بھی زبان پر نہ آئیگی۔
نازنین۔ میں تمہاری اس عنایت کی از حد شکور
ہوں اور اب سنو کہ میں رانائے میواڑ کی بھانجی
درگا دیوی ہوں اور وہ نازنین میری خالہ زاد بہن
پاپنی ہے۔ چونکہ اسکی ماں اسکے پیدا ہونے کے

جب جیتے لوہ مر گئی تھی تو راجا نے اسکو اپنی
حفاظت میں لیلیا تھا اور ہمیشہ اپنی آنکھ کی پتلی کی طرح رکھتا تھا
کرتا تھا اور یہانتک کہ اوسکا باپ بھی مر گیا اور وہ
بالکل اکیلا رہ گئی جسکی وجہ سے راجا اوسکو اور بھی
چاہنے لگا اور وہ اسکے ہاں اسکی بیٹی کیطرح رہنے
لگی چند روز کے بعد راجا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ
راجا کی اصلی لڑکی نہیں بلکہ سب اسے شہزادی ہی
خیال کرتے تھے جب شہزادی بڑی ہوئی تو راجا
لیکن بڑی ہوئی اور اوسکے ہمسایہ ملک کے
طرف سے شادی کے پیغام آنے لگے آخر ایک دن
راجا نے اپنی رانی سے اس بارے میں مشورہ کیا اور
شادی کی تدبیریں کی اسی زمانہ میں یہ واقعہ ہوا
آیا کہ ایک راجہ کا بیٹا اسکی تعریف سنکر خانہ عاشق
ہوا اور میسا اوسکا حال تھا ویسا ہی اوسکا بھی تھا
کی شادی ایک اور شخص سے ہونے والی ہے اوسنے
اپنے باپ کے ذریعہ سے راجا کو مطلع کیا کہ شادی اگر
ہو تو مجھسے ہو راجا نے اب ایک تذبذب کی حالت میں
پڑا آخر اوسنے اپنی رانی سے پوچھا تو اوس نے
جواب دیا کہ زبان ایک ہوتی ہے اب بہ کسیطرح
نہیں ہو سکتا کہ ایک سے وعدہ کرکے دوسرے کو
زبان دیجائے غرض راجا نے اس بیگانہ عشق
کو صاف جواب دیدیا جسپر اوسکو غصہ آیا اور وہ
جسکے
ایک بڑی فوج لیکر آیا اور
جان سے مارے گئے جو ایک رسالہ تک
کسیطرف سے پیغام نہیں آیا یہ ایک نوجوان
فوجی افسر نے پارتی کر دیکھ لیا اور اوسپر عاشق
ہو گیا چونکہ اس افسر نے بہت سے راجاؤں

تمام پیدا کیا تھا لہذا راجا نے بھی اوسکی درخواست
منظور کر لی لیکن اسرفہ پارتی سے بڑا انکار
کر دیا پر ایک مرد عورت سے اسپاس پر زور لگا یا گیا
اس نے تحکمی کی نہ سہی اور اوس پر راجا نے
راجا زبردستی تو کر ہی نہیں سکتا تھا اسلئے خاموش ہو
محمود - لیکن اوس فوجی افسر کا نام کیا تھا
درگا دیوی - (آہستہ سے) محمود کا اس نام نے
سنجیدہ کر دیا لیکن وہ اپنے کو سنبھالا دیکر
بولا - اچھا وہ افسر کہاں ہے
درگا دیوی - آج کل وہ اسی ملک میں ہے
یہیں ہمارے قلعہ خانہ میں رہتا ہے محمود
اوس سے سختی کا برتاؤ نہ کرنا
محمود - اسکی رائے اسکے ہاں کوئی ہم سے
کسی کے ساتھ بھی کر اسلوک نہیں کرسکتا ہاں
تمنے یہ ابھی نہ بتایا کہ تم قلعہ شیو پور کے حال سے
پاس کیونکر آئیں
درگا دیوی - اگرچہ محمود تم سے کوئی پردہ
رہی نہیں خدا جانے اسمیں کیا بات ہے کہ
تم سے گفتگو کرتے ہوئے بھی ایک شرم کا لطف
حاصل ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے
حال بیان کر رہی ہوں ورنہ یہ کبھی ممکن نہ تھا
کہ ایسی ناکامی کے بعد بھی تم سے گفتگو
کر رہی ہوں
درگا دیوی نے یہ بات بھی اس ادا سے
کہی تھی کہ محمود اپنی گفتگو کو کبھی اور طرف نہ لیجا
اور اسکو اپنی محبوبہ بنانے کا تو محمود چاہتا
مگر وہ خلاف اسکے کہ کوئی جواب دیتا
خاموش ہو گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا
افسوس ہے اس نازنین خوبصورت سے

خیالات پر ظلم کرنا پڑتا ہے اگرچہ میرا یہ کوئی ارادہ
جو ابد نہیں چاہتا لیکن کیا کروں دلپر اختیار
نہیں کوشش یہ دونوں صورتیں ہمارے ہاتھ نہیں
نہ ہو میں اور میں یوں کشمکش میں نہ پڑتا آہ اب
کیا تدبیر کروں ایکطرف درگا دیوی اپنی محبت
جتا رہی ہے دوسری طرف تیرے ولیں پارتی کا
عشق جوش کر رہا ہے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اسکا
خیال میرے دل سے نکلے کیونکہ جو دل میں
پارتی کو دیچکا ہوں وہ اب کسی کو نہیں دیسکتا خواہ
وہ کتنا ہی حسین اور خوش خلق کیوں نہ ہو یہ سر گز
ممکن نہیں مجکو درگا دیوی کو ضرور جو ابد دینا ہے
محمود کو اسطرح خاموش دیکھکر درگا دیوی کے
دل میں شک ہوا کہ اسکی بات سے اوسکو تکلیف
گزر رہا ہے اسلئے وہ کسقدر نرمی کیساتھ کہنے
لگی محمود تم میرے لئے فکرمند ہو جان جاتو تو
ہمارے کسی حاضی پر ناراض نہیں ہوں اسلئے
اگر اور کچھ نہیں تو اس پیاری صورت کا خیال تو
کرنی رہو گی محمود حیران تھا کہ ان عجیب خیز
باتوں کا جواب کیا دے آخر اوس نے بات کا
پہلو بدلا اور کہنے لگا تیرے میری باتکا جواب نہ دیا
درگا دیوی کس بات کا۔
محمود جو تم قنوج پر کے حاکم کے پاس
کیونکر آئیں۔
درگا دیوی ۔ یہی تو جب پارتی نے میرے تاہیں
کو شادی کرنے سے انکار کیا تو وہ اپنے ارادہ میں
ناکام ہونے پر قسم کی تدبیریں سوچنے لگا آخر
انکیدن اوس نے مجھے اسبات کی اطلاع دی کہ
پارتی کو اس علاقہ کی سیر کی رغبت دلائے
اسمیں ہرج ہی کیا ہے جب ہم بھی اوسکے ہمراہ

کی بات نہیں سیر کا قصد جیسے ہی دیا اور اوسکی تعریف کرنا
شروع کر دی مجھے تو ایسے ہی وزیر نہیں ہیں پارتی نے
اپنی رائے ظاہر کی کہ اس علاقہ کی عمدہ سیر کرنی چاہیئے
اور ساتھ ہی مجھے کہا کہ میں رانا سے اجازت حاصل
کروں الغرض انکین میں نے رانا سے پارتی کا
ارادہ ظاہر کیا اونہوں نے سنتے ہی اجازت دیدی
اور پرتاب کو اٹھ سو سوار دیکر کہدیا کہ ہم کو یہ علاقہ
دکھادے اسکی مرضی یہی تھی کہ دوسرے دن ہی
سامان سفر تیار کرکے وہ حاضر ہوا اسے ہمکو ساتھ لیکر
ہوا دیوین باغ تک ہر اوہر اوہر کی سیر کرتے
رہے اور آخر کار اب گھر کو واپس جا رہے تھے کہ
شیو پور کے حاکم نے دو ایک روز ٹہرنیکو کہا پرتاب نے
بھی منظور کر لیا لیکن اوسکے دوسرے دن ہی
مسلمانوں نے قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور ہم بڑی
بے ترتیبی سے بھاگے
پہلے تو ہمارا ارادہ تھا کہ حاکم کے ساتھ ہی چلے
جائیں مگر بعد ازاں پرتاب کا ارادہ بدل گیا
اور اس نے شام کو سفر کرنا مناسب نہ سمجھکر
ایک گاؤں میں قیام کیا اور جب دیکھا کہ مسلمان
لشکر سے لوٹ کر جا چکے ہونگے تو ہم سب پھر کے
قریب گاؤں سے نکلے۔
قسمت میں اس عبرت کا دیکھنا لکھا تھا۔
مسلمان فوج کے ہاتھ میں شکست ہو گئے اور
ہم بھاگ نکلے۔ مگر افسوس کہ پرتاب کے دل
کی حسرت نہ نکلی
جس غرض سے اوسنے سفر کرنے کی ترغیب
دلائی تھی وہ پوری ہو
کر رہا تھا

لیکن جب اسکو پرتاب کے ارادہ کی خبر ہوئی تو اوس سے نفرت کرنے لگی۔ محمود اس گفتگو کو غور سے سنتا رہا اور اسقدر محو ہوا کہ جب تک درگا دیوی نے جملہ بھی ختم کر دیا اور وہ اوسیطرح بیٹھا رہا یہ حالت دیکھکر درگا دیوی اور بھی تعجب ہوئی اور شانہ ہلاکر بولی۔ محمود کیا سو گئے۔

محمود۔ (چونک کر) نہیں سویا تو نہیں۔ یونہی ایک خیال میں محو ہو گیا تھا۔ اب جاتا ہوں تو ڈی دیر بعد پھر آؤنگا۔

درگا دیوی نے اسکا جواب نہ دیا بلکہ وہ ایک ادا سے اوٹھکر کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلنے لگی اور محمود باہر نکل گیا اس تمام گفتگو نے اسکے خیالات میں قیامت برپا کر دی تھی اور کچھ دیر کے بعد دور ہو جاتا ہے لیکن آخر میں ایک بات ایسی جم جاتی تھی کہ وہ نہیں نکل سکتی تھی۔ اور وہ جمال پارتی کا تھا محمود ہزار دل کو سمجھاتا تھا مگر سمجھتا کون اسکو تو بجز پارتی کے خیال کے اور کوئی بات نہ بھاتی تھی اگرچہ درگا دیوی کی باتوں کے محمود کے دل میں پارتی کیطرف سے ایک قسم کا شک پیدا ہو گیا تھا لیکن اوس نے ارادہ کر لیا کہ جو کچھ ہو اپنی قسمت کا بھی تصفیہ کر لینا چاہیے یہ مصمم ارادہ کر وہ درگا دیوی کے کمرہ سے نکلکر پارتی کے کمرہ کیطرف روانہ ہوا اسوقت اسکا دل دھڑک رہا تھا اس کے خیال میں طرح طرح کی باتیں آتی تھیں کبھی پارتی کا اندازہ کر کے وہ غمگین ہو جاتا تھا اور کبھی امید کی خوشنما صورت اوسکو شاد کر دیتی تھی غرض اسی قسم کے خیالات میں ڈوبا ہوا وہ پارتی کے کمرے میں جاکر ٹھہر گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ داخل ہونے سے پہلے اطلاع کر کے جانے آخر اوس نے فیصلہ کر لیا اور کمرہ میں داخل ہوا پارتی ایک حسین اداسی بیٹھی ہوئی خدا جانے کس خیال پر غور کر رہی تھی محمود کو اسطرح آتے دیکھکر فوراً اوٹھ کھڑی ہوئی اور محمود اور بھی قیامت کر گئی اور وہ بڑی مشکل سے نکلکر نزدیک گیا اور کہنے لگا۔ شہزادی صاحبہ۔۔۔۔۔

پارتی۔ (حیرت سے) ہلا میں شہزادی کہکر ہوئی

محمود۔ (تعجب سے) واقعی آپ شہزادی ہیں۔

پارتی۔ نہیں صاحب میں شہزادی نہیں ہوں میں تو ایک غریب راجپوت کی بیٹی ہوں۔

محمود۔ اب انکار کرنے سے کیا فائدہ میں سب کچھ سن چکا ہوں۔

پارتی۔ اچھا بھی سہی پر آپ کو اس سے کچھ غرض نہیں کیونکہ آپ مسلمان ہیں۔

محمود۔ میں تو کہ مسلمان ہوں مگر آپکی پرستش کرنے کو تو دل و جان سے حاضر ہوں۔

اسبات نے پارتی کو سوچ میں ڈالدیا اور دل ہی دل میں کہنے لگی درحیا ہوا جو میں کہتی تھی وہ اب میں کہیں کی نہ رہی اس نوجوان کی فریبدہی نے خدا جانے کیا جادو کر دیا پہلے تو لوگ کہتے تھے کہ پارتی کسی سے شادی کرنا نہیں چاہتی تھی اور کب جب دفعتاً اوسکو معلوم ہوگا کہ وہ ایک مسلمان پر عاشق ہو گئی ہے تو وہ مجکو کیا کہینگے۔ یا اللہ مجھے اس بدنامی سے پہلے ہی دنیا سے اوٹھا لے کیونکہ اگر چند روز اور زندہ رہی تو مجھے ضرور ہوگا اور میری محبت سب پر ظاہر ہو جائیگی مجھے کیا خبر تھی کہ میں اسی بدنامی کے لئے زندہ ہوں۔ ہائے میں نے تو یہ رسوائی بلا تک کر لگی غرض کہ اب میں راجپوتوں کے ہاتھ میں نہ پہونچونگی اور وہ مجھکو

مجھکو پکڑ سکیں لیکن میرا حال تو وہ نہ کہ کانوں تک
پہنچ جائیگا اسکے علاوہ دنیا مجھے کیا کہیگی نہیں!
نہیں!! یہ مجھسے ہرگز نہوگا مگر دل کو کیا کروں
کسی طرح چین ہی نہیں لیتا یہ بیقراری ضرور مجھے
بدنام کریگی۔ بات اچھا ہوا جو میں اکیلی رہگئی ہوں
ورنہ ورکا دیوی کو میری حالت معلوم ہو جاتی۔
اور میں اوسکی آنکھوں میں ذلیل ہوتی پہانتک۔
خیال کرکے پارتی خاموش ہوگئی اور نیچی نگاہ
کرکے سوچنے لگی۔

محمود نے بہت کوشش کی پارتی کوئی بات
کرے مگر اوس نے سکان کا بہانہ کرکے گفتگو کرنے
سے انکار کردیا۔ محمود پہلے تو اس عجیب وغریب
خصلت پر متعجب ہوا لیکن کچھ دیر بعد اوٹھکر
چلا آیا۔ محمود کے جانے کے بعد پارتی اوٹھی اور
کمرہ میں ادہر ادہر ٹہلنے لگی اور کسیقدر جوش میں
آکر بولی۔ ائے اگر میری قسمت میں بدنامی ہی
لکھی تھی تو خدا نے مجھے زندہ ہی کیوں رکھا یہ تو
سچ ہے کہ اس نوجوان کی صورت نے مجھے
دیوانہ کردیا ہے لیکن مجھسے بدنام تو نہوا جائیگا
اس سے مرنا بہتر ہے لیکن وہ تو اپنے انتظار
میں نہیں آہ! کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں
اگر وہ ایک روز اور جوان میرے پاس آیا تو مجھ
سے صبر نہوگا میرے منہ سے فوراً محبت کے
الفاظ نکلی ہیں گے اور میں کہیں کی نہ رہونگی اگر
کوئی سنبھالنے والا ہوتا تو مجھے الفت ظاہر کرنے میں کوئی
عذر نہ تھا لیکن یہ مسلمان ہے اور پھر یہ کہ اکبر کی
فوج کا افسر ہمارا دشمن ہے مجھے اسکا نام معلوم
نہیں خیر یہ مسلمان خوبصورت اور بہادر ہے اور
اسکی خوبصورتی نے مجھے فریفتہ کرلیا ہے لیکن
میں کسی کے سامنے تو یہ بات ہرگز نہ کہونگی خدا کرے
کہ میرا ایسی بے شرم ہو جاؤں اسکے علاوہ اسکے ساتھ
رہکر مجھے مذہب بھی چھوڑنا پڑیگا کاش اسکا خیال میرے
دل سے نکل جاتا اور میں بدنامی سے بچ سکتی لیکن ہا
تو اسطرح جم گیا ہے کہ کیونکر دور ہی نہیں ہوتا
جسنے اس نوجوان کو دیکھا ہے دل میں ایک قسم کی
کھٹک پیدا ہوگئی ہے جو ہر لحظہ ترقی کرتی جاتی
ہے خدا جانے اسکے حسن میں کیسی بلا کی کشش ہے
کہ میرے دل کو مضطرب کردیا ہے آہ میں ہی کیسی
بیوقوف ہوں کہ اسکا خیال کرتی ہوں یہ مجھے اب
بدنامی سے بچنے کی ایک ترکیب سوجھی ہے مگر وہ
موت کے سوا اور کچھ نہیں یہانتک خیال کرکے
پارتی چپ ہوگئی اور ایک وحشت کی نگاہ سے کمرہ
کو ادہر ادہر دیکھنے لگی خدا جانے اسکو کیا
خیال آیا کہ فوراً کھڑکی کیطرف دوڑی۔ اور دروازہ
کیطرف دیکھنے لگی اسوقت رات کا ایک چوتھائی
حصہ گذر چکا تھا آسمان پر ستاروں کی گلکاری نے
ایسا سماں پیدا کررکھا تھا کہ پارتی بہت دیر تک
دیکھنے میں محو رہی لیکن آخر کار اوس نے ایک
ٹھنڈی سانس بھری اور کہنے آہ! یہ ستارے کیسے
اطمینان سے چمک رہے ہیں یہ ماہتاب کیسا مسرور ہے
کہ ایک جہان کو روشن کررہا ہے آہ! یہ ہوا کیسی
خوشگوار ہے کہ ایک عالم کو اپنی شادروی سے
محظوظ کررہی ہے۔ افسوس یہ سب کچھ ہے مگر میرا
دل مضطرب کیوں ہوا جاتا ہے۔
آہ! اب یہ اضطراب مرنیکے بغیر دور نہیں ہوسکتا
بیشک مجھے مرنا چاہیے کیونکہ اگر یہاں رہتا تو میری
محبت ظاہر ہو جائے گی اور میں گرفتار ہوگئی تو بدنام

ہو جاؤنگی اور اگر یہاں سے کسی صورت سے گھر ہی پہنچگئی تو پھر تاب میرا بیچھا چھوڑ دیگا اس کشمکش سے یہی بہتر ہے کہ اس دنیا ہی کو خیرباد کہوں اگر اس کو چھوڑتے ہوئے دل مضطرب ہوا جاتا ہے لیکن اب اسکے سوا کوئی تدبیر ہی نظر نہیں آتی۔ یہانتک کہکر بارہی نے پیچھے کیطرف دیکھا تو چاند کی روشنی میں صاف نظر آتا تھا کہ ایک بڑی سی خندق دور تک پھیلتی چلی گئی ہے اور سامنہی اس کے ایک شخص کی صورت بھی دکھائی دی لیکن بارہی نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور کھڑکی میں سے نیچے کود پڑی اور زمین پر پہنچنے سے پہلے ہی ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئی

چھبیسواں باب

قلعہ کا گرکوٹ

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اندلس قلعہ کا کوٹ رانا نے میرا کے قبضہ میں تھا پیشتر اس رانا نے اسکی حفاظت کا کچھ زیادہ بندوبست نہ کیا کیونکہ کسی مسلمان بادشاہ نے ابتک اسکی طرف توجہ نہ کی تھی بلکہ تمام سلاطین اسلام و دیگر ہندو رئیسوں کو مطیع کرنے میں مشغول رہے تھے اگر بابر بادشاہ نے راجگان میواڑ کو فتح پور سیکری کے قریب ایک دفعہ شکست دی تھی مگر چونکہ کسی بادشاہ نے اسکا تعاقب نہ کیا اس لئے رانا نے بادشاہان اسلام کیطرف سے بیفکر ہو کر اور اپنی دست درازیوں میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے لیکن اب چونکہ خاقان اکبر نے تمام ہندوستان کو شکست دیکر اپنی فتوحات کا جال سرحد تمام ہندوستان پر پھیلا دیا تھا اور رانا نے اور سرداران راجپوتانہ نے اطاعت کی تھی اس لئے جو اکبر سے خائف ہو رہا تھا اور اس کی فتوحات کا حال سن سنکر اور بھی ڈرنے لگا تھا اور اسیوجہ سے اوس نے اپنے غلاموں کے قلعوں کو مضبوط کرانا شروع کیا تھا چونکہ قلعہ کا گرکوٹ مالوہ کی سرحد پر واقع تھا اور رانا کے علاقہ میں داخل ہونے کے وقت سب سے پہلے اسی سے سابقہ پڑتا تھا لہذا رانا نے اس کی حفاظت کا سب سے زیادہ بندوبست کرنا چاہا اور اپنے ایک رشتہ دار ٹھاکر کے ماتحت تین ہزار راجپوت بھیجے تھے تاکہ وہ مسلمانوں کے حملہ کو روکے اور قلعہ کو بچاوے۔

اس فوج کو اس قلعہ میں آئے ہوئے عرصہ گذر چکا ہے اگرچہ مسلمانوں کے حملے روکنے کی ہر روز تدبیریں ہوتی ہیں لیکن اج صبح کے خلاف قلعہ کے وسیع صحن میں تمام فوج بڑی ترتیب سے بیٹھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج ضرور کسی اہم معاملہ پر بحث ہونیوالی ہے دن کا چوتھائی حصہ گذر چکا ہے سورج کی سنہری کرنیں فوجی سپاہیوں کی وردیوں اور ہتیاروں کو سنہرے رنگ میں رنگ رہی ہیں ہر ایک سپاہی کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک کسی شخص کا انتظام ہو رہا تھا جسکے بغیر کسی قسم کی کارروائی ہونی ناممکن ہے قلعہ کے فراخ صحن میں دور تک کرسیاں بچھی ہوئی نظر آتی ہیں غیر بعض معزز شخص بیٹھے ہوئے ہیں اور بعض ابھی تک خالی ہیں۔ ایک سپاہی بڑی بیصبری سے دروازہ کیطرف دیکھتا ہے لیکن تمام میں بڑی مایوسی سے پلٹ آتی ہیں ہر ایک بیٹھنے والا شخص بیصبر ہوا جاتا ہے ہنوز اس حالت میں بیٹھے ہوئے کچھ عرصہ

نہو اکر سامنے کا دروازہ کھلا اور جنگل سنگھ چند فوجی افسروں کے ساتھ بیس داخل ہوا جس کو دیکھکر ہر ایک سپاہی نے فوجی قاعدہ کے مطابق سلامی کی۔ جنگل بڑھکے کرنیل سے آگے بڑھا اور ایک خوشنما کرسی پر بیٹھ گیا لیکن کچھ وقفہ کے بعد اوٹھا اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ اے جوان نثاران ملک اے قوم کے نامور لوگو تمہاری تلواریں ہمیشہ سے اپنا جوہر دکھاتی چلی آئی ہیں تمہاری بہادری نے بڑے بڑے زبردست بہادروں کو مغلوب کیا اور اون کو نیچا دکھایا جنکو اپنی قوت بازو پر بڑا ناز تھا اور میں امید کرتا ہوں کہ اب بھی تمہاری تلواریں ایسا ہی کام کرینگی جیسا ہمیشہ سے کرتی آتی ہیں اگرچہ اتنک تمنے اپنے دشمنوں کو غالب نہ آنے دیا بلکہ اونکو مغلوب ہی کرتے رہے لیکن اب مسلمان بہادر ملک کو پامال کرنا چاہتے ہیں یاد رکھو اگر اسوقت تم اپنی بہادری کے جوہر نہ دکھاؤ گے اور اپنا دل ہار دوگے تو تمہارا ملک اون کے قبضہ میں آجائیگا جو تمہارے بچوں کو مار ڈالینگے تمہاری عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنائینگے اونکے ظلموں کا زوال تم سے پوشیدہ نہیں ہے جس ملک پر وہ قبضہ کرتے ہیں اسکو اپنے ظالمانہ قوانین سے ناپاک کردیتے ہیں یہ تمہاری [illegible] جس پر تم پیدا ہوئے اور جہاں تمہارے آبا و اجداد تک عمر ان سے اسوقت خطرہ میں ہے اگر بہادری کروگے تو وہ اب بھی بچ سکتی ہے لیکن اگر تم نے حوصلہ کو ہاتھ سے دیدیا تو پھر تمہارے ملک پر قابض ہوجائینگے پھر خیال کرو کہ تم بھاگ کر اپنی جان بچالو گے کیونکہ اگر تم دشمنوں کے ہاتھ سے بچینگے تو تمہارا راجہ تم کو نمکحرامی کی سزا میں مار ڈالیگا اگر جان کے خوف سے تم اپنا حوصلہ ہار دوگے تو یاد رکھو کہ بھاگ کر بھی تمہاری جان نہ بچے گی بلکہ تم بڑی بے موت سے قتل ہوگے اسلئے تم کو یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کرنے سے دشمنوں سے لڑکے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ اس طریقہ سے ہر طرح تمہارا ہی فائدہ ہے کیونکہ اس طریقہ سے ہر طرح تمہارا ہی فائدہ ہے اسلئے کہ اگر تم نے دشمنوں کو شکست دی تو ملک مال سب کچھ تمہارا ہے اور اگر لڑائی میں کام آئے تو تمہارا نام دنیا میں چاند کی طرح چمکے گا اور تم عالم میں اپنی بہادری کا ایک زبردست ثبوت چھوڑ جاؤ گے۔ یہاں تک کہکر جنگل سنگھ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ تاکہ معلوم کرے کہ اوسکی تقریر نے فوج پر کیا اثر کیا ہے ایک ہی نگاہ نے اوس کو بتادیا کہ جوش اور غصہ سے ہر ایک سپاہی کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے ہیں اور وہ مارنے مرنے پر تیار ہے اطمینان کرکے جنگل نے اپنی تقریر پھر شروع کی اور بلند آواز سے کہنے لگا۔

جنگل ۔ (تلوار بلاکر) یہ تو مجھے یقین ہوگیا ہے کہ راجپوت اپنے ملک کی حفاظت میں اور اپنے راجہ کے حکم پر جان دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں بلکہ وہ موت کا بڑے شوق سے انتظار کرتے ہیں کہ دشمن اون کے سامنے ہوں اور وہ اپنی تلواروں کے جوہر دکھانے میں مشغول ہوں اگر اگر میرا خیال درست ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ بندیلی جوش اسوقت ہر راجپوت کے دل میں ایک قسم کی آگ بھڑکا رہی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبتک راجپوت زندہ رہیگا ظالم مسلمان اونکے ملک میں قدم نہ رکھ سکیں گے اور اونکو راجپوتوں

کے سامنے اونکے گھروں کو تباہ کرنے یا اونکے مال و
اسباب لوٹنے کا موقعہ نہ ملیگا مجھے صفیر فروشوں
سے معلوم ہو چکا ہے کہ اکبر کو آگرہ سے روانہ ہوئے
چار دن ہو گئے ہیں لیکن ابھی یہ نہیں معلوم کہ وہ کس
جگہ پہنچے اسید کہ بہت جلد پتہ لگ جائیگا اور ہم
اسکی نقل و حرکت کا حال معلوم کرکے اوس کے
آنے سے پہلے خاطر خواہ بندوبست کر سکینگے
لیکن افسوس صد افسوس مجھے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے
جانباز سپاہی مسلمانوں سے لڑنیکے کسقدر مشتاق
ہیں اور وہ اپنی گذشتہ توہین کا کس جوش سے
بدلہ لینا چاہتے ہیں یہ تو کسیطرح ممکن نہیں ہے
کہ راجپوتوں کے دل سے مسلمانوں کی گذشتہ
زیادتیوں کا خیال بھول گیا ہو اور وہ اونہیں
کا بدلہ نہ لینا چاہتے ہوں مجھے اکثر لڑائیوں میں
جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے دیکھا ہے
کہ راجپوت بڑے جوش و خروش سے لڑتے رہے
ہیں لیکن مسلمانوں سے لڑنیکا مجھے ابھی موقع
نہیں ملا اگرچہ ادہر ادہر سے سن رہا ہوں کہ
مسلمان لڑائیوں میں بڑے بڑے جوہر دکھاتے
ہیں اور اپنے دشمنوں کو بُری طرح مغلوب کرلیتے
ہیں لیکن میں اسکو ایک عام افواہ سے بیشی کم
خیال نہیں کرتے یہ بھی ہو سکتا ہے لیکن ہر ایک
راجپوت کو چاہیے کہ مسلمانوں کی ایک ایک
نادیدہ بہادری کا خیال کرکے اونکا مقابلہ
کرے اور اونکے غرور کو توڑے ہمیں خیال
کہ مسلمانوں کو بجز اللہ اکبر کے اور کچھ نہیں آتا
اونکے ظاہری جوش و خروش پر نہ جانا چاہیے
بلکہ بہادری سے مقابلہ کرکے اونکو اسبات کا
یقین دلانا چاہیے کہ راجپوت اون سے کسی
درجہ بہادر ہیں اور مسلمان اون کے لڑنے کے
قابل نہیں میرا خیال ہے کہ اگر راجپوت ایکدفعہ
ہمت کرکے مسلمانوں کو شکست دیدیں تو پھر
صدیوں تک بھی وہ ہم پر غالب نہیں آسکتے
میں نے اکثر راجپوتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے
کہ مسلمان لڑائی کے کیڑے ہیں اور ان کے
سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا ہے یہ بالکل غلط ہے
بلکہ بخلاف اسکے آگرہ والے لڑائیوں میں کبھی
کامیاب ہوئے ہیں تو جرنیل و بہادری کے اور مرنیکے
سے حد نہ اون میں اتنی ہمت کہاں کہ ہمارے
منجھلے سپاہیوں کا ایک پل بھی نہ مقابلہ کرسکیں گے
ایک افسر اگر یہ سچ ہے کہ اکبر آگرہ سے
روانہ ہو چکا تو پھر مجھے کوئی شک نہیں کہ مسلمان
بہت جلد دھولپور تک پہنچ جائینگے اور راجپوت
کو اپنی تلواروں کا جوہر دکھانے کا موقع ملیگا
کو ایسی شکست فاش دینگے۔ اور اونہیں اس
طرح نیچا دکھائینگے اور اون کا ایک آدمی بھی جان
سے زندہ بچکر نہ جانے دینگے گو اونہوں نے
ہندوستانی ریاستوں اور راجاؤں کو اپنا مطیع
کرلیا ہے لیکن راجپوت اونکو دکھا دینگے کہ بہادری
کسے کہتے ہیں اور ترکی جوش کس کو کہتے
ہیں یہ تو کسیطرح ممکن نہیں ہے کہ ہمارے
تیس ہزار جوان مسلمانوں کے ہزار سواروں
بھی نہ سہہ سکیں ہمارا ایک سپاہی اون کے بیس ہزار
جوانوں کو اسطے کافی ہے کہ ہر شخص بہادر
نجاتا ہے اور تلوار کا جوہر دکھانیکو کافی ہے لیکن
بہادری اور خشک جوش کا امتحان اوسوقت ہوتا
ہے جب دشمن سامنے ہو۔ مسلمان یوں تو بہادر
بنتے ہیں مگر ہماری تلوار ثابت کردیگی کہ راجپوت

اون سے زیادہ بہادر ہیں۔

جیجل ۔ یہ بالکل درست ہے کہ راجپوت مسلمان بادشاہوں کو کچھ چیز نہیں سمجھتے مگر میں انوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب راجپوتوں میں وہ بہادری نہیں رہی جسنے دنیا میں اون کے لئے نام حاصل کیا اور جس نے اون کو دنیا کی ایک زبردست قوم بنا دیا میں دیکھتا ہوں کہ اپنے آباؤ اجداد کے نام کو دھبہ لگا رہے ہیں کل ایک ایسی خبر سننے میں آئی ہے جسکا خیال کر کے مجھے راجپوتوں کی بہادری میں شک پڑ گیا ہے (تمام لوگ بے صبری سے جیجل کا منہ دیکھنے لگتے ہیں) میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں نے قلعہ شیوپور کو فتح کر لیا ہے اور راجپوت بھی ہی بڑی بڑی لڑائی لڑے ہیں۔

ایک سردار ۔ (حیرت سے) لیکن یہ کب ہوا۔

جیجل ۔ کل صبح کو۔

(اتنے میں جیجل خاموش ہو گیا اور چاروں طرف اشتیاق سے دیکھنے والی نگاہ سے دیکھنے لگا اس حیرت انگیز خبر کے اظہار سے ہر ایک راجپوت کے دل میں ایک قسم کا جوش پیدا ہو گیا اور آنکھوں سے [illegible] نکلنے لگے [illegible] ظاہر ہوتا تھا کہ اگر مسلمان [illegible] ہوتے تو ان کا [illegible])

[illegible] جیجل [illegible] ایک زبردست فوج میں ایک بڑی بھاری [illegible] کرنے کے لئے جیجل سے اپنی تلوار کو [illegible] کرنے لگا۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ [illegible] سو راجپوتوں نے ڈاکو ہزار راجپوتوں کو ایک [illegible] لڑائی میں بھگا دیا [illegible] راجپوتوں نے ایسی بہادری [illegible] ہے [illegible]

اسکے نہیں بتلائی کہ کہیں تم بے وحصلہ نہ جاؤ اور گذشتہ ماجرا سن کر پانی نہ پیو دو تو سمجھ لو کہ قلعہ شیوپور کا حاکم تو بھاگ کر راجہ سورجن کے پاس چلا گیا ہے اور اوسنے اسکو پناہ دیدی ہے مگر تم بھاگ کر کسیطرف نہیں جا سکتے میں نے یہ کہدیا ہے کہ اگر تم دشمنوں کے ہاتھ سے بچ بھی گئے تو رانا تم کو خود مروا ڈالیگا خوب سمجھ لو کہ تمہاری سرحد کی طرف پیر رکھنے یا اور کسی طریقہ سے نہیں بچ سکتے

ایک سردار ۔ (فکر سے) اس بارہ میں آپ بالکل مطمئن رہیں ہماری فوج ایسی نہیں کہ دل ہارے اگر قلعہ شیوپور کے حاکم نے بزدلی ظاہر کی ہے تو اس سے ہر گز الزام آ سکتا ہے۔

جیجل ۔ (جوش اور غصہ سے) تم پر یہ الزام آئیگا تو اور کس پر آئیگا میرے خیال میں سب راجپوت ایک سے ہی ہیں خواہ مالوہ کے رہنے والے ہوں یا راجپوتانہ کے قومی یکجہتی یا ہمدردی ایک شخص یا ایک افسر فرقہ کے نہیں ہوا کرتی بلکہ ایک قوم کے شخص اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو باقی تمام قوم کو بھی [illegible] میں لے آتے ہیں [illegible] کرتا ہوں کہ اگر شیوپور کے حاکم نے مسلمانوں سے [illegible] تو اب تم مسلمانوں سے [illegible] کرنے کی اس راجپوتانی کو سکا دو۔ ہنوز جیجل کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک فوجی سپاہی گھبرایا ہوا آیا اور [illegible] دشمن سر پر آ گیا اور آپ ایسی [illegible]

جیجل ۔ (اپنی حیرانی کو ظاہر کرکے) مسلمانوں کی فوج آ گئی۔

سپاہی ۔ جی ہاں اکبر آباد سے [illegible] فوج آ گئی

آتا ہے اور ایک کہنے کے اندر قلعہ کے نیچے آجائیگا
اس خبر نے پہلے تو جمعل پر برا اثر کیا کہ وہ ایک
سناٹے میں آگیا اور کوئی حکم نہ دے سکا لیکن پھر
دیر کے بعد جو اس درست کرکے کہنے لگا۔ اے
جاں نثاران قوم! اے نگہبان وطن! آج وہ وقت
آگیا ہے جسکی تمنا مدت سے تھی اور جسکے لئے تم بلائے
جاتے تھے دشمن تمہارے قلعہ کے اسقدر نزدیک
پہنچ گئے ہیں کہ اب بغیر مقابلہ کرنے کے اور کوئی
تدبیر نہیں۔ پس یہ سمجھ لو کہ آج تم وعدہ دوستہ
موت کے منہ میں جانے ہو تم میں سے کسی کو
یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ وہ لڑائی سے زندہ بچ
آئیگا میں اپنی تلواروں کے جوہر دکھاؤ اور
دشمنوں کو کاٹکر ڈالو۔ بارہ ہزار فوج کچھ بڑی
نہیں اور کہو کہ تم بیس ہزار سے بھی زیادہ ہو۔
اور دشمن دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے مسلمانوں کے
پاس بجز اسکے اور کوئی سپاہی نہیں علاوہ اسکے
وہ غیر ملک میں آئے ہیں پھر بجز دشمن کے
دوسرا وہ ہارگئے تو سمجھ لو کہ اوان کا ایک آدمی
بھی یہاں سے بچکر نہ جائیگا تمہارے لئے اچھا موقع
ہے کہ اول تو قلعہ میں ہر دوسرے فوج اوان سے
بہت زیادہ ہے اسلئے اے میرے بہادر دوستو میں
کو ایسی شکست دو کہ وہ قیامت تک بھی سر
اوٹھا سکیں۔ جمعل کی تقریر یہیں تک پہنچی تھی
کہ نیدوقوں کے پھر ہونکنے کی آوازیں کانوں سے
ہر ایک کو یقین ہو گیا کہ اسلامی فوج بالکل نزدیک
آگئی جمعل نے اسیوقت فوج کو آراستگی کا حکم دیا
ہر ایک سپاہی بڑی بے صبری سے بھاگا اور
سارا خندق درست کرنے میں مشغول ہوا نیزوں
کے متواتر چلنے اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں

نے ہر اک راجپوت کے دل میں ایک قسم کا
جوش پیدا کر دیا اور سب کے سب جنہیں ہی لمحوں میں
مقابلہ کرنے والے بالکل تیار ہو گئے جمعل نے بھی
دیر نہ کی مناسب انتظام کے فوج کو بیس حصوں
میں تقسیم کیا یعنی بیس ہزار فوج کو ساتھ لیکر
خود قلعہ سے باہر نکلا اور باقی دس ہزار کو دو
حصوں میں بانٹ کر ایک کو قلعہ میں چھوڑا تاکہ
وہ گولہ باری سے مسلمانوں کو تنگ کرے اور
دوسرے حصہ کو ایک لشکر کے ہاتھ خوب
کو روانہ کیا تاکہ وہ پانچ چھ میل کا چکر کاٹکر
یک لخت مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور اون
کو پریشان کر دے یہ تدبیر کرکے جمعل بیس
ہزار فوج کو لیکر میدان جنگ میں آیا اور سورج
دس بجنے والے تھے سورج پر ایک بادل
کا ٹکڑا آجانے سے تمام اردگرد کا منظر نہایت
ہو گیا تھا کچھ تو ابر نے آسمان کے خوشنما نظارہ کو
اپنے پردے میں چھپا لیا تھا کچھ ابر نے حرارت
سے جو گرد و غبار اڑتا تھا باقی ماندہ سین کو اپنے
پردہ میں چھپائے جاتا تھا جسکے سبب سے منظر
دلفریب ہو گیا تھا کچھ اور ہونے لگا زمین کے
قدرتی فرش کو ہری ہری گھاس نے ایسا نہایت
اور خوشنما بنا دیا تھا کہ اسپر فوجی آدمی کی توجہ
اپنی طرف مبذول کر لیتا تھا قلعہ کے سامنے جس طرف
نگاہ اوٹھ جاتی تھی سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا جسکے
دیکھنے سے بوجھل اور خونی آنکھوں میں ایک
قسم کی تازگی پیدا ہوئی جاتی تھی جو سپاہیوں کے
جوش کو اور بھی ترقی دے رہی ہے ہر اک
جانباز اور سرفروش سپاہی کے سامنے اوس
کی آرزوؤں کا دفتر کھلا ہوا تھا اور وہ اپنی

ایک تمنا کو اپنی مایوسانہ نظر سے رخصت کئے دیتا تھا۔ جبکہ نے جب فوج کو بیس صفوں میں کر کے اپنا پورا اطمینان کر لیا تو خود گھوڑے کو تہم فوج کے گرد اگرد چکر دیکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا۔ اے جہان ستانیان تخت و تاج! سوقت تمہارے امتحان کا موقعہ ہے اپنے قوت بازو اور بہادری کے جوہر دکھاؤ اور مسلمانوں کو مار کر بھگا دو۔

تمہاری تعداد ان سے دوگنی بلکہ اس کے علاوہ مدد کی بھی ہے تمہاری بہادری دنیا میں غرب المثل ہے تمہاری تلواروں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں اب بھی اپنے اصلی جوش کو کام میں لاؤ اور ظالم مسلمانوں کو بیچا دکھاؤ کہ وہ اپنے گذشتہ گذاہوں کو بھول جائیں تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے ہر طرح دشمن ہیں انہوں نے پاک اور مقدس مندروں کو مسمار کر دیا تمہارے بچوں کو مروا ڈالا تمہاری عورتوں کو اپنی لونڈیاں اور غلام بنا بنا کر غیر ملکوں میں لے گئے تمہارے ملکوں میں اپنے ظالموں کا سلاب انہوں نے بسیلا دیا صرف یہی باقی رہ گیا ہے کہ جبر صدیوں سے تمہارے اباؤ اجداد حکومت کرتے آئے ہیں اور جو ان مسلمان ملکوں کے ظالمانہ قبضہ سے ناپاک نہیں کیا اب یہ بیرحم اسپر بھی حملہ آور ہوئے ہیں اگر تم کوشش کرو گے اور اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرکے ان کا مقابلہ کرو گے تو امید قوی کیجیے یقین ہے کہ مسلمان پسپا ہو کر اپنے کئے کی سزا پائینگے۔ جبکہ کی تقریر ہنوز ختم نہوئی تھی کہ دامن گرد و غبار چاک ہوا اور اسلامی فوج نظر آنے لگی۔ اس فوج کے آگے سید جمال الدین بارہ والا اپنے تین ہزار افغان سپاہ کے اس تیزی سے آرہا تھا کہ آناً فاناً میں قلعہ کے نزدیک آکر ٹھہر گیا اور فوج کو ترتیب دیکر کہنے لگا۔ اے ہمایان دین متین اور اے جاں نثاران ملک و قوم عین بات کے لئے تم نے اپنے گھروں کو چھوڑا اور اپنے وطن کو خیرباد کہا وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ دشمنوں کی جمعیت کیطرف نہ دیکھو تم نے بارہا دیکھ لیا کہ راجپوت خواہ کتنے ہی ہوں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے اسوقت تمہارا بادشاہ خود تمہارے ساتھ ہے لڑو اور دشمنوں کو ایسی شکست دو کہ ایک آدمی بھی زندہ نجائے یہ خیال نہ کرو کہ دشمن کی فوج زیادہ اور اونکی طاقت بہت ہے وہ دیکھو ہمارا شریک تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور ہر وقت تمہارے پاس موجود ہے حضور سلطان خود دس ہزار افغان کے ساتھ چھپے ہوئے موقع کا انتظار کر رہے علاوہ ازیں دو ہزار ترک مروان قلی شاہ کے ساتھ ہیں یہ سب فوج تمہاری کو ہر وقت حاضر ہیں تلواریں نکال لو اور راجپوتوں کو یقین دلا دو کہ اون کی بہادری تمہارے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی اگرچہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ہمت میں تم سے بدرجہا گھٹے ہوئے ہیں۔ تمہاری تلواروں نے دنیا کی بڑی بڑی زبردست قوموں کو مغلوب کر لیا تھا تمہارے بزرگوں نے ایک جہان میں دل چل مچا دی اب اپنے دین و ملک کی حفاظت میں اور بادشاہ کے حکم پر اپنی جانیں لڑا دو۔

ایسی بہادری دکھاؤ کہ دنیا میں اوس کی نظیر قایم ہو جائے دیکھو اگر تم بہادر ہو گے تو خوب سمجھ لو کہ جان بچا کر کسی طرح نہیں بچا سکتے بہادر گئے سے

مارکر مرنا ہزار درجہ بہتر ہے اگرچہ وطن دور ہے لیکن
بہشت بہت ہی نزدیک ہے اپنی تلواروں کے جوہر
دکھاؤ اور دشمنوں کو پسپا کر دو
غرض جمال الدین کی گفتگو ختم ہوئی تھی کہ راجپوتوں
کیطرف سے ہلا گلہ ہوا جسکے جواب میں مسلمانوں
نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا اور پھر دونوں طرف سے
آگ برسنی شروع ہوئی جس جگہ ابھی قیامت کا
سناٹا تھا اسوقت وہاں بندوقوں کے چلنے کی
آوازوں سے اسقدر شور مچ گیا کہ تمام اطراف کا
سمجھ گوش بخ اوٹ طیور بارود کے شور کی آواز سے
گونجنے اور چیخ کر جنگل سے اڑ اڑ کر ہوا
کے فراخ سینہ میں محو پرواز ہونے لگے اسوقت
آسمان پر کسی بادل کا نام نشان نہ تھا بلکہ
کی گرمی اور دھوپ کی گرمی جنگ میں ایک غیر
کا جوش پیدا کر رہی تھی دونوں طرف کے جانباز
گر رہے تھے گولیاں آتی تھیں اور سینے کے پار
نکلی جاتی تھیں مسلمانوں کو افسوس اس بات کا تھا کہ
جو تدبیر اونہوں نے قلعہ کے بارے میں سوچی
تھی وہ کسیطرح کارگر نہ ہوسکی یعنی اگر نے میں کامیابی
اور اب بھی فوج بھیجکر راہ کردی تھی جسکا مطلب
یہ تھا کہ رات کو قلعہ کا گھیرا ڈال کر صبح صبح
لڑائی شروع کیجائیگی لیکن اب چونکہ اسلامی فوج
شاہ سے بہت ہلے وہاں پہنچ گئی تھی۔ لہذا اکبر
نے توپوں کو آگے نہ بڑھنے دیا بلکہ کل سامان
ایک دو میل کے فاصلہ پر چھوڑ کے فوجیں تین ہزار
افغانوں کے ساتھ دریائے چنبل کی طرف بھیج
گیا اور باقی چھ ہزار فوج کو سردار خاں فی شاہ
کے حوالہ کرکے اس کو جمال الدین سے موقعہ
پر ملنے کو کہہ گیا۔ مردان شاہ فوج کو ساتھ لے
مشرق کی طرف چلا گیا اور ایک محفوظ جگہ پر بیٹھکر
لڑائی کی سیر دیکھنے لگا
اکبر شاہ بھی دریائے چنبل کے کنارے کنارے
سات کوس کا چکر کھا اور قلعہ کی دوسری جانب
ایک جنگل کے پیچھے اوتر کر موقعہ کا انتظار کرنے
لگا جوں جوں وقت گذرتا تھا لڑائی کا جوش زیادہ
بڑھتا جاتا تھا بارود کے دھوئیں سے تمام آسمان
پر ایک سیاہ غبار چھا گیا تھا جسکی وجہ سے لڑائی
کے جوش کو گرمی پیدا کرنے والا سورج نظر سے
غائب ہوگیا تھا اور ہر چہار طرف ایک خفیف سا
اندھیرا چھا گیا جس کے سبب جنگ کا خوفناک
سماں اور بھی بھیانک معلوم ہونے لگا۔ چنبل
کے دہانہ کا پانی مسلمانوں کے خون سے ہزار جوانوں کو
ہلاک میں دیا لیکن اس کا خیال نکلا
اور مسلمانوں نے یہاں تک گولہ باری کی کہ چنبل کے
دو ہزار راجپوت ایک ہی گھنٹہ میں لقمۂ اجل
ہوئے
یہ حالت دیکھکر اوس کو بڑا غصہ آیا اور اسی
فوج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کے لئے
یہ موقع نہایت مناسب معلوم ہوا انہوں نے
فوراً تلواریں نکال لیں اور بجلی کی طرح گر پڑے اہل ہنود بھی قلعہ کی فصیل سے
نیچے کودے ہوئے۔ اور داد شجاعت دینے
لگے گو یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ بیس ہزار آدمی
تیس ہزار فوج کو شکست دیدیتے لیکن پھر بھی
مسلمانوں نے اتنی خوبی سے مقابلہ کیا کہ
راجپوت کی دھجیاں بالکل بابوس ہوگئے اس
وقت تک مسلمانوں نے واقعی دکھا دیا کہ
بہادری کیا چیز ہے اور حوصلہ کس کا نام ہے

لیکن اب ان کی تعداد گھٹنے لگی - اس لئے کہ فوجیں پیچھے کھسک گئی تھیں اور قلعہ والی فوج اوپر سے گولہ باری کر رہی تھی اس لئے مسلمان اب ایک پریشانی کی حالت میں پڑ گئے تھے اگر وہ قلعہ والی فوج کا مقابلہ کرتے تھے اور اونکی گولہ باری کا جواب دیتے تو جمل کی فوج ان کو تلوار سے قتل کر ڈالتی - یا بندوقوں پر کر لیتی - واقعی یہ مسلمانوں کے نازک موقعہ تھا سید جمال الدین حیران تھا کہ کیا کرے اوس کو زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ بیس ہزار فوج کا مقابلہ کرنے میں تو صرف ایک سو شہید ہوئے - لیکن اس کشمکش میں چھ سات سو کا خون ہو گیا ہے اور ابھی برابر شہید ہوتے جاتے ہیں لہذا اس نے پیچھے ہٹنا مناسب سمجھا اور پہلی جگہ پر پہنچکر فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک کو قلعہ کی دوسری طرف فصیل پر چڑھنے والوں کیطرف چڑھنے کا حکم دیا اور باقی سواروں کو خود ساتھ لیکر دوسری طرح اوپر ہو کر گر پڑا قلعہ والے تو اسوقت فصیل کے چڑھنے والوں کیطرف متوجہ ہو گئے لیکن جمال الدین کی جمعیت کو گھٹتا ہوا دیکھکر جمل کا دل بڑھ گیا اور اوس نے فوج کو للکار کر ایک بارزور حملہ کیا -

راجپوتوں کی فوج اسطرح آگے بڑھی جسطرح ایک لوہے کا دریا بہہ کر لیتا ہوا آتا ہے جمال الدین یہ حالت دیکھکر دنگ رہ گیا مگر اس نے ذرا حوصلہ کو نہ چھوڑا اور وجہ اوس کی یہ تھی - کہ اوسکو مدد آنے کی پوری امید تھی یہ خیال تو جمل کو بھی تھا کہ ایکبار ضرور یہ سخت حملہ کرے گا لیکن جب اوس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی حالت تو سخت ردی ہوتی جاتی تھی اور ابھی تک مدد نہیں آئی تو اسکا دل اور بھی بڑھ گیا اور وہ فوج کو للکارنے لگا کہ اے بہادرو پورا زور صرف ایک حملہ کی کسر ہے میں نے پہلے ہی تبلا دیا تھا کہ مسلمان ہمارے سامنے ٹھہرنے کے قابل نہیں بس ایکبار ہی حملہ میں مار کر بھگا دو تمہارے سامنے ان دو چار مسلمانوں کی کچھ حقیقت نہیں - پورا اور ان مسلمانوں کی ان کے قلعہ میں کی پوری سزا دو اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو - جمل نے اپنی اس تقریر سے لڑائی کے جوش کو اور ترقی دیدی اور راجپوت زور سے حملہ کرنے لگے یہ حالت دیکھکر سید جمال الدین بارہ والا مایوس ہونے لگا - اور واقعی یہ اس کے لئے افسوس کا مقام تھا کیونکہ نہ تو خود سلطان اپنے تین ہزار سواروں کے ساتھ ابھی تک مدد کو آیا اور نہ مروان قلعی شاہ اپنے چھ ہزار سواروں کے ساتھ کہیں نظر آتا اور ایک کو قلعہ کی دوسری فصیل پر چڑھنے کا حکم دیا اور باقی سواروں کو ساتھ لیکر خود لڑا - جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا جمال الدین کی مایوسی بڑھتی جاتی تھی - لیکن - لیکن پھر بھی اوسی کا حوصلہ تھا کہ اتنک ایک ہزار جوان کے ساتھ اتنی بڑی فوج کے سامنے ٹھہرا رہا اور دلیری سے مقابلہ کرتا رہا - جمل خود حیران تھا اوسے مسلمانوں کی طرف سے یہ خیال نہیں تھا کہ تین ہزار جوان دس بجے سے لڑنا شروع کر کے دو بجے تک رہتے رہینگے بلکہ اوس کو یہ گمان تھا کہ بیس ہزار راجپوت چند منٹ میں مسلمانوں کو بھگا دینگے ایک تو سید

جمال الدین نے اپنے آپ کو سنبھالا مگر
اب اوس کے پاؤں چہ سو سوار تتر بتر
ہونے لگے اور وہ خود بھی تیار تھا۔ مگر
گھوڑے کو بھگا کر لڑائی کے میدان سے
نکل جائے کہ اتنے میں مشرق کیطرف سے
گرد و غبار اوٹھا اور ایک لشکر انبوہ فوج
نمودار ہوئی جمال الدین کی مایوس نگاہ
نے یک بخت دیکھ لیا کہ مردان قلمی شاہ
اپنے چہ ہزار سواروں کے ساتھ آ رہا ہے
اسبات نے اسے دوبارہ تازہ دم کر دیا
اور باقی ماندہ جاں نثاروں کو للکار کر کہنے
لگا۔

اے اسلام کے نام پر جان دینے والو
حوصلہ کرو مدد پہنچی ہے اگرچہ ہمارے
جاں فروش سپاہی تمام شہید ہو چکے ہیں
لیکن اب کوئی فکر نہیں ہے مردان قلمی
شاہ چہ ہزار سواروں سے بڑھا چلا آ رہا
ہے بس کوئی دم میں قصہ پاک ہوا جاتا
ہے یہ راجپوت ہمارے سامنے کوئی چیز
نہیں خیال تو کرو کہ ایک ہزار جوانوں سے
اتنی بڑی فوج کا کون مقابلہ کر سکتا ہے
یقین جانو کہ خدا ہماری مدد کو ہر وقت
موجود ہے مجھے معلوم نہیں کہ حضور
سلطان نے مدد بھیجنے میں کیوں اتنی
دیر کی اگر وہ اپنے تین ہزار افغانوں
سے آجاتے تو تمیں راجپوتوں کو کبھی
کا مار لیا ہوتا لیکن افسوس کہ حضور سلطان
کا ابھی تک پتہ نہیں خیر دیکھ ہو کر اب
اس جوش و خروش سے حملہ کرو کہ تمام
راجپوت اسی فصیل کے نیچے کاٹ کے ڈالدو ان کی
زیادتی کیطرف نجاؤ تمنے دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارے ایک
ہزار جوان بتیس ہزار راجپوتوں کو کافی ہیں اسمیں کوئی شک
نہیں مدد آنیوالی ہے بس ایک ہی حملہ میں کام تمام
کر دو۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی مردان قلی شاہ میدان
جنگ میں آ گیا اور راجپوتوں پر بجلی کیطرح گر پڑا جمل
اپنے ذہن میں سمجھ چکا تھا کہ مسلمانوں کو پوری شکست
ہو چکی اور وہ اب مقابلہ نہ کرینگے۔ لیکن اس نئی مدد نے
اسکے ہوش گم کر دئے اور اب وہ فوج کے ادھر ادھر جانے
لگا اوسے امید تھی کہ راجپوت افسر اپنی پانچہزار
فوج لیکے آئینگا اور مسلمان پریشان ہو کے بھاگیں گے
مگر یہ خیال اسکا بالکل غلط تھا اسی امید پر مقابلہ کر رہا تھا
کہ نئی مدد آئیگی اور مسلمانوں کا زور کم ہو گا لیکن جب مدد
نہ آئی تو مایوس ہونے لگا۔

جمال الدین پہلے ہی جمل کی حالت کا اندازہ کر چکا تھا اس
لئے وہ پر جوش تقریروں سے فوج کا دل بڑھاتا اور
مسلمان اس زور سے حملہ کرتے تھے کہ ہر دفعہ راجپوت پیت
پیچھے ہٹ جاتے تھے مدد کی امید میں جمل کے چہ ہزار
جوان قتل ہو گئے لیکن اوسکی آرزو پوری نہ ہوئی اور وہ
دمبدم مایوس ہونے لگا وہ دل ہی دل میں سوچتا تھا
کہ شہنشاہ اکبر ابھی تک کیوں نہیں آئے لیکن یہ
ایسا سوال تھا اگر وہ اپنے بتیس ہزار افغانوں سے
آجاتے تو بہتر ہوتا۔

جوش میں گرمی پیدا کرنے والا آفتاب غروب ہونے
کے واسطے درختوں کی اوٹ میں آ گیا تھا جس کی وجہ
تمام ارد گرد کے سین میں ایک قسم کی تروتازگی آ گئی
وہ سنجاب فرش جیسر صبح کو سبزہ نے ایک عجیب کیفیت
پیدا کر رکھی تھی اور جیسر شبنم کے چھوٹے چھوٹے جلد کافور

ہو جانے والے تھرسے ایک بھارو کھا رہے تھے
اسوقت جانباز سپاہیوں کے خون سے سرخ
ہو گیا تھا مسطرف دیکھو لاشیں نظر آتی تھیں قلعہ
سے لیکر کئی میل تک خون کی ندیاں بہتی نظر
آرہی ہیں جنکی رنگت وقت کی زیادتی کی وجہ
سے سیاہ ہونے لگی تھی شام کے ہوتے ہے طیور
خوش ہوا کرتے ہیں آسمان کے فروغ نظر
میں اظہار محبت میں چکر کھانے لگتے ہیں لیکن
جانباز سپاہیوں کے چہروں پر ایک قسم کی مایوسی
چھائی جاتی تھی پہاڑوں کے گھنٹے اور غنچوں کے
چٹخنے کی بھی بھی سنتے ہے مگر ان سرفروش جانبازوں
کے دل کی کلی وہ جنہم کھلائی جاتی تھی شام کی
خوشگوار ہوا اپنی خوش خرامی سے تفریح صبح
احباب کو محظوظ کیا کرتی ہے لیکن ان کے
چہروں کو دو کئے دیتی ہے رات کو آتے دیکھکر
ایک شخص اپنے کام کو جلد ختم کرنے کی کوشش
کرتا ہے لیکن ان جانبازوں کے بازو رفتہ
رفتہ سست ہونے لگے تھے اور لڑائی کے
جوش میں ایک قسم کا سکوت آ چلا تھا یہ حالت
دیکھکر جمال الدین اور مردان علی شاہ نے فوج
کو للکارا اور دھاوا کر دیا مگر اس زد سے
تھوڑا کیا راجپوت بہت دور تک پیچھے
سے اگر قلعہ کی فصیل پر سے توپ نہ چلتی
تو وہ کہیں ٹھہر سکتے تھے راجپوتوں کو
سست دیکھکر جنبل مایوس ہو گیا اور ایک
افسر کو ساتھ لیکر لڑائی کے سین سے علیحدہ
ہو کر ایک محفوظ مقام پر گیا اور کہنے لگا کیا کیا
جاوے؟

افسر۔ میں تو اپنے پانچ ہزار سواروں کو لیکر ابھی
نہیں آیا خدا جانے اوسکو کیا ہو گیا۔

افسر۔ میں کیا بتاؤں میری سمجھ میں تو کچھ نہیں
آتا آپ ہی کچھ تدبیر کیجئے۔

جنبل۔ افسوس کیجئے سلوم نہ تھا کہ مسلمان اس
بہادری اور دلیری سے حملہ کرینگے۔ اور ہمارے
بیس پچیس ہزار راجپوت ان کے سامنے
بودے ثابت ہونگے۔

افسر۔ اکثر سنا کرتے تھے کہ افغان بہادر ہیں
لیکن تھوڑی دیر تک اور لڑائی رہتی تو راجپوت
دل ہار دیتے اور بھاگنے لگتے۔

جنبل۔ گو گھر میں جنبل سب ہی بہادری کا
دم بھرتے ہیں لیکن امتحان میدان جنگ میں
ہی ہوتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ دو ہزار مسلمان
تیس ہزار راجپوتوں کے سامنے پانچ چھ
مہینے ٹھہرینگے واقعی یہ بات اون کی
بہادری کا اعلیٰ ثبوت ہے۔

افسر۔ اکثر سنا کرتے تھے کہ افغان بہادر
ہیں لیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ
واقعی وہ تعریف کے لائق ہیں ورنہ کسی
میں اتنی ہمت اس قلیل التعداد فوج سے
اتنی بڑی طاقت کا مقابلہ کرے لیکن سمجھ
حیرانی ہے کہ اب تک کمک نہیں آیا۔

جنبل۔ یہ بھی ہوا ہو گا کہ شاہ خود
فوج کے ہمراہ نہیں یقین جانو کہ اگر وہ خود
آتا تو ہماری فوج اتنی دیر بھی نہ ٹھہرتی۔

افسر۔ میری سمجھ میں اب لڑائی ختم کر
دینی چاہیئے اس لئے کہ اگر کچھ زیادہ دیر یہی
حالت رہی تو ہماری فوج میں بھاگنے کی
بھی طاقت نہ رہیگی۔

جمل ۔ یہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ اب کیا
بندوبست کیا جائے ۔
افسر ۔ اب اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہیں کہ
جنگ کو بند کر دیا جائے امید ہے کہ اس طرح
فوج کو بھی آرام ملیگا اور صبح ہر ایک سپاہی
لڑنے کے واسطے تازہ دم ہو جائیگا ۔
جمل ۔ فرض کرو کہ رات کو اکبر خود آگیا
اور اس نے ہماری فوج میں اتنی بھیر
بھاڑ کی کہ ہم
افسر ۔ تو کیا [illegible]
جمل ۔ نہ کرو ایسا فکر کیا کرو گے ۔
افسر ۔ تو پھر آپ سوچ کیا رہے ہیں ۔ کیا
اسوقت حکم دینگے جب تمام فوج کٹجائیگی اور
مسلمانوں کو قلعہ پر قبضہ دیدینگے ۔
جمل ۔ مجھے حکم دینے میں کوئی تامل نہیں
لیکن حیرت یہ ہے کہ نرائن داس کو کیا ہو گیا
اس نے اتنی دیر کیوں کی ۔
افسر ۔ اگر آپ کہیں تو میں ابھی جاکر
دیکھے آتا ہوں ۔
جمل ۔ لیکن جلدی آنیکی کوشش کرنا ۔
افسر ۔ بہت بہتر ۔
یہ کہکر افسر گھوڑے پر سوار ہوا اور آناً فاناً
میں نظروں سے غائب ہوا جمل اوس کا انتظار
کرنے کیلئے ادہر ادہر ٹہلنے لگا اور دل ہی
دل میں کہنے لگا بس معلوم ہوا اب راجپوتوں
وہ بہادری نہیں رہی جسکی امیدی جاتی
تھی اور جس نے اون کو دنیا میں مشہور
کر دیا تھا ۔
میں مسلمانوں کی بہادری کو ایک فرضی افواہ
خیال کرتا تھا لیکن آج معلوم ہو گیا کہ جو کچھ ہم
اونکی نسبت سنا کرتے تھے سب سچ تھا مجھے
حیرانی ہے کہ دو ہزار جوانوں نے تیس ہزار
کا مقابلہ کیونکر کیا راجپوت تو اپنی ہمت دکھلانے
ہی دل میں ہار دے اور ایک منٹ میں
بھاگ کھڑے ہوئے ۔ واقعی بہادری
اسی کا نام ہے جمل نے ابھی یہانتک ہی
کہا تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز
آئی فوج ہو گئی اور وہ نہایت ہی گھبراہٹ
سے اسطرف کو دیکھنے لگا پہلے تو گھبراہٹ
میں اوسے معلوم نہوا لیکن کچھ دیر کے بعد
اس نے دیکھ لیا کہ افسر واپس آرہا ہے
جمل کو نرائن داس کی خبر سننے کا اسقدر
شوق تھا کہ خود گھوڑے پر سوار ہو کر افسر کی
طرف بڑھا جسنے نزدیک آکر نہایت ہی گھبراہٹ
کی آواز میں کہا افسوس نرائن داس کی تمام
فوج کٹ گئی اور وہ خود بھی لڑائی میں
مارا گیا ۔
جمل ۔ (حیرت سے) لڑائی میں ۔
افسر ۔ ہاں زور سے چلا کر ہاں لڑائی میں ۔
جمل ۔ لیکن وہ لڑائی کس کے ساتھ ہوئی
اور تم کو کیونکر معلوم ہوا ۔
افسر ۔ نرائن داس کی فوج کا ایک بھاگا ہوا
سپاہی مجھے مل گیا تھا جسکی زبانی میں نے سنا ہے
کہ جسجگہ نرائن داس چھپا ہوا تھا وہیں بادشاہ
بھی آگیا بس پھر کیا تھا ایک ہی گھنٹہ میں شاہی
فوج نے تمام راجپوتوں کو کاٹ کر ڈالا دیا ۔
یہانتک کہ نرائن داس بھی ایک سپاہی سے
قتل ہوا جمل دیر تک ایک سناٹے کے عالم

میں رہا لیکن کچھ دیر کے بعد کہنے لگا اوس
اب کامیابی کی کوئی امید نہیں۔
افسر۔ (جلدی سے بات کاٹ کر) اب
انتظام کیجئے کیونکہ اگر خود اوہی کو آرہا ہے
اس خبر نے یہ اثر کیا کہ جنگل بہت دیر تک
ایک عجیب و غریب عالم میں رہا لیکن جب
افسر نے یہ حالت دیکھی تو اوس نے زور سے
کہا بھائیو! اسوقت آپ یہاں سے چلے جائیے جو وقت
موقعہ مل جاویگا۔ اسبات نے جنگل کو چونکا
دیا اور وہ دونوں چشمہ زون میں میدان جنگ
میں آگئے جہاں کشت و خون کا بازار گرم ہو
رہا تھا اور جہاں عمروں کے سلسلے ایک
چشم زون میں لوٹے جاتے تھے جنگل نے
ایک ہی نگاہ میں دیکھ لیا کہ فوج کی حالت
اچھی نہیں مسلمان برابر حملے کئے جاتے تھے
عین اس حال میں جبکہ جنگل جو کر پہلے ہی سے
مایوس ہو چکا تھا یہ حالت دیکھنے ہی پڑا اور
میدان جنگ میں غائب ہو گیا فوج نے جب
افسر کو بھاگتے دیکھا تو اوسکے بھی قدم اوکھڑ
گئے اور مسلمان نے ایک ہی پرزور حملہ میں
سب کو بھگا دیا اور خود بڑی کامیابی سے قلعہ
میں داخل ہوئے۔

چوتھا باب

(قید ہو گئے)

قلعہ شیر پور اور کاکڑون کا درمیانی علاقہ اسقدر
آباد ہے کہ مسافروں کو اپنے سفر میں کچھ زیادہ
تکلیف نہیں ہوتی اگرچہ رانا کی طرف سے کوئی
خاص انتظام نہیں کیا گیا ہے لیکن پھر بھی راستے
ایسے خطرناک اور خوفناک نہیں جیسے دیگر
علاقوں کی عام گذرگاہوں میں خیال کیا جاتا ہے
اس راستہ میں بہت سے نالے اور دریا ملتے
ہیں مسافروں کو پیاس بجھانے کا کام دیتے ہیں
علاوہ اس علاقہ کو بھی سیراب کرتے ہیں انہیں
راستوں میں افسر نے سبزہ زار بھی آتے
ہیں جنکی تر و تازگی تھکے ہوئے مسافروں کو آب حیات
کا کام دیا کرتی ہے اور اگر کسے ہوئے دلوں
کے لئے تسلی بخش ثابت ہوتے ہیں خلق خدا
کے ظالمانہ ہاتھوں نے زندگی سے بیزار کر دیا
ہو یا جو آبادی سے تنگ آکر یاد الٰہی میں مصروف
ہو گئے ہوں کیونکہ ایسے مقام میں خلق دلفریب
اور خوشنما بنانے میں قدرت کے جانبدست کاریگر
نے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی ہے اگرچہ ہر اک
چیز کو دیکھکر اوس خالق مطلق کی قدرت کا خیال
آتا ہے اور خدا کی صناعی کا نقشہ آنکھوں میں
پھر جاتا ہے لیکن ایسے مقام کو دیکھکے جہاں
قدرت نے انسانی صنعت کے لئے ہر ایک
قسم کی دلچسپی پیدا کر رکھی ہے ہر ایک شخص کے
دل میں خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو ضرور کچھ نہ کچھ
اثر پڑتا ہے چنانچہ ہم کو بھی ہمارا خیال اسوقت
انہیں سبزہ زاروں میں لئے پھرتا ہے جن کے
دیکھنے سے خدا کی وحدت کا خیال دل میں پیدا
ہو جاتا ہے اور انسانی طبیعت کچھ وقت کے
لئے ضرور اوس پاک پروردگار کی طرف
متوجہ ہو جاتی ہے۔
اسوقت صبح ہو رہی ہے رانا کی ہیکل
سیاہی رفتہ رفتہ غائب ہو رہی ہے کسی حیرت نصیب عاشق کی
امیدوں کی طرح جسے ابھی ہی سے جس نے اس

سین کو اور بھی موثر کر دیا ہے آسمان اوس
عاشق کے چہرہ کا فوٹو بن رہا ہے جسکی تمام رات
کسی نازنین آفرس کی ناز برداری میں گذر رہی ہو
اور اب جدائی کی گھڑی نزدیک آگئی ہو۔ خوشنما
ستارے اپنا دور بڑی آہستہ خرامی سے ختم
کر چکے ہیں اور جھلملا جھلملا کے غائب ہوئے
جاتے ہیں۔ چاند جس نے تمام رات عالم کو
روشن کر رکھا تھا۔ اور جسکی دلکشا کو ابھارنے
والی چاندنی کسی وعدہ فراموش کو کوسنے پر
لیگئی اسوقت ایسی اداسے لٹک گیا ہے کہ
یہ سماں اور زیادہ دلکشی کا عالم ہوگیا ہے
اور ہر دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے
میں کسیطرح کم ثابت نہیں ہوتا جلوہ افروزان
بزم قدرت یعنی نئے نئے ستارے جو تمام رات
آسمان کے نیلگوں فرش پر لوٹ لوٹکر ایک دلفریبی
اور دلکشی کا عالم پیدا کر رہے تھے اسوقت بڑی
حیرت سے رخصت ہو رہے ہیں اور وہ مسطر روی
چند منٹ پہلے دلچسپ تھا اب بیحد ناک ہوا جاتا
ہے۔ ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے جو کسی محو خواب
نازنین کی سیاہ زلفوں سے شوخیاں کر رہے
تھے اور اون کے گورے گورے رخساروں کو
اسلئے سہلائے دیتے تھے کہ چاند کی گستاخ شعاعیں
حسن لا جواب کی بیمارنہ ہوجائیں اب چراغان محفل
علوی یعنی چھوٹے چھوٹے ستاروں سے وہی
سلوک کر رہے ہیں جو کوئی ستم شعار کسی حسرت
نصیب عاشق کی شمع تربت کے ساتھ کرتا
ہے جس مقصد کو رات کی سیاہی نے اپنے
پردہ میں چھپا کیا تھا صبح کی مدہم روشنی اب
اوس کو نظر کے سامنے پیش کر رہی ہے طائروں
کی خوشنما اور موثر آوازوں نے اس سناٹے کو
بالکل توڑ دیا ہے جو ایسے مقاموں میں عموماً
ہوا کرتا ہے ہوا جو ابھی ابھی کسیقدر تیز چل رہی
تھی۔ صبح کو آتے دیکھکر ایسی مستانہ روی سے
چلنے لگی ہے کہ کسی مست خواب ناز پر پہلے سے
زیادہ غنودگی طاری ہوگئی ہے۔

جس مقام کا ہم حال بیان کر رہے ہیں وہاں
اسوقت عجیب سین کھنچا ہے جسطرف نگاہ اٹھتی
جاتی ہے ہریالی گھاس کا مخملی فرش بچھا ہوا
نظر آتا ہے جسپر شبنم کے چھوٹے چھوٹے قطرے
ایسے دلفریب معلوم ہوتے ہیں کہ سُنے کا نام
ہی نہیں لیتے۔

نسیم صبح کے ہلکے ہلکے خوشگوار جھونکے سبزہ
خوابیدہ اسیطرح ہلا رہے ہیں جسطرح کوئی
نازبردار عاشق کسی محو خواب معشوق کو جگاتا ہے
صبح کی ہلکی ہلکی سفیدی نے تمام ارد گرد کے
سماں کو روشن کر دیا ہے اور ایک عجیب کیفیت
پیدا کر رہی ہے صحرائی علاقہ کی آزادی پسند مخلوق
یعنی خوشنما طیور صبح کی حسرت تعصیبی
پر اپنی بے زبانی کی زبان میں افسوس ظاہر کر
رہے ہیں اور دنیا والوں کو اون کی غفلتوں سے
آگاہ کرکے ان کو اس مسرور اور جانگزا جانوالوں
کو اون کی طرف متوجہ کر رہا ہے جنکی آوازیں
اس عالمگیر سناٹے کو توڑنے لگی ہیں جو تمام
رات پر طاری تھا اسی سبزہ زار کے وسط میں
چند سے نظر آرہے ہیں جنپر صبح کی پھیلی ہوئی
سفیدی پڑکے ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہی
ہے ان تمام جھنڈوں میں ذرا فاصلہ پر ہر ایک
جنمہ سے نہایت ہی خوشنما اور شاندار ہے جو

سب سے بڑا اور ذلیل ہونیکے علاوہ اپنی طرح
محفوظ کیا گیا ہے لیکن کئی بیماری باتوں میں
[illegible]
[illegible]
سر کو اپنے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے جوان
کی صورت سے بیقراری کے آثار نمودار ہو رہے
ہیں اوسکی آنکھیں اوس کے خوبصورت چہرہ پر
اسطرح گڑی ہوئی ہیں کہ کسی طرح ہٹنے کا
نام ہی نہیں لیتیں صبح کی بیگی بیگی روشنی نازنین
کے رخ زیبا پر پڑتی اور ظاہر کرتی ہے کہ وہ
سخت بیمار ہے کیونکہ اوس کا بھولا بھالا چہرہ
اسقدر زرد ہے کہ دیکھنے والے بڑی آسانی
سے سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کسی بیماری سے
تکلیف اوٹھا رہی ہے اسکی آنکھیں بالکل
بند ہیں اور سانس کیساتھ ایسی آواز نکل رہی
ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نازنین اگرچہ
بیہوش ہے لیکن کسی اندرونی صدمہ کو برداشت
کر رہی ہے اوسکا نازک سر نوجوان کے زانو
پر رکھا ہے اور لمبے لمبے بال اوسکے اوپر
بکھرے ہوئے ہیں جنکو ہوا کبھی کبھی پریشان
کر دیتی ہے اور وہ اوسکے خوبصورت چہرے
پر سایہ فگن ہو جاتے ہیں جنکو نوجوان بڑی
آہستگی سے ہٹا دیتا ہے اور للچائی ہوئی
نگاہوں سے اوس خوبصورت چہرہ کو دیکھنے
لگتا ہے۔ نوجوان کی شکل سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ نہایت ہی اضطراب کی حالت میں بیٹھا
ہوا ہے کبھی اوسکا چہرہ اسیر کبھی
بشاش ہو جاتا ہے اگرچہ وہ دسویں تبدیل
ہو جانیوالی حالت میں بیٹھا ہے لیکن اسی

چہرہ کو غور سے دیکھ رہی ہیں [illegible]
دل میں کھنچا ہوا معلوم ہوتا ہے [illegible]
ایک ظاہر ہیں [illegible]
کبھی کبھی نازنین [illegible]
صبح ہونیوالی ہے اور دن اگا وقت قریب آتا جاتا ہے
لہذا نوجوان نے علاجی سے کام لینا چاہا اور
دوائی کے دو [illegible]
میں ڈالے جسنے ایک [illegible]
نکل آنکھیں کھولدیں اور [illegible]
میں کہاں ہوں۔

نوجوان۔ [illegible]
شخص کی حفاظت میں ہیں [illegible]
خوفزدہ نہ ہوں۔

نازنین۔ [illegible]
اسبات سے [illegible]
اور وہ نوجوان کو ایک عجیب و غریب نگاہ سے
دیکھنے لگی ہائے آپ نے مجھے نہ بچایا
ہوتا میرا مرجانا ہی اچھا تھا۔

نوجوان۔ شہزادی صاحبہ اسوقت زیادہ
باتیں نہ کیجئے کیونکہ آپ ابھی کمزور ہیں کہیں
ایسا نہو کہ پھر غش آجائے۔

نازنین۔ نہیں اب میں کمزور نہیں ہوں مجھے
مرنے سے کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔

نوجوان۔ میں تو خیال کرتا تھا کہ آپ کو ضرور
کوئی سخت صدمہ یا چوٹ آئی ہوگی لیکن اب
یہ سنکر کہ گرنے سے آپ کو کوئی نقصان نہیں
پہنچا میں نہایت خوش ہوا ہوں۔

یہ کہکر نوجوان نے نازنین کے چہرہ کو نہایت
محبت کی نگاہ سے دیکھا اور کہنے لگا میں اسید
کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائینگی کہ تمام

نازنین - آہ! محمود اول تو تمہاری خوبصورتی نے ہی مجھکو دیوانہ بنا دیا تھا اور اب میری جان کو بچا کر تم نے کیسی کاٹ کی۔

محمود - (حیرانی سے) آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا

شہزادی - نام معلوم ہونا کوئی بڑی بات نہیں یہ بھی تمہاری ہی زبان سے سنکے بتلایا ہے۔

محمود - تو پھر آپ نے میری تمام باتیں سن لی ہونگی لیکن آپ تو بالکل بیہوش تھیں۔

شہزادی - اگرچہ میں بیہوش تھی مگر ایکدفعہ مجھکو قدرے ہوش آگیا تھا جبکہ تم خود بخود اپنے خیالات ظاہر کر رہے تھے میں نے اسوقت چاہا کہ کوئی بات کروں لیکن میرے دل میں ایک ایسا خیال آیا کہ میں پھر بیہوش ہوگئی۔

محمود - مجھے امید ہے کہ آپ نے خود ہی میری حالت کا اندازہ کر لیا ہوگا میرے ظاہر کرنے کی اب کیا ضرورت ہے۔

شہزادی - محمود اب ایسی باتیں نکرو ورنہ مجھے خفقان ہو جائیگا۔

محمود - لیکن میری تسکین کیلئے تو کوئی لفظ زبان سے کہدو تاکہ دل مضطر کی بیقراری دور ہو جائے۔

شہزادی - آہ! محمود تم نے مجھے کیا کر دیا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آئندہ کیا ہوگا۔ آہ تم ہمارے مذہب کو نہیں جانتے۔

محمود - مذہب سے تو مجھے کچھ تعلق نہیں میں تو صرف اسی پیاری صورت کی پرستش کرتا ہوں

شہزادی - (کچھ دیر سوچکر) آہ اسی بات سے تو ڈرتی ہوں۔ نہیں نہیں میں نہیں چاہتی کہ دنیا بھر میں بدنام ہوں لیکن کمبخت دل نہیں مانتا ہے

محمود تم نے مرنے سے کیوں بچا لیا۔

محمود - شہزادی صاحبہ آپ کو معلوم نہیں کہ خودکشی حرام ہے اور اسطرح مرنے سے آدمی خدا کا مجرم ہوتا ہے۔

شہزادی - وہ تو میں خود جانتی ہوں لیکن بدنامی سے خودکشی بہتر ہے۔

محمود - آخر بدنامی کس بات کی ہے۔

شہزادی - ہائے دنیا بھر کی بدنامی ہے لوگ جب سنیں گے کہ پارتی نے ایک مسلمان کے واسطے اپنا دین چھوڑ دیا۔

محمود - اگر اسمیں بدنامی کیا ہے

شہزادی - اگر تمہارا خیال ہے کہ اسمیں کوئی بدنامی نہیں تو پھر تم اپنا مذہب چھوڑ کر میرے ساتھ ہو رہو۔

محمود - اگر آپ کا دین سچا ہوتا تو شاید میں ایسا کر بھی لیتا اور شاہی خدمات کو چھوڑ کر آپ کی ناز برداری کرتا لیکن راہ راست پر چلتے چلتے گمراہ ہونا بھی کوئی دانائی ہے اسکے علاوہ آپ دیکھتی ہیں کہ شاہی محل میں کسقدر رہنود و شہزادیاں ہیں اگر اسمیں کچھ بدنامی ہوئی تو وہ کب اسبات کو گوارا کرینگی۔ راجہ بھاری مل نے اپنی لڑکی بڑی خواہش سے بادشاہ کو دی ہے اور اسیطرح اور ہندو راجاؤں نے مسلمانوں سے اپنا رشتہ کرنے کو فخر سمجھتا ہے لیکن آپ اسبات کو بدنامی کیوں خیال کرتی ہیں۔

شہزادی - آہ تم میری حالت نہیں جانتے ہو اگر تم کو میری حالت معلوم ہوتی تو ایسی باتیں نکرتے۔

محمود - میں آپ کا سارا حال سن چکا ہوں اس

میں تو کوئی بات نہیں جو آپ کے ارادوں کو مانع ہو

شہزادی - نہیں محمود تم کو میرا خیال نہیں میں بڑی بدقسمت ہوں۔

محمود - آخر آپ کا حال کیا ہے میں نے درگا دیوی سے جو کچھ سنا ہے وہ تو کچھ بُرا نہیں ہاں اگر اسکے علاوہ کوئی اور بھی ہو تو اوس سے مطلع کیجئے۔

شہزادی - اور تو کوئی نہیں میرے واسطے وہی بڑی آفت ہے اوسکا خیال بڑا مشکل نظر آتا ہے۔

محمود - (جلدی سے) اب وہ کر ہی کیا سکتا ہے اول تو وہ ہماری قید ہی سے آزاد نہیں ہو سکتا اور بفرض محال اگر وہ کسی دھوکے سے بھاگ بھی گیا تو یہ ممکن نہیں کہ راجپوت مسلمانوں کو شکست دیکر آپ کو ہم سے لیجائیں۔

شہزادی - محمود یہ تو مجھکو یقین ہے کہ پرتاب فوج کشی کرکے مجھے نہیں لیجا سکتا لیکن اگر وہ کسی دھوکے سے مجھے لیجائے تو پھر کیا کر سکتے ہو کیونکہ راجپوت تو مجھے جانتے ہی مار ڈالینگے۔

محمود - اگر پرتاب کسی دھوکے سے آپکو لیجائے گا تو یقین جانئے کہ آپ کے واپس لانے میں میں اپنی جان تک گنوا دونگا لیکن آپ کو وہاں سے نکال لاؤنگا۔

شہزادی - نکال کہاں سے لاؤگے میں تو کہتی ہوں کہ وہ مجھے دیکھتے ہی مار ڈالینگے۔

محمود - (غصہ سے کانپ کر) آہا اگر راجپوت ایسا کرینگے تو یقین جانئے کہ پہلے یہ تلوار (تلوار کو میان سے نکالکر) اون سب کا خون بہائیگی۔ اور پھر . . . .

شہزادی - اور کو اب رہنے دو اور مجھے اب یہ بتاؤ کہ اب ہم کہ ہر جا رہے ہیں اور یہ کونسی جگہ ہے۔

محمود - ہم قلعہ کالنجر کی طرف جا رہے ہیں اور یہ ایک سبزہ زار ہے جو شیوپور سے کوئی چالیس میل کے فاصلہ پر ہوگا۔

شہزادی - (حیرانی سے) چالیس میل کا فاصلہ پانچ چھ گھنٹہ میں کیونکر طے ہوگا۔

اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ نو بجے رات کو ہم قلعہ شیوپور میں تھے۔

محمود - (ہنسکر) لیکن آج تو بدھ ہے اور اوس دن سوموار کا دن تھا۔

شہزادی - (استعجاب کی شان سے) کیا میں دو دن بیہوش رہی ہوں۔

محمود - اس میں شک ہی کیا ہے۔

شہزادی - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ آج ہی کا واقعہ ہے دن بھی کسیقدر جلد گزر جایا کرتے ہیں۔ آہ اب مجھے یاد آیا کہ واقعی میں نے بڑی بہادری کی تھی لیکن محمود تم میری جان بچانے وہاں کیونکر پہنچ گئے تھے

شہزادی - یہ تو میں نہ جانونگی خوب یاد آیا۔ تم نے میری باتیں سن لی ہونگی اور میرے ارادہ سے واقف ہو کر میرے بچانیکو وہاں چلے گئے ہونگے

محمود - جسطرح آپ سمجھیں لیکن شہزادی صاحبہ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کے اوسوقت کے جواب نے مجھے اسقدر مایوس کر دیا تھا کہ اگر میں آپکی باتیں نہ سنتا تو ضرور اوس رات کو کہیں نکل جاتا لیکن آپ کی باتوں سے ظاہر ہو گیا کہ آپ میری ہی وجہ سے جان سے جانی پسند نہیں فرماتیں

سمجھا کہ آپ کی جان بچاؤں۔

شہزادی - آہ! محمود تمنے میری جان بچائی ہوتی محمود وہ دن کر خیال آتا ہے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا

محمود - آپ مطمئن رہیں اگر خدا نے چاہا تو اسکا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوگا۔

شہزادی - کیا خاک اچھا ہوگا پرتاب کو جسوقت معلوم ہوا تو وہ میری جان کا دشمن ہو جائیگا اور کیا عجب جو رانا کو اطلاع کرکے اونکو بھی میرے خلاف کر دیگا - اتنا کہکر پارتی رونے لگی۔

محمود - (آنسو پونچھکر) شہزادی صاحبہ اس طرح طبیعت کو پریشان کرنے سے کیا فائدہ میں سنتا ہوں کہ راجپوت آپ کا کچھ نہیں کر سکتے اگر فرض کیا جائے کہ وہ کوئی فریب دیکر آپ کو لیجائیں تو مسلمان ایسے کم ہمت نہیں کہ آپکو ایک منٹ بھی اون کے پاس رہنے دیں۔

شہزادی - لیکن مسلمان تو مجھے کیا واسطہ

محمود - اونکو نہ سہی لیکن مجھکو تو آپسے تعلق ہے میں اکیلا ہی تمام راجپوتوں کو کافی ہوں۔

شہزادی - (روکر) آہ محمود تم نے مجھکو کہیں کا نہ رکھا میں نے صرف تمہاری خاطر دنیا بھر کی بدنامی اپنے ذمہ لی لیکن تم بھی اقرار کرو کہ مجھکو کبھی دھوکا نہ دوگے خوب سمجھ لو کہ میں نے تمام دنیا کو چھوڑ کر تمہارا دامن پکڑا ہے اور اگر تمنے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا تو پھر میں کہاں گزری ہونگی۔

محمود - (پارتی کو سینے سے لگاکر) شہزادی صاحبہ یہ ناممکن ہو سکتا ہے کہ میں آپکو دھوکا دوں میں تو عمر بھر اس پیاری صورت کی پرستش کرونگا۔

شہزادی - محمود ابھی تک تمنے اپنا حال نہیں بتایا

محمود - (ایک ٹھنڈی سانس بھرکر) میرا حال بس یہی سمجھ لیجئے کہ دنیا میں مجھسے زیادہ بدنصیب کوئی نہو گا۔

شہزادی - آہ میں تو سمجھی تھی کہ مجھسے ہی زیادہ بدنصیب اور کوئی نہو گا لیکن تم مجھسے بھی زیادہ بدقسمت نکلے افسوس یہ بھی میری قسمت کی خوبی ہے

اتنا کہکر زار و قطار رونے لگی محمود نے جب یہ حالت دیکھی تو رومال سے آنسو پونچھے اور شہزادی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا شہزادی صاحبہ آپکی یہ حالت دیکھکر میرا دل مضطر ہوا جاتا ہے لہذا طبیعت کو اسطرح پریشان نہ کیجئے

شہزادی - ہائے میں تو لاکھ کوشش کرتی ہوں کہ اب آنسو نہ نکلیں لیکن کیا کروں دلکو اطمینان حاصل نہیں۔

محمود - اگرچہ گذشتہ واقعات کو بیان کرنے سے دل کو رنج ہوتا ہے لیکن آپکی خاطر سے کہے دیتا ہوں کہ اسکے بعد محمود نے ٹھنڈی سانس بھری اور اسطرح کہنا شروع کیا - ہمایوں بادشاہ کے دربار میں ایک شخص نامی مرزا خاں بڑا بہادر اور جنگجو تھا جسنے اپنی بہادری اور اعلی خدمات کی وجہ سے شاہی دربار میں رسوخ پیدا کیا تو ہمایوں نے اوسکو ایک علاقہ کا حاکم بنا دیا اور وہ عرصہ تک بڑی کامیابی سے حکومت کرتا رہا لیکن جب شیر شاہ افغانستان نے ہمایوں کو شکست دی اور وہ پنجاب کیطرف بھاگا تو مرزا خاں کو بھی ساتھ لیگیا لیکن پنجاب میں پہنچکر بھی کوئی صورت نہ بنی اور ہمایوں نے صاف انکار کر دیا تو ہمایوں حیران تھا کہ کیا کرے کیونکہ کامل اور قندہار کا علاقہ تو کامران اور مرزا عسکری کے پاس تھا آخر کار مرزا خاں نے یہ صلاح دی کہ سندھ کے

سرداروں سے مدد مانگی جائے اور شیر شاہ کا مقابلہ
کرکے اوسکو ملک سے نکالدیا جائے ہمایوں کو یہ
اوسکی بات پسند آئی اور وہ ریگستان کی تکلیفیں
اوٹھاتا ہوا سندھ میں پہنچا لیکن وہاں بھی کسی نے
ساتھ نہ دیا اور بدقسمت بادشاہ راستہ کی تکلیف
برداشت کرتا اور دشمنوں سے لڑتا پھرتا واپس ہوا
جودھپور کے راجہ نے جب یہ حال دیکھا تو ایک
خط شیر شاہ کو دیا کہ ہمایوں کو پکڑوا دے دیتا
ہوں لیکن اس شرط پر کہ آیندہ میری طرف کا رخ نہ
کرے شیر خاں نے فوراً منظور کر لیا راجہ نے یہ
مضمون بلفظہ ہمایوں کو ایک دوستانہ طریق کا خط
لکھا اور کہلا بھیجا کہ میری ریاست میں آجائے
اور غلام کی فوج سے دشمنوں کا مقابلہ کرکے
ملک کو واپس لیجئے بادشاہ کو اوس کے فریب
کی خبر نہ تھی یہ خط دیکھتے ہی فوراً اپنے ہمراہیوں
کے لشکر اور بیکانیر کے راستے سے جو پورروانہ
ہوا راستہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں وہ بیان سے
باہر ہیں ریگستان کا سامان گھوڑے اور مُوٹ پر سفر
محال۔ اسکے علاوہ گرمی کی شدت اور دھوپ
کی تیزی دن کو کوچ کرنے سے روکتی تھی غرضیں
یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور راہ کی مصیبتیں برداشت
کرکے جیسلمیر پہنچے یہاں کے راجہ نے جو شاکہ
ہمایوں سے ہر موسماں چلا آتا ہے تو اوسنے
فوراً اپنی فوج بھیجی یہ تو پہلے ہی سے جانوں سے
تنگ آئے ہوئے تھے فوراً مقابلہ کو تیار ہو گئے
آخر کار لڑ بھڑ کر شمنوں سے پیچھا چھوڑا کر جودھپور
کی طرف روانہ ہوئے اور جب شہر دس کوس رہا تو
خود ایک شکل میں اترکر ایک ہرکارہ مالدیو
اوسکے پاس بھیجا وہاں دو ہزار ایک ایسا آدمی
تھا جو ہمایوں کا کتاب دار رہ چکا تھا اور اب راجہ
کا نوکر تھا اوسنے بادشاہ کے آدمی کو دیکھکر فوراً
کہدیا کہ راجہ فریب دینے پر تلا ہے اور اسکا ارادہ
ہے کہ اگر بادشاہ ہاتھ آئے تو شیر خاں کے حوالہ
کرکے سرخروئی حاصل کرے یہ خبر سنکر ہمایوں
کے ہوش اڑ گئے اور رات کو وہاں سے کوچ
کیا رات کی تکلیفوں کا کیا بیان کیا جائے پانی کے
نہ ملنے سے حیوانوں نے تو کیا ملکہ آدمیوں نے
تڑپ تڑپکر جان دیدی غرضکہ بے انتہا مصیبتیں جھیلتے
اور کیسوں کی بلائیں سر پر اوٹھاتے امرکوٹ
میں پہنچے اسوقت بادشاہ کیساتھ صرف سات آدمی
تھے باقی سوار تڑپ تڑپ کر آنکھوں کے سامنے
مرگئے تھے کوٹ کے راجہ نے یہ حالت
دیکھکر اسکے ساتھ اچھا سلوک کیا لیکن تقدیر دوسرے
تخریب تھی جہاں ایک قدم بڑھاتا تھا دس قدم
پیچھے ہٹنا پڑتا تھا آخر کار تنگ آکر صبح کا ارادہ
کیا اور چند سپاہیوں کو ساتھ لیکر جس میں مرزا
خاں بھی تھا قندہار کو چلا راستہ میں معلوم ہوا کہ
مرزا عسکری قید کرنا چاہتا ہے یہ خبر سنکر ارادہ
فسخ کیا شہزادہ اکبر کو جو امرکوٹ میں پیدا ہوا تھا
بوجہ شدت گرمی وہیں چھوڑا اور فوج کے ساتھ
ترکستان روانہ ہوا۔ بیرم خاں اور مرزا خاں نے
اوسوقت دست بستہ عرض کیا کہ وطن کو جانا
مناسب نہیں اگر ایران کو جایا جائے تو امید
قوی ہے کہ شاہ صفوی صوفی بڑی مہربانی
سے پیش آئے یہ بات بادشاہ کے بھی سمجھ میں
آئی لہذا یہ لوگ سیدھے سامان ایران روانہ ہوئے
شہزادی ہمیری بیگم میاں آغا کو اسی لیئے
چھوڑے تھے تم کو کہنا منظور ہے اس میں تو

صرف ہمایوں کی تکلیفوں کا حال ہے میں تو
تمہاری داستان سنا چاہتی ہوں۔

محمود - وہ اب شروع ہوگی یہ تو صرف تمہید ہے

شہزادی - اچھا تو جب ہمایوں ایران پہنچا تو پھر
وہاں کے بادشاہ نے کیا سلوک کیا۔

محمود - اگرچہ ایرانی ترکوں کے جانی دشمن تھے
شاہ طہماسپ نے ہمایوں سے جو سلوک کیا اور
جس عزت سے وہ عالی ہمت بادشاہ پیش
آیا اس سے دنیا ناواقف نہیں ہے غرض جس
ملک میں جاتے وہاں کا حاکم مع فوج حاضر ہوتا
اور نذر دیکر یا برکاب ہو جاتا جسجگہ قیام کرتے
کوسوں تک مخمل اور زربفت کے فرش بچھ جاتے
اور ایسے شاہانہ دربار ہوئے کہ بادشاہ تکلیف
کو بھول گیا چنانچہ اسیطرح ہندوستان کے ریگستان
سے بھاگا ہوا بادشاہ دارالخلافت ایران میں
پہنچا جہاں خورشید کلاہ بادشاہ نے اس طرح
مہربانی کا حق ادا ہوا کہ آجتک تاریخوں کے
صفحے رنگے ہوئے ہیں غرض ہمایوں بادشاہ
اپنے گھر کیطرح وہاں رہنے لگا۔

شہزادی - (اکتاکر) اب اس تعریف کو ختم
بھی کروگے یا اسمیں تمام وقت ضایع کروگے

محمود - معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس لمبی چوڑی
داستان سے اکتاگئی ہیں۔

شہزادی - میں اکتائی تو نہیں مگر حیران ضرور
ہوں کہ اس حال سے تم کو کیا واسطہ ہے۔

محمود - اب بھی تو بیان کرنے لگا ہوں سنئے
کہ ہمایوں بادشاہ کو ایران میں رہتے ہوئے
عرصہ ہوگیا تو مرزا خاں کی طبیعت اکتاگئی اور وہ
سیر کرنے کی اجازت حاصل کرکے طہران سے روانہ
ہوا عرصہ تک ادہر ادہر کی سیر کرتا رہا لیکن جب
مشہد میں پہنچا تو کچھ بیمار ہوگیا وہاں کے حاکم نے
جو ایک بوڑھا شخص تھا بہت کچھ سمجھایا کہ وہ طہران
کو واپس ہو جائے مگر مرزا خاں نے بیماری کے
دنوں میں سفر کرنا نامناسب خیال کرکے وہیں
رہنے کا بندوبست کردیا افسوس میں اتنا کہنا بھول
گیا ہوں کہ مرزا خاں نہایت حسین اور نوجوان
تھا اور اسکے علاوہ ایسا بہادر تھا کہ تین چار
آدمیوں کو تو کچھ سمجھتا ہی نہ تھا۔ بیماری کے
دنوں میں مشہد کا حاکم روز آیا کرتا تھا اور مرزا
خان کی بیماری پر غور کیا کرتا تھا غرض چند ہی
دنوں میں مرزا خان کو شفا ہوگئی اور حاکم نے
اجازت دیدی کہ کسیوقت اگر دل چاہے۔ تو
باغ میں بھی سیل آیا کرے۔ ایکدن مرزا خاں
معمول کے خلاف شام کے وقت باغ میں چلا
گیا اور بہت دیر تک ادہر ادہر ٹہلتا رہا لیکن
جب فرودگاہ کو لوٹنے کو تھا کہ ایک عورت اس
کی طرف آتی ہوئی نظر آئی پہلے تو مرزا خاں
نے چاہا کہ باغ سے نکل جائے لیکن جبکہ خود اسے
دیکھا تو اسکے حسن نے اسکو مجبور کردیا اور
وہ ایک بیخودی کے عالم میں کھڑا رہا عورت
نے بھی مرزا خاں کو دیکھا اور اوسپر عاشق ہوگئی
مرزا خاں پر تو اسکی خوبصورتی نے پہلے ہی
سے جادو کردیا تھا۔ غرض ملاقات سے ثابت ہوا
کہ وہ عورت حاکم مشہد کی لڑکی تھی اگرچہ اوسنے
اقرار محبت کرلیا تھا لیکن مرزا خاں کو یہ خوف
تھا کہ جب اوسے یہ معلوم ہوگا کہ میں ترک ہوں
تو وہ میری جان کی دشمن ہو جائیگی خیر جو کچھ ہو
زمانہ تو اسیطرح گذرا۔ مرزا خان نے اوسکو

اپنا حال نہ بتایا۔ لیکن اکبر اوس نے خیال کیا کہ یہ بات کب تک پوشیدہ رہیگی آخر موقع پاکر کہدیا کہ میں ایک ترک ہوں گو اسبات سے اوس کو غصہ آیا مگر محبت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ اوس نے اس بات کا خیال نہ کیا اور مرزا خاں کو کہدیا کہ جبتک وہ یہاں رہے اپنے آپ کو ترک ظاہر نہ کرے مرزا خاں نے اسبات کو قبول کیا اور ایک عرصہ کے بعد حاکم مشہد کی مرضی سے دونوں کا حصّہ ہوگیا اور یہ شرط قرار پائی کہ مرزا خاں مشہد کے سوا اور کہیں نجائے اگرچہ اوس نے اسبات کو منظور کر لیا لیکن ہمیشہ ڈرا کرتا تھا کہ جب اصل معاملہ ظاہر ہو جائے گا تو شیبہ خود میری جان کے دشمن ہو جائینگے غرضیکہ اسی طرح آٹھ سال گذر گئے اور آخر کار یہ بدقسمت پیدا ہوا۔

شہزادی۔ تو کیا تم مرزا خاں کے لڑکے ہو۔

محمود۔ جی ہاں اوسی کا بیٹا ہوں۔

شہزادی۔ لیکن اس حال سے تو تمہاری بدقسمتی ظاہر نہیں ہوتی۔

محمود۔ شہزادی صاحبہ ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہے میرا حال تو اب شروع ہونیوالا ہے

شہزادی۔ اچھا تو پھر جلد کہو (مگر اپنے سے) لیکن محمود درگا دیوی کہاں ہے اوسکی بابت کچھ نہیں بتایا۔

محمود۔ (افسوس کیساتھ) آہ کیا بتاؤں مجھسے آپ کا نازک دل نہیں دیکھا جائیگا۔

شہزادی۔ (نہایت حیرانی سے) کیا درگا دیوی بیمار ہوگئی ہے۔

محمود۔ بیمار تو نہیں ہوں لیکن اتنا کمزور گیا

شہزادی۔ (جلدی سے) دیکھو محمود جی جیسا کر بات نہ کرو مجھے اور بھی الجھن ہوتی ہے جلد جو کچھ کہنا ہو جلد کہو۔

محمود۔ ہائے کیا کہوں درگا دیوی تو اسی رات کو غائب ہو گئی تھی۔ بہتیے تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا کئی میل تک سوار بھیجے گئے لیکن کہیں پتہ نہ لگا آہ! اگر وہ غائب ہو جاتی تو ہم آج قلعہ کالنجر کے اندر میں پہنچ گئے ہوتے بجائے اوسکی تلاش میں ہمارا اکیدن خرچ ہو گیا ہے

شہزادی۔ مجھے حیرت ہے کہ وہ کہاں غائب ہو گئی

محمود۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہے ہر ایک شخص کو حیرت ہے کہ رات کے اندھیرے اندر اس کو کیا ہو گیا ہم نے بیس بیس میل تک سوار بھیجے اور تلاش کرایا لیکن اسکا کہیں پتہ نہ لگا آخرکار مجبوراً ہمنے وہاں سے کوچ کیا اگر حضور سلطان کا حکم نہ آیا ہوتا تو میں اوسکی تلاش کرتا لیکن اب مجھے قلعہ کالنجر میں ضرور حاضر ہونا ہے اس لیئے آپکو ساتھ لیکر روانہ ہوا۔

شہزادی۔ درگا دیوی کا اسطرح غائب ہو جانا خالی از علت نہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کہاں گئی۔

محمود۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھاگ کر اپنے گھر چلی گئی ہوگی لیکن حیرانی یہ ہے کہ درگا دیوی جیسی عورت سے تو پیدل ایک میل کا بھی سفر نہ ہو سکتا تھا

شہزادی۔ تو کیا آپ نے اوسکو چاروں طرف تلاش کیا اور وہ نہ ملی۔

محمود۔ بیشک بیشک میں اب عبداللہ خاں کو بھی تاکید کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اوسکی تلاش کرے۔

شہزادی۔ تو یہ تمنے حیران کر دینے والی بات

سنائی مجھے یقین نہیں آتا کہ درگا دیوی اپنی مرضی سے چلی گئی۔

محمود۔ آپ بھی کیسی بھولی باتیں کرتی ہیں وہ کوئی نادان تو تھی ہی نہیں جو کسی کے کہنے پر بہک جاتی۔

شہزادی۔ ہاں تو پرتاپ کہاں ہے۔

محمود۔ (جلدی سے) قیدیوں میں ہے۔

شہزادی۔ میرے قیاس میں یہ سب اسکی شرارت ہے۔ اس نے ہی کسی طریقہ سے وہاں سے بھگا دیا ہوگا۔

محمود۔ نہیں یہ ناممکن بات ہے میں نے اسبات کا پورا بندوبست کر دیا تھا اگر آپکو یہ خیال ہے کہ اوسنے راجہ کو اطلاع کرنیکے لئے بھیجا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ وہ کسی آدمی کو نہ بھیج سکتا تھا۔ بہرحال ایک عورت سے زیادہ کام نکلتا ہے لیکن یقین جانئے کہ قیدی کوئی نہیں جا سکتا اسلئے کہ اپنے ایسے پہرے مقرر کئے ہیں کہ بلا گنا تو درکنار کوئی قیدی آپس میں بات نہیں کر سکتا

شہزادی۔ افسوس مجھے خیال ہی نہ تھا کہ درگا دیوی غائب ہوگئی ہے۔

محمود۔ شہزادی صاحبہ آپ اسقدر پریشان نہوں انشاء اللہ درگا دیوی کا بہت جلد پتہ لگ جائیگا

شہزادی۔ اس تعجب انگیز خبر سے میرے دلمیں ایک قسم کا اضطراب پیدا ہوگیا ہے اور میری بیقراری بڑھتی جاتی ہے۔

محمود۔ اسلئے تو میں نے یہ بات آپ سے اب تک پوشیدہ رکھی تھی لیکن بیقراری ہونے سے کیا فائدہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب اوسکے تلاش کرنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں وہ کوئی نادان نہیں۔ پتہ چل جائے گا۔

شہزادی۔ خیر مجھے اپنا حال سناؤ شاید اُسی سے کچھ تسکین ہو۔

محمود۔ آہ! مجھے اسکا کچھ خیال ہی نہ رہا (کچھ دیر سوچکر) ہاں جب میں پیدا ہوا تو حاکم مشہد نے بڑی خوشی کی۔ الغرض دو تین برس نہایت آرام سے گذرے لیکن جب میں چار برس کا ہوا تو حاکم یعنی میرے نانا کو کسی طریقہ سے معلوم ہوا کہ مرزا خان قوم کا ترک ہے بس یہ سننا تھا کہ وہ میرے باپ کا جانی دشمن ہوگیا۔

شہزادی۔ کیا تمہارا نانا تمہارے باپ کا دشمن ہوگیا۔

محمود۔ جی ہاں آپ شیعوں کو نہیں جانتی ہیں یہ ترکوں کے ایسے دشمن ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ

شہزادی۔ وہ مانا کہ شیعہ لوگ ترکوں کے ایسے دشمن ہوتے ہیں لیکن یہ بات نہایت ہی حیرت خیز ہے کہ ایک شخص اپنے داماد ہی کا دشمن بن جائے۔

محمود۔ آپ کیلئے واقعی یہ حیرت کی بات ہے لیکن جوش کے وقت آدمی کو برائی بھلائی کچھ نہیں سوجھتی۔

شہزادی۔ مگر اس میں جوش اور غصہ کی بات ہی کیا تھی۔

محمود۔ سب سے زیادہ غصہ تو اوسکو یہ تھا کہ مرزا خان نے فریب دیکر اوسکی لڑکی سے شادی کی ہے خیر جب میرے باپ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ بڑے اضطراب کی حالت میں یہاں آیا اور میری والدہ سے سب حال بیان کرنے لگا میں اوس زمانہ میں چار برس کا تھا یہ خبر سنکر مجھے

پریشانی ہوئی آخر کار والدہ نے یہ صلاح دی کہ
اسیوقت سامان سفر مہیا کر کے ایران سے نکل
چلو اور ہم تمہارے پیچھے پہونچ جائینگے اگرچہ
والدہ نے پہلے انکار کیا لیکن والدہ کے اور
سے یہ رائے میری کہ والدہ اوسیوقت وہاں سے
روانہ ہو جائے اور اوسکے پیچھے ہم روانہ ہو کر
راستہ میں اوس سے ملیں۔
الغرض اسی صلاح پر عمل کیا گیا اور میرا باپ
مجکو اور میری والدہ کو چھوڑ کر خود ہندوستان
کیطرف روانہ ہوا۔ آہ وہ موقع تو مجھے مرتے
دم تک نہ بھولیگا جبکہ میری والدہ اور میں رو رہے
تھے اور میرا والد ہم کو تسلی دے رہا تھا آہ اوسکے
تسکین بخش الفاظ میرے کانوں تک گونج رہے
ہیں اوسکی صورت کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے
پھر رہا ہے وہ الفاظ مجھے جو اوس نے مخاطب
کر کے کہے گئے اب یاد ہیں اور وہ یہ ہیں
بیٹیا اگرچہ اسوقت میں تم سے جدا ہوتا ہوں لیکن
وہ وقت بہت جلد آئیگا جبکہ ہم پھر ایکدوسرے سے
ملیں گے امید ہے کہ تمہاری والدہ میرے
جانے سے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہاں سے روانہ
ہو جائیگی اور تم کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائیگی
میرا دل چاہتا تھا کہ تم کو اپنے ساتھ ہی لیچلوں۔
لیکن اسطرح دوبارہ پڑے جانے کا خطرہ ہے
اچھا اب روانہ ہوں رونا دھونا موقوف کرو۔
اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
یہ کہکر والد روانہ ہوا اوسوقت والدہ بھی زار و
قطار رو رہی تھی۔ آہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ پھر
میں اپنے والد کو کبھی نہ دیکھونگا تو اسوقت میں ہرگز
جدا نہ ہوتا بلکہ اوسی کے ساتھ ہی روانہ ہوتا انتا
بھکر رونے لگا۔

شہزادی۔ ہائیں! محمود حوصلہ کرو اسوقت
رونے سے کیا ہوتا ہے

محمود۔ شہزادی صاحبہ آپ میرے دل کی حالت
نہیں جانتی ہیں اسوقت تمام گذشتہ مصیبتوں کا
نقشہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا ہے مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میرے دل میں کوئی
چھری لئے بیٹھا کلیجہ کاٹ رہا ہے۔

شہزادی۔ اگرچہ گذشتہ غم انسان کے دل پر
بہت بُرا اثر ڈالا کرتے ہیں لیکن رونے دھونے
سے بجز طبیعت پریشان کرنے کے اور کچھ نہیں ہوتا
اسلئے جہانتک ہو سکے صبر سے کام لینا چاہئے
ہاں تو پھر کیا تمہاری والدہ ایران سے روانہ
ہو ئیں۔

محمود۔ (آنسو پونچھکر) آہ جب والد چلے گئے
تو ہم اوسکے جدا ہونے کے غم میں تمام رات
روتے رہے اگرچہ کبھی اوقت میری آنکھ لگ جاتی
اور میں والد کو خواب میں دیکھ لیتا لیکن پھر والدہ
کے چیخ کر رونے سے میں جاگ پڑتا غرضکہ وہ رات
اسی بیقراری اور اضطرابی کیحالت میں گذری اور
جب صبح ہوئی تو ایک لونڈی دوڑی آئی۔
اور کہنے لگی کہ حاکم شہد بالا خانہ سے گر کر مر گیا ہے
یہ بات سنکر والدہ کو اور بھی غم ہوا اول تو خاوند
کے جدا ہونے کا صدمہ تھا دوسرے جب والد
کے مرنیکی خبر سنی تو اور بھی رنج ہوا کہ بیمار ہو گئی
والد کے مرنیکی خبر سنکر مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں
تمام رات و دن اوسکے سرہانے بیٹھکر رویا کرتا تھا
آخر کار کچھ عرصہ بعد رفتہ رفتہ اوسکو آرام ہو گیا۔ پھر
اوسنے کوچ کی تیاری شروع کی چونکہ اب

نانا تو تھا ہی نہیں جو مائل سفر ہوتا لیکن چند دنوں میں سفر کا سامان مہیا کر کے ہمنے ایران سے روانہ ہو کر ہندوستان کا راستہ لیا۔ الغرض نئے نئے شہروں کی سیر کرتے اور زمانہ کے عجائبات دیکھتے سے ہم ایک بڑے عرصے بعد قندہار پہنچنے سے معلوم ہوا کہ یہاں عسکری مرزا حکومت کرتا تھا جسکے ظلم و جور کا حال سنکر ہم نے قندہار میں زیادہ قیام نہ کیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے ایکدن سر شام ہمارا ہوتا سا قافلہ ایک پہاڑی کے دامن میں اترا۔ سبزہ کا یہ عالم تھا کہ جسطرف نگاہ اوٹھتی تھی آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل میں تازگی پیدا ہو جاتی تھی بہار کا موسم تھا ہر اک چیز اپنے جوبن پر تھی غرض سب نے یہی صلاح دی کہ اسجگہ قیام کرنا خالی از لطف نہو گا۔ والدہ نے بھی اسبات کو منظور کر لیا۔ اور سب لوگ وہیں اتر پڑے چونکہ رات خوشگوار تھی لہذا ہم سب پر کچھ ایسی غنودگی طاری ہوئی کہ بچے سے لیکر بوڑھے تک سو گئے آہ پھر مجھے معلوم نہیں کہ کیا گذرا کیونکہ جب میری آنکھ کھلی تو میں نہایت ہی متعجب ہوا کیونکہ میں طرف دیکھتا تھا تنہائی اور بے کسی کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آئی تھی پہلے تو میں نے خواب سمجھکر کچھ خیال نہ کیا لیکن جب دن زیادہ چڑھا۔ اور گدڑیے اپنی بھیڑوں کو چرانے کیلئے پہاڑ کاہوں میں لائے تو میں بھی نہایت اضطراب کی حالت میں اوٹھا اور چلا چلا کر رونا تھا لیکن کوئی آشنا نہ ملتا تھا۔ آہ! اوقت کی حالت کا اندازہ وہی اچھی طرح کر سکتے ہیں جنکو ایسے واقعات پیش آتے ہیں۔ غرض اسیطرح پھرتا ہوا میں اوس جگہہ پر آیا جہاں ہمنے رات بسر قیام کیا تھا آہ جو خوفناک سین میں نے دیکھا وہ بیان نہیں ہو سکتا ہمارے قافلہ کے سب سے آدمی مرے پڑے تھے جن کے خون سے ادھر ادھر کی زمین سرخ ہو گئی تھی۔ آہ! اس نظارہ نے مجھپر اتنا بڑا اثر کیا کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا محمود بیچارہ نے جب یہ حال دیکھا تو جوش گریہ سے زبان بند ہو گئی اور زار و قطار آنسو بہانے لگا یہ حالت دیکھکر پارسی آگے بڑھی۔ اور غمزدہ آواز سے کہنے لگی محمود! محمود!! خدا کے لئے اس رونے کو موقوف کرو۔

محمود۔ (روتے ہوئے) آہ شہزادی صاحبہ میں بڑا بدقسمت ہوں ابھی آپ کو میرا حال نہیں معلوم ہوا۔ ورنہ آپ مجھے رونے سے منع نہ کرتیں آہ! اسوقت وہ تمام تکلیفیں مجھے یاد آگئی ہیں جو میں نے بچپن کے زمانہ میں اوٹھائی تھیں میں دل کو ہزار روکتا ہوں لیکن وہ کسیطرح نہیں رکتا یہ کہکر محمود اور بھی زور زور سے رونے لگا یہ حال دیکھکر پارسی سے بھی صبر نہو سکا وہ بھی چیخ چیخکر رونے لگی۔

اسوقت صبح ہو چکی تھی اور نوجی آدمیوں کے بولنے کی آوازیں سبزہ زار پر گونج کر ایک عجیب لطف پیدا کر رہی تھیں محمود اور پارسی بہت دیر تک اپنے دل کے بخارات نکالتے رہے آخر کار محمود ہی کے دل میں کوئی خیال آیا اور اوس نے جیب سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور پیار کے لہجہ میں کہنے لگا شہزادی صاحبہ آپ کے غمگین ہونے کی کیا وجہ ہے۔

شہزادی۔ تمہاری یہ حالت دیکھکر تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔

حشر ہوگا اور پھر میں ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکونگی۔

اتنا کہکر بارہی رونے لگی۔

محمود۔ (آنسو پونچھکر) یہ خیال میرے دل سے نکل جاتا اور میں مطمئن ہو جاتا لیکن افسوس تو عمر بھر کبھی نصیب نہوا اور اب کیونکر امید ہو سکتی ہے کہ اب ہم کبھی جدا نہونگے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے پاس رہینگے اگرچہ ایک عرصہ تک رانا دشمن رہا مگر اب کامل یقین ہے۔ کہ ہم شب جدائی کا کالا منہ دیکھیں گے۔

شہزادی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے دل میں یہ بات کیونکر جم گئی ہے کاش میرے دل میں بھی یہی خیالات ہو جاتے اور سینے کا بوجھ ہلکا ہو جاتا اب بھی تو معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی دل میں بیٹھا ہوا کلیجہ مسل رہا ہے۔

محمود۔ شہزادی صاحبہ خدا کے لئے اسوقت ایسی باتیں چھوڑئیے اور جتنی خوشی سے رہئے اگر قسمت میں جدائی ہی لکھی ہے تو اوس کے آنے سے پہلے ہی غم کرنے سے کیا فائدہ۔

شہزادی۔ آہ میرے دل میں جب سے یہ خیال سمایا ہے۔ اوقت سے ان باتوں کے سوا اور کسی بات میں لطف حاصل نہیں ہوتا۔

محمود۔ تو کیا آپ ایسی باتیں کرکے مجھے بھی پریشان بنا دینگی اور میری خوشی کو غم سے تبدیل کر دینگی۔

شہزادی۔ مجھے نہیں معلوم کہ تم کو کس بات کی خوشی ہے میرے دل میں تو بجز غم کے اور کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔

محمود۔ اس سے زیادہ خوشی اور کیا ہوگی کہ آپ میرے سامنے بیٹھی ہیں اور میں اس خوبصورت چہرہ کا دیدار کر رہا ہوں اب آپ ہی بتائیے کہ عاشقوں کو اس سے زیادہ اور کونسا موقع خوشی کا مل سکتا ہے میں تو یہی چاہتا ہوں کہ باقی عمر خدا اسی کا مل سکتا ہے میں تو یہی چاہتا ہوں کہ باقی عمر خدا اسی میں گذار دے۔

شہزادی۔ آہ! محمود اگرچہ جانتی ہوں کہ میری باتیں تم کو غمگین بنائے دیتی ہیں لیکن مجھکو پتہ نہیں لگتا کہ میرے دل میں یہ خیالات کیوں جم گئے ہیں۔

محمود۔ آخر اسکا کوئی انسداد کرنا چاہئے۔

شہزادی۔ تم ہی کوئی تدبیر کرو میری سمجھ میں تو کچھ آتا نہیں۔

محمود۔ کیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ ہم یہاں سے کسی اور ملک میں چلے جائیں اور وہاں آرام سے زندگی بسر کریں۔

شہزادی۔ چاہتی تو میں یہی کہتی ہوں لیکن ہر طرح تمہاری بدنامی ہوگی ہاں اگر تم سلطان سے اجازت لیکر جانا چاہو تو کیا تم کو امید ہے کہ وہ تم کو اجازت دینگے۔

محمود۔ تو کسیطرح ممکن نہیں اور زبردستی میں جا نہیں سکتا کیونکہ حضور سلطان جس مہربانی سے میرے ساتھ پیش آتے ہیں وہ اجازت نہیں دیتی کہ میں اونکو خفا کرکے چلا جاؤں

شہزادی۔ (ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کو پونچھکر) آہ! معلوم ہوتا ہے کہ قسمت دنیا میں چین سے نہ بیٹھنے دیگی۔ اتنا کہکر شہزادی زار و قطار رونے لگی

محمود۔ شہزادی صاحبہ دل کو ڈھارس دیجئے

اگر آپ ایسی ہی بیقرار رہوتی ہیں تو میں اقرار دتیا ہوں کہ میں آپ کے لئے ہر ایک بات کو برداشت ہنوز یہ بات ختم نہوئی تھی کہ پردہ زور سے اوٹھا اور ایک سپاہی گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا افسوس راجپوتوں کی ایک بڑی جماعت قلعہ کا کڑوں سے چلی آرہی ہے۔

محمود۔ (حیرانی سے) اوسکے سردار کا نام کیا ہے

سپاہی۔ جمل۔

محمود۔ میرے خیال میں قلعہ کا کڑوں سے بھاگے ہوئے سپاہی ہیں تعداد میں تھوڑے ہی ہونگے۔

سپاہی۔ نہیں صاحب دس بارہ ہزار سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

محمود۔ (نہایت ہی حیرت سے) ہیں دس بارہ ہزار (کچھ دیر کے بعد) افسوس میرے ساتھ صرف ڈیڑھ سو سوار ہیں اُن سے کیا ہو سکتا ہے۔

سپاہی۔ حضور دیر کرنے کا موقع نہیں ہے ایسا نہو کہ دشمن کہیں سر پر آجائے اور ہم منہ دیکھتے ہی رہ جائیں

محمود۔ اچھا چلو میں آتا ہوں۔

سپاہی یہ سنکر چلا گیا لیکن محمود نے پارتی کو مخاطب کرکے کہنے لگا شہزادی صاحبہ اب فتح کی تو امید نہیں لیکن یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم بغیر لڑائی کے اپنے آپ کو راجپوتوں کے حوالے کردیں اس لئے اب دوبارہ ملنے کی امید نہیں اول تو زندہ بچنے کی اُمید نہیں اور اگر فرض کیا کہ لڑائی میں مارا گیا تو پھر راجپوتوں کا قیدی ہوگا۔ آہ التقدیر کا پیر نہ تھا کہ اسقدر دشمن ہو جائیگی اچھا اسوقت اور تو کچھ نہیں لیکن اتنا کہتا ہوں کہ اگر مارا گیا تو۔۔۔۔

شہزادی۔ (آنسو پونچھکر اور بات کاٹکر) آہ! محمود یہ نہ خیال کرنا کہ اگر تم خدانخواستہ غلبگ میں مارے گئے تو کیا میں تمہارے بعد زندہ رہونگی ابھی پارتی نے نہیں تک کہا تھا کہ محمود جلسے باہر نکل آیا اسوقت دھوپ نے تمام سبزہ زار پر اپنی سنہری چادر ڈالدی تھی اور صبح کے خوشنما منظر میں کسیقدر گرمی آچلی تھی جو جو مبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی آفتاب کی نازک نازک کرنیں شبنم کے چھوٹے چھوٹے شفاف قطروں پر پڑکر عجیب لطف دکھا رہی تھیں ہرے ہرے پودوں کا نسیم صبح کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے اوہر اوہر لہراتا کسی مست ناز کے جوش جوانی کے وقت بیخودی کے عالم میں جھومنے کا نمونہ دکھا رہا تھا صبح کی اوس سے سورج کا دھوپا ہوا منہ کسی مہ لقا کے رونے پر نور کو شرما رہا تھا وہ جو تمام رات بڑی مستانہ روی سے کسیقدر رہی تھی۔

اسوقت طپش آفتاب کیوجہ سے کسیقدر گرم ہوا چلی تھی طیور جو رات کے ختم ہونے ہی اپنے آشیانوں سے نکل پڑے تھے اب آسمان کے کشادہ منظر میں چکر کاٹ رہے ہیں اور دلکو بیقرار کر دینے والی آوازوں سے اس سین کو ایسا دلفریب بنائے دیتے تھے کہ ہر ایک شخص کو توجہ انکی طرف مبذول ہو جاتی تھی لیکن نوجوان محمود پر اس سین نے کچھ بھی اثر نہ کیا اس نے خیمہ سے نکلتے ہی فوج کو ترتیب کا حکم دیا ہر ایک جانباز سپاہی تو پیشتر ہی سے تیار تھا افسر کا حکم سنتے ہی مرنے مارنے پر مستعد ہو گیا محمود اگرچہ جانتا تھا کہ ڈیڑھ سو آدمی بارہ ہزار فوج کا نام سنتے ہی مارے مرنے پر تیار ہیں اور یہ ناواقفی ہی نہیں بلکہ قیمتی خون کا بیفائدہ بہانا ہے لیکن اسوقت دو باتیں نہیں جو اوسکو قلیل التعداد

فوج سے اتنی بڑی جمعیت کا مقابلہ کرنے پر مجبور
کرتی نہیں اول تو اسلامی بہادری - اور مذہبی
جوش اوسکی جوانی کی امنگوں کو اسبات پر ترغیب
دیتی تھی کہ وہ راجپوتوں سے لڑے دوسرے
غرور و شان پادشاہی کا عشق تیا جوان تمام باتوں کے
علاوہ اسکو جنگ کرنے پر مجبور کرتا تھا غرض اس نے
اسی بار پر اپنے بڑے بڑے سو سپاہیوں کو جمع کیا
اور صف بندی کرکے دشمن کی آمد کا انتظار کرنے
لگا پہلے اسکا ارادہ تھا کہ راجپوت قلعوں
سے پیرہ نہ اوٹھایا جائے لیکن اسحالت میں
دشمنوں سے مقابلہ کے لئے فوج بہت تھوڑی
رہ گئی تھی آخر کار اوسنے تمام باتوں کو خدا پر
چھوڑا اور ایک پرجوش تقریر جسکا اثر یہ ہوا کہ
ہر ایک سپاہی نے مرنے کا ارادہ کر لیا اور تمام
تلواریں میانوں سے کھینچکر کھڑے ہو گئے -

محمود نے بھی ایک دو چکر فوج کے گرداگرد
لگائے اور پھر ایک جگہ پر ٹھہرنے ہی کو تھا کہ
راجپوت نظر آنے لگے جنکل نے جب مسلمانوں
کو اس حالت میں دیکھا تو ہوش گم ہو گئے لیکن
بعد ازیں مسلمانوں کی تعداد دیکھکر اوسکی ڈھارس
بندھ گئی اور اوسنے فوج کو اسقدر تیز چلنے کا حکم
دیا کہ آناً فاناً میں دونوں فوجیں سامنے ہو گئیں
پہلے کچھ دیر تک تو لڑائی شروع اور ہر ایک
سپاہی بڑی بے صبری سے اپنے دشمن کو دیکھتا
رہا - آخر کار جنکل آگے بڑھا اور کہنے لگا - اے
نوجوان مسلمان اس قلیل التعداد فوج سے
تمہارا بھی اتنی بڑی جماعت کا مقابلہ کرکے ہرگز
فتح نہیں پا سکتے اسلئے میں دوستانہ صلاح
دیتا ہوں کہ بیفہرکشت و خون کے اپنے آپ کو
حوالے کر دو ورنہ یاد رکھو کہ ہم غوغائیوں کیطرح
انہیں جھاڑیوں میں بھگا بھگا کر مار ڈالینگے -

محمود - شاید تم خیال کرتے ہو گے کہ مسلمان
بھی مہاراجی طرح میدان جنگ سے بھاگ جائینگے
یا بزدلی سے اپنے آپ کو حوالے کر دینگے
ہرگز نہیں یہ خیال غلط ہے مسلمان ایسے نہیں
نہیں ہیں جو راجپوتوں کیطرح بآسانی دبجائیں
نوجوان محمود یہ تمہارا ختم کرتے ہی فوج کو آگے
بڑھایا اور لہریں مارتے ہوئے دریا میں کود پڑا ہر ایک
سپاہی نے تلوار نکال لی اور واہ شجاعت دینے
لگا ہتھیاروں کے آپس میں کھڑکھڑانے نے جنگل
کے غیر معمولی سناٹے کو توڑ دیا اور جنگجو تلواریں
اپنا خونریزی کا کام کرنے لگیں تو اس لڑائی میں
ہر مسلمان سپاہی کے مقابلہ میں اسّی راجپوت تھے
نہیں پر بھی مسلمانوں نے اسلامی بہادری کے
ایسے جوہر دکھلائے - لڑائی دو گھنٹے تک
طول کھینچ گئی اور مسلمانوں کے صرف بیس
آدمی شہید ہوئے -

جنکل یہ دیکھکر سانپ کیطرح پیچ و تاب کھاتا تھا
اور چاہتا تھا کہ لڑائی کا جلد فیصلہ ہو جائے
لیکن محمود کی قابل تعریف کوششوں اور جوش
دلانیوالی تقریروں نے جنکل کو مایوس کر دیا -

محمود نے جب یہ حالت دیکھی تو راجپوت افسر
کے مقابلہ کو فوج کی صفیں چیرتا ہوا باہر نکلا
لیکن اسی دم قدم نہ گیا تھا کہ کسی راجپوت نے
راستہ روک لیا - محمود نے ایک ہی نگاہ میں
دیکھ لیا کہ اسکا مقابلہ کرنیوالا سوائے نوجوان
پرتاپ کے اور کوئی نہیں مسلمان افسر نے
پہلے تو راجپوت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا

اوسپر تلوار مکا لگکر برق کیطرح اسکے سر پر گرا
پرتاب نے اسکا وار خالی دیکر اپنی تلوار کا
وار کیا ان دونوں نوجوانوں کو لڑتے دیکھکر
سرفروش سپاہیوں نے لڑائی بند کردی۔ اور
دونوں کی بہادری کا جوہر دیکھنے لگے بہت دیر
تک دونوں طرف سے وار ہوتے رہے لیکن
آخر کار محمود نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ پرتاب
اوسکو روک نہ سکا بلکہ دونوں تلواریں آپسمیں
ٹکرائیں اور پرتاب کی تلوار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر
گر پڑی یہ حالت دیکھکر محمود نے فوراً نیزہ نکالا
اور اس زور سے مارا کہ پرتاب گھوڑے سے
گر پڑا دشمن کو مغلوب دیکھکر محمود بھی گھوڑے
سے کودا اور پرتاب کی چھاتی پر پاؤں رکھکر
کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ دونوں فوجیں آپسمیں
اسطرح ملیں کہ دوست دشمن میں تمیز نہ ہو
محمود نے پرتاب کو وہیں چھوڑا اور گھوڑے پر
سوار ہو کر فوج کیطرف متوجہ ہوا۔

ہم بھی سردست اس جنگ کے سین کو چھوڑتے
ہیں اور اوس خیمہ کیطرف متوجہ ہوتے ہیں جسمیں
حور وش پارسی ایک نگین ادا سے سر جھکائے
بیٹھی ہے اسکے خوبصورت چہرہ کو دیکھکر ہر ایک
شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کسی اہم معاملہ
پر غور کر رہی ہے تارک ٹوڑی نوشتما ماتھے پر
رکھی ہوئی ہے اور وہ دل ہی دل میں کہہ
رہی ہے آہ! قسمت نے کسقدر جلد بیوفائی
کی مگر اس آفت ناگہانی کا کسی کو خیال نہ تھا
لیکن میرا دل بے سبب نہ بیٹھا جاتا تھا آخر
کیوئی بات تو تھی۔ آہ اب محمود دیکھ لیا ہے کہ
فتح کی کوئی امید نہیں تو پھر مجھکو یہاں نہ بیٹھنا
چاہیئے افسوس میرے پاس کوئی تلوار بھی نہیں
ورنہ میدان جنگ میں لڑکر جان دیتی اور دنیا
میں اپنے نام کو روشن کرتی اگر خدانخواستہ
مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو پھر میں کسی کام
کی نہیں کیونکہ راجپوتوں میں تو جانے کے قابل
نہیں اسکے علاوہ اگر یہ بات پوشیدہ بھی کی
جائے تو پھر پرتاب مجھا چھوڑ دیگا اس سے بہتر ہے
کہ شکنامی اور ذلت سے جان دیدوں ہنوز
پارسی کے خیالات کا سلسلہ ختم ہونے نہ پایا تھا
کہ پرتاب خیمہ میں داخل ہوا اور خوشی کے
لہجہ میں کہنے لگا شہزادی صاحبہ نہایت خوشی
کی بات ہے کہ مسلمان قید ہوگئے۔

شہزادی۔ تم کو یہ بات کہتے ہوئے شرم تو نہ
آئی ہوگی کہ ڈیڑھ سو مسلمانوں نے بارہ ہزار
راجپوتوں کو تین گھنٹہ میں پریشان کردیا۔
خیال تو کرو یہ بھی کوئی مقابلہ ہے پھر بھی انمیں
کا حوصلہ ہے جو تمہارے سامنے کھڑے ہوگئے
ورنہ کوئی اور ہوتا تو بغیر جنگ کے اپنے آپ کو
حوالے کر دیتا۔

نوجوان پرتاب کو شہزادی کی اسبات نے اتنا
حیران کیا کہ وہ دیر تک اسکا منہ دیکھتا رہا
آخر کار کہنے لگا شہزادی صاحبہ میں جانتا
ہوں کہ مسلمان بہادر ہیں لیکن اب انہیں خوش
ہونا چاہیئے کیونکہ وہ ہمارے قیدی ہیں۔

شہزادی۔ مجھے تو اسبات کی کوئی خوشی حاصل
نہیں ہوئی شاید تم کو اس فتح پر جو شکست سے
بدتر ہے کسی قسم کی قابل شرم مسرت نصیب
ہوئی ہو تو جوان پرتاب اسقدر غصہ آیا کہ
وہ سر سے پاؤں تک کانپنے لگا۔ اوس نے

زبردستی اپنے جوش کو دبایا اور کہنے لگا شہزادی صاحبہ! ایک راجپوت لڑکی کی زبان سے ایسی باتیں سننے کی مجھے تاب نہیں اور نہ ہرگز امید نہ تھی لیکن آپ نے ایسی گفتگو کی ہے جسے سنکر ہر ایک شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ ظالم مسلمانوں کو اچھا خیال کرتی ہیں۔

شہزادی۔ اچھا خیال کرنا کیسا میرے دل میں اونکی محبت ہوگئی ہے اور خاصکر اونکی بہادری نے مجھے اپنا ہمدرد بنالیا ہے۔

پرتاب۔ یہ تو میں پہلے ہی سے سمجھا ہوا تھا لیکن یاد رکھئے کہ بعد ازاں آپ کو پچھتانا ہوگا۔

شہزادی۔ (حیرت سے) مجھے پچھتانا ہوگا

پرتاب۔ جی ہاں آپ کو۔

شہزادی۔ وہ کس لئے۔

پرتاب۔ شہزادی صاحبہ جو لوگ ہمارے ملک و دھرم کے دشمن ہیں اون کو آپ اچھا خیال کرتی ہیں اور اُن کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتی ہیں میرے قیاس میں ایک راجپوت کو غصہ دلانے کیلئے اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں ہوسکتی اب بھی غنیمت ہے کہ آپ کسی اور کے سامنے ایسی بات منہ سے نہ نکالیں ورنہ غضب ہی ہو جائیگا۔

شہزادی۔ آخر تم بھی تو راجپوت ہو۔

پرتاب۔ لیکن مجھے اس پیاری صورت پر کوئی ظلم نہیں ہوسکتا ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اگر آپ اب بھی اپنی ضد سے باز نہ آئیں تو میں آپ کی شرمناک بات سے فائدہ اوٹھاکر آپکو سزا دلوانیکی کوشش کروں گا اسلئے میں مطلع کرتا ہوں کہ آپ اپنی ہٹ سے باز آئے

شہزادی۔ مجھے تمہاری ایسی بزدلانہ دھمکیوں کی ہرگز پرواہ نہیں ہے۔

پرتاب شہزادی صاحبہ خوب سوچ سمجھ لیجئے آپ اسوقت بالکل میرے اختیار میں ہیں اور صاف طور سے کہے دیتا ہوں کہ مجھکو دشمن بناکے آپ عیش سے زندگی بسر نہیں کرسکتی ہیں۔

شہزادی۔ (نہایت ہی غصہ سے) بس صاحب اب زیادہ باتیں نہ بناؤ جو بُرائی تم سے ہوسکے کرو میں کوئی بزدل عورت نہیں ہوں جو تمہاری ایسی باتوں سے ڈر جاؤں۔

پرتاب پر اسبات نے ایسا اثر کیا کہ وہ ایک عجیب قسم کی نگاہ سے شہزادی کیطرف دیکھتا رہا کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگا کہ اگر یہی بات ہے تو میں کہے دیتا ہوں کہ اپنی جان اور عزت دیدونگا لیکن تمہارا پیچھا نہ چھوڑونگا۔

پرتاب نے اسبات کو بہت جلد غم کیا۔ اور خیمہ سے نکل آیا۔ شہزادی کی اس گفتگو نے اوس کے دل میں سیکڑوں خیالات پیدا کردئے تھے کبھی تو وہ ارادہ کرتا تھا کہ تمام واقعہ سے رانا کو مطلع کرکے پارتی کو سزا دلوائے اور اپنا بدلے اور کبھی کامیابی کا خیال اوسکو کچھ وقت تک خاموش رہنے کے لئے مجبور کرتا تھا اس کو اب بھی امید تھی کہ پارتی اپنی ضد سے باز آجائیگی اور اوسکی محبت کا اقرار کریگی۔

اس سے پہلے تو پرتاب کے دل میں صرف بدلہ لینے یا شہزادی کی محبت حاصل کرنے کا خیال آیا کرتا تھا لیکن اب ایک اور فکر پیدا ہوگئی تھی جو دمبدم اسکی امیدوں پر پانی پھیرتی جاتی تھی اور وہ مایوس ہوا جاتا تھا شہزادی کی باتوں

نے اوسے یقین دلا دیا تھا کہ وہ کسی مسلمان پر مر رہی ہے اور اسیوجہ سے مسلمانوں کی طرفداری کر رہی ہے گو اسکو اسبات کا پورا یقین نہ تھا لیکن پھر بھی اپنے دل میں دو شکلوں کو جلوہ گر پاتا تھا جو اسکے پہلو میں کانٹے کیطرح کھٹک کھٹک کر اسکو بیتاب کئے دیتی تھیں ان میں سے ایک نوازیدی کی تصویر تھی جسکو دیکھکر وہ اپنی کامیابی کی امید کرتا تھا اور جسکا ہونا نہ ہونا اسکو دیوانہ کر دیا کرتا تھا لیکن دوسری شکل ایک ایسی زبردست اور بہادر لڑکی تھی جسکو دیکھتے ہی پرتاب کی تمام امیدیں یاس سے بدل جاتی تھیں اور وہ نہایت ہی مایوسی سے ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہوا جاتا تھا یہ تصویر اوسی نوجوان محمودکی تھی جس نے ہر طرح پرتاب پر فتح پائی تھی غرض اسی قسم کے خیالات میں ڈوبا ہوا پرتاب خیمہ سے نکلا اور اپنی دست پر غور کرتا ہوا جنگل کیطرف گیا پرتاب کا ارادہ تھا کہ کچھ وقت قیام صحرا میں کرکے فوج کو رفع کسل کا موقعہ دے لیکن جنگل نے کوچ کرنا مناسب سمجھکر یہی صلاح دی کہ جہانتک ممکن ہو منزل مقصود پر پہنچ جانا چاہئے آخر اسی تجویز پر عمل کیا گیا اور تھوڑی دیر میں سامان درست کرکے راجپوت لوگ اپنے قیدیوں کو ساتھ لیکر چیتر تر کیطرف روانہ ہوئے۔

پانچواں باب

(نظارۂ شام)

دن کے گیارہ بجنے والے ہیں تمازت آفتاب دن کے زیادہ گذرنے پر مسموم برستی جاتی ہے باد مسموم کے تیز جھونکے ہر ذی روح کو چلنے پھرنے سے روک رہے ہیں اور آفتاب کی گرمی کسی آتش مزاج کے جوش کیطرح برستی جاتی ہے قلعہ شیوپور کے کمینوں اور بیٹنے کیلئے مجبور کر دیا ہے اور اسقدر طپش پیدا کر دی ہے کہ صحرائی پرندے اپنے اپنے آشیانوں میں چھپے بیٹھے ہیں کبھی کبھی کوئی پرند پانی پینے کے لئے دریا کے کنارے آجاتا ہے اور اپنی سریلی آواز میں ارد گرد کے بہین میں دلکشی کا عالم پیدا کر دیا ہے قلعہ شیوپور کے فراخ صحن میں کبھی کبھی کوئی سپاہی پہرا ہو انظر آجاتا ہے جسکی وردی آفتاب کی سنہری روشنی اپنی زردی مائل لمس پہرے ایک لطف دکھا دیتی ہے پہر روشنی تمام قلعہ پر اپنا پردہ ڈالدیتی ہے اور عجیب لطف دکھا دیتی ہے یہی روشنی تمام قلعہ پر اپنا پرتو ڈالتی ہوئی ایک ایسے کمرہ کے دروازہ تک پہنچتی ہے جسکے وسط میں ایک محل میں کرسی پر بیٹھا ہوا عبداللہ خاں کسی معاملہ پر غور کر رہا ہے اوسکے سامنے تھوڑے فاصلہ پر ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے جو نظام سے معزز معلوم ہوتا ہے لیکن درجہ میں ایک سپاہی سے زیادہ نہیں یہ شخص کبھی کبھی عبداللہ خاں کے چہرہ کو دیکھ لیتا ہے اور پھر اپنے خیالات میں محو ہو جاتا ہے غور و فکر کی وجہ سے عبداللہ کی پیشانی پر پسینہ کے چند قطرے آگئے ہیں جو کبھی کبھی ہاتھوں سے صاف کر دئے جاتے ہیں اسکا سر سفید ریچھ کو جھکا ہوا ہے اور سفید داڑھی سینہ سے جا لگی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبداللہ جو اسکو مسدوم بخو دنیائے دیتا ہے کمرے میں سوائے کبھی کبھی کی ہنہناہٹ کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی البتہ کبھی کبھی عبداللہ کے زور سے سانس لینے سے یہ سناٹا کسقدر ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وہی خاموشی پھیل جاتی ہے

اب یہ وہ دوسرا شخص اوکتا گیا اور عبداللہ خاں کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں ابھی یہاں سے روانہ ہو جاؤں۔ اسپات نے عبداللہ خاں کو عالم محویت میں چونکا دیا اور گھبراہٹ کے لہجہ میں کہنے لگا لیکن تم سلطان سے کیا عرض کروگے۔

شخص ۔ یہی کہ محمود خاں کو غلہ شیوپور سے روانہ ہوئے کئی دن ہو چکے ہیں اور ابھی تک اوسکا کہیں پتہ نہیں ہے۔

عبداللہ ۔ میرے خیال میں بہتر تو یہ ہے کہ تم کچھ آدمی لیکر اوسکو تلاش کرتے اور پھر حضور سلطان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

شخص ۔ لیکن تلاش کہاں کیا جائے میرے قیاس میں یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں اسنے قدم نہ رکھے ہوں۔

عبداللہ ۔ تم ہونا تو بالکل ناممکن ہے ہاں اگر راستہ بھول گئے ہوں تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ اس علاقہ سے بالکل ناواقف تھا۔

شخص ۔ آپ کیسی بھولی باتیں کرتے ہیں فرض کیا کہ محمود خاں کو یہ راستہ معلوم نہ تھا۔ لیکن یہ کبھی اور کسیطرح ممکن نہیں کہ دو بڑہ سو آدمیوں میں کوئی بھی ایسا نہ ہو جسکو راستوں کی خبر نہو میرا خیال ہے کہ وہ ضرور کسی آفت میں گرفتار ہوگیا ہے ورنہ اسطرح مفقود الخبر نہوتا۔

عبداللہ ۔ شاید تمہارا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی ہندو راجہ کے قابو میں آگیا ہے لیکن یہ بھی ناممکن معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ غلو کا کروڑوں کی جمعیت سے کسی راجہ کی فوج نہیں لڑ سکتی۔

شخص ۔ نہیں صاحب یہ خیال نہ کیجئے آجکل خنگ نے تمام ہندو راجاؤں کو حیران کر رکھا ہے اور وہ رانا میواڑ کی مدد کے لئے اپنی فوجیں بھیج رہے ہیں مجھے امید ہے کہ کسی ایسی ہی فوج سے محمود خاں کا مقابلہ ہو گیا ہے اور تھوڑی فوج ہونیکی وجہ سے یا تو کسی علاقہ کیطرف بھاگ گیا ہے یا خدانخواستہ لڑائی میں شہید ہو گیا ہے۔

عبداللہ ۔ اگر یہ درست ہے تو ہمارے لئے نہایت افسوس کا مقام ہے ایک ایسے لائق اور بہادر شخص کا اسطرح آسانی سے گم ہونا کچھ کم نہیں لیکن مجھے حیرانی یہ ہے کہ محمود نے خونریزی کیوں اختیار کی اگر وہ کسی آفت ہی میں گرفتار ہو گیا تو اوسے چاہئے تھا کہ کسی آدمی کو بھیجتا۔

شخص ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ فوج کے تمام آدمی یا تو قتل ہو جاتے ہیں یا دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہوتے ہیں یقین جانئے کہ محمود کی فوج بھی یا ساری کی ساری قتل ہو گئی ہے یا گرفتار ورنہ محمود کیطرف سے ضرور کوئی نہ کوئی آدمی آتا۔

اگر محمود کسی ہندو راجہ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہے تو اوس کا رہا کرنا مشکل نہیں اسلئے کہ اس وقت تمام راجپوتانہ حضور سلطان سے ڈر رہے ہیں اور جب اونہیں معلوم ہو جائیگا کہ محمود اکبر کی فوج کا ایک افسر ہے تو وہ ضرور چھوڑ دینگے اور اگر اونہوں نے کسی قسم کا نقصان پہنچایا تو یہ مسلمان اول سے بچہ بچہ کو مار کر کسی صورت کرینگے

شخص ۔ یہ تو مجھے بھی یقین ہے کہ اگر کسی اور راجہ کے ہاتھ آیا ہو تو [illegible] کے ساتھ واپس بھیج دیگا لیکن اگر رانا میواڑ کے قید خانہ میں پہنچ گیا تو پھر اوس کا زندہ رہنا کسی

طرح ممکن نہیں۔

عبداللہ۔ محمود کو مار کر راجپوت ہرگز آرام سے نہیں بیٹھ سکتے چونڈ کو فتح کرنے اور اناے سیوا کو مطیع کرنے کا خیال تو سلطان کو یہاں تک لایا ہے اور اوں کا ارادہ ہے کہ راجپوتوں سے فرمانبرداری کا عہد لیکر واپس چلے جائیں لیکن اگر محمود مارا گیا تو وہ راجپوتوں کے حق میں جو کریں تھوڑا ہے یہ نہ خیال کرو کہ اسے لایق اور نوعمر امیر کے کو جانے پر مسلمان خاموشی اختیار کرینگے۔

شخص۔ لیکن یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ محمود خاں ضرور رانا سے سیواڑ کے ہاتھ گرفتار ہوا ہے خدا جانے وہ کہاں ہے اور کس حالت میں ہے۔

عبداللہ۔ اگر ایسی معلوم ہو جاتا تو اوسکا چھڑا لانا کوئی بات ہی تھی اب یہی فکر ہے کہ اوسکا پتہ نہیں معلوم اور آج اوسکو گئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور ابھی خدا معلوم کتنے ہفتے اسیطرح گذر جائینگے۔

شخص۔ خیر جو کچھ ہوا اب میرے جانیکی بابت کیا صلاح ہے۔

عبداللہ۔ میں تو یہی کہونگا کہ تم ابھی یہاں سے نہ جاؤ ایسے کہ شاید محمود کا کہیں پتہ لگ جائے

شخص۔ لیکن میرے یہاں ٹھہرنے سے فائدہ اگر اوس کا پتہ مل گیا تو آپ کسی اور آدمی کو وہاں بھیج سکتے ہیں یا شاید دوبارہ میں ہی واپس چلا آؤں یہ نہ خیال کیجئے کہ اب اسطرح خاموش بیٹھے رہنے سے محمود کا پتہ ملجائیگا یا وہ خود آپ سے خط وکتابت کریگا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اب ہمیں کوشش کرکے اوسکا پتہ لگانا چاہیے اسلئے لازم ہے کہ میں خصوصر سلطان کو اس تمام واقعہ کی اطلاع دوں تاکہ وہ جلد اوسکا بندوبست کریں۔

عبداللہ۔ یہ سب کچھ درست ہے لیکن مجھے ایک اور خیال ہے کہ محمود ضرور رانا سے سیواڑ کے ہاتھ ہی گرفتار ہوا ہوگا کیونکہ قلعہ شیوپور کی لڑائی میں جو قیدی ہمارے ہاتھ لگے تھے اوسمیں دو نوجوان لڑکیاں بھی تھیں جنمیں سے ایک کی خوبصورتی نے محمود کو اپنا گرویدہ کرلیا تھا اور وہ لڑکی خود بھی محمود کی نوجوانی اور بہادری اور حسن پر ہزار جان سے فریفتہ ہوگئی تھی لیکن بدنامی پر رسوائی کے خوف سے جان دینے لگی تھی محمود نے پوشیدہ طور سے اوسکی تمام باتیں سنکر اوسکو بچانے کی کوشش کی اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب بھی ہو گیا یعنی اوس لڑکی نے اپنے آپ کو قلعہ سے خندق میں گرانا چاہا مگر گرتے ہی مرجانے لیکن محمود نے یہ تمام باتیں سن لیں اور اوسکے گرنے سے پہلے ہی خندق میں کود پڑا غلطی تو محمود سے یہی ہو گئی تھی مگر قسمت کچھ سیدھی تھی کہ چاندنی میں اوس لڑکی کا گرنا اوسکو صاف معلوم ہو گیا اور اوس نے اوس کو ہاتھوں پر لیلیا۔ اگر خدانخواستہ وہ انہیں پتھروں کہیں چھپتے جاتی تو ہرگز زندہ نہ بچتی۔

شخص۔ اس واقعہ کو کتنے روز ہوئے

عبداللہ۔ یہ اوسی رات کا ذکر ہے جسکے دن کو قلعہ شیوپور فتح ہوا تھا۔

شخص ۔ اچھا تو پھر کیا ہوا۔

عبد اللہ ۔ ہاں جو وقت محمود اوس لڑکی کو لیکر قلعہ میں آیا تو وہ بالکل بیہوش تھی بلکہ کئی دفعہ سانس کا آنا جانا بند ہو گیا جس سے یقین ہوتا تھا کہ مر گئی لیکن میں اور محمود تمام رات اوسکے سرہانے بیٹھے تدبیریں کرتے رہے اور اوسکو ہوشیار کرنے میں مشغول رہے چونکہ محمود خان وسیوم بیقرار ہوا جاتا تھا اس لئے تمام آدمی اوسی کی تیمارداری میں مصروف رہے اور دوسری لڑکی کا کسی کو خیال بھی نہ رہا اوس نے رات کے اندھیرے اندر کچھ انتظام کر کے قلعہ سے بھاگنا چاہا اور صبح ہونے سے پہلے نکل گئی مجھنے اوسکی بہت تلاش کی لیکن اوسکے نقش پا کو بھی نہ پایا میرا خیال ہے کہ اوس نے محمود کے ارادہ سے واقف ہو کر رانا کے سیوا کو فوج بھیجنے کیلئے کہدیا ہو گا یہ تو اسے معلوم ہی تھا کہ محمود ڈیڑھ سو آدمیوں کیساتھ قلعہ کا گھیراؤ کر جائیگا۔

شخص ۔ خیال تو درست ہے لیکن قلعہ شیو پور کے حاکم کو رانا سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

عبد اللہ ۔ میں یہ کہنا بھول گیا ہوں کہ دونوں لڑکیاں رانا کی رشتہ دار ہیں اسلئے یہاں سے اتری ہوئی تھی۔

شخص ۔ مجھے حیرانی ہے کہ ایک نوعمر لڑکی قلعہ شیو پور سے بھاگ کر قلعہ چتوڑ میں کسطرح پہنچگئی ضرور اسمیں کوئی راز ہے۔

عبد اللہ ۔ راز کیا ہو سکتا ہے ہماری سمجھ میں تو خاک نہیں آتا۔

شخص ۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور کسی آدمی کی مدد سے بھاگی ہے ورنہ ایک عورت سے اتنی ہمت نہیں ہو سکتی کہ بیگانی علاقہ میں سفر کرے۔

عبد اللہ ۔ یہ سچ ہے کہ ایک عورت آدمی کی مدد بغیر اتنی جرأت نہیں کر سکتی لیکن اوس آدمی کا پتہ کیونکر لگایا جائے یہ تو مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ مسلمانوں میں ایسا کوئی شخص ہے جسنے اتنا بڑا گناہ کیا ہو۔

شخص ۔ خیر جو کوئی ہو اسکا پتہ لگانا کوئی عمدہ تدبیر ہی سے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک جگہ بٹھا کر کہدیا جاے کہ وہ بھاگی ہوئی لڑکی مل گئی ہے اور اوسنے صاف لفظوں میں کہدیا ہے کہ مجھے ایک آدمی نے بھاگنے میں مدد دی ہے اور اُسنے اوسکا نام بھی بتا دیا ہے پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ اوسکو فوراً سزا دی جائے لیکن اب بنظر عنایت اوسکو موقوف دیا جاتا ہے کہ وہ اوسکے لے آکر ہم سے معافی مانگے ورنہ کل لوگوں کے سامنے نہایت بُری طرح قتل کیا جائیگا۔ امید ہے کہ اس تدبیر سے مخالف ہو کر یا تو وہ معافی مانگنے آئیگا یا کسی طرف سے قلعہ سے بھاگ جائیگا۔

عبد اللہ ۔ اسطرح اوس شخص کا پتہ تو لگ سکتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اب راجپوتوں کے قیدی یہاں نہیں رہے علاوہ ڈیڑھ سو مسلمانوں کے محمود اونکو بھی اپنے ساتھ لیگیا ہے واللہ اعلم اونمیں کوئی شخص ہو جسنے ورگا دیوی کو بھگا دیا ہو۔

شخص ۔ اب اوسمیں کوئی شخص نہیں کہ محمود رانا کے میوار کے قید خانہ میں پہنچگیا ہے اچھا اگر زندگی رہی تو اوس لڑکی کو ایکدفعہ تو اسبات کا مزا چکھاؤنگا اور نہیں تو اتنا ہی یاد رہیگا کہ کسی مسلمان سے واسطہ پڑا تھا۔

عبد اللہ ۔ ایک عورت کو سزا دینے سے کیا ہوتا ہے سزا تو اونکو ملنی چاہیے جنہوں نے اسکو بھاگنے میں

بڑھ دی اور اوسکو چتور میں پہنچایا۔

شخص ۔ راجپوتوں کے سوا اور کون اوسکو مدد دے سکتا ہے یہی ہیں جو قریب اور دور ہوکے کام کیا کرتے ہیں مجھے اس سرزمین پر رہتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے اور میں انکی عادتوں اور خصلتوں سے اچھی طرح واقف ہوں بظاہر گو یہ مسلمان لوگ سے خوشامد اور نرمی سے پیش آتے ہیں لیکن دل میں اونکو دشمن سے بھی زیادہ بُرا خیال کرتے ہیں۔ اور جب کسی قسم کا زور نہیں چلتا تو دھوکا دینا شروع کرتے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ مسلمان ان سب باتوں کا بدلہ ایک ہی دفعہ میں لیلیا کرتے ہیں حضور سلطان کا ارادہ اسد فعہ راجپوتوں سے کسی قسم کی سختی کا نہ تھا مگر اب خود راجپوتوں نے زیادتی کرکے اپنا دشمن جانی بنالیا۔

عبدالله ۔ میرا خیال ہے کہ حضور سلطان کو جسوقت یہ بات معلوم ہوئی وہ نہایت ہی برہم ہوئے اور عجب نہیں جو تو نے ہی عرصہ میں رانا کے دیس پر فوج کشی کردیں۔

شخص ۔ بیشک ہر اک مسلمان سپاہی راجپوتوں کے خون کا پیاسا ہے ایک دفعہ مقابلہ ہوجانا چاہیئے پھر راجپوت مسلمانوں سے بچکر نہیں جاسکتے۔

عبدالله ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ راجپوتوں کی بہادری دنیا میں کیوں مشہور ہوگئی تھی اپنے ملک میں بیٹھے سنا کرتے تھے کہ راجپوت بہادر ہیں لیکن رہنے تو اونکی بہادری کہیں نہیں دیکھی خالی شہرت ہی شہرت ہے۔

شخص ۔ اونکی بہادری مشہور ہوجانیکی وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے کسی زمانہ میں اور لوگوں کی جنگلی قوموں کو مغلوب کرکے اپنے قبضہ میں کرلیا تھا اور انہیں وحشی قوموں سے عرصہ دراز تک لڑتے رہتے تھے لیکن اونکو یہ توجہ نہ تھی کہ ایکدن اونکو ایسی قوم کا مقابلہ کرنا پڑیگا جسنے مسیحی اور مشرقی دنیا میں قیامت برپا کررہی تھی جسکے بہادروں نے بڑے بڑے نصرانی اور یونانی بہادروں کے غرور کو توڑا اور جسکے نام سے سرزمین یورپ کا بچہ بچہ کانپتا رہا جسنے کل ہندوستان میں ہل چل مچادی اور تمام ہندو راجاؤں کو اپنا مطیع بنالیا بیچارے تو انہیں وحشی قوموں سے لڑنا جانتے تھے لیکن اب انکو ایک مہذب قوم سے مقابلہ کرنا پڑا جسکے سامنے انکی بہادری کا کچھ زور نہیں چل سکتا

عبدالله ۔ بہادر ہونا تو کجا اونکو تو یہی خبر نہیں کہ بہادری کس چیز کا نام ہے لڑائیوں میں سوائے بھاگنے کے اور کچھ آتا ہی نہیں میرا چشم دید واقعہ ہے کہ بلاں بشنور پور کی لڑائی میں جسمیں مسلمان سپاہیوں نے تین ہزار راجپوتوں کو دو منٹ گھنٹے میں بھگا دیا خیر وہ تو سمجھ لیا کہ اعلیٰ درجہ کے راجپوت نہ تھے لیکن اب کی بار اکبر کے کروڑوں کی لڑائی میں بیس ہزار راجپوتوں سے تین ہزار مسلمان قتل نہ ہوسکے

شخص ۔ اور ابھی آگے دیکھئے گا پہلے تو مسلمان ان سے کچھ ڈرتے بھی تھے لیکن اب اونکے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور یقین ہے کہ وہ تھوڑی سی فوج کیساتھ ہی اونکی بہادری جمعیت کے تئیں پسپا کردینگے اور اونکو اونکی زیادتیوں اور وعدہ خلافیوں کی خاطر خواہ سزا دینگے گو محمود غاں رانا کی قید میں ہے لیکن جیسے اسلامی فوج کی آمد کی خبر سنیگے تو راجپوتوں کو سکور ہا کردینگے۔

عبدالله ۔ میں یہ تمہارا خیال بالکل غلط معلوم

ہونا ہے اسلئے کہ اگر لڑائی کے پہلے محمود مارا ہو گیا
تو ہو گیا لیکن جب لڑائی چھڑ جائیگی تو پھر راجپوت
بغیر فتح حاصل ہوئے اوسکو واپس نہیں دینگے۔

شخص ۔ اجی صاحب! راجپوت محمود کو نہیں
چھپا سکتے آپ شاید اسبات سے ڈرتے ہیں کہ
جنگ کے شروع ہونے سے وہ محمود کو قتل
کر ڈالینگے یقین جانئے کہ اگر ایک محمود مارا گیا
تو راجپوتوں کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچے گا۔

عبد اللہ ۔ لیکن ان باتوں سے وہ ہمیں
مل نہیں سکتا ہے۔

شخص ۔ وہ نہ سہی مگر راجپوتوں سے
بدلہ تو لیا جائے گا۔

عبد اللہ ۔ آہ! ایسا بدلہ لینے سے کیا فائدہ
مزا تو جب ہے کہ محمود بھی ہاتھ آجائے اور راجپوتوں
کو بھی سزا معقول ملجائے۔

شخص ۔ یہ بھی ہو سکتا تھا لیکن اب دشکل
ہے کیونکہ محمود اوسکے قید خانہ میں پہنچ گیا ہوگا اب
سوا فریب کے اور کوئی تدبیر ہی نہیں۔

عبد اللہ ۔ (کچھ سوچکر) سنیئے ایک اور خیال ہے
کہ اگر وہ لڑکی جسپر محمود عاشق ہو گیا تھا اسکے ساتھ
میں جنور پہنچ گئی ہے تو یقین جانو کہ محمود بہت جلد
رہا ہو جائے گا اور عجب نہیں جو چند ہی دنوں میں
پکا کر لوٹ چلا جائے۔

شخص ۔ لیکن اگر وہ حراست و محافظت میں
رکھا گیا تو پھر وہ [illegible]
کر سکیں گے کہ یہ خیال میں وہ خود ہی تیسرا ہو گی

عبد اللہ ۔ آہ! اگر ایسا ہے تو پھر محمود کا بچنا محال
ہے اول تو اوسنے راجپوتوں کے ذات اجی طرح
کٹے کر دئے ہیں دوسرے اوسکی لڑکی سے شادی
کرنا چاہتا ہے اسلئے یقین کیا جاتا ہے کہ راجپوت
اوسکو کبھی زندہ نہ ہونے دینگے

شخص ۔ [illegible] اجی صاحب!
وہ کر ہی کیا سکتے ہیں [illegible]
اسقدر جلد قتل نہ کر [illegible]
لڑکی سے شادی کرنا [illegible]
بڑی بات نہیں بلکہ راجپوت مسلمانوں سے رشتہ
کرنیکو اپنا فخر سمجھتے ہیں اگر اب یہ خیال کریں کہ رانا
اس معمولی بات پر محمود کو قتل کر دیگا تو آپ غلطی پر ہیں

عبد اللہ ۔ یہ بات سچ ہے لیکن مجھے محمود سے
کچھ ایسی الفت ہو گئی ہے کہ جب اوسکے بارے میں
اسطرح کا خیال آتا ہے تو پیر اول منقبض ہو جاتا ہے

شخص ۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہے جس شخص نے
اوسکی بہادری کا نام سنا ہے وہ ضرور اوس کے
واسطے بیقرار ہو جاتا ہے۔

ہنوز اوس شخص کی باتیں ختم نہوئی تھیں کہ دروازہ
کھلا اور ایک نوجوان سپاہی کمرہ میں داخل ہوا
جسکو دیکھتے ہی عبد اللہ نے نہایت جلدی سے
پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو

سپاہی ۔ خبر سوا مایوسی کے اور کیا ہو سکتی ہے
آپ نے حکم کیا تھا جب آج تلاش کیا جائے
وہ کہیں پتہ نہیں۔

شخص ۔ (عبد اللہ سے) اسکو تلاش کیا
اور پتہ نہ لگا۔

عبد اللہ ۔ اوسی لڑکی کو ڈھونڈھنے بھیجا تھا
مگر خدا معلوم وہ کہاں غائب ہو گئی۔

شخص ۔ آپ تو اوسکا بیقاعدہ تلاش کرائیں
یقین جانیئے کہ وہ ہنوز میں پہنچ چکی ہے اور نہ خود
کہیں نہ کہیں ملجائی۔

عبد اللہ ۔ کوئی ہوا تو تھی ہی نہیں جو اڑ کے جاتی کہ کسی ذریعے سے گئی ہوگی مگر اسطرح یک لخت سفید و بیخبر ہو جانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس قلعہ کی دیواروں سے باہر نہیں نکلی۔ بسبب کہ اگر وہ جنوب کے ارادہ سے بھاگتی تو تلاش کرنے سے کچھ نہ کچھ پتہ معلوم ہو جاتا مگر اب تو کچھ پتہ نہیں چلتا۔

شخص ۔ اگر قلعہ سے باہر نہیں گئی تو پھر ضرور یہاں ہوگی آپ کو تلاش کرنا چاہئے۔

سپاہی ۔ یہ تو اوسی روز ہو گیا تھا جسنے کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑی جہاں دس دس بار تلاش نہ کیا ہو۔

شخص ۔ جب قلعہ میں بھی نہیں ہے تو پھر آسمان پر اڑ گئی ہوگی یا زمین میں غائب ہو گئی ہوگی آخر کچھ تو ہوا ہوگا۔

عبد اللہ ۔ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔

شخص ۔ خیر کچھ ہی ہو اب آپ اوسکی تلاش چھوڑیئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آج ہی رات کو وہاں پہنچ جاؤں۔

اوس زمانہ میں عام مسلمانوں نے یہی راجپوتوں کی لڑکیوں سے شادی کرنا شروع کر دی تھی مگر راجپوت اپنی لڑکیوں کی شادی خود مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے۔

عبد اللہ ۔ اگر تم کو ایسا ہی جانا ہے تو میں تم کو روکتا نہیں لیکن اتنا یاد رکھنا کہ وہاں پہنچکر ہر روز میری رہائی کے بارے میں اوس سے ضرور عرض کرنا۔

شخص ۔ آپ اسبارے میں مطمئن رہیں میں آپکو ہر بات سے تفصیلاً اطلاع دیتا رہونگا۔

اسکے بعد دونوں اوٹھے اور کمرے سے نکلکر اصطبل میں پہنچے جہاں پہنچکر اوس شخص نے اپنے گھوڑے پر زین کسی اور پیار سے تھپکی دیکر سوار ہونے لگا ہنوز وہ گھوڑے کی پیٹھ پر نہ چڑھ چکا تھا کہ ایک سپاہی جلدی سے آیا اور عبد اللہ کو ایک زنانہ دوپٹہ دیکر کہنے لگا

ابھی ابھی میں دریا کے کنارے کھڑا ہوا تھا کہ یہ کپڑا اگر اہوا ملا غالباً یہ اوسی عورت کا معلوم ہوتا ہے عبد اللہ نے دوپٹہ کو نہایت غور سے دیکھا اور کہنے لگا۔

ڈوپٹہ تو وہی معلوم ہوتا ہے مگر دریا پر کسیطرح پہنچگیا۔

سپاہی ۔ یہ حال خدا ہی کو معلوم ہے میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

شخص ۔ خدا کی قسم یہ بات اور بھی حیران کر دینے والی ہے پہلے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ گئی کہاں اب ایک اور نیچ معاملہ میں پڑ گیا۔

عبد اللہ ۔ مجھے بھی معلوم نہیں کہ یہ دوپٹہ بھی وہاں کیونکر چلا گیا۔

شخص ۔ آپ اسبات کو خدا ہی پر چھوڑ دیجئے ہماری ناقص عقل اس حد تک نہیں پہنچ سکتی

عبد اللہ ۔ (جلدی سے) آہ مجھے ایک اور بات یاد آئی ہے یعنی اس معاملہ کا تذکرہ حضور سلطان سے نہ کرنا۔

شخص ۔ آپ بالکل بے فکر رہیں میں کسی سے بھی اسبات کا ذکر نہ کرونگا۔

اتنا کہکر اوس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور صبا رفتار گھوڑا اپنے راکب کو لیکر روانہ ہوا۔

چوتھا باب

بالکنی محبت

صیاد نے کب ناوک بیداد لگایا

جب اُڑنے کو ہم شاخ سے پر تول چکے تھے

پہاڑوں کا وہ سلسلہ جو کوہستانی ارادل کے نام سے مشہور ہے ایسا ناہموار واقعہ ہوا ہے کہ بعض بعض مقام پر اسکی بلندی نہایت ہی کم ہو جاتی ہے رنگینانی علاقہ گرمی پیدا کرنیوالا آفتاب ان پہاڑوں پر بھی اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتا جسکی وجہ سے برف یہاں شاذ و نادر ہی پڑتی ہے تو وہ کسی قسم کی تکلیف دہ نہیں ہوتی یہ تو ممکن نہیں کہ موسم سرما میں یہاں سردی نہ ہو لیکن گرمیوں میں موسم اعتدالی اس علاقہ کو خوشگوار بنا دیتی ہے کہ قدرت کے بے نظیر کاریگر کی صفائی کو مشاہدہ کرنیوالی آنکھیں اپنے مطلب کے موافق یہاں بہت کچھ حاصل کر سکتی ہیں صنائع مطلق کی قدرتوں کا تماشا دیکھنے والوں خصوصاً زمانہ کے جور و ستم اور دنیا کی بیوفائیوں نے زندگی سے تنگ کر رکھا ہے دلچسپی حاصل کرنے اور مضطرب دل کو اطمینان دینے کے لئے اس عمدہ جگہ اور کوئی نہیں پاتے قدرت کے زبردست ہاتھوں نے ان جگہوں کو ایسا دلفریب بنا رکھا ہے کہ ہر مذاق کا آدمی یہاں زندگی بسر کرنے سے ہرگز نہیں اوکتائیگا بلکہ دنیا والوں سے بھی قدرتی سیرگاہوں کے دیکھنے کا شوق ہونیمیں مضائقہ نہ ہوگا یہ آزادی سے زندگی بسر کرنے والے یہاں پہاڑوں میں ایک [illegible] نے ایک ایسا خوشنما سین پیدا کر رکھا ہے کہ یہ مقام عام طور سے زیادہ خوشنما ہو گیا ہے اس گہرائی سے کئی ایک چشمے نکلتے ہیں جنکے پانی کی آواز ایسے سکان مقام کے سناٹے کو توڑ رہی ہے یہی وجہ اس جگہ کی مجموعی ہیئت کسیقدر کم ہو گئی ہے۔ پہاڑوں کی صورت دیکھکر ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ انسان کا گذر ایسے مقام میں بہت ہی کم ہوتا ہے جسکے سبب یہ جگہ اکثر بے رونق اور غیر آباد نظر آیا کرتی ہے البتہ صبح کے وقت پہاڑی علاقہ کے آزادی پسند طیور پانی پینے کے لئے ان چشموں پر آ بیٹھا کرتے ہیں۔ اور اپنی شیریں آواز و دلکش نغمہ سرائیوں سے اس سین کو کچھ وقت کے لئے ایسے دلچسپ بنا دیتے ہیں کہ اس مقام کی تمام دلفریبیاں بدرجہا بڑھ جاتی ہیں اونچی چوٹیوں سے تھوڑے فاصلہ پر قلعہ چتور ایک ایسی جگہ پر ہے کہ ہر دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ مضبوطی میں اس قلعہ سے زیادہ اور کوئی قلعہ نہوگا قلعہ کی تمام دیواریں گہائیوں کو چیر کر اور پہاڑ کو کاٹکر بنائی گئی ہیں اسیوجہ سے یہ قلعہ نہایت ہی مستحکم خیال کیا جاتا ہے دیواروں کی ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کا برا و کریوالا ہاتھ اسجگہ تک بھی پہنچ گیا ہے اور اپنا فوری اثر دکھانے کے علاوہ دیواروں کو کسی قدر خستہ کر چکا ہے اس قلعہ کی بابت عوام کو معلوم ہے کہ اوسکے اندر بڑی بڑی زمین دوز عمارتیں بنی ہوئی ہیں جو سالہا سال سے بند حال آتی ہیں اور جنکی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں کسی زمانہ میں بڑے بڑے بت رکھے ہوئے تھے جو سالہا سال [illegible] اور پھر خود بخود غائب ہو گئے ایسی اور بہت سی خوفناکیوں واساتیں بوڑھے بوڑھے لوگوں کی زبانی سننے میں آئیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کو ان عمارتوں میں جانے کی جرات نہیں ہوتی اگرچہ رانا نے بہت دفعہ ارادہ کیا کہ

ان کو دیکھکر صبح بات در بات کرے مگر ارکین سلطنت
کی صلاح ہمیشہ اسکو روک دیا کی اور وہ اون
عمارتوں کو دیکھ نہ سکا قلعہ کا صحن اسقدر فراخ
ہے کہ رانا کی تمام فوجیں اسمیں اچھی طرح رہ
سکتی ہیں ان خوشنما عمارتوں کے علاوہ
اور بہت سے مکانات نظارہ دیتے ہوئے
ہیں جنکو زمانہ کی ہیر جیوں نے خستہ و خراب کر رکھا
ہے اور جنکی خستگی اپنی بیکسی کی داستان کو
اس حسرت کے لہجہ میں بیان کر رہی ہے کہ
دیکھنے والے کے دل کو مضطرب کر دیتی ہے
اور وہ کچھ دیر کیلئے انکی طرف متوجہ ہو جاتا ہے
عین اوس وقت جبکہ ہمنے ناظرین کو اس قلعہ
کیطرف متوجہ کیا ہے۔ رات کے نو بج چکے
ہیں آسمان کسی حق پرست کے دل کی طرح صاف
ہے جسکے نیلے نیلے فرش پر بزم علوی کو روشن
کرنیوالے اور دنیا والوں کی دلچسپیوں کو بڑھانے
والے شب زندہ دار ستارے اس فور بصورتی
سے ٹمٹما رہے ہیں کہ کسی عاشق مزاج کو یہ
سین دیکھکر کسی محو خواب نازنین کا بستر ناز پر
بیخودی کے عالم میں کروٹیں لینا یاد آتا ہے
سرد سرد ہوا کے جھونکے اونہیں شادمان فلک
سے سرگوشیاں کر کے اس سین کی دلفریبیوں
کو تر قی دے رہی ہے تاروں کی جھلملاہٹ کو
مشاہدہ کر کے کسی ہجراں نصیب عاشق کو جسنے
کسی وعدہ فراموش کے انتظار سے اونگھتے تمام
رات اختر شماری میں کاٹ دینے کا وعدہ
کیا ہے کسی ناز فروش کو جسمیں ناز یاد آتی ہے
اور خود بخود بیتاب ہو کر آنکھیں جھپکا لیتا ہے
چاند کسی پردہ نشین ایک بلند پہاڑ کے پیچھے سے
نکل رہا ہے اور دنیا والوں کی دلچسپیوں کو بڑھا
نے کے لیے بزم فلک کے نیلگوں فرش پر جلوہ
افروز ہوا جاتا ہے چاند کی دلوں میں جوش پیدا
کرنے والی روشنی تمام قلعہ پر اپنا اثر ڈالتی ہوئی
اس مکان کے دروازے پہنچگئی ہے دروازوں
تک شمع کی روشنی صاف نظر آکر بتا رہی ہے
کہ اس مکان میں ضرور کوئی رہتا ہے یہاں سے
بائیں جانب کو کوئی چالیس گز کے فاصلہ پر
ایک کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور چراغ کی
روشنی میں ہمارا نوجوان محمود ایک چٹائی پر
سرنگوں بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے محمود کے
سامنے کرسی پر ایک راجپوت افسر بیٹھا ہوا کسی
کتاب کو دیکھ رہا ہے۔ محمود کی صورت سے
نہایت ہی پریشانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں
جس سے ہر ایک آدمی اندازہ کر سکتا ہے
اسلئے کہ اسکا ہمرہ پریشان ہوا جاتا ہے
شمع کی خوبصورت روشنی اسکی پیشانی پر پریشانی
کو ظاہر کر رہی ہے کہ محمود کسی ایسے معاملہ پر
غور کر رہا ہے جسکا دل پر گہرا اثر ہے اور جو
اثر اسکے مضطرب کئے دیتا ہے راجپوت
افسر بھی کبھی کتاب سے نظر اوٹھا کر محمود کو
دیکھنے لگتا ہے مگر پھر مطالعہ میں محو ہو جاتا ہے
کمرہ میں سوائے سانس لینے کے آواز کے
اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی جو اسوقت
کے عالمگیر سناٹے کو توڑتی یا ان دونوں نفوس
کو عالم محویت میں چونکاتی ہے۔

ہنوز یہ دونوں اسیطرح بیٹھے ہوئے تھے
کہ ایک میسرا شخص کمرہ میں داخل ہوا جس
نے آتے ہی راجپوت افسر کو اسطرح

مخاطب کیا۔ آپ نے مجھے نو بجے آنے کے واسطے کہا تھا اور اب میں حکم کے بموجب حاضر ہو گیا ہوں اسبات نے افسر کو چونکا دیا اور وہ جلدی سے بول اوٹھا۔ باہ کیا نو بج گئے۔

شخص۔ جی ہاں بج گئے۔

اسبات پر افسر نے محمود کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ اگر تم کو کسی قسم کی ضرورت ہو تو کہو ویسے تو اسکے بعد صبح تک پھر کوئی آدمی تمہارے پاس نہ آئے گا۔

محمود۔ (لاپرواہی سے) مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

افسر۔ تمہاری حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ تم موت سے ڈرتے ہو ورنہ اسقدر پریشان نظر نہ آتے۔

محمود نے ایک خوفناک نگاہ سے افسر کو دیکھا اور کہنے لگا۔ اگر میں موت سے ڈرتا تو اوسیکہ قید ہو کر نہ پہنچتا۔ مجھے افسوس ہے کہ اب راجپوت بھی مسلمانوں کے سامنے بوٹ لگے ہیں لیکن اون کو خیال کرنا چاہیے کہ جسکو وہ فتح سمجھتے ہیں ہم اوس کو شکست سمجھتے ہیں میرے قید ہونے سے اون کو جو خوشی ہوگا اور نہ کیونکہ اول تو یہ ایک قابل شرم کامیابی تھی دوسرے میرے قید ہونے سے مسلمانوں کے غصہ اور بھی بڑھ گئے ہونگے اور امید ہے کہ وہ اب راجپوتوں سے کسی قسم کی رعایت نہ کرینگے۔

افسر۔ راجپوت تمہاری ایسی بیہودہ دھمکیوں سے نہ ڈریگے یہ خیال کرو کہ تمہاری ہی زبان سے مسلمانوں کے غصہ کا حال سنکر تم کو رہا کر دیا جائیگا تمہارے واسطے اب موت کا حکم ہو چکا ہے اور اب وہ کسیطرح منسوخ نہیں ہو سکتا۔

محمود۔ (غصہ سے) اور میں کب کہتا ہوں کہ منسوخ کیا جائے میں راجپوتوں کیطرح بزدل نہیں ہوں کہ موت سے خوف کروں یا مرنے سے ڈر سے کسی قسم کی دھمکی دیکر اپنی رہائی کا کوشاں ہوں۔

افسر۔ تم راجپوتوں کو بزدل کہکر اپنے قصوروں کو زیادہ بڑھائے جاتے ہو۔ یاد رکھو کہ رانا نے یہ بھی تمہارے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا ہے کہ تم کو دو روز اور زندہ رہنے کی مہلت دیدی ہے میرے خیال میں تم ایک منٹ بھی زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو۔

محمود۔ رانا شاید اسکو مہربانی خیال کرتا ہوگا کہ ایک جانباز سپاہی کو زندہ رہنے کی مہلت دیجائے لیکن میرے قیاس میں مسلمان سپاہی سے ایسا برتاؤ کرنا نہایت ہی بے انصافی ہے بلکہ کوئی سرفروش اور اپنے دین کی حفاظت کرنیوالا ہرگز گوارہ نہ کرے گا کہ جنت کو دنیا جیسی قید خانہ پر ترجیح دے۔

افسر۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اون مسلمانوں میں سے جنکو مولویوں نے بہشت کی تصویر کھینچ کر بیوقوف بنا دیا ہے اور جو روں کے لئے کا وعدہ دیکر دین و دنیا دونوں کے ناقابل بنا دیا ہے یہ بھی کوئی دین ہے جسمیں خدا اپنے بندوں کو کہے میں تم کو حوریں دونگا اور تمہارے واسطے ....

یہانتک محمود نے ضبط کیا لیکن اسبات پر اوس سے نہ رہا گیا اور وہ بات کاٹ کر نہایت غصہ سے کہنے لگا بس بس زیادہ بکو اس نکرو ورنہ تمہاری اور اپنی جان ایک کر دونگا یہ خیال نہ کرو کہ میرے پاس اسوقت کوئی ہتیار

نہیں ہے لیکن ہمارا مذہبی جوش تمہارے
ہتھیاروں کو کچھ نہیں سمجھتا۔ مجھے حیرانی ہے
کہ تم ایک بیدین اور کافر ہو کر ہمارے سچے
مذہب کو برا کہنے کی جرأت کرتے ہو شاید تمنے
یہ سمجھا ہوگا کہ میں تمہارا عقیدہ ہوں جسکی وجہ سے
تمہاری ایسی بیہودہ اور شرمناک بکواس پر
خاموش رہونگا لیکن یاد رکھو کہ دین کے بارے
میں کوئی مسلمان خواہ کیسا ہی ہو مرنے اور
مارنے سے ہرگز ہرگز نہ ڈرے گا میری سمجھ
میں نہیں آتا کہ راجپوت جو بتوں کو پوجتے ہیں
صریحاً کافر ہیں ہمارے مقدس اور پاک قرآن
مجید پر اعتراض کرنیکی جرأت کرتے ہیں پہلے
ذرا اپنی کتابوں کو تو دیکھیں جنکا کوئی صفحہ
اور کوئی سطر خالی نہیں جہاں انکے دیوتاؤں کی
بخیں خواہشات درج نہوں یا انکے شرمناک
کرتوتوں اور اونکی دیویوں کی افسوسناک
حالتیں ظاہر نہ کی ہوں میں حیران ہوں کہ راجپوت
کسواسطے مسلمانوں کے سامنے بولنے کی جرأت
کرسکتے ہیں شاید تم نے خیال کیا ہوگا کہ میں
کوئی معمولی مسلمان ہوں اور تمہاری واہیات
باتوں کے بکنے پر بھی خاموش بیٹھا سنا کروں گا
لیکن بتائے دیتا ہوں کہ میں وہ شخص ہوں جسنے
اپنے دین کی حفاظت میں تمام عمر خرچ کردی
جس نے ہندوستان کے دیگر مذاہب کے
کتابوں کو پڑھکر ثابت کردیا کہ اسلام کے مقابلہ
میں کوئی مذہب نہیں اور جس نے راجپوتوں
اور کافروں کو ایسی ایسی جگہ پر شکست دی
جہاں اون کو ناکامی کا سان و گمان بھی نہ تھا۔
محمود اپنی باتوں کو کسی خرچ ختم ہی نہ کرتا تھا
اور برابر بڑبڑاتا تمہارا راجپوت افسر بیٹھے بیٹھے بے صبر
ہوگیا اور آخر کار اوس نے بات کاٹ کر کہا۔ تم تو اس
طرح پیچھے پڑگئے ہو جیسے کوئی ہٹنے کا نام ہی نہ لیتا
آخر اسمیں غصہ کی بات ہی کیا تھی میں نے تو جو کچھ
سنا تھا وہ کہدیا سمجھے کیا خبر کہ تمہارا مذہب کیسا ہے
بال البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا دھرم بھی اسوقت
دنیا کسی سے کم نہیں ہے۔

محمود۔ تم کہتے ہو کہ تمہارا مذہب دنیا کے کسی
مذہب سے زیادہ مفصول اور کوئی مذہب ہی نہیں
تم خود ہی خیال کرو کہ جن بتوں کو تم خدا کہتے ہو وہ
خود ہاتھ سے بنائے جاتے ہیں اور جب کوئی چاہے
اون کو توڑ سکتا ہے وہ کسی قسم کا کام نہیں کرسکتے
کسی مردے کو زندہ کرنے اور کسی زندہ کو مارنے کی
ان میں طاقت نہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ
وہ حرکت نہیں کرسکتے بلکہ جہاں انسان چاہے
اون کو رکھدے جہاں چاہے اون کو پھینکدے
اگر تم اون میں سے ایک کو اوٹھاکر دریا میں پھینکدو
تو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا پھر تعجب ہے
کہ تم اون پتھروں کو خدا کیوں مانتے ہو جنمیں نہ
جان ہے نہ کوئی طاقت ہے بلکہ انسان کے
محتاج ہیں جہاں چاہیں رکھدیں تم کو چاہیے کہ
ذرا اپنی عقل خرچ کرو اور اون بتوں کو خود میں
سوچو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرکے۔ اوس
وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور پرستش کرو جسنے
کل دنیا کو پیدا کیا اور انسانی فائدہ کے واسطے ہر
چیز کو بنایا اور جسکے پاس ہر ایک آدمی کو مرکے جانا
ہے اور جسنے عابدوں اور پرہیزگاروں کے لئے
آرام ابدی اور دکھ رکھا ہے۔

راجپوت افسر اس تقریر کو نہایت حیرانی اور

خاموشی سے سنتا رہا اور جب محمود نے کہنا ختم کیا تو افسر نے کسیقدر محمود کے نزدیک کرسی کو کر لیا اور کہنے لگا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے ہوش میں نہیں ہو قید اور مصیبت نے تمہارے حواس باختہ کر دیے ہیں اور اسی لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو کہ جو ہمارے دلوں پر کوئی اثر ہو ہی جائے تو ہم ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ کر ظالم مسلمانوں کے دین کو اختیار کریں جنکو مصیبت اور قید بالکل پاگل بنا دیتی ہے۔

محمود۔ فاعدہ کی بات ہے کہ انسان کی جیسی طبیعت ہوتی ہے ویسے ہی خیالات بھی ہوتے ہیں اگر طبیعت کمزور ہے تو اوسکے خیالات بھی بزدلانہ اور بیوقوفانہ ہونگے اور اگر طبیعت عالی ہوگی تو خیالات بھی اعلیٰ اور بہادرانہ ہونگے۔ اور اب ہم کہتے ہیں کہ ہر وقت تم ایسی باتیں کرتے ہو جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم بزدل خیالات کے آدمی ہو اور تمہاری طبیعت بھی کمزور ہے ورنہ تم میری بات ایسی رائے قائم نکرتے جو عین تمہارے مطابق ہے اس بات کے ثابت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمان اور راجپوتوں میں سے کون بہادر اور بزدل اس امر کے متقضی ہیں کہ ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

دوسرے تلوار فیصلہ کر چکی ہے اس کے ظاہر کرنے کی اب چنداں ضرورت نہیں۔

افسر۔ یہ مان لیا کہ مسلمان اسوقت عارضی طور سے ایک دو بار کامیاب ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی تو جاننا چاہیئے کہ فتح اوسکی ہوتی ہے جو انجام کے وقت کامیاب رہے۔

محمود۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میرے قید ہو جانے سے لڑائی کا اختتام ہو جائے گا یا نہیں یہ امید ہے کہ انجام پر ہم کامیاب ہونگے یہ بات تو خدا ہی جانتا ہے ہم تو اسبارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں البتہ موجودہ حالت سے اندازہ کر کے ہر ایک منصف مزاج شخص کہہ سکتا ہے کہ بہادر کون ہیں اور بزدل کس کو کہنا چاہیئے یہ اکثر ہوا کرتا ہے کہ فوج کی زیادتی یا کسی خاص فریب سے ایک بزدل قوم کسی دوسری پر غلبہ پائے اور بہادری اسیکا نام ہے کہ جو استقلال اور ثابت قدمی سے مرنے دم تک دشمن کا مقابلہ کرے میرا قید ہونا تو ایک معمولی بات ہے اس سے مسلمان پر کوئی الزام نہیں آسکتا کیونکہ بارہ ہزار فوج کا ڈیڑھ سو آدمیوں میں تین گھنٹے میں غالب آجانا بہادری میں داخل نہیں بلکہ ہر انصاف پسند اپنے دل میں خود یہی سمجھ رہا ہے کہ ہو جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اون کو اپنی بہادری پر پورا اعتبار نہیں اور اپنے قوت بازو پر پورا بھروسہ نہیں ورنہ بایوس ہو کر ایسا مجنونانہ کام نہ کرتیں۔

افسر۔ جب تم اسبات کو جنون کہتے ہو تو یقین جانو کہ تم بہادری کے نام سے بھی واقف نہیں ہو یہی تو ایک بات ہے جس نے راجپوتوں کو دنیا بھر میں مشہور کر دیا ہے میرے خیال میں کسی قوم کی اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ اپنے اسباب اور اہل و عیال کو جلا کر خود بھی راکھ ہو جائے

دشمنوں سے لڑکے مرجائے یہ صرف راجپوت ہی ہیں جنکی رگ رگ میں قومی غیرت اور مذہبی حمیت کا خون جوش مار رہا ہے۔

محمود - (کسیقدر مسکراہٹ سے) یہ تو میں پہلے ہی سے کہہ چکا ہوں کہ راجپوتوں کی سی بیوقوف یا پاگل قوم ہو تو ایسا مجنونانہ کام کرے تمکو شاید معلوم نہیں کہ مسلمانوں میں قاعدہ ہے کہ جب ایسا موقعہ دیکھتے ہیں عورتوں بچوں بوڑھوں اور جوانوں سب کو ہتیار دیدیتے ہیں اور خدا کے فضل سے اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرکے دشمن پر یک لخت ٹوٹ پڑتے ہیں اور اوس کو کاٹکے ڈالدیتے ہیں تمہاری طرح رہ کبھی نہیں ہوتے بلکہ بہادری اور عقل سے کام لیکر دشمن کو پسپا کردیتے ہیں اب تم ہی انصاف کرو کہ کون کام مجنونانہ ہے اور کونسا عاقلانہ۔

افسر - مجھے زیادہ باتیں تو آتی نہیں میں تو صرف یہی جانتا ہوں کہ مسلمان راجپوتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے یہ وہ قوم ہے جو صدیوں سے اس ملک میں آباد ہے اور آیندہ آباد رہے گی۔

محمود - یہی غنیمت سمجھو کہ اتنے سال تک مسلمانوں نے اسطرف کا رخ نہیں کیا لیکن اب اس ملک میں پہلے کیطرح آباد رہنے کی امید دل سے دور کردو البتہ مسلمانوں کے فرمانبردار بنکر رہ سکتے ہو کیا تمہیں یاد نہیں کہ محمود غزنوی کے زمانہ میں ایک ایک راجپوت دو دو مسلمانوں کا بلکا کرتا تھا۔ تب یہ تمام باتیں معلوم ہیں پھر خدا جانے تم کس بات پر کہتے ہو کہ مسلمان راجپوتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں شاید تمہیں خبر نہیں کہ مسلمان وہ قوم ہے جسنے دنیا کے ہر حصہ پر حکومت کی اور اب کررہی ہے وہ جنگجو اور بہادر لوگ ہیں جنہوں نے اپنے فتوحات کے سیلاب کو عرب سے یورپ تک اور یورپ سے ہندوستان تک پہیلا دیا کوئی ایسی قوم نہیں جو انکی بہادری سے ناواقف ہو کوئی ایسا ملک نہیں جہاں انکے مبارک قدم نہ آئے ہوں خوب سمجھلو کہ راجپوت ہزار برس بھی کوشش کرتے رہیں تو بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

افسر - خیر کچھ بھی ہو مگر اصل یہ ہے۔ کہ ہم مسلمانوں کو اچھا خیال نہیں کرسکتے ہم ہمیشہ اونکو ظالم اور کچھ سمجھتے ہیں۔

محمود - تمہاری یہ بات غلط ہے کیونکہ اگر تم لوگ مسلمانوں کو برا سمجھتے تو اونکو اپنی لڑکیاں نہ دیتے اور اون سے رشتہ داری کرنے کو اپنا فخر نہ سمجھتے۔

اسبات پر راجپوت افسر کو اسقدر غصہ آیا کہ اوس نے اپنے جوش کو زبردستی دبایا اور اوس شخص کو ساتھ لیکر کمرہ سے باہر نکل گیا اوسکے جانیکے بعد دروازہ بند کیا گیا اور قفل میں کنجی پھرنے کی آواز نے اوسے یقین دلایا کہ آج اوسکی حفاظت میں زیادہ خبرگیری اور دور اندیشی سے کام لیا گیا ہے۔ دروازہ بند ہونیکے کچھ دیر تو محمود خاں چپکا پڑ بیٹھا رہا لیکن پھر اوٹھکر ادھر ادھر کمرہ میں ٹہلنے لگا اور دل میں بولا۔ آہ میں کسقدر بدقسمت ہوں دنیا میں کبھی کوئی دم چین سے نہ گذرا اور

ہمیشہ ایسی ہی اُلجھنوں میں پھنسا رہا کہ کبھی
دم لینے کی مہلت نملی بچپن سے آجتک
میرے حسرت نصیب دل کو کبھی خوشی
نصیب ہی نہوئی - ایک تو لوگوں میں جان
سے تنگ ہو رہا تھا دوسرے اس عشق
نے اور بھی بیقرار کر رکھا ہے میں نے خیال کیا
تھا کہ کچھ دنوں خوش نصیبی سے گذر گی اور
میں آرام سے زندگی بسر کرونگا لیکن فلک
کی دشمنی اور قسمت کی بیوفائی کا مجھے حال
معلوم ہی نہ تھا یہ مجھے علم نہ تھا کہ وصال کے
چند دنوں بعد ہجر ہوگا اور راحت بیقراری
اور اوس انجمن میں کاشی بڑیگی افسوس پارتی
نے بھی حال نپوچھا مجھکو امید نہ تھی کہ وہ
مجھکو اسقدر جلدی بھول جائیگی آہ!
کسی کی کیا پڑی ہے کہ میرے واسطے
تکلیف برداشت کرے وہ صرف اوسکی
بناوٹی اُلفت تھی یا شاید اسواسطے محبت
جتائی تھی کہ مجھپر دباؤ ڈالکر اور مجھے اپنے
محبت کے دام میں پھنساکر خود مسلمانوں
کی قید سے بآسانی بھاگ جائے بیشک
اوس کا یہی ارادہ ہوگا مگر اب چونکہ وہ
صرف رہا ہی نہیں ہوگئی بلکہ میں اوس کی
جگہہ پر قید ہو گیا ہوں لہذا اوسنے مجھکو بالکل
بھلا دیا کاش مجھے ایسی لڑکی کیساتھ عشق
نہوتا اور میں دل کے ہاتھوں اسقدر رنج
میں نہ پڑتا آسمان نے تو میرے ساتھہ دشمنی
کی تھی مگر اب پارتی نے بھی بیوفائی کی آج
مجھے یہاں آئے گیارہ دن ہوئے اور
اوس نے ایکبار بھی خبر نہ لی آجتک تو یہ خیال
رہا کہ وہ ضرور ہی آئیگی لیکن اب کسیطرح اُمید
نہیں جب گیارہ دن میں نہ آسکی تو ان دنوں
میں کیا آئیگی آہ! پارتی سمجھے یہ علم نہ تھا کہ تو
اسقدر سنگدل ہے ہائے اگر یہ خبر پہلے سے
معلوم ہوتی تو میں اپنا دل تجھکو ہرگز نہ دیتا لیکن اب
کیا تدبیر کروں کہ تیرا دل دوم ہو - اور زندگی کے
ان آخری دنوں میں تیری پیاری صورت میرے
مضطرب دل کے تسکین دینے کو نظر آجائے
کوئی ایسا شخص نہیں جو میرے حال زار پر رحم
کہا کر تجھکو میری حالت سے مطلع کرے اور میں
اس عذاب سے چھوٹ جاؤں زندگی محال ہے
موت کا حکم دیا جا چکا ہے پرسوں قتل کر دیا
جاؤنگا - مگر مجھے اپنی موت کا ذرا غم نہیں اگر
مرتے وقت وہ بولا ہوا چہرہ نظر آجاتا یہ تو پہلے
ہی خبر تھی کہ میری قسمت اچھی نہیں اور فلک درپے
تعذیب ہے لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اندونوں کے
ساتھہ وہ آرام جان! آزار جان ہی ہو رہے
آزار ہو جائیگا جسکی تبر نگاہ اور تیغ ابرو نے
میرے دل کو فتح کر لیا ہے اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا
تو میں اپنے دل میں اوسکی صورت کو جگہہ نہ دیتا
مگر اب کیا کیا جائے کوئی ایسی صورت نظر نہیں
آتی جس سے دلکی آرزو پوری ہو سکے اور
اور تو مجھے کوئی تمنا نہیں ہاں اگر حسرت ہے
تو یہی کہ وہ دلوں میں گھر کرنیوالی صورت نظر
آجاتی جس نے مجھکو اپنا شیدا بنا لیا ہے جسکی
صورت نے مجھے اپنا فریفتہ کر لیا مگر نہیں میری
آرزو نہ کبھی پہلے پوری ہوئی ہے نہ اب پوری
ہوگی آہ میں
میں جبین نصیب ہی نہ ہوا

کی دلخوش کن صورت ہی نہ دیکھی جسکو آسمان نے ایسی ایسی نامرادیوں میں رکھا کہ کبھی آئندہ قسمت پر بھی غور کرنے کی مہلت نہ ملی۔ آہ! میں وہ گردش بخت کا ستایا ہوا ہوں جسکو شعوری طالع نے طفلی ہی میں برباد کردیا اور والدین سے جدا کرکے ان مصیبتوں میں پھنسا دیا جن سے عمر بھر نہ نکل سکا اب کسقدر اُمید ہوئی تھی کہ آسمان کچھ دنوں کے لئے اپنی عداوت کو دور کردیگا اور قسمت کچھ وفا کرے گی لیکن اب مایوسی میں گھر گیا ہوں اور اُمید کا پہلو کسیطرف نظر ہی نہیں آتا ہاں شب ہجر کی دراوزنی صورت مشاق آنکھوں میں پھر دل بیتاب کو اور بھی مضطرب کر رہی ہے اور یاس و حسرت نے تمام آرزوؤں اور تمناؤں پر پانی پھیر دیا۔ اور مجھکو ایسا مایوس کردیا ہے کہ اب سوا موت کے اور کسی چیز کی آرزو نہیں مگر افسوس مایوس عاشقوں اور قسمت کے ستائے ہوؤں کی وہ بھی پرسان حال نہیں ہوتی وہ بھی انہیں کے پاس جاتی ہے جسکو اسکی ضرورت نہ ہو یا جو اس دنیا کے قید خانہ میں کچھ مدت اور رہنا چاہتے ہوں کاش آسمان میری مایوسی پر رحم کھائے اور اوس بھولنے والے کو میری یاد دلائے یا مجھکو اس عالم فانی سے ہی اُٹھائے تاکہ ان سب غذابوں سے نجات پاؤں۔

اتنا کہکر محمود ٹھہر گیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد خود بخود کہنے لگا آہ! میرے دل کو کیا ہو گیا آنکھیں ہیں کہ وہ کسی کے دیکھنے کو ترس رہی ہیں کاش میرا جذب دل بھی کچھ اثر دکھاتا اور اس شوخ طبع نازنین کو بیقرار کرکے میرے پاس آنیکو مجبور کرتا مگر افسوس بیقرار دل کیسا مضطرب ہے کہ جو جو میں کوشش کرتا ہوں کہ اسکی کسیقدر تسکین ہو جائے اور وہ بھی بیقرار ہو جاتا ہے معلوم نہیں یہ اضطرابی دل کیا رنگ لائیگی بیشک نوبت آگئی کہ آج چار دن سے پلک تک نہیں جھپکی تمام رات انتظار کرتے کرتے کاٹ ڈالی ہے اور ابھی آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے آہ! اب اور کیا ہوگا جو ہونا تھا سو ہو چکا اس سے زیادہ قسمت اور کیا بیوفائی کریگی کہ ہر اک سے جدا اور موت کے منہ میں کھڑا ہر گھڑی فلک دیکھ رہا ہوں بس تقدیر کا فیصلہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ہاں اگر میری قسمت کا حال مسلمانوں کو معلوم ہو گیا تو وہ ضرور میرے چہرا انیکے واسطے آنکھکے مگر میں پہلے ہی سے قبر میں پہنچ چکا ہونگا خیر جو کچھ ہونیوالا ہے اسکا رنج میں مضطرب ہونا چاہئے جو ہوگا دیکھا جائیگا آہ! اور تو شب غم دل سے دور ہو جائیگی۔ لیکن بیقراری کا غم دل سے قبر میں بھی نہ نکلے گا بلکہ اوسکی صورت کو یاد دلا دلا کر مجھے قیامت تک بیچین کرتا رہیگا۔

محمود یہانتک ہی کہنے پایا تھا کہ دروازہ کے زور سے کھڑکھڑانے سلسلہ خیالات کو قطع کردیا اور وہ حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن جب دروازہ نہ کھلا اور آئندہ وہ کھڑکھڑاہٹ بھی نہ سنی تو اسکے دل میں سیکڑوں قسم کے خیالات آنے لگے سب سے پہلے وہ تمام داستانیں اسکی یاد آگئیں جو اس قلعہ کی بابت عوام میں مشہور تھیں مگر محمود نے فوراً ان خیالات کو دور کیا۔ اسلئے کہ وہ جنوں کے متعلق کی باتیں

سچ نہ جانتا تھا اور ان قصص کو عوام کی روزانہ گپوں کیطرح کچھ خیال نہ کیا کرتا تھا بلکہ جن لوگوں سے کبھی ایسی کہانی سنتا تھا اوسکو مسلہ مسایل اور عقلی دلایل سے قایل کرکے آیندہ کے لئے خاموش کر دیتا تھا اسیوجہ سے خوفناک خیالات اوسکے دل سے یک لخت دور ہوگئے اور وہ کھڑکی کھولکر باہر کا نظارہ دیکھنے لگا۔ جس کی دلفریبیوں نے اوسے بالکل بیخود کر دیا اور وہ محویت کے عالم میں ایک مٹی تب کی طرح کھڑا ہوگیا اور قدرتی دلچسپ سبزہ کو دیکھ رہا تھا لیکن جب قلعہ میں دہل بجنے کی آواز آئی تو اوسنے کھڑکی کو بند کیا اور پھر چٹائی پر آکر بیٹھ گیا اوسے ابھی اسطرح بیٹھے ہوئے کچھ دیر نہوئی تھی کہ پھر دروازہ کھٹکھٹانیکی آواز سنائی دی لیکن اسدفعہ بھی پہلے کیطرح کوئی بھی ظاہر نہوا محمود حیران تھا کہ یہ بات کیا ہے۔ کبھی چاہتا تھا کہ دروازہ کھولکر دیکھے مگر اسکا خیال فوراً پاس سے بدلجاتا ہے کیونکہ دروازہ باہر کیطرف سے بند کیا گیا تھا۔ ہنوز وہ یہی سوچ رہا تھا۔ مگر کس تدبیر سے یہ بات دریافت کیجائے کہ قفل میں کنجی پھرنے کی آواز آئی اور وہ حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگا اسکے دل میں مختلف قسم کے خیالات آرہے تھے جنکی آمد و رفت سے اسکے دماغ میں ایک قسم کی قیامت برپا کر رکھی تھی وہ نہایت ہی حیرانی اور گھبراہٹ سے دروازہ کیطرف دیکھ رہا تھا اور دمبدم زیادہ متعجب ہوتا جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی احتیاط سے دروازہ کھول رہا ہے آخرکار یک لخت دروازہ کھل گیا اور ایک نوجوان عورت کمرہ میں داخل ہوئی جسکو دیکھکر محمود اپنی جگہ سے اوچھلا اور کئی قدم پیچھے ہٹ گیا پہلی نگاہ میں محمود نے بالکل نہ پہچانا کہ وہ آنیوالی عورت کون ہے مگر دوسری وفعہ غور سے دیکھنے لگا تو معلوم ہوا کہ ایسے وقت میں اسکی مصیبتوں کو کم کرنے کے لئے قید خانہ میں پارسی کے سوا اور کون آسکتا تھا۔ محمود نے جب اچھی طرح پہچان لیا کہ وہ آنیوالی عورت پارسی ہے تو نہایت جلدی سے آگے بڑھا اور پارسی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر لے آیا جو بڑے ناز سے آگے بڑھی اور اپنے عاشق زار کے سامنے بیٹھ گئی پہلے دو منٹ تک دونوں ایک دوسرے کو حیرت اور شوق سے دیکھتے رہے اور کمرہ میں بالکل سناٹا رہا۔ لیکن آخرکار محمود کی خوشنما آواز نے اس سناٹے کو توڑا اور وہ شکایت کے طور پر کہنے لگا۔

شہزادی صاحبہ مجھے حیرانی ہے کہ آپنے دونوں دفعہ کیوں ملنے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر آپ آج نہ ملتیں تو میں بیچکے ناقابل برداشت صدمے سے ضرور مر ڈالتے۔

پارسی۔ آہ محمود میری حالت تم سے بھی زیادہ بری ہے تم شاید کسی صورت سے دل بہلا بھی لیتے ہوگے لیکن میں سچ کہتی ہوں کہ آخلت میں نے دم بھر بھی آرام نہیں لیا۔ ہر وقت تنہا بیٹھکر رویا کرتی ہوں۔

محمود۔ جب آپ کی ایسی حالت رہی۔ تو پھر آپ آئیں کیوں نہیں۔

پارسی۔ میں کچھ اپنے اختیار میں تو تھی نہیں کہ جب چاہتی اور مٹکر چلی آتی اگر میرا آنا میرے اختیار میں ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ اتنے دن سے یہاں نہ آتی۔ (محمود) لیکن آج آپکیطرح آنیکا

آپ پر ہی نثار کرون۔
محمود۔ (شہزادی کو سینہ سے لگاکر) نہین شہزادی صاحبہ آپکو ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے آپ اسلیئے نہین ہین کہ میرے لیے اسقدر پریشان ہون بلکہ آپ اسواسطے ہین کہ جانباز عاشق آپ کے اس پیارے چہرہ پر قربان ہوجایئے۔
پارسی۔ نہین محمود یہ نہ خیال کرو کہ تمہارے بعد ایک لمحہ بھی زندہ رہونگی۔ یقین جانو جو تمہارا حال ہوگا وہی میرا ہوگا آج مین گھر سے اسواسطے نہین نکلی کہ پھر زندہ واپس چلی جاؤن بلکہ میرا ارادہ ہے کہ یہ دو دن کی زندگی اسیطرح تمہارے سامنے بیٹھکر گذار دون۔
اتنا کہکر پارسی زار و قطار رونے لگی محمود نے پہلے اپنے رومال سے آنسو پونچھے اور پھر تسلی کی لفظ مین کہنے لگا۔
شہزادی صاحبہ خدا کیواسطے اس مایوسی کو دور کیجیئے اور دیکھیے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔
پارسی۔ آخر وہ کونسی بات ہے جسکا آپ کو غم ہے۔
محمود۔ آہ اب اور کیا ہوگا جو ہونا تھا سو ہوچکا
پارسی۔ آہ! محمود تم اسطرح پوچھتے ہو جیسے تمہین کسی بات کی خبر نہین اور مینے سمجھا تھا کہ تمکو اطلاع ہوگئی ہوگی۔
محمود۔ مجھے تو کسی بات کی اطلاع نہین کی گئی
پارسی۔ وہ مین بخوبی جانتی ہون لیکن۔
محمود۔ وہ تو مین بخوبی جانتا ہون لیکن آپ اسقدر غمگین کیون ہوئی ہو عاشق ہمیشہ معشوقون پر فدا ہوتے آئے ہین۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے

کہ مین آپ کے ان گورے گورے رخسارون پر اپنی جان نثار کرونگا۔
پارسی۔ ہائے محمود یہ کبھی ممکن نہین کہ تم میرے واسطے جان سے جاؤ اور مین تمہارے بعد آرام کی زندگی بسر کرون نہین یہ کبھی نہین ہوسکتا اور اگر خدانخواستہ تم ایسا ہی خیال کرتے ہو تو للہ یہہ خیال دل سے نکالڈالو اور اب اچھی طرح سنلو کہ مین تمہارے بغیر کبھی زندہ نہ رہونگی۔
محمود۔ شہزادی صاحبہ اس بات سے درگذریئے مین سچ کہتا ہون اور اگر آپ نے مصمم ارادہ کرلیا ہے تو یہہ یقین جانیئے کہ مرنیکے بعد بھی مجھے آرام بھی نہ نصیب ہوگا اور قبر مین بھی اس واقعہ کو یاد کرکے بیتاب ہوتا رہونگا۔ اسلیئے مین التجا کرتا ہون کہ اپنے اس خوفناک ارادہ سے باز آئیے اور اگر اپنی جوانی پر رحم نہین آتا تو میرے ہی حال پر رحم کھاکر ایسے خیالات دل سے دور کیجیئے اور خوشی سے رہیئے۔
پارسی۔ کاش ایسا ہی ہوتا مگر خوشی تو قسمت مین لکھی ہی نہین جب سے پیدا ہوئی ہون ہمیشہ رنج و غم ہی مین مبتلا رہی ہون کبھی کوئی ایسا وقت نہین آیا جو خوشی نصیب ہوئی ہو۔
محمود۔ انسان کو اسطرح مایوس نہونا چاہیئے زمانہ ہمیشہ یونہی نہین رہتا اور آسمان آخر تک دشمنی ہی نہین کیا کرتا بلکہ اگر انسان مایوس نہو تو یقین ہے کہ بہت جلد کامیاب ہوکر اپنے مقصد کو پہنچیگا اور جو برخلاف اسکے مایوس ہوجائیگا اور بزدلی ظاہر کریگا تو وہ مرتے دم تک ہی گردش آسمانی کے چکر سے نکل نہین سکتا۔
پارسی۔ محمود اب خوشی کی کوئی امید نہین

جب اُترنے کو ہم شاخ سے پر تول چکے تھے
پہاڑوں کا وہ سلسلہ جو کوہستانی ارادل کے نام سے
مشہور ہے ایسا نامہوار واقعہ ہوا ہے کہ بعض
بعض مقام پر اسکی بلندی نہایت ہی کم ہو جاتی ہے
رگیستانی علاقہ گرمی پیدا کرنیوالا آفتاب ان پہاڑوں
پر بھی اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتا جسکی وجہ سے
برف یہاں شاذ و نادر ہی پڑتی ہے تو وہ کسی قسم کی
تکلیف دہ نہیں ہوتی یہ تو ممکن نہیں کہ موسم سرما
میں یہاں سردی نہ ہوتی ہو لیکن گرمیوں میں موسم
اعتدال اس علاقہ کو خوشگوار بنا دیتی ہے کہ
قدرت کے بے نظیر کارگر کی صفائی کو مشاہدہ
کرنیوالی آنکھیں اپنے مطلب کے سوا فی یہاں بہت
کچھ حاصل کر سکتی ہیں صنائع مطلق کی قدرتوں کا
تماشا دیکھنے والوں خنکیٔ زمانہ کے جور و ستم اور
دنیا کی بیوفائیوں نے زندگی سے تنگ کر رکھا ہے
دلچسپی حاصل کرنے اور مضطرب دل کو اطمینان
دینے کے لئے اس عمدہ جگہہ اور کوئی نہیں پائے
قدرت کے زبردست ہاتھوں نے ان جگہوں کو
ایسا دلفریب بنا رکھا ہے کہ ہر مذاق کا آدمی یہاں
زندگی بسر کرنے سے کبھی نہیں اوکتائے بلکہ دنیا
والوں سے چھوٹ کر قدرتی سیر گاہوں کے دیکھنے کا
شوق رکھنے والے ہمارے ایسے ہزاروں آدمی یہاں آزادی
سے زندگی بسر کرتے ہیں یہاں پہاڑوں میں ایک
[illegible]
نے ایک ایسا خوشنما سین پیدا کر رکھا ہے کہ یہ
مقام عام طور سے زیادہ مقدس ہو گیا ہے
اس گھاٹی سے کئی ایک چشمے نکلتے ہیں جنکے پانی
کی آواز ایسے سکون مقام کے سناٹے
کو توڑ رہی ہے یہی وجہ اس جگہہ کی مجموعی ہیبت
کسیقدر کم ہو گئی ہے۔ پہاڑوں کی صورت دیکھکر
ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ انسان کا گذر ایسے مقام
میں بہت ہی کم ہوتا ہے جسکے سبب سے یہ جگہہ اگرچہ
رونق اور عمارت آباد نظر آیا کرتی ہے البتہ صبح کے
وقت پہاڑی علاقہ کے آزادی پسند طیور پانی
پینے کے لئے ان چشموں پر آ بیٹھا کرتے ہیں۔
اور اپنی شیریں اور دلکش نغمہ سرائیوں سے اس
سین کو کچھ وقت کے لئے ایسے دلچسپ بنا دیتے
ہیں کہ اس مقام کی تمام دلفریبیاں بدرجہا بڑھ
جاتی ہیں انہیں چشموں سے تھوڑے فاصلہ پر
قلعہ چتوڑ ایک ایسی جگہہ پر ہے کہ ہر دیکھنے والا
کہہ سکتا ہے کہ مضبوطی میں اس قلعہ سے زیادہ
اور کوئی قلعہ نہ ہوگا قلعہ کی تمام دیواریں گہاٹوں کو
چیر کر اور پہاڑ کو کاٹ بنائی گئی ہیں اسیوجہ سے
یہ قلعہ نہایت ہی مستحکم خیال کیا جاتا ہے دیواروں
کی ہیبت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کا ہر ہاؤ
کرنیوالا ہاتھہ اسجگہہ تک کبھی پہنچ گیا ہے اور اپنا
زوری اثر دکھانے کے علاوہ دیواروں کو کسی
قدر خستہ کر چکا ہے اس قلعہ کی بابت عوام کو
معلوم ہے کہ اوسکے اندر بڑی بڑی زمین دوز
عمارتیں بنی ہوئی ہیں جو سالہا سال سے بند پڑی
آئی ہیں اور جنکی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں
کسی زمانہ میں بڑے بڑے تخت رکھے ہوئے تھے
جو [illegible] سال [illegible] اور پھر خود بخود
غائب ہو گئے ایسی اور بہت سی خوفناک باتیں
داستانیں بوڑھے بوڑھے لوگوں کی زبانی
سننے میں آئی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کسی
شخص کو ان عمارتوں میں جانے کی جرات
نہیں ہوتی اگرچہ رانا نے بہت دفعہ ارادہ کیا کہ

ان کو دیکھکر صبح بات دریافت کرے مگر ارکین سلطنت
کی صلاح ہمیشہ اسکو روک دیا کی اور وہ اون
عمارتوں کو دیکھ نہ سکا قلعہ کا صحن اسقدر فراخ
ہے کہ رانا کی تمام فوجیں اسمیں اچھی طرح رہ
سکتی ہیں ان خوفناک عمارتوں کے علاوہ
اور بہت سے مکانات فطار در فطار بنے ہوئے
ہیں جنکو زمانہ کی بیرحمیوں نے خستہ و خراب کر رکھا
ہے اور جنکی خستگی اپنی بیکسی کی داستان کو
اس حسرت کے لہجہ میں بیان کر رہی ہے کہ
دیکھنے والے کے دل کو مضطرب کر دیتی ہے
اور وہ کچھ دیر کیلئے انکی طرف متوجہ ہو جاتا ہے
عین اوس وقت جبکہ ہمنے ناظرین کو اس قلعہ
کیطرف متوجہ کیا ہے۔ رات کے نو بج چکے
ہیں آسمان کسی حق پرست کے دلکی طرح صاف
ہے جسکے نیلے نیلے فرش پر بزم علوی کو روشن
کرنیوالے اور دنیا والوں کی دلچسپیوں کو بڑھانے
والے شب زندہ دار ستارے اس فوج بصورتی
سے ٹوٹ رہے ہیں کہ کسی عاشق مزاج کو یہ
بین دیکھکر کسی محو خواب نازنین کا سیمیں نازنیں
بیخودی کے عالم میں کروٹ لینا یاد آتا ہے
سرد سرد ہوا کے جھونکے اونچے شاہدان فلک
سے شوخیاں کر کے اس سین کی دلفریبیوں
کو تر دے رہی ہے تاروں کی جھلملاہٹ کو
مشاہدہ کر کے کسی ہجراں نصیب عاشق کو جسے
کسی وعدہ فراموش کے انتظار سے اوسکا تمام
رات اختر شماری میں کاٹ دینے کا وعدہ
کیا ہے کسی نازفروش کا جبیں نازیاد آتی ہے
اور خود بخود بیتاب ہو کر آنکھیں جھپکا لیتا ہے
چاند کسی پردہ نشین ایک بلند پہاڑ کے پیچھے سے
نکل رہا ہے اور دنیا والوں کی دلچسپیوں کو بڑھا
نے کے لئے بزم فلک کے بلگوں فرش پر جلوہ
افروز ہوا جاتا ہے چاند کی دلوں میں جوش پیدا
کرنے والی روشنی تمام قلعہ پر اپنا انر ڈالتی ہوئی
اس مکان کے در تک پہنچگئی ہے دروازوں
تک شمع کی روشنی صاف نظر آ رہی ہے
کہ اس مکان میں ضرور کوئی رہتا ہے یہاں سے
بائیں جانب کو کوئی چالیس گز کے فاصلہ پر
ایک کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور چراغ کی
روشنی میں ہمارا نوجوان ممدود ایک چٹائی پر
سرنگوں بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے ممدود کے
سامنے کرسی پر ایک راجپوت افسر بیٹھا ہوا کسی
کتاب کو دیکھ رہا ہے۔ ممدود کی صورت سے
نہایت ہی پریشانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں
جس سے ہر ایک آدمی اندازہ کر سکتا ہے
اسلئے کہ اسکا چہرہ پریشان ہوا جاتا ہے
شمع کی خوبصورت روشنی اسکی پیشانی پر بکثرت
کر ظاہر کر رہی ہے کہ ممدود کسی ایسے مسئلہ پر
غور کر رہا ہے جسکا دل کو غمگین کر دینے والا
اثر اسکا مضطرب کئے دیتا ہے راجپوت
افسر بھی کبھی کتاب سے نظر اوٹھا کر ممدود کو
دیکھنے لگتا ہے مگر پھر مطالعہ میں محو ہو جاتا ہے
کمرہ میں سوائے سانس لینے کے آواز کے
اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی جو اسوقت
کے عالم سناٹے کو توڑتی یا ان دونوں اشخاص
کو عالم محویت میں چونکاتی ہے۔
ہنوز یہ دونوں اسیطرح بیٹھے ہوئے تھے
کہ ایک تیسرا شخص کمرہ میں داخل ہوا جسے
نے آتے ہی راجپوت افسر کو اسطرح

واسطے اسبات کا فیصلہ کرنا کوئی بڑی بات نہین ہے اگر آپ
اسی پر غور کرین کہ ہندو اون بتون کو پوجتے ہین جنکو
انسانی ہاتھون نے بنایا ہی اگر فرض کیا جائے کہ وہ
پتھر انسانی ہاتھون سے نہین تراشا گیا بلکہ جیسا کہ وہی
پرستش کیا جانے لگا تو یہہ بات ہی بیعقل کی ہے
کہ تمام دنیا کے پتھرون کو چھوڑ کر خاص خاص پتھرون
کو پوجا جائے ہندون کو چاہئے کہ دنیا کے کل
پہاڑون کی پرستش کرین اور ہر اک قسم کے پتھر کے
سامنے سر جھکائین خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا خشکی پر
ہو یا تری مین اگر وہ بتون کی پوجا ہی کو نجات کا ذریعہ
خیال کرتے ہین اور اگلی دنیا مین غیب و عشرت کی
زندگی بسر کرنیکا ذریعہ سمجھتے ہین تو پھر اونکو چاہئے کہ
ہر اک پتھر کی تعظیم و تکریم کرین کوئی لازمی امر نہین کہ ایک پتھر
کو تو پوجا جائے اور اسی قسم کے دوسرے پتھر پر تھوک
وغیرہ پھینا جائے یا اُٹا پھینکنے کے کام مین لایا جائے
قاعدہ کی بات ہی یہ ہی کہ جو چیز کل مین ہوتی ہی وہی جزو
بن بھی پائی جاتی ہی پھر کیا وجہہ ہی کہ ہندو ایک پتھر کو
اچھا سمجھتے ہین اور اوسی قسم کے دوسرے پتھر پر مکان کی
ایسی جگہ پر لگاتے ہین جہان اکثر پاؤن پڑتے ہین
اور سیڑھی چڑھنے پھرنے مین سیکڑون کنکر و پتھر پانون تلے
پیسے جاتے ہین اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اوپر نیچے آکر
اوپر اور ہر پھینکتے ہین کیا وجہہ ہی کہ وہ پتھر اپنی طاقت
کرتے نہین۔ اور اونکو تمام خواہ مخواہ ستاتے نہین رہتے
مجھے تعجب ہی کہ کافر لوگ کیون دیدہ و دانستہ گناہ
مین پڑے ہوئے ہین اور دیتے ہین کہ اونکے پتھر کچھ
نہین کرسکتے بلکہ خود اونکو اپنی طرح پتھر بنا رہے ہین
پھر خدا جانے اونکی عقلون پر کیا پتھر پڑ گیا ہی وہ
سمجھ کہ پتھر کیطرح کسی بات کا خیال نہین کرتے اونکو
سوچنا چاہئے کہ وہ بت جنکو سوائے پڑے رہنے کے
اور کچھہ آتا ہی نہین خدا کہلانیکے کیسیطرح مستحق ہوسکتے
ہین کسی شخص کو زندہ نہین کرسکتے مار نہین سکتے پھر
معلوم کافرونکی عقلون پر کیا پتھر پڑے ہین کہ وہ اپنا
دھندا ایسے کپوتون مین گرے ہین جہان اون کی
آباؤ اجداد نے ڈھکیل دیا ہے۔ پارسی نے جب دیکھا
کہ محمود اپنی تقریر کو کیسیطرح ختم ہی نکریگا تو کہنے لگا
آؤ محمود تمنے مجھہ سے بیخ پائی اور مین تمہاری ایک
بات مانتا ہون۔ اگرچہ اون مخصوص کے چھوڑنے
کا غم ہے جو سالہا سال تک میری ساتھہ رہی ہین
لیکن صرف دنیا ہی کے چھوڑ دینے کا کیا غم ہوسکتا
محمود۔ اگرچہ اسبات سے مجھے خوشی حاصل ہوئی
کہ آپ مسلمان ہونا پسند کرتی ہین مگر غم ہے تو یہ
کہ مرنیکے بعد آپکو راجپوت کے قاعدہ کے مطابق جلایا
جائیگا اور یہ نرم نرم گورے گورے رخسار جلکر خاک
ہوجائینگے اور یہ آنکھین جنکا نشانہ کبھی خالی جاتا ہی
نہین بالکل بیحس و حرکت ہوجائینگی اور یہ لمبے لمبے
بال سیاہ جو ہمیشہ دلون کو پھنسا لینے کی کوشش
مین رہا کرتے ہین خاک مین ملکر خاک ہوجائینگے
افسوس شہزادی صاحبہ اسبات کا آپ ارادہ کرین
کیونکہ یہ طرح آپ ہی کا نقصان ہی دل تو آپ کا
تاریک جسم آگ مین جلایا جائیگا دوسرے اسلام
مین داخل ہوکر آپ کے ہندوان اقارب کو اونکے قاعدہ
کے موافق جلانا چاہئے کیا یہ آپکو پسند ہے۔
پارسی۔ پسند تو نہین مگر آپ کے بغیر اور کوئی چارہ
نظر نہین آتا اگر میرے مرنیکا کوئی اور ذریعہ نکل آئے
مین یہ باتین ہرگز نہ کرتا بلکہ جسیطرح ہم ہندو
کرتی (ٹھہرو ہی سانس بھر کر) آہ مین کیسی بدنصیب
کہ تم کو ناراض کرکے اپنی آرزو پوری کرتی ہون
کیا مین اسی بات کیواسطے زندہ تھی۔ کاش زمین پھٹ

جائے اور مین سما جاؤن۔
اتنا کہکر پارسی زار و قطار رونے لگی محمود نے جب یہ حالت دیکھی تو اوسنے پارسی کو سینہ سے لگالیا اور آنسو پونچھکر کہنے لگا شہزادی صاحبہ اسطرح طبیعت پر ہیجان کرنے سے کیا فائدہ جو قسمت مین لکھا ہی وہ ہونا ضرور ہے ٹل نہین سکتا یہ مسلمان ہی ہین کہ مصیبت مین کسیکو دیکھکر نرم دل ہوجاتا ہین اور گذشتہ واقعات کو یاد کرکے وہ رونے لگتے ہین لیکن صبر کرنا بہت اچھا ہے گو صبر کرنا مشکل مگر آتا ہے مگر اسکا نتیجہ بہت ہی عمدہ ہے اسلئے جہانتک ممکن ہو صبر کرے اور استقلال سے کام لے اور ہنسی خوشی بیٹھے۔
پارسی۔ نمعلوم تم ہر وقت مجھکو خوش رہنے کے لئے کیون کہتے ہو مین نہین جانتی کہ تم کو کس بات کی خوشی ہے۔
محمود۔ کیا یہ خوشی کا موقع نہین ہے کہ مین برسون ان گوری گوری رخسارون پر فدا ہوجاؤنگا پارسی نے اسبات کو سنکر شرم سے سر جھکالیا اور کسی اہم خیال مین محو ہوگئی۔ محمود نے بھی پارسی کو اسی حالت مین چھوڑا اور خود دل ہی دل مین کہنے لگا۔ افسوس! زمانہ نے تیرے ساتھ دشمنی کی تھی مگر اس پیاری نازنین کیساتھ بھی ایسی صورت دیکھکر ترس آتا ہے اگرچہ جتنے اسکو لائے ہم سمجھا چکے لیکن یہ ایک نہین مانتی تو کیا تدبیر کرون جس سے اسکا دل نرم ہو اور یہ اپنے خوفناک ارادہ سے باز آجائے مگر نہین اب موقع نہین رہا کہ مین اسکو باتون سے سمجھا سکون بلکہ اسطرح اسکا دل اور بھی دکھتا ہوگا آہ مین کیسا ظالم ہون کہ ایسی پیاری نازنین کا دل دکھا رہا ہون جسکو آسمان نے اسواسطے بنایا ہی کہ وہ ستم بردار عاشقون پر ظلم کرے اور زمانہ اسکے ناز اٹھائے اگرچہ میرا بچنا اب محال نظر آتا ہی مگر مجھے ایسی تدبیر ضرور کرنی چاہیے جس سے اس خوبصورت عورت کی جان بچ جائے اور یہ میری بعد بھی دنیا مین زندہ رہے ایخدا تو ہی میرے حال زار پر رحم کر اور اس نازنین کو اسکے ارادہ سے باز رکھ۔ یہ آنقطا محمود کی زبان سے اس زور سے نکلے کہ پارسی کے نازک کانون نے انکو سن لیا اور وہ محمود کو محبت کی نگاہ سے دیکھکر کہنے لگی۔
"محمود یہ کبھی دعائین مانگ رہے" اسبات نے محمود کے خیالات کے سلسلہ کو توڑ دیا اور وہ گھبراہٹ سے کہنے لگا۔ اے شہزادی صاحبہ مین خدا سے دعا کر رہا ہون کہ آپ اپنے ارادہ سے باز آجائین کیونکہ یہ بات مجھے ہرگز گوارا نہین کہ آپ اپنی جوانی یون ہی برباد کرین میری قسمت مین تو ناکامی ہی ہی لیکن آپ مفت مین کیون جان دینے مین اب بھی مین منت کرتا ہون کہ میرے حال زار پر رحم کیجئے۔
پارسی۔ مین پہلے بھی کئی بار کہہ چکی ہون کہ میرا دل نہین مانتا کہ مین اپنے ارمانون مین اپنے انتخاب مین نہین ورنہ تمکو کبھی خفا نہ کرتی اور تمہاری اس بات کو بخوبی مان لیتی جب پارسی یہ گفتگو کر رہی تھی محمود ایک گہرے خیال مین غرق تھا اور وہ دل ہی دل مین کہہ رہا تھا۔ یہ تو مجھے یقین ہوگیا کہ پارسی اب اپنے ارادہ سے باز آجائیگی لیکن یہ مجھے کبھی برداشت نہوگا کہ میرے ساتھ وہ بھی ہواس سے بہتر ہے کہ مین اپنی تدبیر کرکے یہان سے بھاگ جاؤن اور اسکو بھی ساتھ لیتا جاؤن اسطرح مین بچ جاؤنگا اور یہ بھی راجپوتون کی

ہاتھ سے نکلی گئی بس یہی مناسب ہے اگرچہ مشکل
بہت ہے مگر ہو گی
مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

یہ خیال کر کے محمود نے نظر اوٹھائی اور پارچی کو غور سے
دیکھنے لگا۔ شہزادی صاحبہ نے ایک تدبیر سوچی کہ
جس سے ہم دونوں بچ سکتے ہیں اسبات کو سنکر
پارچی کا چہرہ جیسے عمر رسیدہ نے بہت کچھ اثر کیا تھا اور
جس سے مایوسی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں غور کرنے لگی
"کیا ایسا ہو سکتا ہے"

محمود۔ ہاں ہو سکتا ہے۔

پارچی۔ وہ کیونکر۔

محمود۔ شہزادی صاحبہ اگرچہ یہ بات نہایت مشکل
ہے مگر ان شخصوں کو کسی بات میں مشکل نہیں جو
اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے اور جو ہر ایک خطرہ
کا مقابلہ بڑی بہادری اور استقلال سے کرتے ہیں
پارچی۔ شاید تمہارا مطلب اس طرح سے پورا
ہو جائے گا۔

محمود۔ ارادہ تو یہی ہے لیکن آپ حیران کیوں
ہو گئیں یقین جانئے کہ مرنیوالوں کا کوئی چارہ نہیں
پارچی۔ یہ تو درست ہے لیکن اگر ہم یکہ و تنہا
تو ہو نہیں سکتا ہے ہاں [illegible]
چہرہ کو نہ دیکھ سکوں

محمود۔ آپ اسبارہ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

شعاعیں نکلنے لگیں کہ انھوں نے محمود کی آنکھوں کو
چوند سی لگا دی اور اسکو پارسی کی خوبصورت معشوقہ
کے سوا اور کچھ نظر آنا اسکو سینے سے لگایا اور جوش میں
آکر رونے لگا شہزادی بھی اپنے آپ کو نہ روک سکی اور
اسنے بھی گلے سے لگا رونے لگی دونوں کے آنسو تھمے
تو محمود نے اپنی ساری داستان شروع سے آخر تک
سنا ڈالی اور اپنی بیقراری کا حال بیان کیا شہزادی
نے بھی اپنی سرگذشت کہہ سنائی اور کہا کہ میں
اسوقت سے تمہاری محبت میں گرفتار ہوں کہ جب
تم نے پہلے پہل مجھکو دیکھا تھا اور اسی وقت سے
میں نے تمہارے ملنے کی تمنا کی تھی اور آج
خدا نے میری تمنا بر آنے کا سامان کیا ہے
محمود نے کہا کہ میں بھی اسی وقت سے تمہارا
شیدا ہوں اور تمہارے ملنے کی تمنا میں بیقرار
تھا شہزادی نے کہا کہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ
کیونکہ اگر میرے باپ کو خبر ہوگئی تو وہ تمکو
جیتا نہ چھوڑیگا محمود نے کہا کہ میں اسکی
کچھ پروا نہیں کرتا ہوں اور اسکے مقابلہ کے
لئے تیار ہوں اور اسکو مار ڈالنا کچھ مشکل
نہیں ہے شہزادی نے کہا کہ اسکو مارنا تو
آسان ہے لیکن اسکے مرنے سے ہمارا کام
نہیں چلیگا اسکے مرنے سے اسکی فوج
ہمارے دشمن ہو جائیگی اور ہمارا کام
بگڑ جائیگا اسلئے تم ابھی یہاں سے
چلے جاؤ اور ہماری ملاقات کا جلدی
کوئی بندوبست کرو محمود نے کہا کہ
اچھا میں جاتا ہوں اور ہمیشہ تمہارے
ساتھ رہونگا شہزادی نے کہا کہ
محمود اور بھی ایک بات ہے
اسکو بھی سن لو محمود نے کہا
کہو شہزادی نے کہا کہ
ایک سانس لینے کی دیر
محمود کا ہاتھ پکڑ کر
افسوس سے کہا کہ
ہماری بھلائی
بھی پوری نہ ہونے دی اور ہماری ملاقات کا جلدی
کوئی بندوبست نہ کرنے دیا اگرچہ اسطرح بھاگنا بیدادہ
کے منہ میں جانا ہے لیکن میں خوش ہوں کہ تمہارے
ساتھ ہوں اور جیتے جی تمہارے ساتھ رہونگی
محمود نے کہا کہ میں بھی خوش ہوں کہ تمکو بچانے کے لئے
اتنے بڑے خطرہ میں پڑتا ہوں اور موت کا مقابلہ
کرتا ہوں اتنا کہکر محمود نے پارسی کے ہاتھ کو پکڑا
اور آہستہ سے دروازہ کی طرف چلا اور سوتی شمع
کی سفید روشنی پارسی کے خوبصورت چہرہ پر عکس
ڈالکر اسکی حالت صاف ظاہر کر رہی تھی اسکا چہرہ
بالکل زرد ہو جاتا تھا اور جس سے ثابت ہوتا تھا
کہ وہ ضروری خوفناک خیال کا اثر اپنے دل پر محسوس
کر رہی ہے کبھی اسکی پیشانی اسطرح چمکنے لگتی ہے
کہ پھر دیکھنے والا نور آگہہ سکتا ہے کہ وہ اس کارروائی
پر نہایت خوش ہے اور ہر اک خطرہ کو دلیری کے
ساتھ مقابلہ کرنیکو تیار ہے غرض اسی قسم کی
حالت میں وہ اپنے عاشق کیساتھ دروازہ کی
طرف جا رہی ہے جسکے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ
وہ اپنی معشوقہ کو بچانیکے لئے سب کچھ کر سکتا ہے
اور اوسکی حفاظت میں اپنی عزیز جان بھی فدا کر سکتا
اگرچہ محمود خود اوسکی باتوں سے سمجھ گیا تھا کہ وہ
اپنے کارروائی کو پسند نہیں کرتی لیکن یہ بھی اوسکے
دل میں زور پر تھا کہ اگر وہ ہر اک مسلح
آدمی کا مقابلہ کرنیکو تیار تھا یہ تو ممکن نہیں کہ اسکے
دل میں بھی ناکامی کا خیال نہ آتا ہو لیکن اوسکی صورت
دیکھکر ہر شخص یہی کہیگا کہ محمود کے چہرے سے زبان سے
کہا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہ اسکو ثابت کر کے
دکھائیگا غرض محمود اور پارسی دروازہ کے نزدیک
پہنچے تو پہلے دروازہ کے پاس جاکر سنا کہ کوئی آواز
تو نہیں آتی لیکن جب اوسنے یقین ہو گیا کہ قلعہ
میں بالکل سناٹا ہے تو اوسنے دروازہ کو ہاتھ
لگایا ہنوز وہ کھول نہ چکا تھا کہ پیچھے کی طرف سے
ایک خوفناک شور پیدا ہوا اور ساتھ ہی دیوار
میں سے ایک مسلح آدمی نمودار ہوا جسکو دیکھکر
پارسی نے ایک چیخ ماری اور دوسرے لمحہ میں
بیہوش ہو گئی

ساتواں باب

قلعہ کے خوفناک راز

محمود نے پارسی کو اوسی طرح بیہوش پڑا رہنے دیا
اور خود اوس مسلح آدمی کیطرف متوجہ ہوا جس کے
اسطرح عجیب و غریب طریقے سے کمرہ میں داخل
ہونے نے محمود کے دل میں خوف پیدا کر دیا اور وہ کسی
قدر حیران ہو گیا تو جوان محمود بہادر اور دلیر تھا لیکن
ایک وقت میں اوسکا ڈر جانا لازمی تھا پہلی نگاہ میں
تو جوان محمود اوس مسلح آدمی کو پہچان نہ سکا
لیکن جب اوسنے غور سے دیکھا تو حیرت ہوئی
اور اوس شخص کو حیرت و استعجاب سے دیکھنے

لگا مگر چونکہ یہ موقع دیر کا نہ تھا لہذا اوسنے فوراً اپنی
حیرانی دور کی اور بڑی پھرتی سے اوس مسلح آدمی
کیطرف بڑھا جبتک وہ محمود کے پہنچانا اوس پر
مین اوسنے اپنی جمیدار تلوار نکالکر بجلی کیطرح جوان
محمود پر جھپٹا جسنے نہایت ہی پھرتی سے ایک
جھلا مار ماری اور مسلح آدمی کے اوس ہاتھ کو
پکڑ لیا جسمین تلوار تھی محمود نے اس موقع کو
غنیمت جانکر ایک جھٹکا مارا کہ تلوار اوس آدمی کی
ہاتھ سے چھوٹ گئی محمود نے جلدی سے تلوار اٹھا
اور پھیر دیکر اپنے دشمن پر جھپٹا اسنے بھی پھرتی سے
پر جھانکا لاکر مقابلہ کو تیار ہوگیا اگرچہ اسنے
مین محمود کیساتھ لڑنا ٹھانا تھا کیونکہ اسکی پاس
کوئی ڈھال وغیرہ بھی نہین تھی مگر اسنے اسبات
کی کوئی پرواہ نہ کی اور تلوار کا وار کیا جسکو مسلح آدمی
نے خالی دیا اور پر جھپا محمود کے سینے مین مارا۔ اگر وہ
بیشہ نہ جاتا تو پر جھپٹنے ہی مین اپنا کام کر گیا ہوتا اور نوجوان
محمود کبھی کا سرد ہو چکا ہوتا لیکن جب چالاکی سے اوسنے
زمین پر بیٹھکر اوس مسلح آدمی کی ٹانگون کو پکڑ لیا
لیا وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے اوسنے بہت
کوشش کی کہ کسیطرح محمود کی گرفت سے بچکر اپنی
شکست کا بدلہ لے مگر محمود کے مقابلہ مین اوسکی
تمام کوشش بیفائدہ ہوئی اور اوسنے اپنا فیصلہ
قسمت ہی پر چھوڑا نوجوان اور بہادر محمود نے
اپنے دشمن کو بڑی آسانی سے سر پر اوٹھا کر زمین
پر گرا دیا اور خود اوسکی سینے پر اوچھل کر بیٹھ گیا
ابھی محمود اسی انتظار مین تھا کہ وہ مسلح آدمی آگے
کہوے اور وہ اس سے کچھ بات کرے کہ یکبہر
خوفناک شور پیدا ہوا اور اسیطرح دروازہ مین
سے کئی آدمی بگٹٹ آتے جنہون نے آتے ہی محمود کو
زمین پر گرا دیا اور وہ گرتے ہی بیہوش ہوگیا کوئی
پندرہ منٹ تک بیہوش رہا۔ بعد اسکے جب
ہوش آیا تو آپ کو اوسی کمرہ مین چٹائی پر لیٹا ہوا
پایا اسکو ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ کوئی خوفناک
خواب سے جاگا ہے لیکن جب اوسنے چٹائی کو
پر لکن اور کرسیون کو اور سر اور سر دیکھا تو اوسنے
یقین ہوگیا کہ واقعی اوسنے کچھ دیکھا ہے وہ
بالکل سچ تھا محمود بہت دیر تک اوسیطرح
لیٹا رہا اور گذشتہ واقعہ پر غور کرتا رہا لیکن اوس
کے ذہن مین کوئی بات نہ آئی کہ یہ کیا معاملہ ہے
جب اسطرح بہت دیر سوچتے سوچتے اوکتا گیا تو زمین سے
اوٹھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا مگر پارتی کا کہین
نام و نشان بھی نہ تھا اگرچہ یہ بات نہایت تعجب مین
کر دینے والی تھی مگر محمود کے چہرہ پر کسی قسم کی پریشانی
کے آثار نہ پائے جاتے تھے اور اوسکی صورت
بالکل غمگین نہ تھی بلکہ اوسکی آنکھون سے ظاہر ہوتا
تھا کہ اسکے مضطرب دل کو ایک گونہ اطمینان
حاصل ہوگیا ہے اگرچہ کبھی کبھی اسبات کے یاد آنے
سے کہ وہ مسلح آدمی کیون نمودار ہوئے تھے۔ وہ
کسیقدر حیران ہوجاتا تھا اور اوسکے چہرہ سے
فکر کے آثار ظاہر ہوتے تھے لیکن بعد ازان پھر
مطمئن ہوجاتا تھا۔ الغرض اسی حالت مین بارہ
بجگئے اور وہ اسطرح بیٹھا رہا البتہ کبھی کبھی بارہا اوسکے دل
مین ایک قسم کا خوف پیدا ہوجاتا تھا آخر کار اپنی
کلبہ سے اوٹھا اور کمرہ مین اوسر اوسر ٹہلنے لگا
پارتی کے خیال اوسکے دل مین اوسیطرح جلوہ گر
تھا کہ اسکی آنکھون کے سامنے اسکی تصویر پھر
رہی تھی اور اسکی پیاری صورت کا نقشہ اسکے دل
مین جما ہوا تھا اور وہ اسکے خیال مین اسقدر محو

ہو جاتا تھا کہ ایک سنسنی سی اس پر کنے لگتا
خدا معلوم یہ کتاب پارتی کو کہاں ملی تھی اور کس
غرض سے چرائی گئی ہے کہ وہ اپنے موقع پر
دیوار میں سے کھٹ نکل آیا۔ آہ! قسمت نے
کیسے وقت میں دھوکا دیا۔ ہمارا پارتی ہے
یا نہ ہونے کی کاش میں اس واقعہ سے پہلے
مر گیا ہوتا۔ اتنا کہکر ایک چیخ مار بیٹھا۔ اور سر نگوں
ہو کر سوچنے لگا۔ اسوقت شمع نہایت دھندلی
جل رہی تھی جسکی روشنی محمود کی آنکھوں پر
ایک خوف پیدا کرنیوالا اثر ظاہر کر رہی تھی۔
محمود کی آنکھیں کبھی کبھی اونگھتی تھی اور دیوانوں
کو اسطرح دیکھتی تھیں جیسے اونکے پہنچنے کا خیال
خیالپلاؤ کر رہا تھا۔ کھڑکی کا دروازہ اسوقت کھلا
ہوا تھا جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے
آکر اس سین کو اور بھی بھیانک۔ اور ڈراؤنا
بنا رہے تھے شمع کے مدہم جلنے سے اس منظر
کی ہیبت کسیقدر اور بھی ترقی کر گئی ہے اور
ان باتوں کے علاوہ طرح طرح کی خوفناک آوازیں
سنائی دیتی تھیں ایسے ایسے موقع پر بہادر سے
بہادر شخص کا دل بھی سہم جاتا ہے اور وہ پسینے
پسینہ ہو کر نکل جاتا ہے مگر نوجوان محمود اسی طرح
بیٹھا رہا البتہ کئی بار اوسکے دل میں قصہ کے متعلق
خوفناک داستانوں کا خیال کیا مگر نوجوان محمود ایسا
ضعیف الاعتقاد نہ تھا کہ ایسی فضول باتوں کو اپنے
دل میں جمالیتا اور بے سر و سامان کہانیوں پر
یقین کرتا یا اونکو سچ سمجھنے لگتا۔ بلکہ وہ برخلاف
اسکے ان باتوں کیطرف کچھ دھیان ہی نہ کرتا تھا اور
اونکے وجود کو ناممکن سمجھتا تھا۔ حالانکہ یہ سب باتیں
نہیں لیکن اوسکو جب دیواروں کے پھٹنے اور پرتاب
کے نمودار ہونے کا واقعہ یاد آتا تھا تو وہ دل میں
خوف کھانے لگتا تھا اور ادھر ادھر کے سین کو حیرت
کی نگاہ سے دیکھکر اپنی بہادری کے زریعہ سے اپنے
دل کو مطمئن کرتا تھا۔ غرض اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے
دو گھنٹے گذر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز نے
محمود کو چونکا دیا اور وہ آرام کرنے کو لیٹنے ہی کو تھا
کہ کمرہ کی کسیطرف سے ایک چیخ کی آواز آئی محمود
فوراً اوٹھکر اوسکی طرف دوڑا لیکن وہاں پہنچکر اوسکو
کوئی چیز نہ دکھائی دی وہ حیران تھا کہ اتنے دنوں
کے بعد یہ کیا ہونے لگا۔ اگرچہ یہ حلقہ واقعی خوفناک
تھی تو پھر گیارہ دن میں مجھے کیوں کچھ نہیں ہوا غرض
اسی قسم کے خیالات اسکے دل میں آرہے تھے
کہ چاندنی میں اسکو کئی شکلیں نظر آئیں دامن کوہ
سے لیکر بیابانک کا سرا کرتی تھی جنگل ہی جنگل معلوم
ہوتا تھا اور ہوا اسوقت نہایت زور سے چل رہی
تھی درختوں کی کھڑکھڑاہٹ اس سین کو اور بھی
ہیبتناک بنا رہی تھی آسمان پر کسی کسی جگہ ابر کا
ٹکڑا جال پھیلائے ہوا تھا جسکو ہوا ادھر ادھر اڑائے
پھرتی تھی اور جسکی وجہ سے اسوقت کا منظر اور
بھی مخدوش اور دل میں خوف پیدا کرنے والا ہو گیا
تھا۔ ہوا کی تیزی اور اس سین کی ہیبت کے علاوہ
جو شکلیں محمود کو نظر آئیں وہ ایسی ہیبتناک تھیں
کہ محمود کا دل سینے میں تڑپنے لگا کہ اتنے نور
اپنے کو سنبھالا اور غور سے باہر کیطرف دیکھنے لگا
اسوقت پھر وہی چیخ کی آواز آئی اور جنگل میں ایسا
معلوم ہوا جیسے کئی آدمی آگے پیچھے دوڑتے ہیں
محمود دیر تک اوسطرف دیکھتا رہا لیکن جب شور تھم
ہوا تو اوس نے دیکھا کہ اس کا تمام بدن پسینہ
میں بھیگا ہوا ہے اور اوسکی ہتھیلی سے پانی کے

تو طرے زمین پر گر رہے ہیں آخر تک میدان
جنگ میں محمود کو اتنا پسند نہ آیا تھا لیکن اس
عجیب غریب منظر نے اوسپر جادو جانے کتنا اثر کیا
کہ وہ بالکل قابو سے باہر ہو گیا اسکے بعد دیر تک
محمود کھڑکی میں کھڑا دیکھتا رہا مگر پھر اُسے کوئی
چیز دکھائی نہ دی اور وہ کھڑکی کو بند کرکے واپس
پلٹ آیا۔ اسوقت محمود کے دلمیں طرح طرح کے
خیالات پیدا ہو رہے تھے اور وہ ان تمام واقعات
کو اپنے دلمیں دوہرا رہا تھا جسے اوسے ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ وہ خوفناک خواب دیکھ رہا ہے لیکن
تمام گزشتہ واقعات کو خیال کرنے اوسکی یاد دوبارہ
ہو جاتی تھی اور وہ سوچنے لگتا تھا کہ یہ واقعہ کیا
ہے آخر کار اوسنے اپنے آپ سے کہنا شروع کیا اور
کہنے لگا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس قلعہ میں ضرور
کوئی راز ہے جسکی بابت مجھے کچھ علم نہیں اور
نہ میری عقل اسقدر جلدی سمجھ سکتی ہے مگر حیرانی
یہ ہے کہ یہ تمام واقعات اتنے دنوں سے کیوں نہ
ہوئے اور سب سے زیادہ حیرانی یہ ہے کہ یہ تاب
دیواروں سے کیطرح نکل گیا اور پھر کہاں
ہوا ہو گیا۔ اتنا کہکر محمود نے ایک ٹھنڈی سانس
بھری اور پھر نگاہوں ہر کچھ سوچنے لگا۔ لیکن
اوسکے دل میں یکایک ایک خیال پیدا ہوا اور
وہ اوسکے سمجھنے کے لئے بے اختیار ہو گیا
اوسنے زور سے آواز دی۔ خواجہ بزرگ
فوراً اس قلعہ کے راز کو اور دریافت کرنا
چاہتا تھا اور اوس کمرہ کی دیوار کو
دیکھنے لگا کہ کونسی کونسی دروازہ ہوگا
جو اسوقت معلوم ہو جائیگا۔ سب سے پہلے اوس جگہ
کو جسمیں سے یہ تاب اور مسلح آدمی

نمودار ہوئے تھے پھر دفعہ تو محمود کو کچھ معلوم نہوا
لیکن جب اوسنے کھڑکی کو زور سے دیوار پر مارا
تو یقین ہو گیا کہ یہاں ضرور کوئی دروازہ ہے جو
دوسری طرف سے بند کیا گیا ہے محمود نے تمام
کمرہ کا امتحان کیا مگر اس دروازہ کے سوا
اور کوئی بات معلوم ہوئی اسکا دل چاہتا تھا کہ
کسیطرح پارچی کا پتہ لگائے اور پرتاب سے
دریافت کرے۔ غریب کا پتہ نہ لگا سکا مگر اسکا
تھا۔ کیونکہ دروازہ دوسری طرف سے بند تھا اور
اس طریقہ سے دیوار کیسا تھ لڑا تھا کہ انسانی آنکھ
ہرگز معلوم کر سکتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ محمود کو
اتنے دن اس پوشیدہ اور اس عجیب و غریب
دروازہ کا حال معلوم نہوا تھا وہ دیر تک دروازہ
کھولنے کی تدبیریں سوچتا رہا لیکن جب بالکل
ناکامی ہوئی اور کوئی بات ذہن میں نہ آئی تو فوراً
اوسکے دل میں خیال آیا کہ یہ دروازہ کھلا ہے اور
اوسکے ذریعہ سے کچھ معلوم ہو سکتا ہے لیکن جب
اوس دروازہ کیطرف گیا اور اوسکو کھولنے لگا تو
یک لخت معلوم ہو گیا کہ وہ بھی باہر کی طرف سے بند
ہے اب اوسکی امید بالکل منقطع ہو گئی تھی۔
مایوسانہ۔ صورت بنا کر چارپائی پر بیٹھنے کا ارادہ
ہی کیا تھا کہ وہی خوفناک
شور پیدا ہوا اور اسی پُراسرار طریقہ سے وہ پردہ
ہٹ گیا لیکن اسمرتبہ اسمیں سے کوئی
شخص نمودار نہوا۔ اسبات پر محمود کو نہایت
ہی حیرانی ہوئی۔ اور اوسکے دل میں ایک قسم کا خوف
پیدا ہو گیا جو عام طور پر قدرتی اور لازمی معلوم ہوتا ہے
اگر اسکی جگہ سے اسوقت کوئی اور آدمی ہوتا تو ضرور
غش کھا کر گر پڑتا یا چیخنے چلانے لگتا مگر یہ اسکے ہمت

کہ ایک مسلسل گہراہٹ کے بعد اپنے حواس درست
کرکے زمین سے اٹھا اور شمع کو بائیں طرف لیکر
شگاف میں داخل ہوا جو اندھی اور سیدھے دہرے
کمرہ میں قدم رکھا دونوں ہی ایک خوفناک منظر
پیدا ہوا اور شگاف دھنگا گیا اسعد نہ محمود واقعی
ڈر گیا کیونکہ پہلے شگاف کے نزدیک ہونے پر اسکا خیال
تھا کہ دوسری طرف سے کسی آدمی نے دروازہ
کھولدیا ہوگا مگر اب جگہ اور سے معلوم ہوا کہ شگاف
خود بخود بند ہوگیا ہے تو اوسکے دل میں خوف پیدا
ہوگیا جسکو اوسنے زبردستی دبایا اور شمع کو ذرا تیز
کرکے آگے روانہ ہوا جس کمرہ میں محمود اسوقت
داخل ہوا وہ نہایت ہی فراخ تھا اسکی دیواروں
کیصورت دیکھکر انسان کہہ سکتا ہے کہ وہ کئی سال
تک بند رہا ہے ہیبت جا بجا سے ٹوٹی ہوئی
تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی نیچے گر
پڑیگی فرش پر اسقدر مٹی تھی کہ محمود کو سرد ی معلوم
ہوتی تھی اور بعض اوقات تو پاؤں تک پہنچے نکلتا تھا
کمرہ کی مجموعی حالت نہایت ہی ردی تھی جس سے
ظاہر ہوتا تھا کہ بند رہنے کی وجہ سے اس کی
ہر ایک چیز بودی اور کمزور ہوگئی ہے چلتے وقت
کئی دفعہ محمود کا پاؤں ہونے کے ڈھیلوں اور
اینٹوں سے ٹھوکر کھایا مگر وہ نہایت مستقل مزاجی
سے شمع کو ہاتھ میں لئے آگے بڑھا جاتا تھا کوئی
اور شخص کے واسطے یہ خوف اور خطرہ کا مقام
تھا بلکہ زوال تو شاید ایسے حالات دیکھکر جان ہی
دیدیں لیکن ہمارے نوجوان محمود جیسے بہادر شخص
کو ایسی باتوں کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے جسکو اپنی
قوت بازو پر اعتبار ہے اور مرنے اور مارنے سے
کوئی ڈر نہ معلوم ہوتا اگرچہ انسانی طبیعت کیوقت
اپنی کمزوری کا اظہار کیا کرتی ہے گزرہ وقت کو
اور ہوتا ہوگا اسوقت اگر سیکڑوں نوجوان بھی محمود
کے سامنے آجاویں تو وہ اسی بے سروسامانی سے
اونکا مقابلہ کرنیکو تیار ہیں اور اوسکے ساتھ ہی اوس
کو امید ہے۔ کہ وہ اونکو نیچا دکھائیگا بجنبہ یہی وجہ
ہے کہ ہمارا نوجوان اور بہادر محمود ایسے مقام
میں بھی نہیں ڈرتا ہے جہاں بڑے بڑے بہادروں
کے چھٹے پانی ہو جاویں نوجوان محمود بڑی دلیری
اور ثابت قدمی سے آگے بڑھتا گیا یہانتک کہ وہ
کمرہ ختم ہوگیا اور اب ایک دروازہ کے سامنے
رک گیا جسکو کھولنے کیلئے اسنے ہاتھ بڑھایا ہی تھا
کہ ایک پرہیبت شور سنائی دیا اور اب معلوم
ہوا کہ جیسے تمام قلعہ میں عجیب تلاطم برپا ہے
اور قلعہ نیچے کو گرا جاتا ہے اور ہر اک عمارت پست ہوجاتی
ہے۔ یہ شور یہ شور تھوڑا تھا کہ دروازہ خود بخود
کھل گیا اور محمود دوسرے کمرہ میں داخل ہوا۔
گو اسد خاں اسکا دل دھڑک رہا تھا۔ مگر آنکھوں
کے سامنے یہ عجیب کیصورت پھر رہی تھی اس کا
بایاں ہاتھ اسطرح کانپ رہا تھا کہ اگر وہ بم کو
داہنے ہاتھ میں نہ پکڑ لیتا تو وہ ضرور گر جاتا خوف
کے وقت سب سے پہلے جو خیال اسکے دل میں پیدا
وہ حور وش پارسی کا تھا جسنے اسکے جان و دل پر
قبضہ کرلیا تھا اور جسکی یاد اسکے دل میں ہمیشہ رہتی
تھی جسکی صورت اسکی آنکھوں میں پھرا کرتی تھی۔ اور
محض انہیں خیالات میں اسنے خوف دور کرکے
آگے کو روانہ ہوا تھا اسعد نہ محمود جس کمرہ میں
داخل ہوا پہلے سے زیادہ فراخ تھا لیکن اوسی
ہوا ایسی کثیف تھی کہ شمع نہایت ہی دھندلی ہوگئی
اور اوسکی روشنی کمرہ میں اسقدر عکس ڈالنے لگی

کہ محمود اور بھی مرعوب ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہر دیوار سے ڈراؤنی صورتیں چپٹی ہوئی ہیں اور اوسکی طرف بُری نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں۔ ان تمام صورتوں کے علاوہ کمرہ کے اندر اور باہر آہستہ آہستہ چیخیں سنائی دیتی تھیں اور بعض اوقات ایسی خوفناک اور دل میں خوف ڈالنے والی آوازیں پیدا ہوتی تھیں کہ محمود کی بجائے اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور خوف سے مرجاتا مگر ہمارے تاول کا ہیرو ثابت قدمی سے آگے بڑھتا چلا گیا جسوقت وہ اس کمرہ کے آخر پر پہنچا اوسے ایک چھوٹا سا دروازہ معلوم ہوا جو اور دروں کیطرح خود بخود ایک خوفناک شور کیساتھ کھل گیا اور محمود اوسمیں داخل ہوا اسدفعہ جو سین اس کی حیران اور گھبرائی ہوئی نگاہوں میں نظر آیا تھا وہ ایسا ہیبتناک تھا کہ محمود کے منہ سے ایک آہستہ چیخ نکلی اور جلدی سے پیچھے مڑنے لگا مگر قبل اسکے دروازہ بند ہو چکا تھا آخر کار محمود نے مجبوراً اوس کمرہ سے گذرنے کا ارادہ کر لیا اور آگے قدم بڑھایا۔

اس کمرہ کی دیواروں سے بڑے بڑے بت لٹک رہے تھے جنکی صورتیں ایسی ڈراؤنی تھیں کہ کوئی بہادر آدمی بھی اونکو دیکھکر دلیر نہیں رکھ سکتا ایک بت کے پاس میں ایک لوہے کا گرز تھا۔ جسکو وہ اس طریقہ سے پکڑے ہوئے تھا کہ جیسے ابھی ابھی وار کرے گا ہر ایک کی صورت سے خوف و خطرے کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور محمود حیرانی سے چاروں طرف دیکھتا ہوا آگے جا رہا تھا جو محمود کے ہاتھ میں بی بت رہی وہ ہلتی چل رہی تھی۔ جسکی شعاعیں بتوں کے خوفناک چہروں کو روشن کرکے اس سین کی ہیبت کو ترقی دے رہی تھی کمرہ کثیف ہوا جو انواع کو دھندلا اور بھی دھندلا کئے دیتی تھی جسکی وجہ سے نظر پہلے سے زیادہ اور بھی خوفناک ہوا جاتا تھا محمود کو حیرانی تھی کہ کسی بت پر کسی قسم کا گرد و غبار جلکہ ہر ایک ایسا یا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی ابھی بنایا گیا ہے اگرچہ کمرہ کی خوفناکی ظاہر کرتی تھی کہ صدیوں تک بند رہنے کی بدولت تمام دیواریں بالکل خراب و خستہ ہو گئی ہیں مگر بتوں کی صورت دیکھکر ہر دیکھنے والا فوراً اندازہ لگا سکتا تھا کہ محمود کے داخل ہونے سے چند منٹ پیشتر ہی وہ سب بت بنائے گئے ہیں۔

یہ بات واقعی حیران کر دینے والی تھی اور یہی وجہ تھی کہ ہمارے نوجوان محمود کے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہوتے اور جلد اوس نے بہت جلد دور کیا اور ثابت قدمی اور عجلت طلبی ہر ایک چیز کو ملاحظہ کرتا ہوا آگے بڑھا اسکو دیوار سے خوف پیدا کرنیوالی چیزیں نہ ملیں اور تمام کمرہ طے کرنے لگا اور ابھی ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ہر ایک بت اپنی جگہ سے اوسکا اور محمود کو پکڑ لیگا جسکے بدن کا کوئی حصہ بنا ہوا تھا خوف سے نہ کانپ رہا تھا۔ ایسی حالت میں بھی اوسکی نگاہیں بالیقین سے چاروں طرف دیکھتی ہوئی جب اوسکی نظر اوس جگہ پر گئیں جہاں اسکو ایسا ہونا نہ معلوم ہوتا تھا نظر آیا کہ سنہ سے ایک نہایت ہی پرخوف چیخ نکل گئی اور آگے کیطرف بھاگا کمرہ کے بیچ سے اسکا سر گھومنے لگا اور ایک چکر کھاکر زمین پر گر پڑا اسطرح گرنے سے گو اوسے کوئی زیادہ چوٹ نہ آئی لیکن وہ تک اسی جگہ پر بیٹھا ہوا

اپنے حواس کو درست کرتا رہا جو وقت چھت کی
طرف نگاہ اوٹھہ جاتی تو خوف سے کانپنے لگتا
تھا اور آنکھیں بند کر لیتا تھا اسلئے کہ چھت کے
ساتھ سیکڑوں لاشیں لٹک رہی تھیں جنکی
آنکھیں بالکل باہر نکلی ہوئی تھیں محمود ایک
نظر اوٹھا کر اونکو نہ دیکھ سکتا تھا بلکہ جب کبھی
اسکی نگاہ اتفاقیہ اوپر کو اوٹھہ جاتی تو بدن کی
بوٹی بوٹی کانپنے لگتی تھی اور خوف سے آنکھیں
بند کر لیتا تھا غرض وہ جگہ کہ محمود اسی جگہ پر بیٹھا
رہا اور جب ہوش و حواس درست ہوئے تو
اپنی جگہ سے اوٹھا اور شمع کو لیکر آگے کی
طرف چلا۔ ابھی دس قدم نہ گیا ہوگا کہ پھر ایک
خوفناک محل ہوا اور سکان لئے ہوئے محمود کو
ایک دروازہ نظر آیا جو خود بخود کھل گیا اور جسکے
ذریعہ سے وہ اوسی کمرہ میں آ رہا جہاں پنجکر
اسکو ایسا معلوم دکھائی دیا کہ ہر طرف سے خون کے
اوبلنے کی آواز نکل رہی ہے لیکن کچھ
سنگین چھت کی وجہ سے کچھ نظر نہ آیا۔ یہ کمرہ جسمیں
محمود اسوقت داخل ہوا بالکل سیاہ تھا اور
اوسکے چاروں کونے میں ایک ایک تخت بچھا
ہوا تھا کونے کونے میں اور دیواروں
سے لٹکتی ہوئی زنجیریں لگے ہوئے تھے
جنکے ہاتھوں میں ایک ایک برچھا تھا اور ایسا
معلوم ہوتا تھا جیسے وہ برچھے نوکیں محمود کی
طرف کئے ہوئے ہیں اور آناً فاناً میں اسکو
مار ڈالینگے اگرچہ نوجوان محمود کو اسبات کا یقین
نہ آتا تھا مگر جب فرش کیطرف دیکھتا تو آنکھوں
کے سامنے موت کا نقشہ پھر جاتا کیونکہ فرش پر جدھر
طرف مقتولوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور انکی
گردنوں سے خون کے فوارے اسطرح نکل
رہے تھے کہ تمام فرش سرخ ہو گیا تھا اور ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسے ان خنجروں نے ابھی ابھی آدمیوں کو
قتل کیا ہے کیونکہ کبھی کبھی کوئی لاش پڑنے بھی لگتی
تھی یہ حالت دیکھکر محمود کے دل میں ایسا خوف پیدا
ہوا کہ وہ چاہتا تھا کہ یہ سین اسکی نگاہوں کے سامنے
سے دور ہو جائے مگر جو جو اسارے میں کوشش
کرتا وہ وہ اوسکا خوف بڑھتا جاتا تھا اور دل ہی
دل میں اپنے کئے پر نادم ہوتا تھا ابھی محمود اسی
ہولناک کمرہ میں کھڑا ہوا اپنے دل میں سوچ رہا
تھا کہ کیا کرے کہ چاروں کونوں کے بتوں نے حرکت
کی۔ آہ! اسوقت محمود کی جو حالت ہوئی وہ بیان
نہیں ہو سکتی یہ تو ممکن نہ تھا کہ اس کمرہ سے وہ بھاگ
جائے کیونکہ کسیطرف دروازہ نظر نہ آتا تھا یہ موقع
نہایت ہی نازک تھا مگر اوسیکا حوصلہ تھا کہ ثابت
قدمی سے کھڑا رہا مگر خود بخود ڈر رہا تھا اور دل
ہی دل میں کانپ رہا تھا لیکن یہ سب باتیں قدرتی
تھیں اسلئے کہ دل پر ایک سخت انکار کا بوجھ پڑنے
سے دماغ پریشان ہو جاتا تھا اور بعض وقت
وہی پریشانی سرسام یا دیوانگی کی حالت تک
پہنچ جاتی ہے کہ کسیطرح اگر یہ تمام چیزیں کہ
محمود کے دل میں خوف پیدا ہوتا تھا اور وہ
موقعہ پر ان خیالات کو دور نہ کرتا تو یقیناً اس
وقت تک مر گیا ہوتا یا اوسکا دماغ پریشان
ہو کر اس کو دیوانہ بنا دیتا مگر نہیں وہ ایسا
کمزور اور بزدل نہ تھا کہ اس موقع پر اپنے
حواسوں کو بالکل گم کر دیتا ہم پہلے ہی لکھ
چکے ہیں کہ محمود کا ارادہ تھا کہ اگر کوئی
دروازہ نظر آئے تو میں کمرہ سے بھاگ

جاؤں لیکن جب کوئی دروازہ نہ دکھائی دیا
تو دل مضبوط کرکے کھڑا ہو گیا اسوقت وہ
چاروں بُت اپنی اپنی جگہ سے ایک ایک
قدم آگے بڑھے اور ایک زبان ہو کر بولے
اے محمود ۔ ۔ ۔ ۔

ابھی تک تو محمود نے اپنے دل کو مضبوط کر
کر رکھا تھا مگر وہ اسوقت دل پر کسیطرح قابو نہ پا
سکا اور ایک چیخ مار کر پیچھے کیطرف دوڑا
لیکن اور بھی وہی بُت تھا جو اسکو مخاطب کر رہا
تھا آخر کار اوس نے اپنا فیصلہ قسمت پر چھوڑ
دیا اور کمرہ کے وسط میں کھڑا ہو کر ان بتوں
کی گفتگو سننے لگا جو اسطرح کہہ رہے تھے اے
محمود آج تو نے ایسی گستاخی کی ہے کہ
تمام بڑے بڑے بُت مجھ پر خفا ہیں اور تجھ کو نہ
دنیا چاہتے ہیں بس بسلئے کہ یہ رات تیری زندگی
کی آخری رات ہے اور تو صبح ہونے سے
پہلے مر جائیگا ۔ ہاں اگر تو نہ مرنا چاہتا تو اپنا
قصور صاف کرو اور بتوں کے سامنے سر جھکا کر
اونکی پوجا کرو ورنہ اچھی طرح سمجھ لے کہ یہ گھڑیاں
تیری عمر کی آخری گھڑیاں ہیں اور تو اسکے بعد
زندہ نہ بچیگا اتنا کہکر وہ بت بالکل خاموش ہو گئے
اور جب کمرہ میں ہر طرف سناٹا ہو گیا تو محمود نے دل
مضبوط کرکے کہا ۔ میں موت سے نہیں ڈرتا
خواہ آج رات کو آئے یا سو برس کے بعد
ابھی محمود کی بات ختم ہوئی تھی کہ چاروں بت
کے بتوں نے ہرکت کی اور ہر ایک ایک قدم
آگے بڑھا کر کہنے لگے ۔ اے محمود تو گناہ کئے
جاتا ہے اور گذشتہ قصوروں کو معاف نکرواتا ہے علاوہ
بتوں کے غصہ کو اور بڑھائے جاتا ہے کیا تو نہیں
جانتا کہ بت جو چاہیں کر سکتے ہیں ۔ اونہوں نے
تمام دنیا کو پیدا کیا اور ہر ایک انسان کا مارنا جلانا
کے اختیار میں ہے پھر تو نہیں دیکھتا کہ سب
لاشیں پتھروں کی انہیں کی قتل کی ہوئی ہیں
جو بتوں نے اسواسطے مقرر کی ہیں تو بھی اب
اچھی طرح سنلے کہ اونہیں پرجاؤں کی نوکیں تیرے
نازک بدن کو پاش پاش کرینگی اور یہی گرز تیری
ہڈی پسلی چور چور کر دینگے اب بھی تجھکو موقع دیا
جاتا ہے کیونکہ بہادروں اور فولاد بتوں پر بتوں
کو بھی ظلم کرتے ہوئے رحم آتا ہے اسلئے جہاں
تک ممکن ہو اپنے قصوروں کو جلد معاف کروا
اور بتوں کے سامنے سجدہ کرکے اونکی پوجا کر
ورنہ یاد رکھ کہ ان برچھیوں کی نوکیں تیرے بدن کو
چھلنی بنا دینگی اور ان گرزوں کی ضربیں تیرے جسم میں
روئی کے گالوں کی طرح اڑا دینگی کوشش کر لینے
اب جلدی کر اور بتوں کے سامنے اپنے سر زور
سر جھکا اگرچہ تیرا قصور ایسا نہیں کہ آسانی سے
معاف کر دیا جائے کیونکہ آج تو نے بتوں کو بہت
برا بھلا کہا ہے لیکن پھر بھی پتھر رحم کیا جاتا ہے
اسلئے کہ تو بہادر اور خوبصورت ہے اور بتوں کی
خدمت کرنے کے لائق ہے ۔ اسوقت محمود غصہ
سے کانپ رہا تھا کیونکہ جس لہجہ میں بتوں نے یہ
تقریر کی تھی اسے نہایت ہی ناگوار معلوم ہوا تھا
اور چاہتا تھا کہ کسیطرح اونکے سامنے سے بھاگ جائے
لیکن یہ طاقت سے باہر تھا یہ تو ممکن نہیں
کہ اس عجیب و غریب واقعہ پر وہ ڈر گیا ہو
یا اوسکے دل میں حیرانی پیدا ہو گئی ہو لیکن
اس بات کا اوسے بالکل یقین نہ آتا تھا کہ پتھر
بت بول بھی سکتے ہیں اور ایک جگہ سے دوسری

جگہہ حرکت ہی کر سکتے ہیں پہلے تو وہ اس بات کو
خواب و خیال سمجھا تھا مگر جب تمام واقعہ اوس کو
یاد آگیا تو وہ سمجھ گیا کہ ملکتا یہ اک ایسا راز اسکے سامنے
کھل رہا تھا جسکی بابت اوسکو صدیوں تک بھی
یقین نہ آتا اور جسکو وہ ہمیشہ جھوٹ اور غلط سمجھتا
تھا ان تمام باتوں کے علاوہ جب اوسے لاشوں
اور انسانوں کے پنجرے کا خیال آتا تو خود بخود کانپنے
لگتا تھا اور اسوقت اوسکی حالت روہی اور قابل
رحم ہو جاتی تھی ۔ واقعی ایک پکے مسلمان کو اسطرح
جکڑ جیسے سے توحید کی تعلیم دی گئی ہو یہ بات نہایت
ہی حیران کر دینے والی ہے کہ تمہارے بتوں کو اپنے
سامنے خدائی کا دعوی کرتے سنتے یا دیکھتے ہمارے
خیال میں سرمیو کا امتحان اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک
طرف سنگین بت آدمی کو کہے کہ مجھکو سجدہ کر اور
دوسرے سر جھکا نہ چاہے تو اس سے زیادہ
سخت امتحان اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن ہمارے
محمود نے دل میں ہی ان تمام باتوں کا فیصلہ کیا
اور جب بتوں نے اپنی تقریر ختم کی اور کمرہ میں سناٹا
چھا گیا تو وہ نہایت خوشی سے کہنے لگا یہ تو کسطرح سے
ممکن نہیں کہ مجھ جیسا مسلمان موت سے ڈر کر بتوں
کو سجدہ کرنے لگے اور ایک سچے اور پاک دین کا محرم
ہو کر ایسے مذہب میں کی جائے جسکو وہ بچپن سے
دھوکے کی ٹٹی خیال کرتا رہا ہے اور جسکے پیروؤں کو
وہ کافر سمجھتا رہا ہے اسلئے میں پھر کہتا ہوں کہ میں
موت سے نہیں ڈرتا جو برائی تم سے ہو سکتی ہے
بلا تامل کرو ۔ جسوقت محمود یہ الفاظ کہہ رہا تھا اس
وقت چاروں بت کانپ رہے تھے اسکو یقین
ہو گیا کہ اسکی تقریر نے اونکو نہایت ہی غضبناک
بنا دیا ہے اور جب محمود نے کہنا ختم کیا تو بڑی
خوفناک آواز پیدا ہوئی لیکن نہایت بلند پر
سناٹا ہو گیا اور چاروں بت زور سے بولے
اے محمود اب یہ آخری ہم تجھکو سمجھاتے ہیں
خوب سمجھ لے کہ اگر اس کا انکار کریگا تو دی
سزا پائیگا جو ان بتوں کی توہین کو دی گئی ہے یہ الفاظ
بتوں نے اس لہجہ میں کہے کہ اگر محمود کی جگہہ پر
کوئی اور ہوتا تو بیشک خوف کے مارے مر جاتا
مگر اوسنے اپنی طبیعت کو زیادہ پریشان ہونے
دیا اور مستقل مزاجی سے بولا ۔ اب زیادہ
اصرار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں پہلے کہہ چکا ہوں
کہ مجھ جیسے مسلمان کو موت سے کوئی ڈر نہیں
ہو سکتا بتوں کی جو مرضی ہو کریں ہنوز یہ بات ختم
نہ ہوئی تھی کہ کمرے میں ایک ٹھوکر لگی اور چاروں بت
اپنی اصلی جگہہ پر چلے گئے اور سامنے ہی ایک
پنجرے نمودار ہونے شروع ہوئے یہ حالت
دیکھکر محمود کانپنے لگا اور اسکے دلپر ایک ایسا
خوف پیدا ہوا کہ اوسی جگہہ ٹھہر کر یہ خوفناک نظارہ
حیرت اور استعجاب کی نگاہوں سے دیکھنے لگا اس
وقت اسکی صورت بالکل تبدیل ہو گئی تھی وہ خوبصورت
رخسار جنپر شباب نے جابجا سرخی
پیدا کر رکھی تھی اسطرح زرد ہو گئے تھے کہ ہر ایک
شخص کہہ دیگا کہ اسمیں خون کی ایک بوند بھی
نہیں اس سے یہ مطلب نہیں کہ موت کے
ڈر سے اوسکا خون خشک ہو گیا تھا بلکہ یہ کہا
جا سکتا ہے کہ اس خوفناک منظر کی ہیبت نے
اسکے دل میں ایسا خوف پیدا کر دیا تھا کہ بالکل
بے قابو ہو گیا تھا اور اوسکی حالت اوسی آدمی
کیطرح ہو گئی تھی جسکا خون شکنجہ میں ڈالکر نچوڑ لیا ہو
اس سے پیشتر وہ کسی وقت میں کانپنے لگا تھا

کہ اب سنگی پیٹ کی طرح بجیں و حرکت معلوم ہوتا تھا
غرض جب محمود کی خوفزدہ نگاہوں کے سامنے
انسانوں نے بجز حرکت کرنے لگے تو اپنی اپنی ہتھیلی
ہوئی آنکھیں بند کرلیں اور آسمان کی طرف
ہاتھ اوٹھا کر کچھ کہنے لگا جسکی آواز خوف کیوجہ
سے اوسکی نہ نکلنے سے سنائی نہ دیتی تھی ابھی
محمود نے ہاتھ اوٹھائے ہی تھے کہ پھر ایک چرخ
خوفناک کی آواز کان میں آئی اور گھبرا کر اوٹھ
کھڑا ہوا مگر اوسیوقت سر گھومنے لگا لہذا اس نے
دو چار جلکہائے اور بیہوش ہو کر گرا۔ محمود کو
جسوقت ہوش آیا تو اوسنے اپنے آپ کو
ایک اور ہی خوفناک اور تنگ و تاریک کمرہ
میں پایا مگر وہ نہایت ہی حیران ہوا جب اسنے
اپنی شمع کو بھی نزدیک جلتے دیکھا پہلے تو اوسے
کسی دھندخیال آیا کہ وہ کوئی پر وحشت خواب
دیکھ رہا ہے لیکن یہ خیال بہت جلد دور ہو
جاتا جب اوسکو اپنکی قابل یادگار رات کے
واقعات یاد آجاتے تو سہم جاتا اور اوسکو ایسا
معلوم ہوتا تھا جیسے ایک ایسی دنیا میں پہنچگیا
ہے جہاں سوا خوف اور ڈر کے اور کوئی چیز
دکھائی نہیں دیتی اس کمرہ میں وہ نگاہ اوٹھا
کر دیکھتا تھا تو ایسی بھیانک اور ہولناک چیزیں
نظر آتی تھیں جنکے خیال کرنے سے انسان دہل جائے
انکے علاوہ دیواروں کے ساتھ ہوئے چھوٹے
لڑکوں۔ اور معصوموں کی لاشیں اور نیز لٹکے
تھے جنکے دیکھنے سے محمود کے بدن سنسناہٹ
پیدا ہو جاتی تھی اور سوچنے لگتا تھا کہ ان تمام
باتوں کا سبب کیا ہے مگر یہ ایسا سوال ہے
جسکا حل کرنا اسکی طاقت سے باہر تھا اور ہر
جسکی بابت وہ کسی سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا مگر
ایسا کوئی انسان نظر نہ آتا تھا وہاں تو جطرف
دیکھا سوا ئے لاشوں اور بچوں کے اور کوئی
شے نہ دکھائی دیتی تھی یہ حالت دیکھکر محمود
نے ارادہ کیا کہ وہاں سے اوٹھکر اوسے
ایسا معلوم ہوا کہ وہ کئی برسوں کا بیمار ہے اور
اوٹھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ غرض جب اوٹھنے
سے مایوس ہو گیا تو اوس نے آنکھیں بند کرلیں
تاکہ اس منظر ہی کو نہ دیکھے لیکن جسوقت اوس
نے ایکبار آنکھیں کھولیں تو اسقدر حیران ہوا
اور خوف نے اوسپر اتنا غلبہ کیا کہ اسکے منہ سے
باریک باریک خوفناک چیخ نکلی کیونکہ جسوقت
اسکو اب نظر آیا وہ پہلے سے کہیں مخوف
تھا اسوقت معصوم بچوں کی لاشیں دیواروں
میں لٹکی ہوئی دکھائی دیتی تھیں لیکن اب
چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے پنجر اسکے سامنے
قطار باندھے کھڑے تھے اور اس طریقہ سے
اوسکی طرف جھکے ہوئے تھے گویا چھینے کا ارادہ
کر رہے ہیں محمود نے جب یہ حالت دیکھی تو
اوسکے منہ سے ایک خطرناک چیخ نکلی اور وہ اپنی
جگہ سے اوٹھ کھڑا ہوا اور شمع کو ہاتھ میں لیکر
چاروں طرف غور سے دیکھنے لگا تاکہ اگر کوئی
دروازہ نظر آئے تو وہاں سے بھاگ جائے
اسوقت شب نہایت برہم چل رہی ہے اور اسکی
ہلکی ہلکی شعاعیں خوفناک تیچروں پر پڑکر ایسا
خوفناک سین پیدا کر رہی تھیں کہ محمود انکے منہ
سے وہاں رہنا نہ چاہتا تھا اور اوسکی دلی تمنا
تھی کہ اگر کوئی دروازہ نظر آئے تو اوسکے ذریعہ
سے نکل جائے اور اپنے خوفزدہ دل کو تسکین دے

لیکن یہ آرزو پوری ہوتی نظر نہ آئی کیونکہ اوسے
کوئی ایسا دروازہ دکھائی نہ دیا جسکی راہ سے وہ
نکلجاتا اور اس سین کے دیکھنے سے بچ جاتا محمود
اسوقت گھبراہٹ سے چاروں طرف دوڑتا تھا اور
اپنی رہائی کی تدبیریں سوچتا تھا اسلئے کہ اوسکے
دل میں اب خوف پیدا ہوتا جاتا تھا اور وہ سینہ
پر ایک قسم کا بوجھ محسوس کرتا تھا جو دمبدم زیادہ
ہوتا جاتا تھا اور جسکا اثر اوسکی طاقت کو رزیل
کئے دیتا تھا۔ ان تمام باتوں کے علاوہ
اوسے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ہڈیوں کے
پنجر ابھی حرکت کرکے اوسے پکڑ لینگے۔
ہنوز محمود اسی حالت میں تھا کہ ایک خوفناک
شور پیدا ہوا اور ایک دیوار میں شگاف ہوگیا
اسنے یہ موقع بھی غنیمت سمجھا اور فوراً اوس رخنہ
کیطرف دوڑا جس سے گزر کر وہ ایک ایسے
کمرہ میں داخل ہوا جسکی دیواروں سے انسانوں
اور ہندوؤں کے بڑے بڑے دیوتاؤں کی تصویریں
لگی ہوئی تھیں مٹیر لیمپ کی روشنی پڑکر ایک
ہولناک اور خوف پیدا کرنیوالا اثر ظاہر کر رہی
تھیں اس کمرہ کے اخیر پر ایک دروازہ کھلا
ہوا نظر آتا تھا جس سے ٹھنڈی ہوا
آکر اس سین کو ایک جیتناک پیدا کر رہی تھی
گو اسمیں اور وں کیطرح کوئی خوفناک منظر تو
نہ تھا مگر جس چیز پر محمود کی پہلی ہی نظر پڑی وہ
ایک نوجوان صورت تھی جس نے محمود کے
دل میں معاً خوف پیدا کر دیا اور وہ چونک
گیا لیکن بعد ازاں وہ خوف حیرانی سے تبدیل
ہوگیا اور وہ محویت کے عالم میں اوس
صورت کی صورت دیکھنے لگا۔ اس عورت

کی عمر سولہ سال سے زیا
اسکی شکل کو دیکھکر کوئی آدمی
نکتہ چینی نہیں کرسکتا تھا بلکہ
بڑے زاہدوں اور پرہیز
کے لئے کافی ہے اسکی
چند قطرے آئے ہوئے ہیں
کی روشنی گرتی اور عجیب بہا
نیلے نیلے آسمان کے صاف
پر خوشنما اور چھوٹے چھوٹے
اپنی بہار دکھا رہے ہوں اسکی
خوشنما آنکھیں ایسی ادا سے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
محو ہے اور جسکی وجہ سے اس
ہوگیا کہ ہر اک آدمی اسکو دیکھکر
نہیں رکھ سکتا۔ اسکی چمکی ہوئی
سے ایسی شعاعیں نکلتی
جلادیں یا عشق کی آگ میں
کریں جو سب کو بیقرار کردے
سے دل میں ایک قسم کی تازگی
ہے جسکا اثر یہ ہوتا ہے جیسے
شبنم پھولوں پر پڑکر انکی بہار کو دو
ہے یا جیسے نسیم سحر کے خوشگوار جھ
وقت باغ کی نرد تازگی کو ترقی د
گورے گورے نہ تو بہت سرخ ہیں اور نہ
گلاب کے پھول کی مانند ہیں جسکی سفیدی
کو صبح کی اوس سے دھوکر اور بھی دلفریب
اور رخساروں پر شمع کی روشنی ایسی معلوم
ہے جیسے گلاب کے پھول پر جسکو شبنم کے ترشح
نے خوشنما کر دیا ہو۔ آفتاب کی صاف اور سنہری

ربائی کے درجہ پر پہنچا رہی
ت اور چالاک کاریگر نے انکو
بانے میں اپنی صناعی دکھلاتے
رچ کر دی ہے ان تمام باتوں
اور موزوں ناک سے اسکی
یا دلفریبی کا اثر پیدا کر دیا ہے
لیعنی ہر کیفیت کم ثابت نہیں
ہوئیں نے اسکی ظاہری دلبری
عالم پیدا کر دیا ہے کہ کوئی بہادر
یکی تیغ آبدار دلیر اور نہانہیں
بگیوں کے دلوں کو مسخر کر لیتے
اشارہ کافی ہو سکتا ہے اسلئے
سیم کو قدرت نے ایسے ساحرانہ
حسنسے اوسکو اوسی بت کے مثل
کاریگروں نے خوشنما اور دلکش
ہے علم کا زور دکھا دیا ہو۔ غرض
خوبصورتی ایسی نہیں ہے کہ
دیکھتا اور حواس درست رکھ سکتا
نے نزدیک پہنچکر اوس مہ جبیں
ہا تو وہ محو حیرت ہو کر رشکی بت کی
یا اگر کچھ نشہ واقعات نے محمود کے
نہ اور حیرت پیدا کر دی تھی تو اس
ے اوسکو حیران ہی نہیں کر دیا بلکہ وہ
ہوش کی مانند ہو گیا جبکہ محمود نے اسے
ر بیمار کیا ہو جبکہ اوسکے دل میں تسخیر کر دینے
ے خیالات اور ڈرا دینے والے شکلیں بھری
ہوئی ہوں اور وہ ان باتوں کا اثر دیکھنے والوں
پر ڈالنا چاہتا ہو محمود نے کئی بار خیال کیا کہ شاید
کسی نے اسکے حیران کر دینے کو ایسا سامنے رکھدیا

ہے جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور
جسکی خوبصورتی اگر دنیا میں بے نظیر نہیں تو اس
سے اعلیٰ بھی نہیں لیکن پھر یہ خیال بھی دور
ہو جاتا اور اوسے ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ کوئی
خوفناک خواب دیکھ رہا ہے جسکا اثر اس کے
دل کو دمبدم مضطرب کئے دیتا ہے اور وہ
جھاگنا چاہتا ہے لیکن وہ کسی طریقہ سے بھاگ
نہیں سکتا اور اپنی خوفزدہ حالت کو اصلی حالت
میں تبدیل نہیں کر سکتا بلکہ جو وہ اس بارے
میں کوشش کرتا ہے وہ ایسے حیرتناک
حالات میں اوالجھا جاتا ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ
خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ غرض محمود ابھی انہیں خیالات
میں محو تھا اور نہایت ہی حیرانی سے اوس نوجوان
عورت کو دیکھ رہا تھا کہ عورت اوٹھی اور اوس
کھلے ہوئے دروازہ سے گذر کر باہر نکل گئی
محمود نے یہ حالت دیکھکر پہلے ارادہ کیا کہ اوسکے
پیچھے دوڑ کر اوس سے کچھ بات چیت کرے۔
لیکن وہ اس بیتابی اور نازوادا سے اوٹھکر گئی
کہ محمود اور بھی حیران ہو گیا اور دیر تک محویت
کے عالم میں اوسی دروازہ کی طرف دیکھتا رہا پھر اوسکو یقین
ہو گیا کہ وہ عورت پھر واپس نہ آئیگی لیکن جب وہ انتظار
کرتے کرتے ناامید ہو گیا تو اوسی دروازہ سے نکلنے
کا ارادہ کر کے اوسکے پیچھے روانہ ہوا لیکن جونہی
کمرہ میں داخل ہوا تو اوس سے بھی زیادہ خوبصورت
عورت زمین پر بیٹھی ہوئی نظر آئی اور جب وہ
نزدیک پہنچا تو اوسکے منہ سے ایک خوفناک چیخ
نکلی کیونکہ عورت کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور خون
اسطرح بہ رہا تھا کہ تمام فرش سرخ ہو جاتا ہے
محمود کو جب یہ منظر نظر آیا تو نہایت ہی حیران

ہوا اور جسوقت اسکی نظر عورت کے چہرہ پر پڑی تو ایک پر درد اور غمناک چہرہ کرکے چلایا - آہ! پارتی - ابھی یہ الفاظ اوسکی زبان سے نکل نہ چکے تھے کہ پاؤں لڑکھڑائے اور بیہوش ہوکر پارتی کی لاش پر گر پڑا -

آٹھواں باب

آخری دیدار

جسوقت محمود کو ہوش آیا تو وہ اپنے آپکو اوسی کمرہ میں جہاں رانا نے اوسکو دیدیا تھا ایک پلنگ پر دیکھکر نہایت ہی حیران ہوا پہلے کچھ دیر تک تو وہ اوسی جگہ پر لیٹا ہوا گذشتہ واقعات پر غور کرتا رہا لیکن جب اسطرح لیٹے لیٹے اکتا گیا تو بستر سے اوٹھا اور کھڑکی پر بیٹھکر اپنے گذشتہ حالات اور آیندہ قسمت پر غور کرنے لگا کبھی تو اوسکو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تمام رات وہ ایک ایسے خواب دیکھ رہا ہے جسکو اب بھی زیادہ کرنے سے اوسکے دل میں ایک قسم کا خوف پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی اوسکو خیال آتا ہے کہ جو جو اوس نے شام سے سویرے تک دیکھا ہے وہ بالکل سچ تھا - مگر جسوقت باتوں کا گفتگو کرنا اور تصویروں کا حرکت کرنا یاد آتا تو یہ تمام خیال اوسکے دل سے دور ہو جاتے اور وہ ان تمام باتوں کو جادو سے تعبیر کرنے لگتا یہ تو ممکن ہی نہیں کہ گذشتہ رات اور اوسکے واقعات کو یاد کرکے اوسکے دل میں بیقراری پیدا نہو جبکہ پارتی کے قتل کئے جانے اور اوسکو منفلوحانہ طریقہ سے پڑے پڑے ہونے کا خیال آتا تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اسکی تمام طاقتیں زایل ہوتی ہیں اور اسکی روح اسکے بدن سے نکلنا چاہتی ہے اس کے ساتھ ہی اسکی مضطرب نگاہوں کے سامنے پارتی کی خوبصورت تصویر پھرنے لگی ہے اور اسکے دل کو بیتاب کرنیوالی سریلی آواز محمود کے کانوں میں گونجنے لگتی ہے اسوقت محمود کے باقی خیالات اور ہو جاتے اور وہ دل میں پارتی کی شکل کے سوا اور کوئی شکل نپاتا اس سے پہلے جب کبھی اوسکو پارتی کا خیال آتا تو اسکے مضطرب دل کو تسکین ہو جاتا کرتی لیکن اب برخلاف اسکے کہ اسکے دل کو تسکی ہو وہ ایسا بیتاب ہو جاتا تھا کہ اوسے اپنے وجود کی خبر نہ تھی اعلیٰ بہادری اور موجودہ حالت محمود کو اجازت نہ دیتی تھی کہ اپنے دل کے بخارات نکالے اور عشق کی بھڑکی ہوئی آگ کو آنسوؤں کے پانی سے ٹھنڈا کرے لیکن جب پارتی کے قتل ہونیکا خیال پوری مضبوطی سے اسکے دل میں جم جاتا تو پھر وہ کچھ دیر کے لئے گھبرائی ہوئی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا اور آنکھوں میں اشک بھر لایا جنہیں وہ زبردستی پی جاتا اور بڑی دلیری سے دل کو سنبھالتا اگرچہ یہ تمام خیالات محمود پر ایک فوری اثر کرکے اس کے دل کو بیتاب کر دیتے تھے مگر جسوقت اسکو اس نازمین کا دھیان آتا جسکو اس نے گذشتہ رات کو دیکھا اور جسکے حسن سے اسپر والہانہ کیا تھا کہ وہ اسکو بت جلد بھول جاتا تو اوسکے تمام گذشتہ خیال دور ہو جاتے تھے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ اوس نوجوان عورت نے محمود کے دل پر قبضہ کر لیا تھا ہاں مگر اتنا ضرور کہے دیتے ہیں کہ اگر پارتی کے حسن نے اس کے دل میں عشق کی آگ بھڑکا دی تھی اور اوس کے دل کو

بیقرار کردیا تا اوس نازنین کی بڑھی ہوئی خوبصورتی نے اسکے سینہ میں ایک قسم کی تڑپ نازگی پیدا کردی تھی اگرچہ پارتی پہلے سے صورت دیکھکر محمود کے عشق کی آگ زیادہ بڑکتی تھی اور اسکی خواہش زیادہ بڑھتی جاتی تھی اور محبت کی چنگاری اور بھی چمکتی تھی تو برخلاف اوسکے اس نازنین کو دیکھکر اوسکی آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک حاصل ہوتی تھی جسکے اثر سے بجائے اسکے کہ کسی قسم کی بیقراری پیدا ہوسکے دلکو اسطرح کا مزہ ملتا تھا کہ دیر تک وہ اسی مزہ میں محو رہکر اپنی گذشتہ بیقراریوں اور اضطرابوں کے تلافی کرنے میں مصروف رہتا تھا اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ اوس نازنین کو دیکھکر محمود کے دل سے پارتی کا عشق دور ہوگیا ہو اور اوسکی جگہہ وہ اس عورت کی محبت پاتا ہو ہاں اتنا ضرور تھا کہ اگر پارتی نے اوس کے دلپر قبضہ کرلیا تھا تو اوس نے اوسکی جان کو عشق کے دائرہ میں محمود کو رکھا تھا اگر پارتی کی بھولی بھالی صورت اور گورے گورے رخسار نے محمود کے دل کو فریفتہ کرلیا تھا تو اوسے نازنین کی شوخ آنکھوں اور گلابی رخساروں نے اوسپر ایسا جادو کردیا تھا جسکا اثر اسکے دل میں ایک قسم کی کشش پیدا کررہا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ پھر ایک دفعہ اس حسن کی دیوی کی صورت دیکھے گو جب اوسکو تمام باتی واقعات کا خیال آتا تو وہ ماتو سی سے ایک ٹھنڈی سانس بھرتا اور سرنگوں ہوکر کچھ سوچنے لگتا اسوقت نوجوان محمود عجیب کشمکش میں تھا ایکطرف تو پارتی کا خیال اوسکے دل میں چٹکیاں لیکر اوسکو بیتاب کئے دیتا تھا اور دوسری طرف اس نامعلوم نازنین کی یاد اوس کو تسکین دے رہی تھی ان تمام باتوں کے بعد جب اوسکو بات کا یقین ہوجاتا کہ پارتی قتل ہوگئی ہے تو وہ کچھ دیر مضطرب رہکے ایک نئے خیال میں محو ہونے لگتا ہے اور وہ خیال اوسی نامعلوم نازنین کا تھا۔ جسکی خوبصورتی نے محمود کے چوٹ کھائے ہوئے دلپر کوئی کم اثر نہیں کیا تھا غرض ہمارے ناول کا ہیرو نوجوان محمود اسوقت ایسی حیرانی اور تذبذب کی حالت میں تھا کہ اسکا سلسلہ خیالات کسیطرح ٹوٹنے ہی کو نہ آتا تھا بلکہ وہ اسیطرح بیٹھا ہوا اپنی آیندہ قسمت پر غور کررہا تھا اب اسکے دل میں گذشتہ واقعات کا خیال نہ تھا جسقدر وہ اپنے آیندہ خیال کی بابت فکرمند معلوم ہوتا تھا اسکے چہرہ سے اس قسم کے آثار ظاہر ہوتے تھے جنکو دیکھکر انسان کو صحیح خیال کرسکے کسی قسم کا درست اندازہ لگا سکے وہ کبھی تو بالکل زرد ہوجاتا جس سے ظاہر ہوتا کہ وہ رات کے گذشتہ اور خوفناک واقعات پر غور کررہا ہے اور کسی پوشیدہ خوف کا اثر اپنے دل پر محسوس کررہا ہے اور کسی پوشیدہ خوف کا اثر اپنے دل پر محسوس کررہا ہے جسنے اسکے چہرہ کو غمگین کردیا ہے اور کبھی اسکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں اور اوسکا خوبصورت چہرہ بالکل سرخ ہوجاتا تھا جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ پارتی کے قاتل اور ظالم اور دغاباز راجپوتوں اور اون کے اعمالوں کی سزا دینا چاہتا ہے اور انسے بدلہ تلوار سے لینا چاہتا ہے کبھی اسکے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے

کہ وہ غصہ سے کسی خیال کو دل میں دوہرا رہا ہے
ان سب حالتوں کے بعد اسکے چہرہ پر اطمینان اور
تر و تازگی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں جو اسبات کا
کافی ثبوت تھا کہ وہ اسوقت اوس نازنین کو اپنے
دلکی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے جسکی خوبصورت
اور تسلی بخش تصویر محمود کی آنکھوں کے سامنے پھر
رہی تھی گو اسکو گذشتہ واقعات پر رہ رہ
کے غصہ آتا تھا اور وہ مجبور آپنے جوش کو ضبط کرتا
تھا لیکن اس پیاری نازنین کے خیال کے آنے
سے تمام غصہ کافور ہو جاتا تھا جسطرح آفتاب
کی نازک شعاعوں کیوجہ سے شبنم کے چھوٹے چھوٹے
اور صاف و شفاف قطرے اڑ جاتے ہیں
یا جیسے مہتاب کی ٹھنڈی اور دلوں میں جوش
پیدا کرنیوالی چاندنی کو دیکھکر رات کی تاریکی غائب
ہو جاتی ہے اس سے پہلے تو اسکے دل میں سوا
پارسی کے اور کوئی خیال آتا ہی نہیں تھا مگر اب
اوس نامعلوم نازنین کی صورت نے اسپر ایسا جادو
کر دیا کہ اوسیکا خیال اوسکے دل میں جم گیا اور وہ
ایک ٹھنڈی بھر کر چٹائی سے اوٹھا اور کھڑکی کو
کھولکر باہر کی حالت دیکھنے لگا اور جوں ہی اسنے
آسمان کیطرف دیکھا تو وہ حیرت زدہ ہو گیا کیونکہ
اسکو شام ہو رہی تھی جسکی وجہ سے یہ منظر کسقدر
دلفریب ہو گیا تھا ٹھنڈی ہوا اسکے ہلکے ہلکے
جھونکے کھڑکی میں سے آنے اور محمود کے گورے
اور خوشنما رخساروں سے ہلکے ہلکے جاتے تھے جسکے
سبب اسکا چہرہ اور بھی بشاش ہوتا جاتا تھا شام کو اڑتے
ہوئے پرندوں کو دیکھکر پیاسی طیور اور صحرائی درندے پانی پینے کے
واسطے چشموں اور چھوٹے چھوٹے نالوں کے
کناروں پر آگئے تھے اور اپنی دلکش آوازوں سے
اس سین کے لطف کو اور بھی دوبالا کر رہے تھے
نسیم کے جھونکے آنیکے ساتھ صحرائی خودرو پھولوں
کی خوشبو کو لاتے اور محمود کے دماغ کو معطر کئے دیتے
تھے اگرچہ آسمان پر کسی کسی جگہ بادل کا نشان نظر
آجاتا تھا لیکن ڈوبتے ہوئے آفتاب کی سنہری
شعاعیں اور جلدی سے مانند پڑ جانیوالی کرنیں
اوسکو ایسا نورانی بنا رہی تھیں کہ بادل کی سفیدی
بھی سرخی مائل ہونیکی وجہ سے دلچسپ ہو گئی تھی
اور اس منظر میں دلفریبی کا عالم پیدا کر رہی تھی کہ
محمود دمبدم محو حیرت ہوا جاتا تھا جسطرف نگاہ اٹھ
جاتی تھی درختوں اور پہاڑی پھولوں اور صحرائی
پھولوں کی بہار آنکھوں کو تر و تازگی بخشتی تھی پہلے
اوسکو اسبات کی حیرانی تھی کہ تمام دن کسطرح اور
کیونکر گذر گیا لیکن پھر اپنے بیہوش رہنے کا خیال
کرکے اوسنے حیرانی کو دور کیا اور ساتھ ہی اسکے جب
اوسکو بھوک زیادہ ہوئی تو اوسکو یقین ہو گیا کہ واقعی
وہ تمام دن بیہوش رہا ہے جسکی وجہ سے کھانا نہ کھا
سکا اول تو تمام رات کے واقعات نے اوسے بھلا
دیا دوسرے جب وہ اوٹھکر کھڑکی کے سامنے کھڑا
ہوا اور شام کی سرد سرد ہوا نے اوپر اپنا اثر کیا
تو اوسکی اشتہا اور زیادہ ہوئی اور ساتھ ہی کچھ
کمزوری بھی معلوم ہوئی جسکے سبب وہ بہت دیر
تک کھڑا نہ رہ سکا بلکہ بہت جلد واپس آیا اور
چٹائی پر بیٹھکر سوچنے لگا۔ پارسی تو نہیں لیکن اب
اس نازنین کا نام کسی طرح دریافت کروں اسکی
صورت واقعی دلکش تھی اگر مجھے یہ خیال نہ کرنا
چاہیے کیونکہ جو دل میں نے پارسی کے نذر کیا تھا
وہ اوسکو کبھی نہ دے سکوں گا۔ مگر آہ اب وہ مجھے
کیوں ملنے لگی اور اگر فرض کیا جائے کہ وہ کسی طرح

نظر آہی گئی تو کیا فائدہ کیونکہ صبح تو میں قتل ہی
ہو جاؤنگا (ایک ٹھنڈی سانس بھر کر) افسوس
پارتی ہاری گئی اور صرف میرے لئے جان سے
گئی لیکن میں کیا سخت جان ہوں کہ اسکے بعد بھی
زندہ ہوں کہ صبح کو قتل کر دیا جاؤنگا مگر یہ رات
کیونکر گذرے گی نہیں مجھے صبح کا انتظار نکرنا چاہئے
بلکہ جہانتک ممکن ہو اس دنیا کو جلد چھوڑ دینا
چاہئے کیونکہ اب زندہ رہنے کا لطف نہیں
یہانتک پہنچکر خاموش ہو گیا اور سرنگوں ہو کر کچھ
سوچنے لگا مگر کچھ دیر بعد اوسنے پھر سر اوٹھایا اور
بولا۔ آہ اپارتی یہ تو ممکن نہیں کہ تیرے بعد میں
زندہ رہ سکوں لیکن خودکشی کرکے مرنے سے
دشمنوں سے لڑکر اور تیرے قاتلوں کو مار کر مرنا
ہزار درجہ بہتر ہے بس یہی تدبیر درست ہے میں
ابھی جاکر لڑونگا اور تیرے بغیر ہرگز نہیں رہنے کا اگرچہ میرے
ہاتھ میں تلوار نہیں ہے لیکن پھر بھی میرے بازوؤں
میں قوت اور دل میں عشق کی آگ بھڑک رہی
ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں بزدلی سے مرجاؤں
یا دوانوں کیطرح خودکشی کرلوں نہیں میرے لئے
ناممکن ہے جبتک میں دس بیس آدمیوں کو
مار نہ لوں گا اور تیرے قتل کا بدلہ نہ لیلونگا۔ محمود
کے سلسلہ خیالات کو دروازہ کے بند ہونے
نے قطع کر دیا اور وہ گھبراہٹ سے آنیوالے
کیطرف دیکھنے لگا جو اوسکی امید کے موافق ایک
نوجوان خادم تھا اور جو شمع لیکر آیا تھا خادم نے
کمرہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا اور آگے
بڑھکر شمع کو ایک سرپائی پر رکھ کر محمود کیطرف اس
طرح مخاطب ہوا۔ آج میں آپ کیواسطے کھانا
لیکر آیا تھا مگر آپ آرام کر رہے تھے اسلئے بے تکلف
دنیا مناسب نہ سمجھا اوسکے بعد پھر بھی ایک دو
مرتبہ آیا لیکن آپکو اوسی حالت میں دیکھکر میں نے
جگانے کی جرأت نہ کی۔

محمود۔ (لاپرواہی سے) آج میری طبیعت
کچھ علیل تھی اسلئے تمام دن لیٹا رہا۔

خادم۔ امید ہے کہ اب کسی قسم کی شکایت
باقی نہ رہی ہوگی اور اگر اب بھی وہی حال ہے
تو پھر میں اپنے افسر کو اطلاع کرتا ہوں تاکہ وہ
کوئی بندوبست ۔ ۔ ۔

محمود (جلدی سے) نہیں افسر کو اطلاع
کرنیکی کوئی ضرورت نہیں میں اب بالکل اچھا ہوں

خادم۔ تو کیا آپ کیلئے کھانا لاؤں؟

محمود۔ ہاں لاؤ۔

خادم اتنا سنکر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد کھانا لیکر
واپس آیا اور محمود کے سامنے رکھدیا اور خود
آدہ گھنٹہ بعد آنے کا اقرار کرکے پھر چلا گیا محمود
چونکہ تمام دن کا بھوکا تھا لہذا اوسنے خوب سیر
ہو کر کھانا کھایا اور خادم کا انتظار کرنے لگا پہلے
اسے یقین تھا کہ اسکی بیہوشی کا حال افسر کو ضرور
معلوم ہو گیا ہوگا لیکن خادم کی زبانی سنکر ابھی
اوسنے کسی پر یہ بات ظاہر نہیں کی دل میں
عجیب و غریب خیال پیدا ہوا جسکے عمل کرنے پر بچہ
ارادہ کرے وہ اپنی جگہ سے اوٹھا اور کمرہ میں ادھر
اودھر ٹہلنے لگا کبھی تو اوسکے چہرہ پر بشاشت
کے آثار پائے جاتے ہیں جس سے صاف
معلوم ہوتا تھا کہ کسی معاملہ پر غور کر رہا ہے۔
جسکا دل خوش کن اثر اوسکے چہرہ کو بشاش
کئے دیتا ہے اور کبھی اسکا خوبصورت چہرہ بالکل
غمگین ہو جاتا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا

کرا اور کو اپنے ارادہ میں کامیابی نظر نہیں آتی جسکی وجہ سے وہ دل ہی دل میں مایوس ہو جاتا ہے۔ ہنوز اضطراب کی حالت ہی میں تھا کہ دروازہ کھلا اور خادم کمرہ میں داخل ہوا اور کہنے لگا آج چونکہ افسر یک ضروری کام سے گئے ہیں لہذا اگر آپ اجازت دیں تو نو بجے تک میں آپ ہی کے پاس بیٹھوں کیونکہ افسر مجھے کہہ گیا تھا کہ اسکی غیر حاضری میں سب کام میں ہی کروں۔

محمود۔ کیا آج افسر یہاں نہیں ہے۔

خادم۔ نہیں صاحب وہ اسوقت شہر میں ہے اور نو بجے تک واپس نہیں آئیگا۔

محمود۔ لیکن تمہاری گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ افسر نہیں ہے۔

خادم۔ اوسوقت مجھے یہ بات معلوم نہ تھی یہ تو ابھی ایک اور آدمی کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ شام سے پہلے کا گیا ہوا ہے۔

محمود۔ (خلدی سے) کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اوسکو شہر میں کیا کام تھا۔

خادم۔ معاملہ تو پوشیدہ ہے لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک شخص کی زبانی افسر کا حکم معلوم ہوا ہے اور سنتے یہ بھی کہا تھا کہ شام سے پہلے رانا کا ایک آدمی بلا کر لیگیا ہے شاید کوئی کام ضروری ہو۔

محمود۔ (دلمیں جوش اور آئی ہوئی سانس روک کر) اچھا اگر تمہاری مرضی نہیں بیٹھنے کی تو میں روک نہیں سکتا ہوں۔ خادم یہ الفاظ سنکر محمود سے کچھ فاصلہ پر بیٹھ گیا اور اسکے خوبصورت چہرہ کو غور سے دیکھنے لگا محمود نے تھوڑی دیر کے غور و فکر کے بعد سر اوٹھایا اور خادم کو دیکھکر کہنے لگا تمہارا نام کیا ہے

خادم۔ میرا نام موہن ہے۔

محمود۔ واقعی اچھا نام ہے اور خوب سوچ سمجھکر رکھا گیا ہوگا۔

موہن۔ آپ کیونکر معلوم ہوا۔

محمود۔ تمہاری شکل کہے دیتی ہے کہ واقعی تم موہن ہو۔

اسبات پر موہن نے ٹھنڈی سانس بھری اور کچھ جواب نہ دیا۔ محمود جیسا بہادر تھا ویسا ہی عقلمند تھا اوس نے اس حالت سے فوراً تاڑ لیا کہ موہن ضرور کسی کے عشق میں گرفتار ہے اوسکے علاوہ اوسکی فکرمندی نے بھی بتا دیا کہ وہ کسی ایسی نازنین کا شیدا ہے جسکو فلک نے اس سے جدا کر دیا ہے اور وہ اوسکی فرقت میں خیال ہی سے دل بہلانے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ محمود کیواسطے یہ موقع نہایت غنیمت تھا اوسنے فوراً موہن کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ موہن میں امید کرتا ہوں کہ تمہاری خوبصورتی کا قدردان بھی دنیا میں کوئی ضرور ہوگا

موہن۔ (آئے ہوئے آنسوؤں کو زبردستی روک کے) نہیں صاحب میں خوبصورت نہیں ہوں جو کوئی میرے حسن کا قدردان ہو البتہ آپ حسین ہیں آپکی مفارقت ضرور کسی نازنین پر ستم ڈھاتی ہوگی۔

محمود۔ میرا خیال ہے کہ میں نے تمسے زیادہ دنیا میں کوئی حسین نہیں دیکھا۔

موہن۔ نہیں صاحب دنیا میں ایک سے ایک بڑھکر ہے میں کیا چیز ہوں ہاں اگر خوبصورتی

ہوتا تو ایسے دشمنوں میں گرفتار ہوتا۔

محمود۔ (حیرانی سے) کیا تم ہی زنانے کے ستائے ہوئے ہو میں نے سمجھا تھا کہ مجھے زیادہ ستم دیدہ دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔

موہن۔ آہ! میں آپ سے زیادہ مصیبت زدہ ہوں۔ اتنا کہکر موہن نے اپنی زبان روک لی کیونکہ باوجود روک تھام کے دو چار آنسو اوسکی آنکھوں سے نکلکر رخسار پر ڈھلکنے لگے اور اگر گھنگھرو غم نہ کرتا تو شاید اتنا بے اختیار ہو جاتا کہ کسیطرح رکنے ہی کو نہ آتا محمود نے جب یہ حال دیکھا تو حیرانی سے پوچھنے لگا۔ تا ئیں موہن تم رو کیوں رہے ہو؟

موہن۔ آہ! آپ نے اسوقت میرے دلمیں قیامت بپا کردی ہے میں نہیں چاہتا کہ کیا کروں۔ اور کس طریقہ سے اپنے دل کو روکوں۔

محمود۔ آخر معاملہ کیا ہے کچھ مجھے بھی معلوم ہو

موہن۔ نہیں صاحب یہ بات ایسی نہیں جو ہر کس و ناکس کو بتائی جائے اور اسکے علاوہ مجھ میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ اپنی مصیبت کی داستان بیان کر سکوں۔

محمود۔ اب تنے ایسی باتیں کرکے مجھے اور بھی مشتاق بنا دیا ہے یقین جانو میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ تمہاری حکایت سنکر کسی اور کو سناؤں۔

موہن۔ لیکن آپ کو سننے سے فائدہ ہی کیا ہے

محمود۔ صرف یہی کہ شاید تمہاری کسی بات میں مدد کر سکوں۔

موہن۔ کاش ایسا ہی ہوتا مگر آپ مسلمان ہیں

محمود۔ لیکن مسلمان ہونا مجھے تمہاری مدد سے روک نہیں سکتا ہندوؤں میں شاید یہ خیال ہو کہ وہ مسلمانوں کی مدد پسند نہ کریں مگر مسلمان ہر اک مصیبت زدہ کیلئے مدد دینے کو تیار ہیں خواہ وہ کوئی ہو۔

موہن۔ (حیرانی سے) آپ کہتے ہیں کہ مسلمان ہر اک کی مدد کرتے ہیں لیکن میں تو سنتا رہا ہوں کہ مسلمان بڑے ظالم و دغاباز ہوتے ہیں۔

محمود۔ یہ صرف ہندوؤں کی بدقسمتی ہے ورنہ مسلمان ایسے نہیں ہیں بلکہ برخلاف اسکے وہ حلیم اور نیک نفس ہوتے ہیں۔

موہن۔ واقعی آپ سچ کہتے ہیں کیونکہ ایک شخص کو دیکھکر ساری قوم کا اندازہ ہو سکتا ہے بیشک آپ میں حلیمی اور نیک نفسی پائی جاتی ہے اب مجھے معلوم ہوگیا کہ ہندو صرف حسد اور تعصب کیوجہ سے مسلمانوں کو بُرا کہتے ہیں ورنہ وہ اس لائق نہیں۔

محمود۔ مسلمانوں کی اچھائی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آجکل ہندوؤں سے رشتہ کر رہے اور کئی راجاؤں نے حضور سلطان کو اپنی لڑکیاں دی ہیں اور اون کا ارادہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایکا یسا رابطہ اور اتحاد قائم کریں کہ ہندو بالکل شدھ شکر ہو جائیں اور مذہب کے اختلاف کیسوا اور کوئی بڑا باقی نہ رہے

موہن۔ یہ تو درست ہے مگر میرے خیال میں حضور رانا یہ بات ہرگز منظور نہ کرینگے اور یہ تو شاید آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ اونہوں نے مسلمانوں سے رشتہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

محمود۔ اسی سے تو رانا کی بیوقوفی ظاہر ہوتی ہے جب ہندوستان کے تمام راجاؤں نے یہ تسلیم کر لیا کہ مسلمان واقعی ایسے ہیں کہ اون سے رشتہ کر لیا جائے تو پھر رانا کا انکار رابطہ اتحاد کو توڑ سکتا

کوشش کر سکیے سوا اور کیا ہو سکتا ہے مگر اسے
سلوم نہیں کہ سلطنت کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔
گو یہ درست ہے کہ راجپوت بہادر اور جنگجو ہیں لیکن
اونکی بہادری ایسی نہیں کہ مسلمانوں کے حوصلوں
کو توڑ دے کیونکہ یہ ایسی قوم ہے جسنے دنیا کے
ایسے ایسے بلکہ عجیب عجیب کام کیا ہے اور
جسنے اسوقت کل ہندوستان پر اپنا قبضہ کر لیا ہے

موہن ۔ کیونکر اس سے یہ تو یقین نہیں کیا جاتا
کہ راجپوت اب مسلمانوں پر کبھی غالب نہ آ سکینگے۔

محمود ۔ واقعی یہ درست ہے کہ مسلمان اب
راجپوتوں سے نہیں مغلوب ہو سکتے کیونکہ جب ایسے
وقت میں مسلمانوں نے اونکو شکستیں دیدیں جبکہ
وہ دور دراز سے آتے اور اپنی قوت بازو کا جوہر
دکھایا کرتے تھے تو اب کیونکر امید ہو سکتی ہے کہ
راجپوت اونکو مغلوب کر لینگے جبکہ اون کے پاؤں
ہندوستان میں اچھی طرح جم گئے ہیں اور ہر اک
راجا نے اونکی فرمانبرداری قبول کر لی ہے۔

موہن ۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں لیکن رانا کا
ارادہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی اطاعت نہ کریں۔

محمود ۔ اگر اطاعت نہ کرینگے تو ملک سے باہر
بھی نکالدئے جائینگے۔

موہن ۔ میں نے اونکو یہ بتایا ہے کہ وہ
ہر اک وقت بمصیبت میں گرفتار رہینگے لیکن مسلمانوں
کی فرمانبرداری اون سے نہ ہوگی۔

محمود ۔ مگر یوں اطاعت سے انکار کر دینے سے
بہادری تو ظاہر نہیں ہوتی۔ مزا تو جب ہے کہ راجپوت
تلوار کے زور سے مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالدیں
ورنہ یوں بھاگ کر جان بچانے سے کیا فائدہ۔

موہن ۔ خیر یہ ملکی معاملات ہیں اور میری
ناقص عقل اس قابل نہیں کہ انہ دونوں قوموں کے
بارے میں کوئی رائے قایم کر سکے اسلئے اس مضمون
کو یہیں ختم کر دینا چاہیے۔

محمود ۔ میرے خیال میں وہ وقت بہت نزدیک
ہوتا جاتا ہے جبکہ تلوار ان دونوں قوموں کا فیصلہ
کر دیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ کون بہادر اور کون بزدل
ہے۔

موہن ۔ جب وہ آئیگا دیکھا جائیگا ابھی سے
کیا ضرور ہے کہ ہم ایسی بحث کو چھیڑیں جس کا
نتیجہ اچھا نظر نہیں آتا۔

محمود ۔ راجپوتوں کیلئے شاید اسکا نتیجہ اچھا ہو لیکن
مسلمانوں کو تو یقین ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہونگے

موہن ۔ یہی تو میں بھی کہتا ہوں کہ راجپوتوں کے
لئے ان لڑائیوں کا نتیجہ اچھا نہیں پہلی دو لڑائیوں
نے اونہیں بتا دیا ہے کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنا
اون کی طاقت سے باہر ہے۔ گو اونہیں ابھی تک
اسبات کا مطلق یقین نہیں آتا۔

محمود ۔ وہ موقعہ بھی بہت جلد آنیوالا ہے مگر
افسوس میری قسمت میں وہ سین دیکھنا
نہیں جانا۔

موہن ۔ آپ کی تو ضرور خواہش ہوگی کہ
کسی طرح اس قید خانہ سے رہائی پاکے
اور مسلمانوں سے جا ملیں۔ یہ کہکر موہن نے
غور سے محمود کی صورت دیکھی۔

محمود ۔ خواہش تو یہی ہے لیکن اس کا پورا
ہونا کسی اور کے اختیار ہے۔

موہن ۔ اور وہ رانا کے سوا اور کون ہو سکتا
ہے جسنے آپ کو قتل کا حکم دیا ہوا ہے اور
شاید صبح ہی آپ کو قتل ہونا پڑے گا۔

اتنا کہکر موہن نے پھر محمود کی صورت دیکھی تاکہ معلوم کرے کہ اسکی بات نے محمود کے دل پر کتنا اثر کیا ہے مگر وہ مستقل مزاجی سے بیٹھا رہا اور کہنے لگا۔ موہن تم شاید غلطی کر رہے ہو مہاراجا کو کوئی اختیار نہیں کہ مجھکو قید کرسکے یا میری رہائی کا امر ہو بلکہ سب باتیں ایک ایسے زبردست ہاتھوں میں ہیں جسکے سامنے کسی کی طاقت کچھ نہیں کرسکتی

موہن۔ وہ کون ہے

محمود۔ وہ خدا ہے جسنے کل دنیا کو پیدا کیا جو ہر مصیبت میں کام آتا ہے۔

موہن۔ یہ تمہارا ہی ایک بات ہے جسنے ہندوؤں کو مسلمانوں کا دشمن بنا دیا ہے اگر وہ بھی اون کی طرح بتوں کو پوجیں اور اونہیں سے اپنی حاجتوں کے پورا ہونیکی دعائیں مانگیں تو کیا مجال کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایسے جھگڑے پیدا ہوا ہوں جسکا نتیجہ بعد ازاں برا ہوتا ہے اور ہوا ایک کی بربادی اور دوسری کی ہر طرح کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں

محمود۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ اپنے سچے مذہب کو چھوڑ کر ایسے مذہب کو اختیار کریں جسکی کوئی بنیاد نہیں اور جسکے جھوٹے ہونے میں کسی کو شک ہی نہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ ہندو خود اس مذہب کو جھوٹا سمجھتے ہیں پھر کیا غرض ہے کہ مسلمان عمدہ دانستہ کنوئیں میں گریں البتہ ہندو دین اسلام قبول کریں اور خدا کی توحید اور رسالت کو مانیں تو مسلمان ہرگز ایسا نہ سمجھتے ہیں یہ کیا بری ہے آپ کو کبھی شاید بتوں کے سامنے جانے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ایسی باتیں کرنے کو میں نے کبھی خود نہیں دیکھا لیکن کئی آدمیوں کی زبانی سنا ہے کہ جب آدمی عبادت میں کمال درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو بت اوس سے گفتگو کرتے ہیں اور اوس کو ایسی ایسی نصیحتیں کرتے ہیں جن کے سننے سے انسان انسان بن سکتا ہے جو کہ دل کی سیاہی کو یک لخت کافور کر دیتی ہیں

اسوقت محمود کو رات کا تمام واقعہ یاد آگیا اور بتوں کی صورت اور اون کے گفتگو کرنے کی تصویر اوس کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی اور وہ خوفناک لفظ اوس کے کانوں میں گونجنے لگے جنکے دوہرانے سے اسکے دل میں ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہو گیا اور جب موہن نے گفتگو ختم کی تو محمود مستفسرانہ لہجہ میں پوچھا۔ کیا تم نے بتوں کو بولتے دیکھا ہے

موہن۔ آہ ایسی قسمت کہاں کہ مجھ ناچیز کو اون سے گفتگو کرنیکا موقعہ ملے البتہ میں نے سنا تو بہت دفعہ ہے کہ بت اون آدمیوں سے گفتگو کرتے ہیں جنکو اون کی خدمت کرتے کئی سال گزر چکے ہوتے ہیں

محمود۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ اس فن میں کون کون رشتہ ہے اور کیا کیا چیز بنی ہوئی ہے

موہن۔ اسبات کا دریافت کرنا ہی کیا ہے ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ قلعہ میں فوج اور سامان جنگ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ علم جو آپ نے کہہ سے شروع ہو کر نلو کے اخیر تک پہنچتا ہے ہمیشہ سے سبد چلی آتی ہیں اور کبھی معلوم نہیں ہوا کہ انمیں کیا ہے اکثر سنا گیا ہے کہ قدیم زمانہ میں یہاں چار تب رکھے گئے تھے جو خود بخود غائب ہو گئے اور یہ معلوم نہیں

کر کہاں گئے اسکے علاوہ اور کئی بار ان عمارتوں سے ایسی ایسی چیخیں اور آوازیں سنائی دیتی ہیں کہ بہادر سے بہادر آدمی بھی خوف جاتے ہیں اور کسی کو اتنی جرات نہیں ہوتی کہ ان عمارتوں کو کھول کر دیکھے حضور رات کے کئی بجے ہیں اور میرا دل گھبرا رہا ہے اگر دل کے شکوک رفع کرنے چاہیں تو ابھی چلیں بڑے لوگوں نے ہمیشہ یہی اصلاح دی ہے کہ راتوں کے کھولنے سے سلطنت کو نقصان ہوتا ہے اسی لئے وہ خاموش ہو رہے ہیں اسکے سوا مجھے اور کچھ معلوم نہیں اور شاید کسی کو بھی معلوم نہ ہو۔

محمود ۔ کیا آج رات کو بھی تمکو کوئی آواز سنائی دی تھی

موہن ۔ جی ہاں لیکن آپ اسطرح کیوں پوچھتے ہیں۔

محمود ۔ یوں ہی۔

موہن ۔ نہیں صاحب آپکی صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضرور کوئی بات ہے۔

محمود ۔ اور تو کچھ نہیں مگر یہ بات ہے کہ کئی دنوں کے بعد آج رات کو کیوں ایسی بھیانک اور خوفناک آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

موہن ۔ میں تو جانتا ہوں کہ روز ہی ایسی آواز سنائی دیتی ہیں شاید پہلے آپنے خیال نہ کیا ہوگا

محمود ۔ کیا تمہیں بھی معلوم ہے کہ وہ کس عمارت میں سے اور کتنے دنوں سے عرصہ تک غائب ہو گئے اس بات پر محمود کو موہن نے حیرت سے دیکھا لیکن اسکی طرف متوجہ نہ ہوا اور دیکھکر کہنے لگا تو پھر اس بات سے تمہارے کوئی بات نہیں معلوم ورنہ آپ کو ضرور بتا دیتا۔

موہن ۔ اچھا صاحب اب یہ بتاؤ کہ تمہارا کیا

کیا ہے اور تم کس کے عاشق ہو اور کس کے عشق میں گرفتار ہو۔

محمود ۔ میں آپ سے پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ میں کسی کے عشق کا دعوا نہیں ہوں افسوس ہے کہ آپکو اب بھی یقین نہیں آتا۔

موہن ۔ مجھے یقین دلانے کی تمہاری کوشش ہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم کسی کے عشق میں بیقرار ہو اب سچ سچ بتا دو شاید میرے ہی ہاتھ سے تمہاری امید بر آئے۔

محمود ۔ یہ آپ کے امکان میں نہیں آپ تو صبح قتل کئے جائینگے۔

موہن ۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ میں قتل ہی کر دیا جاؤنگا۔

محمود ۔ اب اسمیں شک ہی کیا ہے۔

موہن ۔ نہیں یہ تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ غیب کا حال بجز خدا کے اور کوئی نہیں جانتا میں سچ کہتا ہوں کہ تم بھی جیتے اور تمہارے بت بھی جیتے ہیں۔

محمود ۔ آپ کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ہمارے بت جیتے ہیں۔

موہن ۔ اسبات کا ابھی موقع نہیں آیا جب آئیگا تو میں خود ہی بتا دونگا۔ مگر اب تم کو اپنی داستان کہنے میں کیا عذر ہے۔

محمود ۔ اگر آپ میری کہانی سننا چاہتے ہیں تو میں سناتے دیتا ہوں کہ میں یہاں ایک نالوار کی لڑکی کو دیکھکر اور سیر دل وجان سے عاشق ہو گیا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ آیا اوسکو میرا خیال تھا یا نہیں مگر میری محبت روز بروز بڑھتی گئی اور سوتے جاگتے میری آنکھوں کے سامنے اوسی کا خیال رہتا ہے جب کبھی

وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ نہانے یا سیر کو نکلیں تو میں اوسکے حسن کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اوسکے پیچھے جاتا ایک مدت اسیطرح گذر گئی کہ میں پوشیدہ طور سے اوسکی پرستش کرنے لگا لیکن کوئی ایسا موقعہ نہ نکالا کہ میں اوس سے اظہار محبت کرتا ہر وقت اوسی کے خیال میں غلطاں و پیچاں رہا کرتا تھا ایک روز سرِ شام اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرا ایک دوست آیا اور باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ فلاں عورت کی آج رات کو شادی ہے یہ سنتا تھا کہ مجھے غش آگیا مگر دوست کی تدبیر سے بہت جلد ہوش آیا دیر تک تو میں ایک محویت کے عالم میں رہا کہ کیا کروں لیکن پھر ارادہ کیا کہ جو کچھ ہو اپنی بہادری دکھانا چاہئے اور اپنی ناچیز جان اوسکے پر شمار خندہ پر قربان کرکے شہید الفت کہلانا چاہئے دل میں یہ منصوبہ باندھکر میں گھر سے نکلا اور اوس کے گھر کی طرف روانہ ہوا مگر جونہی وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک مجمع لگا ہے اور ایک حسرت انگیز افسوس کا اظہار کر رہے ہیں میں حیران رہا کہ یہ ماجرا کیا ہے اور جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اپنی راحت جان کہیں گم ہوگئی ہے۔

مجھے اسکی ایک طرف سے تسلی ہوئی اور دوسری طرف سے اسکی فکر لاحق ہوئی اوسی اداسی میں گھر واپس آیا لیکن یہ رات عجیب بیتابی کے انتظار میں گذری اور صبح ہوتے ہی میں نے تلاش کا ارادہ کیا اور چار سال تک صحراؤں اور جنگلوں کی خاک چھانتا پھرا مگر اوس گم گشتہ کا کہیں پتہ نہ لگا۔

اتنا کہکر موہن زار زار رونے لگا۔

محمود ۔ (نرمی کے لہجہ میں) اسطرح رونے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ فلک کی دشمنیوں کا دلیری سے مقابلہ کرنا چاہئے۔

موہن ۔ یہ تو بجا ہے مگر ہر بات میں انسان کو مایوسی نظر آتی ہے تو پھر وصل نہیں ہو سکتا۔

محمود ۔ تم گھبراؤ نہیں اگر میری زندگی رہی تو تمہاری مدد کروں گا اور تمہاری معشوقہ کو نہ سہی بلکہ زندہ ہے تو ضرور دو چار روز میں نکالونگا ہاں اوس کا نام کیا ہے اور صورت کیسی تھی۔

موہن ۔ آپ سے کسی قسم کی مدد کی امید تو نہیں لیکن چونکہ ان باتوں کے بتانے میں کوئی مضائقہ نہیں لہذا کہے دیتا ہوں کہ نام دیوپتی تھا اور اسکی صورت جو ہمیشہ سے میرے صفحہ دل پر نقش رہگئی ایسی تھی کہ دنیا میں ایک اوس کے ساتھ کی نہیں شاید ہی کوئی ہو لیکن میرا خیال ہے کہ اسکے حسن کی تصویر کا کینوس اس جیسے فادر الکلام کے دہن میں بھی نہ سمجھی ہوگی گلابی رخسار اور نیلی رسیلی شوخ آنکھیں کشادہ پیشانی سمو تواں ناک ۔ سڈول جسم ظاہرا اعضاب کی باہمی مناسبت موزونیت یہ سب ایسی باتیں تھیں کہ کوئی شخص اوسکو دیکھتا تو اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکتا اوس کی تیغ ابرو ایک بڑی فوج کے دلوں کو فتح کر لینے میں کسیطرح کی کم ثابت ہوتی تھی ۔ غرضکہ وہ ایک حسن کی دیوی تھی۔

محمود ۔ تمنے تو میری آنکھوں کے سامنے ایسی عورت کا نقشہ کھینچ دیا ہے جس کا ہونا بھی شاید دنیا میں ناممکن ہو۔

موہن ۔ مجھ کو اوس کے ساتھ بدرجہا محبت گہری ہوئی تھی۔

محمود ۔ لیکن اوسکو بھی تم سے کچھ محبت ہے ۔

موہن ۔ مجھے معلوم نہیں ۔ آہ! اوسکے عشق میں میں نے اپنی زندگی برباد کی دولت وغیرہ کو خیرباد کہکر اس جگہ اس لئے بیٹھا ہوں کہ شاید کبھی اوس کی صورت نظر آجائے ۔

محمود ۔ اچھا اگر قید سے رہائی ملگئی ۔ اور اسلامی کیمپ میں پہنچگیا تو تمہیں جاکر کہدونگا کہ تمہاری معشوقہ تم کو نظر آجائیگی اور وہ اگر سینکڑوں پردوں کے درمیان میں ہوگی تو میں تم کو دکھادونگا ۔ بشرطیکہ یہاں سے زندہ بچکر پہنچگیا تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

موہن ۔ اگر آپ اس بارے میں پورا ارادہ کریں تو میں آپ کی رہائی کی تدبیر کرتا ہوں اور امید ہے کہ صبح ہونے سے پہلے آپ کیمپ میں پہنچ جائینگے ۔

محمود ۔ اب اس سے زیادہ اور کیا وعدہ ہوسکتا ہے کہ میں اپنی فوج میں پہنچتے ہی تم کو اطلاع کرونگا تم اوسیوقت میرے پاس چلے آنا پھر اگر تمہاری معشوقہ تم سے نہ ملے تو میرا ذمہ ۔

موہن ۔ (حیرانی سے محمود کی صورت دیکھکر) آپکی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ اوس عورت کو کہیں دیکھا ہے یا جیسے وہ آپ ہی کے اختیار میں ہو ۔

محمود ۔ تم کو ان باتوں سے کوئی غرض نہیں تم تو صرف اپنی معشوقہ سے ملنا چاہتے ہو اور اوس کی بابت میں اقرار کرتا ہوں کہ تمہارے اتنے سالوں کی مایوسی دور ہو جائے گی

موہن ۔ اگر آپ نے میرا دماغ پورا کردیا تو میں عمر بھر آپکا غلام بیدام بنا رہونگا اور آپ جو کہینگے اوسکو بسر و چشم منظور کرونگا ۔

محمود ۔ لیکن اب تمہاری سچائی کا پہلا امتحان یہی ہے کہ میری رہائی کی تدبیر کرو اور مجھے ایک تلوار اور ایک گھوڑا دلوا دو تاکہ صبح ہونے سے پہلے میں فوج میں پہنچ جاؤں ۔ موہن یہ باتیں سنکر ایک سوچ میں پڑگیا اور کچھ دیر تردد کے بعد بولا ۔ اچھا اسوقت میں جاتا ہوں آدھی رات کے بعد آؤنگا اوسوقت سب بندوبست ہو جائے گا اور آپ آسانی سے اپنے کیمپ میں پہنچ جائینگے ۔

یہ کہکر موہن چلا گیا اور محمود اوٹھکر کھڑا ہوگیا اور ادھر اودھر ٹہلنے لگا اوسوقت اوسکے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہوگئے کبھی اوس کا رنگ خوشی سے تمتمانے لگا اور کبھی مایوس ہو جاتا جس کی وجہ سے چہرہ زرد پڑجاتا جس سے ہر دیکھنے والا اندازہ لگا سکتا ہے کہ کسیوقت تو اپنی رہائی پر خوش ہوتا اور اوسکے دلمیں پارٹی کے قاتلوں سے بدلہ لینے کی پڑتی تھی اور کسیوقت ناکامی اور دھوکے کا خیال اوسکو مایوس کردیتا ۔

غرضکہ اسی حالت میں آدھ بجگئے اور وہ ٹہلتا ٹہلتا کھڑکی کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا مگر بہت جلد اوس کے دلمیں ایک خیال آیا اور اوسنے چوکی اٹھا کر کھڑکی کے نزدیک کرکے اوسپر چڑھ گیا اور باہر کا نظارہ دیکھنے لگا اوسوقت کے سین کی دلچسپی اور دلفریبی نے محمود کو اسقدر مجو کردیا کہ وہ دیر تک ایک ہی حالت میں بیٹھا باہر کیطرف دیکھنے لگا مگر جب قلعہ میں نوبت بجنے کی آواز نہ آئی تو اپنی محویت سے

چونکا اور چونکی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا
اس کے دل میں سیکڑوں قسم کے خیالات جوش
مار رہے تھے کبھی تو رات کے تمام واقعات اور
یاد آتے اور ایک گہری سوچ میں ڈالدیتے تھے
اور کبھی بارہ کا مقتول یکبارگی آنکھوں کے
سامنے آجاتا اور ایسا اثر
کرتا کہ وہ ایک چیخ مار کر اٹھ کھڑا ہوتا لیکن
اس سب کے بعد جو خیال اوسکے دل میں آتا وہ
وہ ایسا ہوتا کہ اوسکا چہرہ خوشی اور امید سے تمتما جاتا
اور اوس کے تمام گذشتہ تلخ لمحات دور ہو جاتے
تھے اور وہ خیال صرف رہائی کا تھا جسنے اوس کے
دل میں سیکڑوں قسم کی امیدیں پیدا کر دی تھیں یہ کہنا
تو درکنار بلکہ جیسا ہے کہ مجھ اپنی رہائی کا اسلئے طالب
کر وہ زندہ رہے بلکہ اوسکی منشا یہی تھی کہ پارتی کا
انتقام لے اور قلعہ کے خوفناک اسرار دن کو
دریافت کرے جنہوں نے اوسکے دل میں کئی
قسم کے خوف پیدا کر دیئے تھے اگرچہ وہ ان
سب باتوں کا جواب اپنے دل سے حاصل کر رہا تھا
اور اوسکو ہر امر میں تسلی ہو جاتی تھی لیکن جب
اوسکو ہتھوں کا گنگنانا اور پنجروں کا حرکت کرنا یاد
آجاتا ہے تو اوسکے دل میں ایک قسم کا خوف پیدا
کر دیتے تھے اگرچہ وہ ان سب باتوں کا جواب
اپنے دل سے حاصل کر رہا تھا۔ اور اوسکو ہر امر
میں اور وہ اپنے رہا کرنیوالے کا بے صبری
سے انتظار کرنے لگا مگر جو جو وقت گزرتا وہ
مایوس ہو جاتا تھا کبھی اوسکے دروازہ کے نزدیک
جاتا اور کبھی کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر باہر کا
نظارہ دیکھتا۔ کبھی ہتھیلی پر ٹھیکر اپنی آیندہ قسمت
پر غور کرتا اور کبھی کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلنے لگتا
مگر ایک دل تھا کہ کسیطرح پر مطمئن ہی نہ ہوتا تھا
آخر انتظار کرتے کرتے سینے صبر ہو گیا تو تنہائی
سے اوکتا کر اوسنے ایک ٹھنڈی سانس بھری
اور بولا۔ آہ میری ایسی قسمت کہاں کہ کوئی
دم آرام سے گزرے سوا ہر دم دکھتا ہوں سوا
مایوسی کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ آج کیوقت
دل میں امید پیدا ہو گئی تھی مگر اب معلوم ہوا کہ
وہ میری ہوائی تھی کسیکو کیا پڑی ہے کہ میرے
واسطے مصیبت میں گرفتار ہو اور مجھکو قید سے
رہائی دلوا کر خود قید ہو۔ آہ! مجھے اور تو کوئی
غم نہیں لیکن فکر ہے تو یہ ہے کہ اگر میں
یہیں قید ہو کر مارا گیا تو پھر میرا بدلہ کون لیگا
اور پارتی کے قاتل کو کون قتل کریگا۔
آہ! پارتی تیری بھولی صورت مرتے
وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے پھرتی
رہے گی اگرچہ تو مجھسے پہلے ہی قتل ہو چکی
ہے مگر اچھی طرح سن لے کہ تیرا عاشق تیرا
بدلہ لئے بغیر ہرگز نہیں مرنے کا گو مجھکو
اب رہائی کی امید نہیں لیکن پھر بھی اپنی
قوت بازو پر اتنا اعتبار ہے کہ مرتے مرتے
بھی ایک دو کو مار ہی ڈالونگا اے میری
دربانا زبین! میں تیری صورت کو یہاں
سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ تیرا حسن اب
بھی ایسا دلربا اور دلفریب ہے جیسا کہ
پہلے بلکہ اب پہلے سے بھی دلکش ہے
آہ! میرے دل میں تیری صورت کا نقش
کھنچا ہوا ہے میری آنکھوں میں تیری
پیاری شکل پھر رہی ہے۔
آہ۔ ہنوز محمود کا سلسلہ خیالات ختم نہوا
تھا کہ دروازہ کے کھٹکھٹانے کی آواز آئی

اور ساتھ ہی قفل میں کنجی بھی پھری محمود فوراً خاموش ہو گیا اور اُٹھکر دروازہ کی طرف چلا اوسے پختہ یقین ہو گیا تھا کہ موہن اس کے رہا کرنے کے لئے آیا ہوگا لیکن جب دروازہ کھلا اور شمع کی سمیندسمیند کرمیں آنیوالے کے چہرہ پر پڑیں تو محمود کے منہ سے ایک گھبراہٹ کی چیخ نکلی اور وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا اور حیرانی اور پریشانی سے آنیوالے کو دیکھنے لگا جسنے نہایت آہستہ سے دروازہ بند کر دیا اور ایک ادا سے محمود کی طرف بڑھا سلے تو دیر تک محمود ایک سناٹے میں آیا۔ لیکن جب آنیوالا نزدیک آگیا تو پھر بیقدر آگے بڑھا اور گھبراہٹ کے لہجہ میں کہنے لگا کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔

آنیوالا - (حیرانی سے) نہیں پیارے محمود

محمود - تم جاگ رہے ہو کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں

آنیوالا - ہاں محمود تم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو کیا اتنی جلدی بھول گئے۔

اتنا کہکر اوسنے محمود کو غور سے دیکھا۔

محمود - بھول کیونکر جاتا مگر ان آنکھوں نے کیسی کیسی باتیں دیکھیں ہیں کہ کسیطرح یقین ہی نہیں آتا کہ آپ وہی شہزادی ہیں۔

پارسی - (نہایت ہی حیرانی سے) مجھے تو تمہاری باتیں خاک سمجھ میں نہیں آتی ہیں آخر تم کیا کہہ رہے ہو۔

محمود - مجھے خود حیرانی ہے کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔

پارسی - سودائی تو نہیں ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت خیالات نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔

محمود - (پارسی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑکر) کیا تم وہی شہزادی ہو۔

پارسی - (ایک ادا سے) نہیں دوسری ہوں تم تو ایسی باتیں کرتے ہو جیسے مجھے ابھی تک پہچانا ہی نہیں ہے۔

محمود - نہیں شہزادی صاحبہ ابھی تک آپ کو پہچان تو لیا ہے مگر یقین تو نہیں آتا۔

پارسی - آخر یقین نہ آنیکی وجہ کیا ہے

محمود - اب میں وجہ کیا بتاؤں۔ اگر آج کو اس واقعہ کو سچ سمجھوں تو کل رات کے تمام واقعات جو خواب میں دیکھے ہونگے اور اگر اُنکو درست خیال کرتا ہوں تو پھر آج آپ کا آنا ناممکن ہے۔

پارسی - تم تو معمہ حل کرانے لگے جو کچھ کہنا ہو صاف طور سے کہو تا کہ میری سمجھ میں بھی کچھ آئے۔

ابھی پارسی اپنا فقرہ تمام کر چکی تھی دروازہ زور سے کھلا اور نوجوان موہن کمرہ میں داخل ہوا جسکو دیکھکر پارسی حیران ہو کر ایکطرف کو کھڑی ہو گئی۔ موہن نے بھی جب شہزادی کو دیکھا تو حیرت میں ہو گیا لیکن اپنی حیرانی کو جلد دور کر کے محمود کیطرف بڑھا اور کہنے لگا۔ کیا آپ تیار ہیں۔

محمود - ہاں بالکل تیار۔

موہن - تو پھر ایک منٹ کی دیر بھی سارا بنا بنایا کام بگاڑ دیگی۔ اسلئے جہانتک ممکن ہو جلدی کرنی چاہیئے ورنہ خیانت ہوگی۔

محمود - میری طرف سے ایک لمحہ کی بھی دیر ہوگی لیکن اب ایک اور فکر ہے۔

موہن - وہ کیا؟

محمود - بس یہی کہ شہزادی صاحبہ کیواسطے بھی ایک گھوڑا چاہیئے۔

موہن - (حیرانی سے) تو کیا شہزادی بھی ہمارے ساتھ چلینگی۔

محمود - ہاں۔

موہن - اسبارے میں کوئی بندوبست نہیں ہوسکتا لیکن اب میں مجبور ہوں۔

محمود - اچھا چلو دیکھا جائیگا۔

یہ کہکر محمود نے پارتی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور دونوں آہستہ آہستہ چلے گئے موہن نے چوکی سے شمع اوٹھالی اور ان دونوں کے آگے آگے چلا۔

دروازہ سے گزر کر وہ ایک وسیع میدان میں آئے۔

جسکے وسط میں پہنچکر موہن دائیں طرف کو مڑا اور کوئی چالیس گز کا فاصلہ طے کرکے وہ پھر بائیں طرف کو مڑا۔

اور کوئی تھوڑی دیر کے بعد ایک دروازہ پر پہنچا۔

جسکو اسنے نہایت احتیاط سے کھولا اور پھر یہ لوگ ایسے کمرہ میں داخل ہوئے جسکی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ کئی سال تک بند پڑا رہا ہے۔

اگرچہ شمع کی روشنی جا بجا نظر پڑتی اپنا عکس ڈال رہی تھی۔

مگر اس جگہ بھیانک صورت شہزادی کے دل میں خوف پیدا کر رہی تھی۔

اور محمود کے ساتھ ساتھ ہوتی چلی جاتی تھی اس کمرہ سے گذر کر موہن نے ایک دروازہ کھولا۔

اور ایک زمین دوز زینہ نظر آیا جسمیں داخل ہوتے وقت پارتی جھجکی۔

مگر محمود کو آگے بڑھتے دیکھکر اوس نے بھی قدم بڑھایا۔

اور اترنے لگی جوں جوں وہ آگے بڑھتی تھی۔

دونوں دوں اوس کے دل میں خوف بڑھتا جاتا تھا۔

اور خود بخود ڈرتی تھی مگر محمود کے تسلی بخش الفاظ اوسکے خوف کو کسیقدر دور کردیتے تھے۔ جب فرشتیش اس زینہ کو طے کرچکا تو پھر ایک ایسے کمرہ میں پہنچا جسکی ظاہری حالت نہایت ہی ردی تھی یہ کمرہ دیکھکر پارتی ڈری لیکن محمود نے تسلی دی اور اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اگرچہ کمرہ کی کثیف ہوا نے شمع کی روشنی نے شام کی روشنی کو دھندلا کر ڈالا تھا مگر موہن اس طریقہ سے بڑھا جاتا تھا۔ جیسے وہ پہلے بھی سے تمام راستہ دیکھ چکا تھا۔ کمروں کی صورت اور جگہ ہیئت دیکھکر محمود کو گذشتہ رات کے واقعات یاد آجاتے تھے۔ اور وہ ان باتوں کو خیال کرتا تھا اسکو پارتی بھی کہ پارتی کی صورت زندہ نہ رہیگی کیونکہ وہ اسکو قتل کرچکا تھا۔ اسبات کا خیال کرکے اسکا دل بیقرار ہوگیا تھا۔ کہ جو کچھ اسنے دیکھا تھا وہ محض خلط تھا کہ کسیقدر

اوقات زیادہ غور کرنے سے اسے یاد آجاتا تھا کہ کل کے واقعات یاد آجاتے میں ہر رہے تھے مگر اب وہ کس قدر کو دور سے خیال کرے آیا آج کے واقعات کو خواب سے یا بالکل رات کے خوفناک راز کو محض غلط تصور کرے وہ امیات پر از عدم غور کرتا مگر کوئی جواب نہ پاتا اور ایسے انہیں خیالات میں اسقدر محو ہوے کہ اوسے بالکل نہ معلوم ہوا کہ وہ کدھر جا رہا ہے مگر پارسی کا در جانا اور محویت کے عالم سے چونکا دینا ہے اور وہ چاروں طرف غور سے دیکھنے لگتا ہے لیکن پھر اوہیں بالو میں سو رہو جاتا ہے موہن اپنی اوسی رفتار سے بڑھتا گیا یہانتک کہ وہ کمرہ بھی ختم ہو گیا اوسنے ایک اور دروازہ کھولا جسکے کھلنے پر ایک اور زمین دوز زینہ نظر آیا جسکو طے کرکے وہ ایک ایسے کمرہ میں پہنچے جو کہ اور دوں کی نسبت خوبصورت تھا اس سے گذر کر ایک دالان میں آئے جسکی صورت دیکھکر ہر ایک آدمی فوراً سمجھ گیا کہ وہ اکھاڑا استعمال کیا جاتا ہے کسی کسی جگہ سے خستہ ہی ہو گیا تھا لیکن باقی کمروں کی نسبت بہتر ہی عمدہ اور قابل استعمال تھا اسی دالان کو طے کرکے ایک اور زینہ دکھائی دیا جس سے اوتر کر ایک ایسے کمرہ میں داخل ہوے جسکی دیواروں سے تلواریں اور برچھے لٹک رہے تھے اس کمرہ میں پہنچکر موہن نے محمود سے اشارہ سے کہا کہ اگر کوا تو ہتیار باندھ لیوے کیونکہ ضرورت ہو تو اس جگہ سے لیتے چلے محمود نے اسکا مطلب سمجھ لیا اور ایک آبدار تلوار اور ڈھال کمر سے لگالی اس کمرہ سے گذر کر ایک اور دروازہ کھولا جسکے ذریعہ سے ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں پہنچا دیا جسکے داہنی طرف ایک نہایت ہی مضبوط اور بڑا دروازہ نظر آیا موہن نے ایک بڑی چابی سے کواڑ کھولے

آفت زدہ دوست قلعہ سے باہر تھے۔ اسوقت رات کا ایک بج چکا تھا پہلے وقت کی نسبت ہوا سخت ٹھنڈی ہو رہی تھی آسمان کے نیلے فرش پر ستارے جھلملا رہے تھے کہ ایک نئی بہار پیدا کر رہے تھے چاند کی ٹھنڈی اور خوشگوار چاندنی نے تمام منظر اپنی سفید چادر میں چھپا لی تھی جسکی وجہ سے یہ سنسان ویرانہ ایسا دلفریب ہو گیا تھا کہ اوس نے محمود و موہن اور پارسی کو کچھ وقت کیلئے اپنی طرف متوجہ کر لیا مگر انہوں نے بہت جلد اپنی محویت کو دور کیا اور آگے بڑھتے ہوئے اسوقت موہن نے اپنی شمع گل کر دی تھی اور چاند کی سفید روشنی ہی اسکو راستہ بتائے دیتی تھی۔

تھوڑی دور تک تو یہ تینوں خاموش چلے گئے پھر کار ایک جگہ پر پہنچکر موہن کھڑا ہو گیا اور ایکطرف اشارہ کرکے کہنے لگا میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ایک سائیس گھوڑا لئے کھڑا ہے آپ اس سے لے لیتے ہیں اور میں اب واپس جاتا ہوں کیونکہ شہر میں اگر آپ کی فراری معلوم ہو گئی تو فوراً پکڑ لیا جاؤنگا اسلئے مجھکو لازم ہے کہ فوراً واپس چلا جاؤں۔ اتنا کہکر موہن مڑنے ہی کو تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی اور ایک گھوڑا سوار کو لئے ہوئے پہلے تو کچھ معلوم نہ ہوا کہ وہ کون ہے لیکن جب وہ اگلا سوار دکھائی دیا تو سامنے آکر ٹھہر گیا۔ پارسی اسکو دیکھکر ہی خوشی کے مارے چیخ پڑا اور ہاتھ پاؤں پھولنے لگے یہ سوار اور کوئی نہیں بلکہ وہی پارسی تھا جو کہ موہن کے ساتھ گیا تھا۔ پارسی کو دیکھکر موہن نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اسکو خاموش کر دیا۔

وال پاک

تقدیر لاکھ باتیں بگاڑے بگڑ گئی

پارتی کو ہوش آنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک خوشنما کمرہ میں پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے اور نوجوان موہن اسکے سرہانے بیٹھا ہوا ہے پہلے تو پارتی نے شرم سے آنکھیں بند کرلیں۔ مگر پھر آنکھیں کھولیں۔ اور نہایت ہی باریک آواز میں پوچھا۔

"میں کہاں ہوں۔"

موہن ۔ آپ قلعہ میں ہیں اور ابھی تک میں نے آپ کی بیہوشی کی کسی کو خبر نہیں کی۔

پارتی ۔ (جلدی سے بات کاٹ کے) اور مجھو کہاں ہے۔

موہن ۔ اوکی مجھے خبر نہیں۔

پارتی ۔ آہ! تو میں یہاں کیوں آگئی ہوں۔

موہن ۔ شہزادی صاحبہ میں ہی آپ کو یہاں لایا ہوں اگر میں آپ کو وہیں رہنے دیتا تو آپ ضرور پرتاب سنگھ کے ہاتھ میں قید ہو جاتیں۔

پارتی ۔ آہ! منہ سے نکلا کیا۔ (ایک ٹھنڈی سانس بھر کر) تجھے وہاں سے نہ اوٹھایا ہوتا۔ اہ مجھکو موت بھی نہیں آتی۔

موہن ۔ شہزادی صاحبہ آپ پریشان کیوں ہوتی ہیں آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ بڑی مصیبت سے بچ گئیں۔

پارتی ۔ خوش تو ہوں مگر یہ غم ہے کہ محمود کا پتہ نہیں خدا جانے وہ کہاں ہیں۔

موہن ۔ میں نے اوکو رہا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ شاید پھر قید ہو گئے ہوں کیونکہ پرتاب سنگھ کیساتھ بہت سے سوار تھے۔

پارتی ۔ آہ یہی تو خیال ہے جو مجھکو از حد پریشان کر رہا ہے میں بڑی غلطی کی تم کو چاہئے تھا کہ وہیں کھڑے ہو کر دیکھتے۔

موہن ۔ شہزادی صاحبہ اگر ایک منٹ بھی میں وہاں ٹھہرتا تو فوراً قید کر لیا جاتا اور اوسکے علاوہ آپ بھی قید ہو جاتیں میں نے آپ کو بیہوش ہوتے ہی اوٹھا لیا اور ادھر چلا آیا۔

پارتی ۔ کاش مجھے موت آگئی ہوتی اور ان غموں سے مخلصی ہو جاتی۔

موہن ۔ (رحیمانی سے) آپ کو کس بات کا غم ہے

پارتی ۔ غم جدائی کو میں جانوں یا خدا جانے
یا اکسوں پہ جو گذرے تری بلا جانے

موہن ۔ مجھے ابھی تک معلوم نہیں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔

پارتی ۔ آہ! کیا کہنا ہے جب قسمت ہی بگڑ گئی تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔

موہن ۔ شہزادی صاحبہ آپ کی ایسی باتیں میرے دل کو بہت غمگین کئے دیتی ہیں اللہ صاف صاف بتائیے تاکہ میں سمجھ سکوں۔

پارتی ۔ میرے کہنے کی بات ہو تو کہوں بھی یہ وہ غم ہے جسکو کسی نے آج تک نہ سمجھا ہے اور نہ آئندہ سمجھے گا۔

موہن ۔ آخر وہ ایسی بات ہی کیا ہے میں بھی تو ذرا سنوں۔

پارتی ۔ تم اوسکو سن کے کیا کروگے بس خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

موہن ۔ آپ کا اسمیں ہرج ہی کیا ہے بلکہ اگر آپ مجھکو بتا دینگی تو میں کوئی نہ کوئی تدبیر کرونگا جس سے آپ کا یہ غم دور ہو جائے۔

پارتی ۔ کاش ایسا ہی ہوتا مگر تم میرے واسطے کچھ نہیں کر سکتے

موہن ۔ شہزادی صاحبہ آپ یہ کیا خیال کرتی

ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ کا غم دور کرنے کے لئے
اپنی جان لڑا دونگا۔
پارتی۔ مجھے تم سے ایسی ہی امید ہے مگر جب
میں وہ بات بتا دونگی تو تم دشمن ہو جاؤ گے اور
عجب نہیں جو میرے راز کو لوگوں پر ظاہر کر دو
موہن۔ شہزادی صاحبہ آپ کو میری طبیعت
کا حال معلوم نہیں ورنہ آپ میری نسبت ایسا
خیال نہ کرتیں میں سچ کہتا ہوں کہ آپکی آرزو
برلانے میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرونگا
پارتی۔ آہ تم میرے واسطے کچھ نہیں کر سکتے
اگر قسمت ہی خلاف نہ ہوتی تو غم کاہے کا تھا۔
موہن۔ افسوس آپ کو میری باتوں کا یقین
نہیں آتا میں پھر کہتا ہوں کہ آپ کو خوش
کرنیکے لئے ہر ایک تکلیف برداشت کرنے کو
تیار ہوں اور اب بھی آپ کو یقین نہ آئے تو
میں مجبور ہوں۔
پارتی۔ کیا تو مجھ کو غم سے نجات دلوا سکتا ہے
موہن۔ اسکا تو پوچھنا ہی کیا ہے میں تو کہتا
ہوں کہ آپ حکم کریں تو میں ہر وقت بجا لانے
کو تیار ہوں۔
پارتی۔ اچھا تو پہلے اگر یہ اقرار کرلے
کہ میرا راز کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے گا۔
موہن۔ شہزادی صاحبہ آپ بالکل بیفکر
میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ سرراستے امانت
خواہ ظاہر کرتا پھروں۔
پارتی۔ اگر چہ میں جانتی تھی کہ ایک راجپوت
کو اظہار راز نہ کرنے کی قسم دینی محض خلق اللہ اپنی
بجوری کے سمجھ کر دیا اسکے علاوہ میلاوٹ
بھی کہہ رہا ہے کہ تو مجھے دھوکا نہ دیگا۔
موہن۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔
پارتی۔ اچھا اب میرا راز سن اور کوشش کر
کہ میں غموں سے نجات پاؤں۔
اتنا کہکے پارتی نے موہن کے کان میں کچھ کہدیا
جسکو سنکر وہ دیر تک سناٹے میں رہا اور پارتی
اوسکی صورت کو حیرانی سے دیکھتی رہی خدا جانے
پارتی نے کیا کہا جسنے موہن کو اسقدر حیران و
پریشان کر دیا اور وہ ایک گہرے سوچ میں پڑ گیا
پارتی نے دیر تک تو جواب کا انتظار کیا لیکن
جب موہن کو ایسی حالت میں دیکھا تو اوس نے
خود ہی سناٹے کو توڑا اور کہنے لگی۔ آہ! یہ تو مجھے
پہلے ہی سے خیال تھا کہ تو میرا راز سنکے میرا دشمن
ہو جائیگا آخر وہی نظر آیا۔
موہن۔ نہیں آپ کو یہ خیال غلط ہے البتہ آپ
کے راز نے مجھکو حیران ضرور کر دیا ہے
پارتی۔ میرا تو گمان تھا کہ تم میرا حال سنکے میری
پاس بیٹھنا بھی گوارا نہ کروگے۔
موہن۔ اگر چہ ایک راجپوت کو ایشور جانکے لئے
اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں ہو سکتی مگر
میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ ایک ایسے آدمی کو
کسی قسم کا الزام دوں جو دل کے ہاتھوں مجبور ہو
پارتی۔ خیر ایسی باتوں کو جانے دو اور یہ بتاؤ کہ
تم میرے واسطے کیا کر سکتے ہو۔
موہن۔ میں تو سب کچھ کر سکتا ہوں مگر صرف یہ
معلوم نہیں کہ مجھکو کرنا کیا ہے
پارتی۔ اس کا دریافت کرنا کچھ مشکل نہیں اگر
تو جانتے تو ابھی کسی سے معلوم کر سکتا ہے
موہن۔ میرا خیال ہے کہ وہ پیر قیدی ہونگے
پارتی۔ ہیں تو خیال کرنیکو انسان سب کچھ خیال

کر سکتا ہے لیکن اب اصل بات دریافت کرنی چاہئے
ذرا کہو کچھ ہو جلد ہو۔

موہن۔ آپ یہیں بیٹھیں میں ابھی دریافت
کر کے واپس آتا ہوں۔

اتنا کہکے موہن اوٹھا اور دروازہ کی طرف چلا لیکن
ذرا کی دیر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دروازہ باہر کی طرف سے
بند ہے موہن نے بہتیرا کوشش کی کہ دروازہ
کھل جائے مگر آخر ناکام مایوس ہو کر واپس
پھرا اور کھسیانی آواز میں بولا۔ افسوس ہم دونوں
قید ہوئے۔

پارتی۔ (حیرانی سے) قید ہو گئے۔

موہن۔ (افسوس سے) ہاں قید ہوئے افسوس
سب تدبیریں اکارت گئیں۔

پارتی۔ اب کیا کیا جائے۔

موہن۔ میں تو یہ جانتا ہوں آپ کی کچھ تدبیر ہو تو ہو
اگر یہاں بیٹھے رہے تو یہ ہوتا ہے کہ بھوکے پیاسے
مکھی مارتے ہوئے نیند سے نڈھال ہو کر سو جائیں گے
پارتی۔ وہ تو کرنا ہی پڑے گا
موہن۔ ہاں تو کچھ نہیں کر سکتا لیکن
پارتی۔ یہ تو کچھ ہو چکے
موہن۔ اچھا تو ہم دونوں
پارتی۔ یہ تو ہو چکے
موہن۔ اچھا تو ہم دونوں
پارتی۔ آپ یہیں سے بھاگ
موہن۔ لیکن یہاں سے بھاگ
پارتی۔ اگر آپ کو معلوم ہو کہ
تو تم فوراً مجھے اطلاع دو اور اگر نہ ہو تو
بھاگ کر آپ تو ہر طرح بچ جائیں گے اور عبداللہ
سے کوئی بہتر مدد مانگ کر

موہن۔ (حیرت سے) وہ کیونکر۔

پارتی۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔
اتنا کہکر پارتی نے موہن کا عمامہ اتار لیا اور اپنے دوپٹہ
کیساتھ جوڑ کر گرہ کی مدد سے نیچے کو لٹکا دیا اور موہن سے
کہا کہ تم مناسب ہو کر بولو کچھ آتا خیال میں۔

موہن۔ شہزادی صاحبہ آپکی مہربانی کا الحمد ممنون
ہوں۔

پارتی۔ ممنون ہونے کی کوئی بات نہیں یہ اس ہمدردی
اور نیک خیال کا نتیجہ ہے جو تم نے میرے ساتھ
کی ہے۔

موہن۔ شہزادی صاحبہ میں نے آپ کے ساتھ
کوئی ہمدردی نہیں کی الشہزادہ دیوہ
کر میں نے اپنے آپ کو ظالم بنا رکھا اور آپ کی
خاطر جان کا دشمن بنا لیا۔

پارتی۔ اب آپ بیکار دیر نہ کریں۔

موہن۔ اب بیکار دیر نہیں ہوتی ہے لیکن
ہے میں جلدی کر کہیں ایسا نہ ہو کوئی آ جائے
موہن۔ لیکن اتنا تو بتا دیجئے کہ میں یہاں سے
کس طرف جاؤں۔

پارتی۔ اس طرف سے
موہن۔ اچھا تو اب میں
پارتی۔ اگر آپ کو معلوم
موہن۔ اچھا تو اب میں
پارتی۔ اگر آپ کو معلوم
موہن۔ اچھا تو اب میں
پارتی۔ اگر آپ کو معلوم

مجھکو خبر کر دینا میں پھر جو مناسب سمجھونگی کروں گی۔
موہن۔ لیکن میں آپ کو کسطرح اطلاع کر سکتا ہوں
پارتی۔ کچھ ایسی بڑی بات نہیں کر سکتا۔
موہن۔ یہ تو بہت ہے لیکن میرے پاس کوئی
ہتھیار نہیں اور اسکے علاوہ میں آپ کو کہاں ڈھونڈھ
سکتا ہوں۔
پارتی۔ میں تو اپنے مکان پر ہی رہونگی وہیں تو
تمکو اطلاع دے سکتے ہو اور ہتھیار کے بارے میں
کوئی فکر کی بات نہیں میرے پاس بہت ہے یہ کہکر
پارتی نے کمر سے ایک تھیلی نکالی اور موہن کو دیدی
اور کہنے لگی جلدی سے جاؤ اب زیادہ دیر کرنیکی
کوئی ضرورت نہیں جہانتک ہو سکے جلدی کرو۔
موہن نے تھیلی کو کمر سے باندھ لیا اور عمامہ کے
ذریعہ سے چہرے اور سر کو اچھی طرح ڈھانک لیا اگرچہ ایک نوجوان
کو عورت کیلئے یہ کام کسیقدر مشکل تھا مگر ضرورت
انسان کو سب کچھ سکھا دیا کرتی ہے موقعہ پر
مرد بھی ایسے کام کر جاتا کرتے ہیں جو
بزدلوں سے کبھی نہ ہو سکیں۔ غرض پارتی نے نہایت
ہی آسانی سے موہن کو نکلنے کا راستہ بتا دیا اور
وہ آناً فاناً میں نظر دل سے غائب ہو گیا۔ پارتی
کچھ دیر تک تو کھڑکی میں کھڑی ادھر ادھر نظارا
دیکھتی رہی لیکن اسکے واپس چلے آنے اور چارپائی پر
بیٹھنے کی کوئی گرد و نواح سے کھلا اور تین فوجی
سپاہی کمرہ میں داخل ہوئے جنمیں سے ایک نے
پارتی کو اسطرح مخاطب کیا۔
شہزادی صاحبہ! کیا آپ یہاں اکیلی ہیں۔
پارتی۔ ہاں تو اکیلی مگر یہ دروازہ باہر سے کون
بند کر دیا گیا تھا؟
سپاہی۔ مجھے اسکی کچھ خبر نہیں میں تو صرف تمہیں
کو گرفتار کرنیکے لئے آیا تھا اور شاید دروازہ بھی
اسی غرض سے بند ہو گیا ہوگا۔
پارتی۔ لیکن موہن یہاں کہاں۔
سپاہی۔ (اپنے ہمراہیوں سے) لو کیا ہم کو جھوٹی
خبر ملی تھی۔
پارتی۔ خبر کیسی؟
سپاہی۔ شہزادی صاحبہ بڑا غضب ہو گیا موہن
نے ایسی غلطی کی ہے کہ اسکی سزا ہم سب کو ہو گئی
اور عجب نہیں کہ آپ پر بھی کوئی الزام آئے۔
پارتی۔ (حیرانی سے) سمجھو؟
سپاہی۔ ہاں آپ پر۔
پارتی۔ (انجان ہوکر) موہن نے غلطی کونسی
کی ہے۔
سپاہی۔ آپ کو سب کچھ معلوم ہے بلکہ آپ کی
تحریک سے سب کچھ ہوا ہے۔
پارتی۔ میری تحریک سے۔
سپاہی۔ جی ہاں اور موہن کو تو آپ نے ہی
بھگا دیا ہے۔
پارتی۔ کیسی باتیں کر رہے ہو کیں دیوانے
تو نہیں ہو گئے۔
سپاہی۔ شہزادی صاحبہ! میں تو دیوانہ نہیں
ہوں بلکہ جو کچھ کہہ رہا ہوں سب سچ ہے۔
پارتی۔ (غصہ سے) اسکو خوب سوچ سمجھ لو ایسا
نہ ہو کہ میں آخر میں بچ جاؤں ایک راجپوت لڑکی
پر الزام لگانا کوئی آسان بات نہیں۔
سپاہی۔ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا اور نہ
میں یہاں الزام لگانے کو آیا ہوں بلکہ میرا کام
تو صرف یہی ہے کہ میں موہن کو گرفتار کرتا لیکن اب
وہ یہاں ہے ہی نہیں تو گرفتار کروں کسے ہاں

اگر آپ کو اوسکی بابت معلوم ہو تو بتا دیجیے تاکہ اوسکی تلاش کیجائے یقین جانئے کہ اگر وہ پکڑا نہ گیا تو ہم سب کی شامت آجائے گی۔

پارتی۔ مجھے اوسکی کوئی خبر نہیں تم محل چلا ہو وہاں اوسکو تلاش کرلو۔

اتنا کہکے پارتی دروازہ کیطرف گئی اور متعدد سپاہی کمرہ میں اور ادھر ادھر پھرنے لگے اس موقع کو غنیمت جانکر پارتی ایک ہی جھٹکا دیکر کمرے سے باہر نکل آئی اور دروازہ بند کرکے کنڈی چڑھادی سپاہیوں نے اندر سے بہت کچھ منت وسماجت کی مگر پارتی نے ایک نہ سنی اور قلعہ سے نکلکر گھر کو روانہ ہوئی مگر پہنچکر پارتی نے ملازم وخادم سب کے سب کو ادھر ادھر پھرا ہٹ میں دوڑتے ہوئے پایا اور رانی خود پریشانی کیحالت میں بیٹھی ہوئی کسی اہم معاملہ پر غور کر رہی تھی۔ رانی کی یہ حالت دیکھکر پارتی پہلے تو ہچکچائی لیکن آخر کار اوس نے دل کڑا کیا اور کمرہ میں قدم رکھا پاؤں کی آہٹ سے چونک کر رانی نے سر اوٹھایا اور پارتی کو سامنے کھڑے دیکھکر فوراً اوٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی آہ! تم آگئیں میں نے خیال تو کیا تھا۔ کہ کہیں چلی گئیں ہوگی۔

پارتی۔ گھر چھوڑکر کہیں جا سکتی ہوں۔

رانی۔ افسوس پارتی تو نے مجھکو کہیں کا نہ رکھا

پارتی۔ میں نے وہ ایسا کونسا کام کیا ہے جو آپ کو ناگوار گذرا۔

رانی۔ ابھی کچھ اور باقی ہے ہاں مجھکو خوب یاد کرو راجو تو کو بدنام کرنے کیلئے تم ہی پیدا ہوئی ہو

پارتی۔ تم تو ایسی باتیں کرتی ہو گویا میں مسلمان ہوگئی ہوں۔

رانی۔ اور اسمیں کچھ شک بھی ہے جب اُن کی حمایت کروگی تو پھر کیوں نہ مسلمان ہی ہو جاؤ گی۔

پارتی۔ حمایت کرنیکو شاید آپ برا خیال کرتی ہوں میرے خیال میں کسی کے احسان کا بدلہ دینا برا نہیں

رانی۔ مگر تیری طرح کوئی کسی کے احسان کا بدلہ نہیں دیتا۔

پارتی۔ آپ ہی بتائیے کہ میں نے کونسا برا کام کیا ہے البتہ یہ مجھے منظور نہ تھا کہ ایسے شخص کیساتھ ہاتھ جسکو میں اپنا دل نہ دے سکوں۔ پکڑنے دوں۔

رانی۔ کیسی بیہودہ لڑکی نوج کسی کے گھر میں پیدا ہو

پارتی۔ آپ اسبات کو بیہودہ خیال کرتی ہونگی مگر میں تو اسکو بیہودہ نہیں سمجھتی آپ تو مجھپر اوسوقت ناراض ہوتیں جب جیتے جی اپنے آپکو دوزخ میں ڈھکیل دیتی تو بہتیرے دیدہ ودانستہ ہرگز نہ ہوگا۔ اسبات پر جسے آپ خفا ہوں یا خوش اور اسی غرض سے ناز برداری کرائی گئی تھی۔

رانی۔ کیا کہنے اسی دن کیلئے پرورش کیا تھا کہ اپنے خاندان کو بدنام کرے۔

پارتی۔ میں نہیں سمجھتی کہ میں نے کیا کام کیا ہے جسنے خاندان بھر کو بدنام کیا اور آپکی عزت میں دھبہ لگایا

رانی۔ تیرے واسطے یہ کوئی بات ہی نہیں کیوں نہ بیدردی بے شرم ہو۔

پارتی۔ اسلیئے تو میں گھر میں نہیں رہتی اچھا اب آیندہ نہ آیا کرونگی جو آپکی یہی مرضی ہے۔

رانی۔ گھر میں نہ آئیگی تو پھر کہاں جائیگی؟

پارتی۔ جہاں مقدر لیجائے۔

اتنا کہکے پارتی زار وقطار رونے لگی۔

رانی۔ اب یہ رونا کیسا ہے میری سمجھ میں بھی مانی کی بات ختم ہوئی تھی کہ خود رانا صاحب

تشریف لے آئے جلکر دیکھا پارتی اوندھے کٹری ہوئی پہلے دیر تک رانا غضبناک نگاہوں سے دیکھتا رہا مگر آخر کار اوسکو روتے دیکھکر بولا تو کیوں پارتی کیوں رو رہی ہو۔

پارتی۔ (ہچکیاں لیکر) اپنی بدقسمتی کو روتی ہوں اور عمر بھر روتی رہونگی۔

رانا۔ اب یہ روے سچی ہوتی ہے۔

رانا۔ افسوس پارتی تو نے میری محبت کا بھی کچھ خیال نہ کیا اگرچہ میں تجھے کچھ سختی کا برتاؤ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر تیری باتوں نے مجھکو مجبور کر دیا مگر میں تجھے کچھ نہ کچھ سختی ضرور کرونگا

رانی۔ وہ آپکی سختی کو شمجھتی کیا ہے اگر انسان ہوتی تو سمجھتی اور کسی کی باذا گئی ہوئی ہے کیا کچھ اوسکا اختیار کیا ہے۔

رانا۔ اچھا یہ تو بتا کہ کل رات کو کہاں بھاگ گئی تھی

پارتی۔ جانا کہاں تھا یہیں گھر میں تھی۔

رانی۔ یہ لڑکی ہم کو دیوانہ بنانے لگی ہے کہتی ہے کہ گھر میں ہی تھی گھر میں ہوتی تو معلوم ہوتا۔

پارتی۔ مجھے قید میں تو نہ رہا جائیگا بھی تو اہنسی ہوگی کہ میں قید میں پڑی پڑی مر جاؤں۔

رانا۔ اگر تم نیک نیتی سے رہنا چاہو تو تمہیں قید کون کرتا ہے یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تمہاری ان باتوں نے مجھے سختی کرنے پر مجبور کر دیا ہے اب بھی اگر تم سمجھ جاؤ تو کوئی تم کو کچھ نہ کہیگا۔

پارتی۔ لیکن میں نے وہ کونسا کام کیا جسکے لئے آپ سختی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

رانا۔ یہ تو تو لڑکی اپنے فعل سے باز آ اور اپنے خاندان کے نام کو بدنام نہ کر۔

پارتی۔ اگر مجھکو بضع میں ڈالنے سے آپکے خاندان کی عزت رہ سکتی ہے تو یہ بہتر سے بہتر ہوگا اسبات نے رانا کو حیران کر دیا اور وہ ایک منٹ تک میں گیا مگر پھر اپنی حیرانی اور غصہ کو دور کر کے کہنے لگا۔ اگر تجھکو پرتاب سنگھ سے شادی کرنا منظور نہیں تو نہ سہی میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے ضرور شادی ہو بلکہ اور کوئی شریف نوجوان اور میں جو اسبات کو اپنا فخر سمجھتے ہیں میں نے تمہاری والدہ سے سارا حال بیان کر دیا ہے امید کہ تجھکو بھی کچھ انکار نہ ہوگا۔

پارتی۔ مجھے آپکی کسی بات سے بھی انکار نہیں مگر اتنی جلدی کاہے کی ہے۔

رانا۔ میرا ارادہ ہے کہ اب جلدی تیری شادی کر دینی چاہیے۔

پارتی۔ ابھی آپ کو اسبارہیں جلدی نہ کرنی چاہیے کیونکہ آجکل مسلمانوں سے لڑائی چھڑنے والی ہے اور نہ معلوم اسکا کیا انجام ہو۔

رانا۔ تجھے لڑائی سے کیا مطلب

پارتی۔ مطلب تو کچھ نہیں لیکن خبر کے شروع ہونے سے لوگوں کے دلوں میں ایک قسم کا خوف فروری پیدا ہو جاتا ہے۔

رانا۔ خیر اب کچھ بھی ہو میں اب چند دنوں میں تمہاری شادی کر دونگا۔

اسبات پر پارتی نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ ندامت سے سر جھکا لیا رانا نے یہی سمجھ لیا کہ انہی موضوعی ہم رضا کے موافق پارتی کو کچھ انکار نہ ہوگا اسکے بعد تھوڑی دیر تک اور ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اور پھر رانا رانی کو ساتھ لیکر دوسرے کمرہ میں چلا گیا

دسواں باب

مشورہ

رانا کی آخری گفتگو نے پارتی کے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا کر دئے تھے اگرچہ پرتاپ کیساتھ شادی نہ کرنیکی تجویز نے ورد ش پارتی کے دل کا بہت سا بوجھ اتار دیا تھا مگر پھر بھی وہ سوچتی تھی کہ کونسی ایسی تدبیر کرے جس سے اسکی شادی ایک عرصہ تک رُک جائے وہ جانتی تھی کہ رانا ارادہ کا پورا اور جلد باز ہے اور وہ شادی کرنے میں بھی غیر معمولی عجلت کریگا اسلئے کوئی ایسی ترکیب سوچے کی فکر تھی جس سے اوسکو شادی میں دیر ہو جائے تاکہ اسکے مطلب کے موافق کوئی بات نکل آئے یہ تو اسکو یقین تھا کہ اگر محمود بچ گیا تو اوس سے لیجانیکی ضرور کوئی تدبیر کریگا مگر جب اوسکے دوبارہ قید ہو جانیکا خیال کرتی تھی تو اوسکے تمام خیال بدل جاتے اور وہ مایوسی سے ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو رہتی پارتی کو اگرچہ محمود کے قید ہو جانے کا اچھی طرح حال معلوم نہ تھا مگر اوسکا دل یہ بتلاتا تھا جس سے وہ نتیجہ نکالتی تھی کہ محمود ضرور دوبارہ قید ہو گیا ہوگا اور چاہتی تھی کہ کسی شخص سے اسکی بابت کوئی بات دریافت کرے تاکہ اوسکے مضطرب دل کو تسلی ہو مگر کوئی شخص ایسا نظر نہ آتا تھا جو اسے وقت کام آتا یا جسپر اسکو اعتبار ہوتا اسی اثنا میں رانا کے آنے کا اب اوسکو انتظار تھا مختلف خیالات سے وہ اپنے دل کو تسکین دیتی مگر کسی طرح بھی نہ لگتا تھا۔ محمود کی صورت بار بار آنکھوں کے سامنے پھر کے اوسکے دل میں اور بھی بیچینی پیدا کر دیتی اور اوسکے ساتھ غائب ہو جاتی۔

ان سب باتوں کے علاوہ شادی کی تجویز نے اسکے خیالات میں ایک اور ہی قیامت برپا کر رکھی تھی کبھی اوسکو خیال آتا کہ شادی ہونے سے پیشتر کچھ کہا کر سو رہے اور دنیا کے تمام ہنگاموں سے بے فکر ہو جائے لیکن پھر مجسم و مصور صورت آنکھوں کے سامنے پھر جاتی اور اوسکے دل میں ایک قسم کی امید پیدا ہو جاتی تھی جو اسکی تدبیر کو منسوخ کر کے اور ہی خیال پیدا کر دیتی تھی کبھی وہ ارادہ کرتی کہ کسیوقت موقع پاکر کہیں بھاگ جائوں مگر پھر یہ بھی خیال مایوسی سے نکلجاتا اور اوسکی نیلی نیلی آنکھوں میں نسوؤں کے گول گول قطرے آجاتے تھے۔ خلکو وہ نہایت ہی استقلال سے پی جاتی تھی غرض شادی کی تجویز نے پارتی کو ایسے مذبذب میں ڈالدیا تھا جو اوسکو غمگین کرنے کے لئے کسی طرح کم ثابت نہوتی تھی اب ہم سردست پارتی کو اسی حالت میں چھوڑتے ہیں۔ اور اوس گروہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جہاں رانا اور رانی بیٹھے ہوئے کسی ایسی بات کا مشورہ کر رہے ہیں جس نے اون دونوں کے چہرہ کو پریشان کر دیا تھا اور جسنے اون کو ایک گہرے سوچ میں ڈالدیا تھا رانی کبھی کبھی سر اوٹھا کے رانا کیطرف دیکھ لیتی تھی مگر رانا ایک ایسی فکر میں غرق تھے جس سے اسکو بالکل محو کر دیا تھا آخر کار رانی خاموشی سے اکتا گئی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کہنے لگی آخر آپ خاموش کیوں ہو گئے۔

رانا۔ تو پھر تمکو کیا کہنے کو تم نے بات ہی ایسی کہی ہے کچھ کہہ نہیں سکتا۔

رانی۔ اب خاموش رہنے کا وقت نہیں کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔

رانا۔ میں کیا تدبیر کروں کچھ تم ہی سوچو۔

رانی۔ میں اوسکی دن سے سوچ رہی ہوں مگر میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا اب میں نے سمجھ ہو کر آپ سے ذکر کیا ہے کہ آپ کوئی تدبیر کریں۔

رانا ۔ میرا خیال ہے کہ پرتاب ایسی بیوقوفی کریگا۔
رانی ۔ آپ کو اب بھی یقین ہی نہیں آتا اور میں کہتی ہوں کہ وہ اسباب پرتاپ ہوا ہے ۔ اور اب اس نے سنگھ پارتی کی شادی کی ہے اور سے ہوگئی تو وہ ضرور اپنی جان دیدیگا اور اسکی جان لے لیگا۔
رانا ۔ مجھے یہ بات معلوم نہ تھی اور نہ میں اسکا پیشتر ہی سے بندوبست کرتا اور اسے یہ بات سننے کا موقع ہی نہ دیتا۔
رانی ۔ اگر یہ معلوم نہ تھا تو اب معلوم ہوگیا اب کوئی تدبیر کرو کہ یہ بات نہ ہونے پاوے اور نہ اسکو خبر ہو اور یہ جوش میں ہو کچھ کر بیٹھے تو مشکل ہے۔
رانا ۔ ابھی وہ کر ہی کیا سکتا ہے میں ایسا بندوبست کرونگا کہ وہ بیکار ہو جاوے۔
رانی ۔ ایسا نہ سمجھیگا میں سچ کہتی ہوں کہ اسطرح وہ اور بھی خطرناک ہو جائیگا اور جب نہیں جو کوئی ایسی بات کرے جس سے ہمارا خاندان بدنام ہو تو سمجھ لو کہ معدوم ہوگا ہاں اگر آپ ظاہر اوسکو تنبیہ کیجئے تو اور لوگوں کو بھی معلوم ہو جائیگا۔
رانا ۔ اگر [illegible] ہے تو میں [illegible]
رانی ۔ [illegible] ہی لائق اور عقلمند آدمی ہے مگر آج [illegible] وہ پرلے درجہ کا بیوقوف اور نا عاقبت اندیش آدمی ہے۔
رانی ۔ اگر چہ اوسکو جو [illegible] لیکن پھر بھی اوسکے ساتھ ایسا سختی کا برتاؤ نہ کرنا چاہئے جس سے آپ پر کسی قسم کا الزام نہ آوے۔
رانا ۔ سزا تو میں بھی نہیں دینا چاہتا ہوں کیونکہ اس نے ملک و سلطنت کی بہت خدمت کی ہے مگر اب کیا کروں مجبور ہوں اگر پارتی کو [illegible] اسبات پر راضی کیا جاوے تو میرا خیال ہے کہ وہ یہاں رہنا ہی کیوں اور اگر کریگی اور جب نہیں تو کوشش کرے اور اگر کسی سے اوسکی شادی کردی جاوے پھر پرتاپ کوئی ذکر ہی فساد برپا کریگا۔
رانی ۔ یہی باتیں تو میں کئی روز سے سوچ رہی ہوں مگر کوئی تدبیر نظر نہیں آتی یہی نہیں ہو سکتا کہ اب ایسے شخص کو جسے ایک کی بڑی بڑی خدمتیں کی ہوں ایک معمولی بات پر قتل کر دیا جاوے یا کسی لڑائی میں بھیجکر قصداً مروا ڈالا جاوے۔
رانا ۔ کیا تم اسبات کو معمولی خیال کرتی ہو۔
رانی ۔ اب تو [illegible] نہیں ہوں [illegible] کا پتہ نہیں۔
رانا ۔ [illegible] ہوتا ضروری ہے ورنہ [illegible] پرتاپ کو کسی ایسے حیلہ سے [illegible] اپنی [illegible] کا [illegible]
[illegible] شادی [illegible] سے کر دیجائے مگر افسوس [illegible] سے غائب ہوگئی۔
رانی ۔ آہ اگر وہ [illegible] تو پھر [illegible]

پھر پارتی کو سمجھا بجھا کر اسبات پر راضی کرینگی اور امید ہے
کہ پارتی بھی اوسکی بات کو رد نکریگی ۔ مگر اوس کا کچھ
بھروسہ نہیں ۔ میرا خیال کرتی ہوں کہ آپ اوسکی تلاش
میں زیادہ کوشش نکی ہوگی ورنہ اسکا ملجانا
کوئی بڑی بات نہ تھی ۔

رانا ۔ کیسی راجپوت کرتی ہو جس کو اورنگ زیب کی
دشمنی منظور اور اسکی جمعیت میں شامل ہونا پسند نہ ہو جانتا
ہو سکا ہر طرح کوشش کی مگر ملنا نہ ملنا قسمت کی
بات ہے اب اسمیں کسی کا کیا زور چلتا ہے ۔

رانی ۔ میرے خیال میں اوسکے ساتھ ضرور کوئی
فریب کیا گیا ہے ورنہ ایسا گیا گزرا ہوا راجپوت والی نڑکی ہتھی
کہ اپنے سگے بھائی کی بات کو رد کرتی ۔

رانا ۔ فریب کرنیوالا اور کون ہوا ۔

رانی ۔ کیا مسلمانوں کو آپ اچھا سمجھتے ہیں انمیں
سے کسی نے فریب ہی کیا ہوگا اسکو دھوکا دینے
کی کوشش کی ہوگی زیادہ بھی عزت دار ہوگئی ۔

رانا ۔ میں مسلمانوں کو ایسے ظالم اور بیرحم نہیں سمجھتا
جیسا کہ تم خیال کرتی ہو ۔

رانی ۔ آپ ارکو اچھا جانتے ہونگے مگر کوئی اچھوت
اوا ایسا نہیں سمجھتا ۔

رانا ۔ [illegible] کرو ہے تو فریب
[illegible]

رانی ۔ [illegible] کیا خیال کرتے ہیں
رانا ۔ میری سمجھ میں تو ایک بات نہیں آتی
البتہ اتنا ہے کہ مسلمانوں کو اسمیں غرور کی بات سے
مجکو بھی بھلا نہیں سمجھ سکتی ۔

رانی ۔ پارتی کی زبانی تو یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ
[illegible]

رانا ۔ خیر جو کچھ ہو مگر اب ہم کو پرتاب کے بارے میں
ضرور کوئی تدبیر کرنی چاہیے ۔

رانی ۔ میری سمجھ میں تو یہی تدبیر ہے کہ پارتی کو کسی
طریقہ سے سمجھایا جاوے کہ وہ پرتاب سے شادی کرنے
پر راضی ہو جاوے اور اگر اسکے خلاف کیا تو ایک لایق
افسر ہاتھ سے جاتا رہیگا اجمل (رانی) شروع ہو تو ابھی
کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک میں فساد برپا ہو جاوے مسلمانوں کو
کسیاپی کا عمدہ موقعہ مل جاویگا ۔

رانا ۔ اسی بات کی تو مجھے فکر ہے سنا ہے کہ اسد خاں
فوج ساتھ لیکر آیا ہے اور اسکے علاوہ اوسکو اور کئی باغی
سردار مدد دینگے ۔

رانی ۔ (حیرانی سے) غضب کس بات کا ہے ۔

رانا ۔ ایک تو یہی بڑا غضب ہے کہ میں مسلمانوں
سے رشتہ داری کرنے سے انکار کر چکا ہوں اور وہ
اوسکی اطلاع نہیں کی ہے دوسرے اوسکا بھائی [illegible]
ہے اور زبردست ہے جو کوئی اوسکا مقابلہ کریگا
اوسکو قتل کر ڈالیگا ۔

رانی ۔ [illegible]

رانا ۔ اول تو صحیح کرنیکی [illegible]
اوسکو قتل نہ کرنے سے [illegible]
ہے جو میں [illegible]

رانی ۔ وہ تو میں سب کچھ جانتی ہوں کہ کیا پتہ نہیں
ہو سکتا کہ پوشیدہ طور پر اسکو قتل کروا دیا جاوے اور
مشہور کر دیا جاوے کہ محمود قتل کر دیا گیا ۔

رانا ۔ نہیں اسکے زندہ رہنے سے فائدہ ہی کیا ہے ۔

رانی ۔ اگر آپ اوسکو قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو رانی
[illegible] بھی کر سکتے ہیں اسمیں جلدی کیا پڑی ہے ۔

سلیمان گیا۔
رانا۔ وہ حضرت کی شان سے بھاگ گیا۔
افسر۔ ہی ہاں بھاگ گیا۔
رانا۔ وہ کیونکر؟
افسر۔ یہ تو ابھی طرح معلوم نہیں لیکن اتنا سنا ہے کہ کسی خادم کی مدد سے بھاگا ہے۔
رانا۔ وہ ایسا نمک حرام خادم کون تھا جسنے بھاگنے
[illegible] اوسکو مدد دی
افسر۔ معلوم نہیں اوسکو آپ احسانوں نے کشتن خریدا
رانا۔ اب وہ کہاں ہے۔
افسر۔ اوس کا بھی پتہ نہیں غالباً
اوس کے ساتھ ہی بھاگ گیا ہوگا اگر ہم
بعض کہتے ہیں کہ شہزادی پارسی نے
اوسکو بھگا دیا ہے لیکن میرا خیال
[illegible] دی کے ساتھ بھاگ
گیا ہوگا۔
رانا۔ بیشک پارسی نے ہمارے بیکار دیا ہوگا لعداری
نے محمود کو بھگانے میں مدد دی ہوگی۔
افسوس جب تو ہم اوسکو گرفتار کرنے آئے
تو پھر اللہ نے کیا کیا۔
افسر۔ یہ تو یہ فکر ہے کہ محمود ابھی فوج جمع کر کے
کسی قسم کا فساد برپا کرے کیونکہ آپنے اوسکو
قتل کا حکم دیدیا تھا۔
رانا۔ اب وہ ہو چاہے کر سکتا ہے جبتک اقتدار
میں تمام اوسکو ہر طرح کی مدد دے سکتے تھے اب
وہ مختار ہونے پر جو کرے تو تھوڑا ہے حیرانی یہ ہے
کہ [illegible] کو اپنے موقع ملا۔
افسر۔ کہ تو اوسکو اپنا جانشین مقرر کیوں
نہ کر دیا کہ آپ کے پاس رہتا میرا
میں ناکام کر گیا۔
رانا۔ مجھے کاوجی سے ایسی امید نہ تھی میرے
خیال میں محمود کو اس لڑکی اوسنے فریب دی ہوگی
افسر۔ میرا خیال ہے کہ شہزادی صاحبہ نے ناکام
کیا ہو گا یہ کاوجی بڑا سمجھدار ہے آج ہی
میں حاضر رہا اور آج ہی فتوحات کیا۔
رانا۔ کیا کسی نے راستہ میں ہی اوسکو روکا۔
افسر۔ نہیں روکا ہوگا جب تو بھاگ گئے
رانا۔ تو معلوم ہوا کہ اب تمام فوجیں سست ہو گئے ہیں
اگر لڑائی میں ہی راجپوتوں کے ایسی ہی ہمدردی
ہوتی تو پھر ملک دہلی کی خیر نہیں۔
افسر۔ واقعی آجکل راجپوتوں میں سستی سما ہو گئی
ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو جب تک ہو گرفت سست نہ ہوتی۔
رانا۔ ہی تو ہم سوچ رہا ہوں [illegible]
ہوں لڑائی کرو کیسا ہو آج کل ہے
راجپوت اور ہی سست ہوتے جا رہے ہیں اگر آج
سے ہی ہمیں کا انتظام نہ کیا جائیگا تو اسکا نتیجہ نہایت
ہی خراب ہوگا۔
افسر۔ یہ تو [illegible] کرنا ہے۔
رانا۔ سچ تو کہہ یہ بھی معلوم ہوا کہ محمود کو تباہ کرنا
افسر۔ آدمی رات کے
رانا۔ میرے خیال میں اگر کچھ آدمی اسکے پیچھے نہ
کر جاتے تو بہتر ہوتا۔
افسر۔ یہ ترکیب تو اوسوقت کرنی تھی جب تک معلوم
ہوا تھا فکر جانے میں نے بیس سوار اوسکے تعاقب میں
روانہ کئے ہیں اسید قوی ہے وہ اب واپس
ہی آتے ہونگے۔
رانا۔ اگر محمود نکل گیا ہے تو بڑا ہوگا اور اگر
افسر۔ واقعات تو یہی ثابت کرتے ہیں کہ محمود

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اگرچہ موہن نے اوسکے واسطے گوڑے کا بھی بندوبست
کرلیا تھا مگر وہ گھوڑا اوسکو ملا نہیں۔
رانا۔ پس اگر وہ پیدل ہے تو بہت جلد پکڑا جائیگا۔
افسر۔ خیال تو میرا بھی ایسا ہی ہے ہاں اگر موہن بھی
اوسکے ساتھ پکڑا جائے تو خوب ہی اچھا ہو۔ اگر اوسکو
یہ بتلا دیا جائے کہ تمکو اسی کا انعام کیا ہے۔
رانا۔ اچھا اب تم جاؤ اور جب کوئی خبر اوس سے آئے تو
مجھے فوراً اطلاع دو۔ اگر حسب دلخواہ بندوبست کر دیا جائے
افسر۔ یہ بہت بہتر۔
یہ کہکر افسر چلا گیا اسکے جانیکے بعد رانا دیر تک تو اس
سوچ میں رہا اور کسی اہم معاملہ پر غور کرتا رہا لیکن پھر بھی
کسی قسم کے خیال نے اوسکو پریشان کر دیا اور اوس نے
زور سے تالی بجائی جسکے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور
رانی کمرہ میں داخل ہوئی اور رانا کی پریشان صورت
دیکھکر فوراً آہا۔ اسوقت آپ فکرمند کیوں ہیں۔
رانا۔ اسوقت حالت ہی ایسی ہے جسمیں آ گئی ہے
کہ انسان خواہ مخواہ فکرمند ہو جاتا ہے۔
رانی۔ آخر ہوا کیا؟
رانا۔ ہوا کیا ہی ہوا جو میں نے کہا تھا اور جسکے ہونے کا
رانی۔ آپ کسی کا نام معلوم کرنا چاہتے ہیں
رانا۔ (غصہ سے) نام لگی یکبیگی عزت برباد کر دی
اب خاندان کا نام ہی نام ہو گیا بس ہونا تھا ہو گیا اب
کیا پوچھتی ہو۔
رانی۔ صاف صاف بیان کیجئے تاکہ میری سمجھ
میں آ جائے۔ مطلب تک میں پہنچنے سے کیا فائدہ
رانا۔ (غصہ کو بھگا دیا)
رانی۔ (حیرانی سے) کس نے۔
رانا۔ تمہاری نالائق بیٹی نے جسنے اتنا ہی خیال نہ کیا
کہ ایسا کرنے سے وہ اپنے ماں باپ کیلئے کتنی ذلت

رانی بہت حیرانی سے کیا پارتی نے اوسکو بھگا دیا۔
رانا۔ ہاں ہاں اوسی بیحیا نے ترکم نے۔
رانی۔ نہیں وہ ایسی جرأت نہیں کر سکتی آپ کو
غلط خبر ملی ہو گی۔
رانا۔ غصہ سے ابل بہت زیادہ باتیں نہ بناؤ۔
اور اوس نائشنی کو میرے سامنے بلاؤ۔
رانی۔ اب اوسکو بلا کر کیا کیجئے گا جو ہونا تھا وہ
ہو گیا اور اگر سامنے ہی بلانا ہے تو میں سامنے بلائے
لاتی ہوں۔
یہ کہکر رانی گئی اور تھوڑی دیر کے بعد مورو پارتی
کو ساتھ لے آئی۔ غریب پارتی شرم کے مارے استقبال
کیساتھ کمرہ میں داخل ہوئی اور رانا کے سامنے
کھڑی ہو گئی رانی بھی ذرا فاصلہ پر کھڑی ہو گئی اور
غور سے کام دیکھنے لگی
رانا نے نہایت غضبناک نگاہوں سے پارتی کو دیکھا
اور کہا کاش اگر تجھسی بیعزت کو برباد کر دینے والی لڑکی میرے
خاندان میں پیدا ہوتی تو مجھے ان باتوں کا پتہ ہوتا
تو میں تجھے بچپن ہی میں قتل کر ڈالتا۔ افسوس ہے
تیری ہی بیرحمی پر ہے کہ اتنا کہنے رانا کے پارتی کچھ
عورت ذات اگر اسکے برجواب نہ دیا بلکہ اوسطرح
خاموش کھڑی رہی رانا نے دیر تک جواب کا انتظار کیا
مگر جب دیکھا کہ پارتی نے زبان نہیں ہلائی تو نہایت
ہی کرخت آواز میں بولا لیجئے مجھے پہلے دن سے خیال
تھا کہ یہ نائشنی خاندان بھر کی عزت برباد کر دیگی اور
میں نے کئی بار ارادہ کیا کہ اسکا فیصلہ کر دوں مگر ممتا
قسمی کا خیال ہمیشہ مانع ہوتا رہا مجھے اسکے کرتوتوں
کی اگر خبر ہوتی تو ہرگز پرورش نہ کرتا اس بچہ نما سیری
محبت کا بھی خیال نہ کیا آہ اسکو اپنی ناپاک آنکھوں سے
بالا اور ہمیشہ ایسی الفت سے پرورش کی آہ اس کے

تمام گزشتہ تم بھول گئے۔ مگر اس ناشدنی سے میری
ان تمام عنایتوں کا یہ صلہ دیا۔ منحوس پارسی تیری عقل
کو کیا ہو گیا۔ میں تو سمجھا تھا کہ تو بڑی سمجھ دار عقلمند لڑکی
ہے لیکن تو نے اچھی عقلمندی ظاہر کی کہ تمام اگلی پچھلی
[illegible] کو خاک میں ملا دیا جس بات نے میرے
[illegible] کر دیا اور جس وجہ سے میں نے سلمانوں سے
[illegible] کیا تو نے وہی کرنا شروع کیا اگرچہ میں اب تک
خاموش بیٹھا رہا کہ خود ہی تو سمجھ جائیگی مگر معلوم
ہوا کہ تو بڑی بے شرم ہے میں نے ابھی تک تیری بات
کو نظر انداز کر رکھا تھا اور کبھی کسی بات پر گفتگو پھیلی
نہ کی جرأت اسی خیال سے کہ اب ہی تو سمجھ جائے
گی اور تو خود ہی دل میں شرمندہ ہو گی لیکن تو ایسی
بیحیا نکلی جس کی نظیر آج دنیا میں نہیں مل سکتی ہے
آخر مسلمانوں کی حمایت کرنے کی وجہ کیا ہے میں نہیں
سمجھتا کہ ان میں خوبی کیا ہے ہر ایک جانتا ہے کہ
وہ بڑے بیرحم اور ظالم ہیں میں نے آج تک کوئی
راجپوت ایسا نہیں دیکھا جو مسلمانوں کو اچھا کہتا
ہو یہ جو تم کہتی ہو کہ بعض راجپوت راجاؤں نے
مسلمانوں سے رشتہ کرنا شروع کر دیا ہے وہ
اسلئے نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو اچھا سمجھتے ہیں
بلکہ وہ ان کے ظلموں سے ڈرتے ہیں اور خود
کمزور ہونے کی وجہ سے انکے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے
ورنہ وہ ہرگز ان سے رشتہ کرنے کا خیال تو کر دکھا
اگر وہ اچھے ہی ہوتے تو میں ان سے رشتہ داری
کرتا لیکن وہ اس لائق ہی نہیں ہیں کہ کوئی
راجپوت ان سے میل ملاپ رکھے خدا جانے تیری
سمجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بات پر جھگڑا ہی
ہو گئی پارسی تو اتنا تو سمجھ کہ ان کا ایک ایک
آدمی چار شادیاں کر سکتا ہے عورتوں کو وہ اپنا
خادم سمجھتے ہیں اور ہمیشہ ان پر ایسی ایسی نازیبا
سختیاں کرتے ہیں کہ وہ بیچاری جان سے تنگ آکر
خودکشی کر لیتی ہیں ان سب باتوں کے علاوہ وہ
ہمارے عورتوں کی نسبت ایسی ایسی بیہودہ باتیں کرتے ہیں کہ
کوئی شریف راجپوت ان باتوں کا کبھی نام بھی گوارا نہ کریگا
پھر یہ سب باتیں جانتے ہوئے تیری عقل کو کیا ہو گیا
جو اسطرح آنکھوں پر پٹی باندھ کر کنوئیں میں کودنے
لگی ہے۔ آہ! اس سے باز آ اور اپنے قصور معاف
کروا ورنہ یہ تلوار (درمیان سے تلوار کھینچکر) ابھی تیرے
سینے میں ہوگی اور سمجھتے معلوم ہو جائیگا کہ والدین کو
ناخوش کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

پارسی نے یہ تمام گفتگو نہایت خاموشی سے سنی جب
رانا چپ ہو گیا تو اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور
کہنے لگی۔ مجھے ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ میں نے
وہ ایسا کونسا کام کیا ہے جسے ایسی گفتگو
سنائی گئی ہوں۔

رانا (نہایت غصہ سے) ابھی کچھ اور باقی ہے
ہاں ہاں جو خاندانی عزت باقی رہ گئی ہے اسکو بھی
خاک میں ملا دے کتنی ہے کہ میں نے بیٹا
محمود کو تو نے رہا کیا موہن کو تو نے بھگا دیا اب اور
کیا باقی رہ گیا ہے جو تو نے کر نکو باقی رکھا ہے پس
اگر زندگی چاہتی ہے تو اپنے گناہوں سے پشیمان
ہو کر معافی کی خواستگار ہو۔

پارسی میں نے کوئی گناہ کیا ہو تو معافی مانگوں لیکن
جب میں نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا تو پھر معافی کس بات کی
مانگوں۔

رانا (پارسی کے سامنے کھڑے ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر)
بیوقوف لڑکی اس اپنی ضد سے باز آ اور اپنے
گناہوں سے معافی مانگ۔

پارسی ۔ (کسیقدر متانت سے) اس بات کی
سخاوت مانگوں میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا۔
اس بات نے رانا کو اتنا غصہ دلایا کہ وہ کانپنے لگا اور
کچھ دیر بعد نہایت جوش میں آکے بولا افسوس میں
نہ چاہتا تھا کہ اپنی تلوار تیرے خون سے رنگوں
اب بھی خوب سوچ سمجھ لے کہ اگر اسد فعہ بھی
تو نے انکار کیا تو یہ تلوار ۔۔۔
پارسی ۔ (بات کاٹکر) میں موت سے نہیں ڈرتی ہوں
ہنوز پارسی کی بات ختم نہوئی تھی کہ رانا نے تلوار
کھینچکر اوٹھائی اور قریب تھا کہ اسکی آبدار نوک طبیب
پارسی کے سینہ میں ہوکدے کہ رانی نے بڑھکے
رانا کا ہاتھ پکڑ لیا اور منت وسماجت کے لہجہ میں
بولی۔ خدا کے لئے رحم کیجیے اور ہوئے والدین
کی نشانی کو نہ مٹائیے۔
رانا ۔ (ہاتھ جھٹک کر نہایت جوش سے) مجھے نہ
روکو میں اس ناشدنی کو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا
اس نے مجھے بہت ننگ کیا ہے۔
رانی ۔ (ہاتھ چھوڑکر) نہیں خدا کے لئے ابھی اسکو
نہ قتل کیجیے بلکہ چند دنوں کی مہلت دیجئے امید
ہے کہ وہ خود ہی پشیمان ہوکے اپنے گناہوں
سے معافی مانگیگی۔
رانا ۔ (چلاکر) میں ایک پارسی کی مہلت دیتا ہوں اگر
اس عرصہ میں اس نے میری خدمت بازنہ لائی تو میں
ضرور اسکو قتل کرونگا اور سانھ ہی میں یہ بھی
کہے دیتا ہوں کہ اسکو چھوڑ کر اب میں شادی کرونگا
اگر یہ انکار کریگی تو یہ میں اسکو زندہ نہ چھوڑونگا۔
اتنا کہتے ہی رانا کمرے سے باہر چلا آیا اور اس بیرحم
عورتوں کو پریشانی کی حالت میں چھوڑ گیا۔

گیارھواں باب

سچی دوستی

اب ہم سوہنی تمام واقعات کو یہیں چھوڑ کے پھر
جگہ کیطرف متوجہ ہوتے ہیں جہاں ہم نے
محمود کو سوہنی و پارسی سے چھوڑا تھا یہ تو ناظرین
کو معلوم ہو چکا ہے کہ جب پارسی کو پرتاب کے
دیکھتے ہی غش آگیا تو سوہنی نے فوراً اوس کو
اپنے بازوؤں پر اوٹھا لیا اور اسی راستہ سے قلعہ
میں واپس چلا گیا لیکن یوں ہی محمود نے پرتاب
کو چھڑانا فوراً اپنی تلوار نکال لی اور مقابلہ کو کھڑا ہو گیا
اگرچہ ایسے وقت میں محمود کے لئے مقابلہ کرنا
خطرناک ہی نہ تھا بلکہ نہایت مہذب اور مہذب
بھی تھا کیونکہ اہل تو پرتاب گھوڑے پر سوار تھا اور
محمود پیدل دوسرے راجپوت افسر کیطرح تھا وہ
سوار تھے اور محمود تنہا اکیلا تھا مگر پرتاب دلیری
اور استقلال سے اوسنے تلوار نکالی اور پرتاب کے
سامنے کھڑا ہو گیا وہ ایسا نہ تھا کہ راجپوت افسر کچھ
دیر کے لئے حیران نہ جاتا محمود کا پہلے ارادہ تھا کہ
کسی طریقہ سے بھاگ جائے مگر جب اوس نے
دیکھا کہ دشمن چاروں طرف سے پھیلے ہوئے ہیں اور
کوئی راستہ ایسا نہیں جس سے وہ بآسانی بھاگ
جائے تو اوسنے مارنے مرنے کی ٹھان لی اور بجلی
کیطرح پرتاب پر گرا محمود کی تلوار سے [illegible]
[illegible] سوار نزدیک [illegible] محمود نے
استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور تلوار کو ایک چکر
دیکر سواروں پر اسیطرح جھپٹا کہ دو سوار کٹکر
فوراً زمین پر آرہے اور ان کی تلواریں ہاتھوں
سے چھوٹ گئیں محمود نے فوراً ایک [illegible]
اور باقی ماندہ سواروں کی طرف متوجہ ہوا جن میں
سے دو اور ایک چشم زدن میں گر گئے اور باقی
صرف پانچ رہ گئے چار سواروں کے قتل ہونے

سے محمود کا حوصلہ ہی پست ہو گیا اور اس نے وہ فوراً ایک گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر اپنے مقابلہ کو تیار ہو گیا اور نہایت پھرتی سے اپنی تلوار پر اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر ہی راجپوت افسر نے اسطرح فیصلہ کر کے محمود پانچ سو سواروں کی جن پر اگر اپنے مقابلہ کی تاب نہ لا سکیں اپنے افسر کو لیکر بھی وہ قریب کے جنگل میں سے گئے میدان کو اسطرح خالی دیکھکر محمود گھوڑے سے اتر کر اور پر تاب کا طرف بڑھا کر وہ اپنا بیوش ہتھیار محمود کے قدموں پر بھی ہو سپاہی اپنے ہتھیار اسکے حوالہ کر دیتا کہ راجپوت افسر کے دوش آئے ہیں وہیں تمہارے سر پر ہیں فوری خیال اسکے دل میں پیدا ہوا اور اس نے پر تاب کی تلوار اٹھا لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر شیطان کی طرح ہوا سے باتیں کرتے ہوئے جنگل کی طرف چلا گیا محمود نے اسکو بھاگتے ہوئے دیکھ کر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور اسکے پیچھے ہو لیا جنگل میں پہنچ کر محمود نے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ رہا ہے محمود نے بھی اپنے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اور اسکے پیچھے ہو لیا جنگل میں کافی دور جانے کے بعد پرتاب ایک جگہ پہنچ کر ٹھہر گیا اور اس نے اپنی تلوار نکال لی محمود نے بھی اپنی تلوار نکال لی اور اسکے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا پرتاب نے محمود پر وار کیا محمود نے اسکا وار خالی دیا اور اسکے بعد محمود نے پرتاب پر وار کیا پرتاب نے اسکا وار خالی دیا اور اسکے بعد

وہ سرنگ ختم ہوگئی اور ایک صاف کھلا ہوا میدان آگیا جس میں کھڑے ہو کر محمود نے چاروں طرف دیکھا مگر کسی طرف راستہ نظر نہ آیا۔ اب وہ اس سوچ میں تھا کہ کس طرف کو جائے اول تو وہ راستوں سے بالکل ناواقف تھا دوسرے رات کا اندھیرا اور بادل کی سیاہی اور بھی اداسی و ہوکا دے رہی تھی ایسے موقعوں پر بڑے بڑے تجربہ کار راہرو غلطی کر جایا کرتے ہیں محمود بیچارہ تو راستہ سے بالکل ناواقف تھا ہنوز وہ اسی فکر میں تھا کہ پیچھے سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آوازیں آنی شروع ہوئیں پہلے تو اسے خیال ہوا کہ تعاقب کے واسطے کئی سوار آتے ہونگے مگر جب اوس نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ ایک سوار سے زیادہ نہیں کیونکہ زیادہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز نہ تھی۔ یہ حالت دیکھکر محمود نے گھوڑے کو اس طرف موڑا۔ اور آنیوالے سوار کا نہایت بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔ دفعتہً دل میں کئی قسم کے خیالات آتے رہے کبھی تو وہ اوسکو دشمن خیال کرتا اور کبھی کوئی اور گمان ہوتا مگر ابھی وہ انہیں خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ سوار نظر آنے لگا چاند تو تھا ہی نہیں جسکی صاف اور شفاف روشنی فوراً بتا دیتی کہ آنیوالا شخص کون ہے مگر پھر بھی محمود کی دوربین آنکھوں نے فوراً پہچان لیا کہ آنیوالا سوار مسعود کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا یہ معلوم کر کے محمود نے گھوڑے کو اس کی طرف بڑھایا اور نزدیک پہنچنے کے معمولی سلام کے بعد کہنے لگا۔ آپ کا اسم شریف۔

مسعود۔ میرا نام مسعود ہے اور آپ کا نام؟

محمود۔ مجھکو محمود کہتے ہیں۔

مسعود۔ یہ تو میں نہیں سمجھا! محمود؟

محمود۔ جی ہاں محمود مگر آپ اسطرح کیوں پوچھتے ہیں

مسعود۔ یہ تو میں پھر بتاؤنگا لیکن آپ یہ بتائیے کہ آنیکا کہاں سے ہوا۔

محمود۔ قلعہ چتوڑ میں۔

مسعود۔ (نہایت حیرانی سے) قلعہ چتوڑ میں۔

محمود۔ ہاں وہیں۔

مسعود۔ میرا بھی خیال تھا کہ آپ وہیں ہونگے مگر افسوس کہ میری بات کا کسی نے یقین نہیں کیا ورنہ آپ وہاں ایک دن بھی نہ ٹھہرنے پائے۔

محمود۔ میں آپ کے اِن مہربانہ الفاظ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر افسوس ہے کہ اس سے پہلے آپ کو نہیں دیکھا۔

مسعود۔ واہ میں بھی نہیں جانتا عبداللہ خاں سے آپ کی بہت کچھ تعریف سن چکا ہوں اونہوں نے مجھکو تمام واقعہ سے مطلع کیا تھا۔

محمود۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عبداللہ خاں کے پاس رہتے ہیں۔

مسعود۔ نہیں صاحب میں شاہی فوج میں سپہ خیال اوہبن بادمہ رائے کے زیر حکم کام کرتا ہوں اور آجکل خانخاناں اکبر کیساتھ آیا ہوا ہوں۔ ایک عرصہ تک اس علاقہ میں رہ چکا ہوں۔

محمود۔ لیکن آپ عبداللہ خاں کے پاس کیونکر گئے

مسعود۔ آپکو یاد ہوگا کہ آپکو قلعہ کا کروڑی میں جانے کا حکم ہوا تھا۔

محمود۔ بیشک۔

مسعود۔ مگر جب آپ قلعہ میں تشریف نہ لائے تو مجھکو حکم ہوا کہ میں شیو پور میں جاکر آپکے حالات دریافت کروں اور یہی وجہ ہے کہ مجھے عبداللہ خاں

سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا آپکی اونہوں نے بڑی تعریف کی تھی اور مجھے آپکے دیکھنے کا نہایت شوق تھا ہمارے آرج ولی آرزو پوری ہوئی لیکن اسوقت آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں اور کدہر جائینگے۔

محمود۔ وہیں سے آتا ہوں۔

مسعود۔ چنوٹ سے۔

محمود۔ جی ہاں مگر آپ کہاں سے آرہے ہیں اور کدہر کا ارادہ ہے۔

مسعود۔ میں بھی چنوٹ ہی سے آتا ہوں اور شیوپور کا ارادہ ہے مگر آپ کہاں تشریف لیجا رہے ہیں۔

محمود۔ فی الحال شیوپور ہی جانیکا ارادہ ہے اور آگے خدا جانے کہاں جانا پڑے ہاں تو آپ چنوٹ میں کیا سکے گئے تھے۔

مسعود۔ یہ ایک طول قصہ ہے جسکو کسیوقت پر بیان کرونگا مگر آپ یہ کہئے کہ راجپوتوں کی فوج سے آپ کو کیونکر رہائی ہوئی اور اب اوس لڑکی کا کیا حال ہے۔

محمود۔ (حیرانی سے) کونسی لڑکی۔

مسعود۔ وہی ہندو شہزادی جسکی تیغ ابرو نے آپکے دل کو قتل کر لیا۔

مسعود۔ کیا آپکو بھی اوسکا حال معلوم ہے؟

محمود۔ (مسکرا کر) معلوم کیوں نہو کسی نے سچ کہا ہے۔ "دل را بدل راہیست"

مسعود۔ یہ تو درست ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے عبداللہ خاں نے بیان کیا ہوگا۔

محمود۔ بیشک اب بیان کیا ہے تو کیا ہے میرے خیال میں اب جانے دیجئے تاکہ صبح سے پہلے یہ پہاڑی علاقہ ختم ہو جائے۔

مسعود۔ بہتر ہے چلئے۔

یہ کہکر دونوں گھوڑوں کو ایڑ دیکر گاہیں آہستہ آہستہ باتیں کرتے ہوئے چلے۔

مسعود۔ آپ نے اوس لڑکی کا حال نہ بتایا۔

محمود۔ افسوس! قسمت نے دھوکا دیا آسمان کا الٹ ہو گیا۔

مسعود۔ (تعجب سے) آخر کیا ہوا۔

محمود۔ اجی کیا باتوں ہی سمجھ لیجئے کہ تقدیر نے ایسے وقت میں دھوکا دیا جبکہ ہر ایک بات مطلب کے موافق ہو چکی تھی۔

مسعود۔ آہ عاشقوں کی قسمت ایسی ہی ہوتی ہے جسطرف دیکھیے یہی نظر آتا ہے آہ عشق میں مایوسی ہی ہوتی ہے ایسا خوش قسمت تو کبھی دیکھنے میں یا سننے میں بھی نہیں آیا جسکو عشق میں کامیابی نصیب ہوئی ہو۔ واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ ہر درخت کے نیچے رنج ہوتا ہے باغ ہی کو دیکھئے جب پھول اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے اور ہر ایک درخت اپنی دلکشی بہار سے تمام چمن کو رونق دیا کرتا ہے اور جب بلبل سمجھتا ہے کہ ہمیشہ ایسے ہی شبہ و روز محو نشاط رہینگے اور اسی قسم کی بہار دیکھتے دیکھتے اپنی عمر گنوا دیتا ہے تو ہوا کے ایک زناٹے کے ساتھ یکایک خزاں آجاتی ہے اور سب کیا کرایا برباد کر ڈالتا ہے۔ وہاں کے سچ جانے ہے اور جہاں کسی شاداں و خرم یعنی ہنستے بولتے اپنی ہریالی سے باغ کی تروتازگی کو دوبالا کیا کرتے ہیں اور جہاں رنگ برنگ کے پھول اپنے دلکشی خوشبو سے صحن چمن میں دلفریبی کی بہار پیدا کر رہے ہیں وہاں خزاں جی اپنا زور دکھاتی ہے اور سوا خار و خس کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ جہاں کہیں نرگس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا کرتا تھا وہاں آنکھیں نظر آنے لگتی ہیں غرض جس چیز کو دیکھئے یہی نظر آئے گا کہ زمانہ اس وقت دھوکا دیتا ہے جبکہ انسان سمجھتا ہے کہ اب

اوسکی آرزوئیں پوری ہونے والی ہیں عاشقوں کی طرف متوجہ ہونے سے یہی دکھائی دیتا ہے کہ اول تو کسی کو شب وصل ہی نصیب نہیں ہوئی اور اگر کسی خوش نصیب کو خوش قسمت نے ایسا موقعہ دیا اور اوسکو برسوں کی جدائیوں اور سیکڑوں قسم کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد اگر یار کا وصال میسر ہوا تو پھر آسمان نے اوسکو ایسی گردشوں میں ڈالا کہ اوس ایک لمحہ کی خوشی کے بدلے میں سیکڑوں برسوں کا غم دکھلایا اور لاکھوں قسم کے رنج اور صدمے پہنچائے کہ وہ بیچارہ جان سے بھی تنگ آگیا اور یا دنیا سے تنگ آکر کسی ویرانہ میں گوشہ نشین ہوتے ہوتے کسی صحرائی درندہ کا شکار ہو گیا میرے خیال میں تو جس چیز کو دیکھئے گا یہی نظر آئیگا میں نے کبھی کسی عاشق کو نہیں دیکھا کہ وہ خوش ہو بلکہ جسکو دیکھا کسی کو تو یار کے ظلموں اور جفاؤں کے شکوے کرتے سنا اور کسی کو آسمان کی دشمنی اور زمانہ کی مخالفت پر روتے پایا۔

مسعود ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ رقت قلب سے زبان بند ہوگئی اور اوسنے چہرہ کے تغیر و تبدل کو چھپانے کے لیے رومال سے منہ ڈھانپ لیا یہ حالت دیکھکر محمود نے رفتار کو ذرا آہستہ کیا اور بولا حضور معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی کسی کی نوکیلی پلکوں کے گھائل ہیں۔

مسعود۔ (لرزتی ہوئی آواز سے) آہ! کمبخت عشق ہلاک محبت۔

محمود۔ اگر واقعی میرا خیال درست ہے تو پھر آپ کو بتانے میں کوئی عذر ہونا چاہئے۔

مسعود۔ عذر تو کوئی نہیں مگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنی بدقسمتی کا حال کہہ سکوں۔ آہ! افسوس وہ کوئی دشمنی نہیں جو زمانہ نے میرے ساتھ نہ کی ہو ہمیشہ اپنے ہر دشمنوں میں ڈال رکھا کہ کبھی دم لینے کو مہلت نہوئی میں یہی سمجھ لیجئے کہ مجھسا بدنصیب شاید ہی کوئی دنیا میں ہو۔

محمود۔ افسوس میں نے خیال کیا تھا کہ میں ہی قسمت کا مارا ہوں مگر یہنی سے آپ بھی ایسے ہی نکلے۔

مسعود۔ خدا مجھ جیسا بدقسمت کسی کو نہ بنائے اگرچہ عمر چھوٹی ہے مگر اتنی تکلیفیں اوٹھائی ہیں کہ اب دنیا سے دل سیر ہو گیا ہے اب تو دل یہی چاہتا ہے کہ یہ باقی زندگی کسی گوشہ میں بیٹھکر گذار دیجائے۔

محمود۔ جو جو اپنی حالت آپ بیان کرتے ہیں میرا اشتیاق اور بڑھتا جاتا ہے۔

مسعود۔ اگر آپ میرا حال سننے کے اتنے ہی مشتاق ہیں تو اطمینان کے وقت کہونگا میرا دل پہلے ہی بیقرار تھا اور گذشتہ واقعات کے یاد آجانے سے اور بھی بیقراری بڑھ گئی ہے۔

محمود۔ مگر عاشقوں کو تو کبھی اطمینان عمر بھر نصیب نہیں ہوتا۔

ہنوز محمود یہ جملہ ختم کرنے نپایا تھا کہ اوسکے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور ساتھ ہی گھوڑے سے نیچے گر گیا۔

بارہواں باب

غریب کی جورو بڑی

یہ واقعہ اسقدر جلد اور ایسا اچانک ہوا کہ نوجوان مسعود پہلے تو دیر تک سناٹے میں رہا مگر آخر کار اوس نے اپنی حیرانی کو دور کیا اور فوراً ہی گھوڑے سے اترا تاکہ محمود کے گرنے کا سبب دریافت

گرے گو محمود کی خوفناک چیخ نے ہی مسعود کے
دل میں ایک قسم کا خوف پیدا کر دیا تھا مگر جوں ہی
اوس نے محمود کو دیکھا تو وہ ایک سناٹے میں آ گیا
اور بے اختیاری میں آنکھوں سے دو ایک قطرے
آنسوؤں کے گر گئے۔ کیونکہ اوس کا تمام بدن
خون سے رنگ ہو گیا تھا اور زمین پر اسطرح پڑا ہوا
تھا جیسے بالکل مچھلیاں ہوتا ہے۔ مسعود کو حیرانی تھی
کہ محمود زخمی کیوں ہو گیا مگر یہ ایک ایسا سوال تھا
کہ جو اوسکی سمجھ میں آتا ہی نہ تھا۔ بار بار اس معاملہ
پر غور کرتا اور اپنے دل سے پوچھتا تھا کہ یہ واقعہ
کیونکر ہوا لیکن جو جو وہ اس بارے میں سوچتا
رہا وہ اوسکی حیرانی اور زیادہ کرتی گئی اور
اب وہ اپنے دل میں ایک قسم کا خوف محسوس
کرنے لگا تھا جسکو اس سین کی سنسنائی اور ہیبت
دم بدم زیادہ کئے جاتی تھی۔

اسوقت آسمان پر کوئی جگہ خالی نہ تھی ہر طرف
بادل پھیلا ہوا تھا اور اتنا سیاہ تھا کہ بیشتر نہایت
ہی بھیانک معلوم ہونے لگا۔ ایک تو رات کا وقت
دوسرے بادل اتنا بڑھ گیا اور ایسی سیاہی بڑھ گئی
کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا ان سب باتوں کے
علاوہ ہوا کی تیزی اور درختوں کی کھڑکھڑاہٹ
اس سین کو اور بھی کمزور کئے جاتی تھی اور مسعود
کے دل کا خوف اور ترقی کر گیا اور وہ مایوسانہ
طریقہ سے محمود کے سرہانے بیٹھ گیا اور اوسکو
غور سے دیکھنے لگا مگر غریب محمود اسطرح پڑا تھا کہ
سانس بھی آتی جاتی معلوم نہوتی تھی پہلے تو اوسکو
گمان ہوا کہ ابھی اوسمیں جان باقی ہے مگر فرط زخم
کی شدت اور خون کے بہنے اور بے اختیاری
سے گھوڑے پر سے گرنے نے اوسکو مدہوش کر دیا ہے

مسعود دیر تک اسیطرح بیٹھا رہا اور اس معاملہ پر
غور کرتا رہا آخر کار اوس نے اپنے زخمی رفیق کو اس
جگہ سے اٹھا کر ایک صاف جگہ پر لٹایا اور بدن
اور کپڑوں سے خون صاف کیا تو معلوم ہوا کہ مہلک
زخم تلوار کا لگا ہوا ہے اور ایسے طاقتور آدمی نے
لگایا ہے کہ پشت سے لیکر سینہ تک ایک سیدھ
ہو گیا ہے جس سے خون کے فوارے نکل رہے
ہیں اوس نے جوں ہی یہ حالت دیکھی تو ہوش گم
ہو گئے اور سمجھ لیا کہ ابھی نہیں تو صبح تک محمود
بالکل سرد ہو جائیگا کیونکہ دمبدم خون خارج ہوا
جاتا تھا اور ساتھ ہی اسکے چہرہ کی حالت بھی تبدیل
ہوتی جاتی تھی اگرچہ تلوار نے سینہ کی کسی ہڈی کو
نقصان نہیں پہنچایا مگر پھر بھی محمود کے بچنے کی
ظاہرا امید نظر نہ آتی تھی جوں جوں وقت گذرتا وہ
مسعود غمگین ہوتا جاتا تھا۔ آخر ایک فوری خیال
دل میں آیا اور اوسنے اپنی پگڑی پھاڑ کے زخم کو
خوب زور سے باندھا تا کہ خون بہنے سے رک
جائے مگر اسبارے میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی
اور وہ مایوس ہو کے بولا۔ افسوس میں اکیلا ہوں
اور یہ بالکل بیہوش پڑا ہے گو اس کو
اٹھا کر میں لیجا سکتا ہوں مگر یہاں
کوئی نزدیک آبادی بھی نہیں جہاں
لیجاؤں حیرانی یہ ہے کہ اگر گھوڑا
سوار ہوتا تو اوسکے گھوڑے کے ہاتھوں کی
سنسناہٹ یا تلوار کی کھڑکھڑاہٹ بھی سکر اوسنے
گریہ واقعہ ضرور میں واقع ہوا ہے مگر میری
سمجھ میں تو خاک نہیں آتا۔ لاکھ غور کرتا ہوں اور
سوچتا ہوں لیکن کچھ پتہ نہیں چلتا خیر یہ تو جو کچھ ہونا
تھا ہو چکا اب اسکو کہاں لیجاؤں جہاں جا کر اس کے

علاج کا بندوبست کردوں اگر رات بھر یہیں پڑا رہا تو خون بہہ جانے سے بالکل بیجان ہو جائیگا اور پھر کچھ نہ کرتے دھرتے بن نہ پڑے گا اسوقت کوئی رہبر بھی نظر نہیں آتا جس سے کسی قسم کی مدد کی امید ہو سکے - مسعود کا سلسلۂ خیالات یہیں تک پہنچا تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی پانچ سوار نمودار ہوئے جو بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اسطرف کو چلے آتے ہیں مسعود کی تیز نگاہوں نے فوراً دیکھ لیا کہ پانچوں سوار اونٹ پر ہیں اور اون کے اسطرف آنے سے اوس نے تاڑ لیا کہ ضرور کسی ارادہ سے بڑھے آتے ہیں یہ خیال کرکے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اون کے آنے کا انتظار کرنے لگا ابھی اوسکو اسیطرح چند ہی منٹ گذرے تھے کہ پانچوں سوار نزدیک آگئے اور تلواریں نکالکر مقابلہ مسعود پر ٹوٹ پڑے اول تو غم اور رنج نے ہی اسکو حیران کر رکھا تھا دوسرے اس ناگہانی بلا نے اسکے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دئے لیکن اوس نے پھر بھی استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور خنجر آدمی کیطرح تلوار لیکر اونکے مقابلہ کو کھڑا ہو گیا پہلی دفعہ تلواریں اوٹھتے ہی ایک راہوت زمین پر گرا اور دوسرا گھوڑے کی پیٹھ پر ہی واصل جہنم ہوا - دو سواروں کا اس طرح خاتمہ کر دینے سے مسعود کا حوصلہ بڑھ گیا اور اوس نے تلوار کو زور سے چمکا دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرکے باقی ماندہ سواروں پر بجلی کیطرح جا پڑا اور آناً فاناً میں تیسرے کو بھی گرا کر مار ڈالا اب اس کا حوصلہ اور زیادہ بڑھ گیا مگر اسد خوا ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سوار اوسکے پیچھے کیطرف ہو گیا اور دوسرا آگے سے حملہ آور ہوا - یہ موقع بہادر مسعود کے واسطے نہایت خطرناک تھا اور اوس نے سمجھ لیا کہ اب زندگی باقی نہیں اسوقت ہم اوسکے دلی خیالات کا تو اندازہ نہیں کر سکتے مگر اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وہ بار بار نگاہ اوٹھا کر غریب مسعود کیطرف دیکھتا جاتا تھا جس سے یقین ہوتا تھا کہ ایسے وقت میں بھی اوسکے دل میں مسعود کی بیکسی کا خیال سمایا تھا ہم پیشتر لکھ چکے ہیں کہ یہ موقع مسعود کیواسطے نہایت ہی مہلک تھا اور اسکا گمان تھا کہ آناً فاناً میں بچیلا سوار اپنی تلوار پشت میں بھونک دیگا مگر اوقت پیچھے سے ایک جگر خراش چیخ کی آواز آئی اور ساتھ ہی اسکے سامنے والا سوار قریب کے جنگل میں غائب ہو گیا یہ حالت دیکھکے پہلے تو نوجوان مسعود حیران ہوا کہ جب اوس نے پیچھے کیطرف دیکھا تو ایک نوجوان مسلمان کو ایک معمولی گھوڑے پر سوار دیکھکر نہایت ہی متعجب ہوا پہلے تو اسکا خیال تھا کہ شاید خدا نے اس کی مدد کے لئے کسی فرشتہ کو بھیجا ہے - - - - - اسکے نزدیک پہنچکر گھوڑے سے اوترا اوسکی طرف بڑھا اور نزدیک جاکر کہنے لگا - اگرچہ آپ کا نام معلوم نہیں مگر میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ آپ نے ایسے وقت میں میری جان بچائی ہے جبکہ کسی قسم کی مدد کی ہرگز امید نہ تھی -

نوجوان - شکریہ ادا کرنیکی کوئی بات نہیں یہ کب ممکن ہے کہ ایک شخص کو مصیبت میں گرفتار دیکھکر دوسرا اوسکی مدد نہ کرے -

مسعود - واقعی آپ نیکدل اور شریف النفس آدمی ہیں امید ہے کہ آپ اپنا نام بھی مجھے تبلیغ

کے پوشیدہ نہ رکھیں گے۔

نوجوان۔ میرا نام داؤد ہے اور آپکا اسم شریف

مسعود۔ مجھکو لوگ مسعود کہتے ہیں۔

جسوقت مسعود یہ بات کر رہا تھا عین اوسوقت نوجوان داؤد کی نگاہ محمود پر جا پڑی اور وہ چلاکر کہنے لگا آہ! یہ کون ہے۔

مسعود۔ یہ ایک اسلامی فوج کے افسر ہیں آج کسی غرض سے شیو پور کو جا رہے تھے کہ راستہ میں مجھسے ملاقات ہوگئی میں بھی ادہر کو جا رہا تھا لہذا میں نے ان کے ساتھ رہنا مناسب سمجھا۔ مگر افسوس کہ یہاں پر پہنچکر یکایک گھوڑے سے یہ نیچے گر گئے اور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بڑے سخت زخمی ہوئے ہیں۔

داؤد۔ (جلدی سے بات کاٹکر) زخمی ہوگئے

مسعود۔ جی ہاں زخمی ہوگئے۔

داؤد۔ وہ کیونکر؟

مسعود۔ یہ تو معلوم نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ زخم تلوار یا نیزہ کا ہے اور کسی طاقتور کا ہاتھ لگایا ہوا ہے اب یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ زخم لگانیوالا کون شخص تھا۔

محمود۔ (کچھ دیر سوچکر) یہ تو واقعی حیران کرنیوالی بات ہے ہاں مگر انکا نام کیا ہے۔

مسعود۔ محمود خاں۔

داؤد۔ (چونک کر) ہیں محمود خاں۔

داؤد نے یہ نام اسطرح لیا کہ مسعود حیران ہوکے اسکے چہرہ کیطرف دیکھنے لگا مگر داؤد نے اسبات کا کچھ خیال نہ کیا اور محمود کیطرف بڑھا جب نزدیک پہنچا اور اسکے چہرہ کو غور سے دیکھا تو اوسکا تمام شک رفع ہوگیا اور نہایت غریب آواز میں بولا۔ واقعی یہ وہی محمود خاں ہیں جنکا میں نے پہلے بھی ایک دو مرتبہ دیکھا ہے مجھے انکی حالت دیکھکر نہایت ہی رنج ہوتا ہے مگر تعجب ہے کہ وہ ایسا بدمعاش کو وحشی جسنے انکو اسطرح زخمی کر دیا میرے خیال میں یہاں نہیں ٹھہرا (مقتول راجپوتوں کیطرف اشارہ کرکے) کیا انہیں میں سے کسی نے انکو زخمی کیا ہوگا۔

مسعود۔ نہیں صاحب یہ بالکل ناممکن ہے اسلئے کہ یہ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور اگر ان میں سے کوئی ہوتا تو ضرور گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دیتی مگر اوسوقت تو ہوا کے سنسنانے کی آواز بھی نہیں آئی اگر ایسا ہوتا تو یہ کب ممکن تھا کہ نوجوان اور بہادر محمود خاں جس نے تنہا ہزاروں پر بیسی فوجوں کو شکست دی اس طرح زخمی ہوجاتا کہ دین و دنیا کی خبر نہ رہتی۔

داؤد۔ واقعی یہ بات تعجب خیز ہے۔

مسعود۔ لیکن آپ نے ابتک نہ بتایا کہ آپ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں اور ادھر کس غرض سے آرہے تھے۔

داؤد۔ پہلی دو باتوں کے جواب میں تو یہی کافی ہے کہ میں ایک دنیا کا ستایا ہوا ہوں اور اب صحراؤں میں زندگی بسر کرتا ہوں جہاں شام ہوگئی وہیں بستر کرلیا اور قدرتی شامیانہ کے نیچے رات بسر کرلی۔ لیکن آپ کے آخری سوال کا جواب صرف یہی ہے کہ اب حسن اتفاق سے ادہر آنکلا ہوں تو کسی خاص طرف جانے کا ارادہ نہیں تھا۔

مسعود۔ آپ نے مجھپر ایسا احسان کیا ہے کہ میں عمر بھر آپ کا بیدام غلام بنا رہوں گا اور

اب صاف لفظوں میں کہے دیتا ہوں کہ جس جان کو آپ نے اسوقت بچایا موقع پر آپ پر قربان کر سکتا ہوں اور آیندہ میں ہمیشہ آپ کو دنیا بھائی سمجھا کروں گا۔

داؤد۔ میں آپکی اس مہربانی کا ازحد شکر ہوں

مسعود۔ شکر ہو تیکی کوئی بات نہیں آپ نے کام بھی وہ کیا ہے جسکا صلہ کسیطرح ادا نہیں کر سکتا۔

داؤد۔ خیر یہ باتیں پھر ہونگی اب ان کے لیجانے کا بندوبست کیا ہے میرے خیال میں یہاں تو رات نہ کاٹی جائیگی بیوکہ ابھی تو مشکل سے تین بجے ہونگے۔

مسعود۔ ہیہات میں بھی سوچ رہا ہوں مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی یہاں کوئی نزدیک آبادی نہیں جہاں ہم ان کو لیجائیں اور اوس کے علاوہ وہ دسمبر زیادہ ٹھنڈا ہوتا جاتا ہے اگر باقی رات یہیں پڑے رہے تو امید ہے کہ صبح تک بالکل سرد ہو جائیگا۔

داؤد۔ میرے خیال میں ایک تجویز آئی ہے اگر ممکن ہے

مسعود۔ ضرورت کیوقت کسی مشکل کا لحاظ نہیں کیا جاتا آپ بتائیں تو سہی۔

داؤد۔ قلعہ جیتور کے نزدیک میری ایک جاگیر ہے اگر انہیں وہاں کسی طرح پہنچا دیا جائے تو امید ہے کہ وہاں پہنچتے ہی ہر قسم کا انتظام کر دیا جاوے

مسعود۔ لیکن وہ تو یہاں سے بہت دور ہے ہم وہیں سے تو آرہے ہیں۔

داؤد۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس علاقہ کے راستوں سے بالکل ناواقف ہیں۔

مسعود۔ کچھ ایسا واقف بھی نہیں مگر سوائے اس پہاڑی سڑک کے اور کوئی راستہ معلوم نہیں۔

داؤد۔ راستہ واقعی بہت خطرناک ہے اور لمبا ہے مگر اسکیطرف اشارہ کرکے بتایا تھا کہ نزدیک ہے اور ایسا صاف ہے کہ پانچ گھنٹہ کا سفر چھ کے قلعہ سے نزدیک پہنچا دیتا ہے۔

مسعود۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر محمود کے لیجانے میں کوئی مشکل نہیں۔

داؤد۔ مگر آپ اکیلے وہاں تک کسطرح لیجائینگے گھوڑے پر تو یہ سوار نہ ہو سکینگے اور کوئی ایسی چیز نہیں جسپر لٹکا کر لیجائیں۔

مسعود۔ اس بارہیں کوئی فکر نہ کیجئے آپ صرف تینوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیجئے اور ان کا بندوبست میں خود کرلوں گا۔

اتنا کہکے مسعود نے محمود کو زمین سے اوٹھایا اور بازوؤں پر اوٹھا کر اوسطرف کو لیچلا جدھر نوجوان داؤد نے اشارہ کیا تھا داؤد نے گھوڑے کی باگیں پکڑلیں اور آگے آگے روانہ ہوا اسوقت کئی جگہ سے بادل پھٹ گیا تھا اور آسمان کی سفیدی مائل نیلگونی نظر آرہی تھی مسیکو تارہ کی جھلملاہٹ اور بھی دلفریب بنائے جاتی تھی ہوا کی تیزی سے پہاڑی علاقہ کی سردی زیادہ بڑھ گئی تھی اگرچہ چاند نہ تھا مگر ستاروں کی روشنی میں ہر ایک چیز نظر آرہی تھی جلو نظر جاتی تھی سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا تھا کئی کوس تک میدان میلوں تک پھیلے چلے گئے تھے ایکطرف تو پہاڑوں کا سلسلہ اس سین کو ہیبتناک بنا رہا تھا اور دوسری طرف سرد ہوا دل نے ایسا عالم پیدا کر رکھا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں ایک قسم کی تازگی پیدا ہو جاتی تھی ہنستے ہنستے دونوں پر بیچارگی کیوقت جو اداسی پڑ گئی تھی تو چلتے وقت

اوسکے چوڑے چوڑے قطرے پانوں کو بھگو رہے تھے جس مڑگی پر یہ بیتوں نوجوان جا رہے تھے اسکے دونوں طرف بہری نے ایسا سماں باندھا ہے کہ ہر ایک شخص اوسوقت کے سین کو دیکھنے کے لئے ضروری کچھ وقت کے لئے ٹھہر جاتا تھا مگر ان پر غم واندوہ نے اتنا غلبہ پایا تھا کہ انھوں نے اسطرف نظر اوٹھا کے بھی نہ دیکھا بلکہ اوسیطرح بڑھتے چلے گئے اگر کبھی بعض بعض اوقات گھاٹس کے کسی لمبے ٹیلے سے مسعود کا پانوں رک جاتا تھا تو وہ ان باتوں کی ذرا پرواہ بھی نکرتا تھا آخر کار راستہ کی تنہائی اور اُس بیمانک قطع کے عالمگیر سناٹے سے اوکتا کر مسعود نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہنے لگا کیا آپ اس جنگلی میں اکیلے ہی رہتے ہیں۔

داؤد۔ نہیں ایک میری والدہ بھی ہے۔

مسعود۔ تو پھر شاید ہمارے وہاں جانے سے آپ کے آرام میں کچھ خلل واقع ہو۔

داؤد۔ آہ فقیروں کو راحت و آرام سے کیا غرض۔

مسعود۔ وہ تو درست ہے مگر پھر بھی آپکو کچھ نہ کچھ تکلیف تو ضرور ہوگی۔

داؤد۔ آپ شاید ایسا خیال کرتے ہیں مگر میں اوسکو تکلیف نہیں خیال کرتا بلکہ آپ جیسے صاحبوں کا غریب کی جھونپڑی میں جانا اسکے لئے باعث فخر ہے۔

مسعود۔ آپکی مہربانی ہے ورنہ ہم اس لائق نہیں

داؤد۔ ہاں تو آپنے یہ نہ بتایا کہ آپ چھوڑ میں کیوں گئے تھے۔

مسعود۔ یہ ایک لمبی داستان ہے جسکو کبھی فرصت کے وقت بیان کرونگا۔

داؤد۔ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ محمود خاں چھوڑ کس واسطے گئے تھے۔

مسعود۔ آپ سے چھپانیکی کیا ضرورت ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ راجپوتوں کے ہاتھ قید ہو گئے تھے اور اب۔

داؤد۔ (نہایت ہی جلدی سے بات کاٹکر) قید ہو گئے تھے

مسعود۔ جی ہاں۔

داؤد۔ وہ کیونکر۔

مسعود۔ یہ شاید آپکو معلوم ہوگا کہ شیوپور کو فتح کرنے کیلئے آئے تھے اور جب اسمیں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو چکی تو خافان اکبر نے انھیں تھوڑے کا کڑوں میں بلا بھیجا تھا جہاں وہ خود ٹھیرے ہوئے تھے دوسرے دن علی الصباح یہ تھوڑی سی فوج ساتھ لیکر اودھر روانہ ہوئے مگر افسوس کہ راستہ میں راجپوتوں کی ایک بڑی فوج سے مقابلہ ہو گیا اور یہ قید ہو گئے

داؤد۔ تو شاید آپ وہاں سے بھاگے ہوئے آتے ہیں۔

مسعود۔ بیشک آپکو خیال درست ہے۔

داؤد۔ افسوس زمانہ نے ایکدن بھی چین لینے کی مہلت نہ دی اور ایسی خطرناک حالت میں ڈالدیا جس سے بچنے کی کوئی امید نظر ہی نہیں آتی واقعی قسمت کے ستائے ہوئے کو کبھی آسمان آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا۔

مسعود۔ مجھے آپکی باتوں سے عشق کی بو آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی ایک زمانہ تک ہجر کے صدمے اور فرقت کی تکلیفیں اوٹھا چکے ہیں اور زمانہ کے ظلموں اور آسمان کی جفاؤں کو برداشت کر چکے ہیں انشا کہکر مسعود نے داؤد کیطرف دیکھا تو اوسکی آنکھوں سے

اشک جاری تھے اور وہ زار و قطار رو رہا تھا
یہ حالت دیکھکر مسعود پہلے تو حیران ہوا مگر کچھ دیکھنے
کے بعد بولا۔ "میں آپ روکیوں رہے ہیں"۔
داؤد۔ گذشتہ واقعات یاد کرکے دل بھر آیا۔
مسعود۔ افسوس ہم تو بدقسمت تھے ہی مگر آپ بھی
ہم جیسے ہی نکلے۔
داؤد۔ مجھسا برگشتہ دنیا میں کوئی بھی نہو گا یہ
کہکر داؤد پھر زار و قطار رونے لگا مسعود نے جب
اسکی یہ حالت دیکھی تو تسلی کے لہجہ میں بولا۔
"آہ وسطرح رونے سے کیا ہوتا ہے یقین جانئے
کہ خدا ہر ایک مصیبت کا تدارک ہے کوئی یہ خیال نہ کرے
کہ باغ میں ہمیشہ ہی خزاں رہیگی بلکہ نہیں ایکدن
وہ آنیوالا ہے جبکہ صحن چمن کی روشن پھولوں سے
بھر جائیگی اسطرح انسان کو چاہیے کہ رنج میں خوشی
کی نمود ہوئے اور خدائی رحمت سے نا امید نہو یہ
تو ممکن نہیں کہ دنیا میں کوئی شخص غمگین نہو کیونکہ
خدا کا حکم ہے کہ رنج میں انسان خوشی سے یا اس
نمود ہوئے اور خوشی کی ساعت سے بیفکر نہ بیٹھے جو
کوئی اسکے برخلاف کریگا ضرور نقصان سے گا اصل
تو یہ ہے کہ کسی چیز کا لطف اور سیوفت حاصل ہوتا
ہے جب وہ مدتوں کے انتظار کے بعد میسر ہو
خوشی اور سیوفت اسی معلوم ہوگی جبکہ مدتوں کے
رنج و غم اور اشکبار کیبعد ہوگی روٹی کمانے
کا مزہ اسیوفت حاصل ہوتا ہے جب خوب بھوک
لگی ہو آوارگان دشت غربت کو وطن میں رہنے
کا لطف اسیوفت حاصل ہوگا جبکہ وہ مدتوں
وطن سے جدا رہیں اور مسافرت کی تکلیفیں
برداشت کر چکے ہیں"۔
داؤد۔ آپکی ایسی باتیں مجھکو دلاسا کر رہی ہیں

لیکن اس گفتگو کو اسوقت ختم کر دیجئے۔
اسکے بعد دونوں خاموش ہوگئے اور پہلے سے
کسیقدر تیز چلنے لگے ابھی اسطرح [illegible]
زمانہ گذرا ہوگا کہ داؤد سڑک کے دائیں ہاتھ کو
مڑ گیا اور کہنے لگا۔ "اب ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے"
(اشارہ کرکے) وہ چبوترہ کا قلعہ نظر آرہا ہے۔
مسعود۔ یہ راستہ تو واقعی بہت نزدیک ہے اگر
ہمکو پہلے معلوم ہوتا تو اسی راستہ سے جاتے۔
داؤد نے اسکا کچھ جواب نہ دیا بلکہ خاموشی سے راستہ
طے کرتا گیا یہانتک کہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی کے
سامنے ٹھہر گیا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا "میرے
خیال میں گھوڑوں کو یہیں چھوڑ دینا بہتر ہے یہ کہکر
اس نے دونوں گھوڑوں کو علیحدہ علیحدہ باندھ دیا
اور جھونپڑی کا دروازہ کھٹکھٹایا جسکے ساتھ ہی ایک
بوڑھی عورت اندر سے نکلی اور ان دونوں شخصوں کو
دیکھکر بولی۔ داؤد یہ کون ہیں"۔
(محمود کو دیکھکر) یہ نوجوان اسطرح کیوں [illegible]
داؤد۔ یہ بھی بتا دیا جائیگا فی الحال انکے رہنے کا
بندوبست کر دیجئے کیونکہ یہ بہت تھکے ہیں اور زندگی
کی کوئی امید نہیں یہ سنکر عورت نے جلدی سے
زمین پر گھاس بچھا دی اور محمود کو اوپر [illegible]
تیمارداری میں مشغول ہوئی۔

دسویں رات

[illegible]
گذشتہ [illegible]
زمانہ میں مسعود اور داؤد نے [illegible]
ایک حکیم کی مستعد کر دیا [illegible]
ہے اور محمود کے زخم [illegible]
کسی روز اسکی حالت [illegible]

کہ حکیم بھی مایوس ہو کر کہتا ہے کہ اب اس کے
بچنے کی کوئی امید نہیں اور کیسی اوسکی حالت
بہت مختلف ہو جاتی ہے جس سے سب کو یقین
ہو جاتا ہے کہ چند دنوں کے سوا اور علاج اور
کوششوں سے مریض تندرست ہو جائیگا غرض
نوجوان دلہن کی اس تغیر پذیر حالت نے جو نزدیک
کے رہنے والوں کو نہایت پریشان کر دیا ہے یہ
آیت مذکور قرآن مجید کی ہے اور اسکے معنی یہ
ہیں اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق
کا فاصلہ ہوتا اور مغرب کا۔ اگر اس آیت کی ضمیر
پارتی اور پرتاب کیطرف پھیری جائے تو نہایت
ہی موزوں اور مناسب معلوم ہوتی ہے۔
پارسی عورت اور نوجوان داؤد کو ہمیشہ اسکے سرہانے
بیٹھکر رویا کرتے ہیں اگرچہ سجود کو بھی کچھ دنوں سے ایک
قسم کا مرض ہو گیا تھا مگر اسکا دل ایسا نرم نہیں
ہے کہ وہ اسکی حالت پر افسوس نہ کرے بلکہ وہ ہمیشہ
اسکی تیمارداری میں مشغول رہتا ہے اور اوس کے
تندرست رہنے کی دعا مانگا کرتا ہے مگر افسوس کہ
محمود نے ایک ایک فرشتہ کی آنکھ نہیں کھولی اور
نہیں جانتا کہ وہ کس قابل رحم حالت میں پڑا ہوا ہے اور
کون کون لوگ اسکے لئے بیقرار ہو کے خدا سے اس
کی صحت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اوسے بالکل
علم نہیں کہ وہ خاص اسی شہر میں پڑا ہوا ہے جس کا
بچہ بچہ اسکا دشمن ہے راجپوتوں کی فوج میں ایک
ہلچل مچا ہوا ہے اوسے یہ بھی خبر نہیں کہ اوس کی
جستجو میں سیکڑوں سوار گھوڑے دوڑاتے پھرتے
اور اوسکے پتہ کرنیکے درپے ہو رہے ہیں وہ جیون
سے زندگی سے ایسا بیہوش پڑا ہے کہ دین و دنیا
کی بہتری اوسکے لئے تو دنیا کی بہتریاں اور بیہتری
کی دلخوشی بابت ابھی سے گئی گذری ہو گئیں اوسے کیا
خبر کہ آفتاب کس طرف سے نکلتا ہے اور کس طرف غروب
ہوتا ہے اسکو تاروں بھری رات کا لطف کیا معلوم وہ نہیں
جانتا کہ بزم علوی اوسی آب و تاب پر ہے اور ستارے
اوسیطرح جھلملا کے آسمان کے نیلے نیلے فرش کو سجا کر
کرتے ہیں اوسے نہیں معلوم کہ وہ ایسی بیہوشی میں
پڑا ہے جسکے ارد گرد قدرت کے چابکدست کاریگر نے ایسی
ایسی دلچسپیاں پیدا کر دی ہیں جن کے دیکھنے سے
آنکھیں کبھی سیر ہی نہیں ہوتیں غرض وہ ایک ایسی
حالت میں پڑا ہے کہ وہ موت سے کسیطرح بھی کم نہیں
اب ہم محمود کو اسی قابل رحم حالت میں چھوڑتے ہیں اور
جروش پارتی کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جسکو ہمنے
نہایت ہی بیقراری کی حالت میں چھوڑا تھا اور جسکو بانا کے
زبردست حملہ نے ایسی فکر میں ڈالدیا تھا کہ جس سے
نجات پانے کے لئے وہ خدا سے موت کی دعائیں
مانگ رہی ہے اسوقت پارتی اپنے کمرہ میں بیٹھی ہے
نازنیں ہاتھ سر پر رکھا ہوا ہے اور کسی ایسی فکر میں غرق
ہو گئی ہے جسنے اوسکو بالکل محو کر لیا ہے اضطراب کی دلوں
میں خوش پیدا کرنیوالی جانفزا روشنائیوں سے جن جن
کے آتی ہے اور پارتی کی غمگین پیشانی پر عکس ڈالکر غیب
دلکش چھپا کر رہی ہے کمرہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں
اور شام کی ٹھنڈی ہوا آ آکے اسکی زلفوں سے
شوخیاں کر کے اوسکو درہم برہم کر دیتی ہے جسکی وجہ
سے پارتی کی ہیبت کا عالم ٹوٹ جاتا ہے اور وہ
نہایت ہی برہمی سے زلفوں کو درست کرتی ہے اور
پیراہن میں خیالات میں غرق ہو جاتی ہے نشستگاہ
سے ذرا فاصلہ پر ایک کافوری شمع جل رہی ہے جسکی
خوشنما و خفی غریب پارتی کے خموں کو ادھر ادھر
کر رہا ہے اسکے خوبصورت چہرہ کو دیکھکر ہر ایک

شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ ایسی بات پر غور کر رہی ہے جو کبھی تو اوسکو بالکل مایوس کر دیتی ہے اور کبھی اوس کے دل میں ایک امید پیدا کر دیتی ہے جسکی وجہ سے اسکا مغموم چہرہ کچھ وقت کیلئے بشاش ہو جاتا ہے غرض اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے پارسی نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور ذرا آواز سے کہنے لگی۔ آہ! اب ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے زمانہ کبھی خوشی نہ دیکھا بگا ایسی زندگی سے موت بہتر ہے اے افسوس وہ بھی اپنے اختیار میں نہیں اگر مرنا اپنے اختیار میں ہوتا تو پس ہی کبھی فرض کرتی آہ یہ بھی کوئی جینا ہے ہر وقت رنج و غم میں مبتلا ہوں کسی وقت آرام کی صورت نظر نہیں آتی کاش ابھی معلوم ہو جاتا کہ اس اضطرابی دل کا کچھ بھی انجام ہوگا تاکہ مضطرب دل کو تسلی ہو جاتی مگر یہ بھی نصیب نہیں جسطرف دیکھتی ہوں یاس و حسرت کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی آسمان تو دشمن ہو ہی گیا تھا اب تو یہ بھی دشمن ہوتی جاتی ہے۔

میرا خیال تھا کہ موہن بہت جلد آئے گا
اور محمود کی کچھ خبر لائے گا
مگر وہ بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

گھبا گذرا ہوا بوجھ معلوم ہو گیا مگر محمود دو دن تک نہ آیا ہوا مگر معلوم کیا بات ہے کہ اوس نے میرے چہرا کی کوئی تحریر میرے خیال کر سکے دل سے نکل گیا یا وہ کسی اور ہی دھن میں مست ہو گیا ہو گا ورنہ میرے لیے اسقدر تشویش نہ کرتا مگر نہیں وہ میرا خیال ہرگز دل سے دور نہیں کر سکتا ضرور کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ بیشک میرا وہم درست ہے ورنہ میرا دل اسطرح نہ بیٹھا جاتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی پہلو میں بیٹھا ہوا دل کو چھری سے کاٹ رہا ہے کاش کچھ بھی معلوم ہو جاتا کہ محمود اب کس حالت میں ہے مگر نہیں ایسی قسمت کہاں کہ اوسکی خیر کی خبر ہمیشہ میری آنکھوں میں پھرا کرتی ہے یہ کا خیال ہر وقت میرے دل میں رہا کرتا ہے آہ طبیعت کیسی بیقرار ہے کہ کسیوقت چین ہی نہیں آتا وہ راتیں جو ہمیشہ خوشی سے گذارا کرتی تھیں آجکل تڑپ تڑپ میں گذرتی ہیں خدا جانے قسمت کا ستارا کیوں گردش میں آگیا ہے ایک وہ دن تھا کہ کسطرح کا غم ہی نہ تھا بلکہ غم کو کوئی چیز نہ سمجھتی تھی آج یہ وقت ہے کہ ہر وقت غموں میں مبتلا ہوں ایک سیکنڈ خوشی کیسوت نظر نہیں آتی خدا جانے یہ غم کتنک میرے ساتھ رہیگے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کاش موت آجاتی تو میں ان مصیبتوں سے نجات پا جاتی یہانتک کہتے کہتے پارسی کی زبان رک گئی اور زار و قطار رونے لگی گول گول آنسو گرنے رخسارہوں سے ڈھلک کر رومالوں میں گرنے اور سر اسقدر جھکا گیا کہ نازک ٹھڈی جو بصورت سیب سے جاتی۔ افسوس! پارسی تیری بیکسی پر رحم آتا ہے تو واقعی قابل رحم ہے آہ تیرے پاس کوئی آشنا بھی نہیں جو تیرے آنسو پونچھے اور تیرے مضطرب دل کو تسکین دینے کیلئے تیرے کانوں میں شیریں الفاظ کہے آہ اچھے نیک جگر کو پیارا محمود کس نازک حالت میں پڑا ہے اور مسطرت موت اسکے سرہانے کھڑی ہوئی اسکا نظارا کر رہی ہے تجھے بالکل علم نہیں کہ تجھکے واسطے تو بیقرار ہو رہی ہے وہ بالکل اوس جہاز کی مانند ہے جو گہرے سمندر میں اٹکا ہوا ہے اور باد مخالف سے جو تجھے اوسکو تھپیڑے و دیدے کے ڈبونیکی دھمکیاں دے رہے

ہوں ۔ افسوس تجھے نہیں معلوم کہ تیرے دل کا مالک
مجھے بہت ہی نزدیک ہے ۔ اور اسی شہر میں پڑا ہے
جہاں تو نے پرورش پائی اور میں ہوں اب تو ایک
گھڑی رہنا نہیں چاہتی بیشک اگر تو اوس سے
ملنا چاہے تو مل سکتی ہے مگر آہ اکو ئی ایسا نہیں ہو
تجھکو اسبات کی خبر کرے افسوس ہم اسی مجبوری میں
ہم ہی سمجھے کہہ لیے اور تو اوسکو دیکھ بھی سکتی تصویر
تیری آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہا کرتی ہے جبکہ
نقشہ تیرے دل میں کھنچا ہوا ہے جسکی آواز تیرے
کانوں میں گونج رہی ہے جسکی یاد تیرے دل کو تڑپا
کیے دیتی ہے مگر اب تجھے جاننی کہ تیری آنکھوں میں
رحم کہا تو الا دنیا میں اب تیرا ہے خدا اسکا اور کوئی
نہیں اوسکی پروہ سر رکھو اور اسکی رحمت سے نا امید
نہو وہی سب کی آرزو میں پوری کرنیوالا ہے اور
تیری تمنا میں ہی اوسنے پوری کی ہیں آہ اگر
ہماری آواز تیرے کانوں تک پہنچ جاتی تو یقین تھا
کہ رونا بند کر دیتی لیکن ہونا ممکن ہے اور یہی وجہ
ہے تو اسیطرح مجبور رہے جاو ہے اور کہ اسیطرح
خیال ہی نہیں کرتی مگر نہیں ایک نہ نہی خیال کے
آنے نے اوسے چونکا دیا اور جھٹ پٹ آنسو پونچھ
ڈالے اور کسیقدر آہستہ آواز سے بولی ۔ آواب دنیا
میں زندہ رہنے کا کیا فائدہ کاش ۔

یہ تو پارسی کی بات ختم ہوئی تھی کہ رانی کمرے میں
داخل ہوئی اور یہ حال دیکھنے لگی وہ ایسی کونسی تکلیف
ہے جسنے زندگی سے نفرت کرا دیا ہے ۔

پارسی ۔ اس سے زیادہ اور کیا تکلیف ہو سکتی
ہے کہ تمام دن ایک ہی کمرے میں رہا کرتی ہوں
کسی سے بات کرنے کا حکم نہیں ہے ۔

رانی ۔ یہ سب تیرے ہی کانٹے بوئے ہوئے ہیں
اگر تو مخلصی ہی ہوتی تو پھر کسی کا سر پھرا ہے جو تجھکو قید
رکھے یہ سب تکلیفیں تو نے جان بوجھکے اپنے سر
لی ہیں اگر آج اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور
پرتاب سے شادی کرنا منظور کرے تو پھر کسی قسم کی
تکلیف ہی نہ رہیگی ہر طرح کا آرام میسر ہو جائیگا ۔

پارسی ۔ ایسے آرام کی مجھے خواہش نہیں ۔ اس
سے بہتر ہے کہ انہیں تکلیفوں کو برداشت کرتے رہ
اس دنیا سے گذر جاؤں اب زندگی ایک آنکھ نہیں
بھاتی لاکھ لاکھ کوششیں کرتی ہوں کہ کسیطرح
موت ہی آجاوے ۔ مگر کمبخت وہ بھی نہیں آتی ورنہ
ان روزانہ تکلیفوں سے تو نجات ملتی ۔

رانی ۔ پھر یہ بھی ہوں کہ سچے مرکر بھی خوشی
نہ نصیب ہوگی کیونکہ جو والدین کو ناخوش کرتے ہیں
ان کو دونوں عالم میں خوشی حاصل نہیں ہوتی ۔

پارسی ۔ اونہہ ۔ نصیحتی مگر ان نصیحتوں سے تو چھوٹ
جاؤ تبھی پرتاب تیرے ساتھ شادی اور میرے
دین میں آجانے کو چھوڑ دیگے ۔

رانی ۔ ان باتوں سے پھر ہنسی کیا فائدہ ہے
سچے بھی وہی تم ساتھ رہے ہو اور جب ہے کہ آئندہ
خوش حال ہو اور وہ اسیطرح ہو سکتی ہو کہ والدین
کو خوش رکھو اور اسکے کہنے پر چلو ورنہ ایسی خراب
ہوگی کہ عمر بھر یاد کروگی ۔

پارسی ۔ یہ سب کچھ درست ہے لیکن اگر والدین
غلطی پر ہوں اور اولاد کو ایسی طرف متوجہ کریں
جسمیں سراسر نقصان نظر آتا ہے تو پھر اولاد کو کیا
چاہیے کہ عقل سے کام لے اور خوب سوچ سمجھکر
ایسا طریقہ اختیار کرے جو آئندہ نقصان دہ نہ ہو
تو آپ تو آپ کہتی ہیں کہ میں پرتاب سے شادی
کروں مگر میں اسکی صورت دیکھنا نہیں چاہتی ہوں

رانی ۔ آخر اون میں برائی کیا ہے کچھ تو بتا ؤ ۔
پارتی ۔ مجھے نہیں معلوم ۔
رانی ۔ تو پھر انکار کرنیکی وجہ کیا ۔
پارتی ۔ جب میں کہتی ہوں کہ اس سے ہرگز شادی کرونگی تو پھر اصرار کرنے سے کیا فائدہ میں نہیں سمجھتی کہ آپ اسبات پر اتفاق کرینگی ۔
رانی ۔ افسوس پارتی تو نہیں جانتی میں کیسی ہوں اگر اس سے تو نے شادی کرنیکو منظور نہ کیا تو ملک میں اتنا فساد برپا ہوگا کہ تخت و تاج کے برباد ہونیکا خطرہ ہے کیا تو چاہتی ہے کہ تیرے باپ کی سلطنت برباد ہو جائے ۔
پارتی ۔ یہ تو نہیں چاہتی مگر شادی سے سلطنت کو کیا تعلق ہے ۔
رانی ۔ آہ ابھی تجھے خبر نہیں کہ پرتاب ضد کا ایسا پورا ہے کہ اگر اوسکو اپنے ارادہ میں ناکامی ہوئی تو ضرور وہ ملک میں فساد برپا کرے گا اور عجب نہیں کہ چڑھائی سے ملک سلطنت کو کوئی نقصان پہنچائے ۔
پارتی ۔ مسلمانوں سے وہ کیونکر نکل سکتا ہے ۔ وہ تو ان کو اپنا جانی دشمن سمجھتا ہے اور ہمیشہ دلی بیخ کنی کی تدبیروں میں غرق رہتا ہے اوسے مسلمانوں سے کیا ملنا ہے ۔
رانی ۔ اب تو وہ ایسا ہی ہے مگر جب بالکل ہی مایوس ہو جائیگا تو ہر فوراً دشمنوں سے ملکر بغاوت پھیلانیکی کوشش کریگا ۔
پارتی ۔ آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے ایک آدمی سلطنت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر وہ کوشش کرے بھی تو یہی سمجھئے کہ اپنی ہی بربادی کا سامان مہیا کرتا ہے ۔

رانی ۔ مگر تجھکو اس سے شادی کرنے سے کیوں انکار ہے کیا وہ خوبصورت نہیں ۔ بہادر نہیں ۔ اسمیں کونسا نقص ہے اوسکی قوم ہی کوئی اوسمیں نہیں ۔
پارتی ۔ یہ سب کچھ سہی مگر میں اپنے دلکو کیا کروں مجھے یہ نہیں ہو سکتا کہ سوچے سمجھے کو نہیں میں کود پڑوں ۔
رانی ۔ میں نے سمجھا تھا کہ تو بڑی دانا و سمجھدار ہے مگر تو ایسی نادان نکلی ۔ تجھکو اپنے فائدہ نقصان کا بھی کچھ خیال نہیں اگر تو ہمپر ترس نہیں کھاتی تو اپنے حال پر تو رحم کر اور اس ضد سے باز آ ۔
پارتی ۔ آپ میری نسبت یہ خیال نہ کیجئے میں جس حال میں ہوں اچھی ہوں اور جو دم اسطرح گذر جائے غنیمت ہے ۔
رانی ۔ مجھے خیال نہ تھا کہ تو ایسی ضدی پوری اور نا سمجھ ہے ہائے تو نے میری محبت کا بھی کچھ خیال نہ کیا اگر کوئی لڑکی ہوتی تو بیشک میری پرستش کیا کرتی تیرے پرورش کرنیمیں جو جو تکلیفیں میں نے اٹھائی ہیں وہ میں ہی جانتی ہوں میں سمجھی ہوئی تھی کہ میری پرستاری کریگی مگر تو ایسی ناشکر نکلی کہ اب میں اوسوقت پچھتاتی ہوں کاش میں تجھے نہ پالتی اور اب ان غموں میں مبتلا نہ ہوتی سچ کہئے کیا معلوم کہ میری یہ حالت دیکھکر میرے دلپر کیا گذرتی ہے میں نے تجھے اپنی لڑکی کی طرح پالا اور امید تھی کہ تو ہی اوسیطرح میری فرمانبردار ہوگی اور مجھکو خوش رکھے گی مگر تو نے خوب خوش کیا ۔
پارتی نے اسکا کوئی جواب نہ دیا بلکہ زار و قطار رونے لگی اوسکو روتا دیکھکر کسیقدر دیر کے بعد رانی نے کہا ۔ اس رونے سے کیا ہوتا ہے ۔
پارتی ۔ ہائے میں بڑی بدقسمت ہوں کہ میں نے

آپ کے دل کو صدمہ پہنچایا مگر کیا کروں میں
ہی مجبور ہوں افسوس مجھے موت بھی تو نہیں آتی
رانی ۔ ہائے پارتی کیوں اپنی زندگی خراب
کرتی ہے اب بھی اپنی ضد سے باز آ یقین
کرلے کہ اگر تو نے رانا کے سامنے اپنے گناہوں
سے معافی نہ مانگی تو ضرور قتل کر دیجائیگی اور پھر یہ
موقع ہاتھ نہ آئے گا۔
پارتی ۔ آہ! یہی نہیں ہوتا کہ کوئی مجھے قتل
ہی کر ڈالے کسیطرح اس بیجان زندگی سے نجات ہو
رانی ۔ کیوں جان سے تنگ آئی ہے میں سچ
کہتی ہوں کہ تیرے بعد میری زندگی خراب ہو جائے
گی یہ نہ خیال کر کہ میں تیرے نقصان کی بات
کہتی ہوں بلکہ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سب تیرے
فائدہ کی باتیں ہیں اگر تو نے میرا کہا مانا تو تجھے
کبھی معلوم ہو جائیگا کہ میں درستی پر تھی۔
پارتی ۔ آپکی ہر ایک بات درست ہے مگر دل
کو کیا کروں کہ یہ کسیطرح نہیں مانتا۔
رانی ۔ آخر وجہ کیا ہو۔
پارتی ۔ وجہ تو سب کچھ جانتی ہوں مگر ظاہر
نہیں کر سکتی
رانی ۔ ظاہر نہ کرنیکے کیا معنی۔
پارتی ۔ آپ تو بال کی کھال نکالتی ہیں اور میں
ان باتوں سے اور بھی اداس ہوتی ہوں
میں سچ کہتی ہوں کہ اگر میرا دل میرے اختیار میں
ہوتا تو آپکی بات کو ہرگز نہ ٹالتی اور آپ جو کہیں
فوراً مان لیتی مگر اب کیا کروں کہ بخت دل ہی
قابو میں نہیں ہے۔
رانی ۔ ہائے پارتی تجھے کیا ہو گیا ہے پہلے
تو کبھی ایسی باتیں نہ کرتی تھی معلوم ہوتا ہے تیرے
دماغ میں کچھ خلل واقع ہو گیا ہے ورنہ اسطرح
سودائی پنے کی باتیں نہ کرتی۔
پارتی ۔ ہائے اب تو جو سمجھے وہی ہوں جب دل
ہی پر اختیار نہ رہا تو اور کیا ہو سکتا ہے لاکھ
کوشش کرتی ہوں کہ آپکے دل کو صدمہ
نہ پہنچے لیکن یہ سب باتیں بے اختیاری کی ہیں
میں خود حیران ہوں کہ مجھکو کیا ہو گیا ہے۔
رانی ۔ افسوس پارتی تو نہیں سمجھتی میں کہانتک
سر کھپاؤں آج کئی دن اسیطرح گذرے مگر تو نے
ایک نہ مانی اچھا کہے دیتی ہوں کہ والدین کو ناخوش
کر کے تو بھی خوش نہ رہے گی۔
پارتی ۔ (روتی ہوئی) آہ یہ تو نظر ہی آ رہا ہے
آپ کے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔
اتنا کہکر پارتی اسقدر زار و قطار رونے لگی کہ تمام
کمرہ گونج اوٹھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر در و دیوار
سے رونیکی صدا آ رہی ہے اور مایوس پارتی کی
بیکسی پر کمرہ کی ہر ایک چیز رو رہی ہے
یہ حالت دیکھکر رانی سے کب صبر ہو سکتا تھا
وہ بھی چیخ مار کر رونے لگی اور تمام کمرہ میں ایک
کہرام مچ گیا رونیکی آواز سنکر کئی لونڈیاں بھی کمرہ
میں آ گئیں مگر کسی کو اتنی جرأت کہاں جو رانی سے
رونے کا سبب دریافت کرے بلکہ ہر ایک
خاموش کھڑی تھی اور اس سین کو حیرت اور
استعجاب کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی ابھی
رانی اور پارتی رو رہی تھیں کہ رانا بھی آواز
سنکر کمرہ میں آ گیا اور آتے ہی کہنے لگا۔
این یہ رونا کیسا ہے رانا کی اسامت کا ہوا
کون دشمن زیادہ دونوں رونے میں اسقدر محو
تھیں کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ رانا بھی اندر

یہ حالت دیکھ رہا ہے جب رانا کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا تو وہ ذرا زور سے بولا۔
آخر یہ معاملہ کیا ہے۔

رانی۔ (فوراً آنسو پونچھکر) ہائے پارمتی کسی طرح نہیں۔

رانا۔ (غصہ سے) نہیں مانتی۔

رانی۔ میں نے لاکھ سمجھایا مگر پرہی کہتی ہے کہ میں اختیار میں نہیں ہوں۔ جو کچھ کہہ رہی ہوں یہ سب بے اختیاری کا معاملہ ہے۔

رانا۔ (نہایت غصہ سے) وہی ہوا جو میں کہتا تھا اسکو ظالم سلمانوں نے خوب سکھا پڑھا دیا ہے اچھا اگر یہ نہیں مانتی تو میں کب ٹلنے والا ہوں یہ نہ سمجھے کہ میری تلوار سے بچکر کہیں چلی جائیگی اب یہی موقع ہے اگر سمجھ جائے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگلے تو میں ویسا ہی ہوں جیسا کہ پہلے تھا ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ اسی فرش پر اسکی لاش تڑپتی ہوگی۔

رانی۔ ہائے کہیں ایسا غضب بھی نکرنا اور اگر پارمتی ماری گئی تو میری زندگی بھی غارت ہوگئی آہ دو لڑکیاں تمہیں سو دونوں گئیں ور گا وہی اوسی طرح گم ہوئی اور یہ اسطرح اپنی بیوقوفی سے جان دیتی ہے۔

رانا۔ (جوش سے) جب اونہوں نے تیری محبت کا خیال نکیا پھر کیجئے انکی حمایت کرنکی کیا ضرورت ہے میں تو صاف کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ اپنی ضد سے باز آئیگی تو سب کچھ اسیکا ہے ورنہ یاد رکھے کہ ایسی ہٹ دھرمی سے قتل کیجائیگی کہ تمام دیکھنے والے کانپ اوٹھینگے یہ خیال نکرے کہ ایک ہی تلوار سے سر اڑا دیا جائیگا نہیں ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک عضو دو دو دن کے وقفہ کے بعد کاٹا جائیگا اور اسکا گوشت بوٹی بوٹی کرکے کتوں اور چیلوں کو کھلایا جاویگا رانا جس وقت یہ گفتگو کر رہا تھا مصیبت زدہ پارمتی نہایت ہی استقلال سے اپنی قسمت کا فیصلہ سن رہی تھی اور دل ہی دل میں خدا جانے کیا کیا خیال کرکے بیچین ہو جاتی تھی یہ تو اوسے نظر آتا تھا کہ موت بڑی بے صبری سے اسکا انتظار کر رہی ہے مگر اسکے ایک آرزو دل میں تھی جو دمبدم دل میں چٹکیاں لیکے اسکو مضطرب کئے جاتی تھی اور وہ آرزو صرف یہ تھی کہ مرنے کے دم نوجوان محمود کی صورت نظر آجائے تاکہ دنیا میں اگر اطمینان نصیب نہوا تو بعد مردن تو دل مضطرب کو تسکین ہو جائے مگر اج آرزو بھی پوری ہوتی نظر نہ آتی تھی کیونکہ رانا موت کے فرشتہ کیطرح سامنے کھڑا اوسکو یقین دلا رہا تھا کہ بموجب کوئی لفظ اوسکی زبان سے نکلا اوسیوقت ابدار تلوار اوس کے سینے میں ہوگی اور وہ محمود کو دیکھے بغیر ہی مر جائیگی اور یہی وجہ تھی کہ پارمتی نے رانا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ خاموشی سے اپنی تقدیر کے آخری فیصلہ کو سنتی رہی۔

رانا نے جب دیکھا کہ پارمتی پر اسکی دھمکی نے کوئی اثر نہیں کیا تو نہایت ہی غضبناک ہوکر بولا۔ اے کمبخت لڑکی تو کیوں خواہ مخواہ اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے کیا تجھے اپنی زندگی عزیز نہیں جو اسطرح میرے غصہ کو زیادہ کر رہی ہے۔

رانی۔ اسوقت آپ آرام فرمائیں میں خود ہی اسے سمجھا لوں گی۔

رانا۔ بس اب بہت سمجھا چکے ہیں ابھی ابھی سب باتوں کا فیصلہ کر دونگا اگر یہ اب بھی اڑ کر اسے گناہوں کی معافی مانگے۔ بے تو بغیر دیر اسیوقت قتل کر ڈالونگا۔

پارتی۔ میں خود جینے سے تنگ آگئی ہوں اگر قتل کرو کیجئے تو اندنوں کی مصیبت سے چھوٹ جاؤں اسبات کو سنتے ہی رانا کا غصہ کہیں بادہ بڑھ گیا اور اسے سینے طیش کہا کر تلوار میان سے نکالی اور قریب تھا کہ بیکیس پارتی کے پہلو میں بھونکدے کہ رانی نے زور سے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کے طور پر بولی۔ ابھی اسکو قتل نہ کیجئے کیونکہ آپ نے اسکو ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی اور ابھی تین دن باقی ہیں امید ہے کہ اندنوں میں یہ سمجھ جائیگی۔

رانا۔ کیا خاک سمجھے گی سمجھنے والی عورت ہی اور ہوتی ہے جسنے میرا ارادہ پکڑا ہوتا اور اس کمبخت کا فیصلہ ہو جانے دیا ہوتا۔

رانی۔ اگر آپ فیصلہ ہی کرنے آئے ہیں تو کسی روز یہ بھی ہو جائیگا مگر آج تو آپ جا کر آرام کیجئے اور مجھکو کچھ وقت کے لئے یہیں چھوڑ دیجئے میں اسکو خود سمجھاؤنگی۔

رانا۔ اچھا میں جاتا ہوں اور اتنا سنائے جاتا ہوں کہ اگر تین دن میں اسکی یہی حالت رہی تو پھر کوئی حیلہ کارگر نہ ہوگا اور میں نے سوچے سمجھے قتل کروا ڈالونگا۔ اتنا کہکر رانا کمرہ سے باہر نکل گیا اور رانی آہستہ سے آگے بڑھی اور پارتی کے نزدیک بیٹھکر بولی ہائے پارتی تو کیوں اپنی زندگی خراب کئے دیتی ہے ابھی اس ہٹ سے باز آ۔

پارتی۔ افسوس آپ نے مجھے نہ سمجھا یا ہوتا میں تو مر ہی جاتی تو اچھا ہوتا۔

رانی۔ میں کہہ کہتی ہوں اور تو ہی کچھ کہہ کر ہی ہے کیا تو ابھی اب کو نہ سمجھ گی۔

پارتی۔ آپکو یقین ہی نہیں آتا میں کیا کروں بار بار کہتی ہوں کہ میں بے اختیار ہوں اگر ایسا ہوتا تو پہلے دن ہی آپ کا حکم بجا لاتی اور اتنی تکرار نہ ہونے پاتی

رانی۔ کیا تیرے دل میں کچھ خیر ہی نہیں رہی جو اسطرح ذلت سے میری باتوں کو رد کئے جاتی ہے

پارتی۔ توبہ توبہ میں آپکی از حد عزت کرتی ہوں یہ خیال نہ کیجئے میرے دل میں آپ کا ڈر نہیں بلکہ اب پہلے سے بھی زیادہ ڈرتی ہوں۔

رانی۔ واہ ابھی ڈرتی ہو اگر دل میں ذرا بھی ڈر ہوتا تو یہ بات ہی کیوں کر ہوتی۔

پارتی۔ اسکا ذکر نہ کیجئے کچھ میرے اختیار میں تھوڑی ہے جو ہونی تھی یہ تو ہو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

رانی۔ لیکن اگر اب بھی سمجھ جائے تو کچھ نہیں بگڑا

پارتی۔ آہ اب سمجھ چکی قسمت میں جو لکھا ہے ہو کر رہیگا اگر سمجھنا ہی ہوتا تو ایسی بات ہی کیوں کہلواتی۔

پارتی۔ معلوم ہوا کہ تو ضدی پوری اور پکی نا سمجھ ہے

پارتی۔ اب جو کچھ کہئے وہی ہوں جب قسمت ہی خلاف ہو گئی تو اور کسی کا گلہ کیا۔

رانی۔ ابھی قسمت خلاف نہیں ہوئی اگر تو چاہے تو اب بھی سب کچھ درست ہو سکتا ہے یہ صرف تیرے اختیار میں ہے دیکھ پارتی! منت سے کہتی ہوں ابھی سمجھ جا ورنہ اور خوشی سے زندگی بسر کر۔

پارتی۔ آہ اب خوشی کا زمانہ گذر گیا۔

رانی ۔ نہیں یہ تیرا خیال غلط ہے اگر تو چاہے تو پھر وہی خوشی ہو سکتی ہے ۔

پارتی ۔ افسوس اب میری قسمت میں خوشی نہیں بلکہ جسطرف دیکھتی ہوں غموں کی بھیانک صورتیں نظر آتی ہیں وہ صرف ایک خیال ہے جس سے دل کو ڈھارس ہو جاتی ہے ۔

رانی ۔ اور وہ خیال کیا ہے ؟

پارتی ۔ آہ یہی تو کسی سے کہہ نہیں سکتی اگر آپ سے بیان کرونگی تو آپ ہی جانی دشمن بنجائینگی ۔

رانی ۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میری بات ایسی خیال کرنا محض تیری غلطی ہے ۔

پارتی ۔ چاہے آپ کچھ کہیں مجھکو کسیطرح یقین ہی نہ آئیگا بلکہ وہ راز سنکر میری دشمن ہو جائینگی اب تو آپ مجھکو تسلی دے رہی ہیں اور جب اپنے دل کا حال کہونگی تو اوسیوقت مجھکو قتل کروا دینگی

رانی ۔ اگر میں وعدہ کروں کہ تیرا راز کسی کو معلوم نہو گا اور تجھے کچھہ نہ کہا جائے گا تو پھر اپنا حال بتا سکیگی

پارتی ۔ تبا تو دوں مگر مجھے یقین نہیں آتا کہ آپ میرے راز کو پوشیدہ رکھیں گی ۔

رانی ۔ کیا تجھے میری بات کا اعتبار نہیں ۔

پارتی ۔ کیوں نہیں ۔

رانی ۔ تو پھر کہنے میں کیا عذر ہے ۔

پارتی ۔ اگر آپ اسیقدر مشتاق ہیں تو میں کہے دیتی ہوں ۔ مگر کسی پر ظاہر نہ کیجئے ۔

اسکے بعد پارتی نے رانی کے کان میں کچھہ کہا جسکو سنتے ہی اوسکا رنگ زرد پڑ گیا اور سکتے کے عالم میں کھڑی کی کھڑی رہ گئی ۔

چودھواں باب

جیتے جی مر گئے

اب ہم سردست تمام حالات کو یہیں چھوڑتے ہیں اور نوجوان موہن کیطرف متوجہ ہوتے ہیں جو قلعہ چتوڑ سے رہا ہوتے ہی بازار میں گیا اور ایک چالاک گھوڑا اور عمدہ پوشاک خرید کر کے اور سفر کا تمام سامان درست کر کے شیوپور کیطرف روانہ ہوا اور بعض معتبر لوگوں سے اسے معلوم ہو چکا تھا کہ محمود دوبارہ قید نہیں ہوا اسلئے اوسکو کامل یقین تھا کہ عبداللہ سے اوس کے مزید حالات معلوم ہو جائینگے اور اسی خیال میں اوس نے صبح ہونیکا انتظار بھی نکیا رات ہی کو چلدیا اور اوس سڑک پر ہو لیا جو پہاڑوں کے ساتھہ ساتھہ گئی تھی اور جو نہایت ہی مخدوش خیال کیجاتی تھی اگرچہ موہن نے تمام سامان درست کر لیا اور تلوار وغیرہ بھی مہیا کر لی تھی مگر پھر بھی ایسے میں سفر کرنا اوسکے دل کو بزدل بنائے دیتا تھا اور وہ پہاڑوں کی خوفناک صورتیں اور رات کے غیر معمولی سناٹے سے دل ہی دل میں کانپ اوٹھتا تھا چونکہ رات بھی صاف نہ تھی ہر طرف بادل لہرا رہے تھے ۔

اندھیرا زیادہ غالب ہو گیا تھا لہذا اسکے دل کا خوف دم بدم اور بڑھتا جاتا تھا اور وہ ادھر ادھر دیکھ کے سین کو دیکھہ دیکھکر خائف ہو جاتا تھا ان سب باتوں کے علاوہ سڑک ایسی ناہموار اور پتھریلی تھی کہ قدم قدم پر گھوڑا ٹھوکر کھاتا اور موہن ڈرتا جاتا ۔ غرض اسی حالت میں چلتے چلتے ایک میل گیا تھا کہ سامنے کیطرف سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آنی شروع ہوئی اور ساتھہ ہی ایک سوار نمودار ہوا پہلے تو موہن نے بالکل نہ سمجھا لیکن جب وہ نزدیک آیا تو معلوم ہوا اور جلدی سے اوسکے منہ سے یہ لفظ نکلا ۔ آہ پرتاب یہ کہنے کو تو وہ کہہ گیا مگر پھر اسکو تن بدن کا ہوش نہ رہا اسلئے اوس کا خیال تھا کہ پرتاب کو

بھی اسکی فراری کی خبر ہوگی تو اوسکو پکڑ لیگا اور اسی لئے پہلے اس نے ارادہ کیا کہ کسیطرح بھاگ جائے مگر اب اسبات کا موقع نرہا کیونکہ پرتاب اسقدر نزدیک پہنچ گیا تہا کہ اوس نے پہچان لیا اور نہایت ہی حیرانی سے بولا۔ موہن تو یہاں کہاں غریب موہن اب حیران تہا کہ اب کیا جواب دے اگر صاف صاف کہدے تو پکڑا جائے اور اگر کوئی جھوٹی بات بتاے تو پیر بھی اصلی حال معلوم ہونے پر گرفتار ہونا پڑے گا انہیں خیالات کیوجہ سے دیر تک سرنگوں رہا مگر آخرکار اوس نے دل ہی دل میں کچھ فیصلہ کیا اور کہنے لگا میں محمود کی تلاش میں جاتا ہوں۔

پرتاب۔ (جلدی سے) محمود کی تلاش میں اس بات نے موہن کے دل میں شک تو ضرور ڈالدیا پرتاب کو اوسکے تمام حالات کی خبر نہیں یہ یقین کرکے اوس نے اپنے خوف کو دور کیا اور کسیقدر حیرانی سے کہنے لگا۔

موہن۔ وہ کیوں؟

پرتاب۔ وہ اب ایسی جگہ پہنچگیا ہے جہاں سے کبھی کوئی واپس ہی نہیں آیا۔

موہن۔ (نہایت ہی تعجب سے) میں آپ کا مطلب مطلق نہیں سمجہا۔

پرتاب۔ بس یہی سمجھ لو کہ اب محمود اس دنیا میں نہیں ہے اسکو ایسا زخم لگا ہے جو اس کی جان ہی لے کے چھوڑے گا۔

موہن۔ وہ زخم کس نے لگایا اور کیونکر۔

پرتاب۔ میرے سوا اور کون اوسکو قتل کرسکتا ہے یہی تلوار (کھینچکر ہاتھ میں لیکر) ہے جو اسکے خون سے رنگی ہوئی ہے اور جسنے میری متواتر شکستوں کا بدلہ لیا ہے یقین جانو کہ اب محمود دنیا میں زندہ نہیں اور اگر ہے تو صبح تک نہ رہیگا یہ کہکر خوب زور سے ہنسا جسکی آواز تمام پہاڑوں میں گونجی۔ موہن کو اس خبر کے سننے سے بہت صدمہ ہوا اگر پرتاب کا ڈر نہوتا تو وہ ضرور چلاکر رونے لگتا مگر اوس نے نہایت ہی مشکل سے ضبط کیا اور آواز بدلکر کہنے لگا۔

واقعی آپ نے بڑا کام کیا مگر ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے اوسکو کیونکر زخمی کیا کیونکہ میرا خیال ہے کہ مقابلہ کرکے اوسپر آپ فتح نہیں پاسکتے تھے ہاں یہ ہوسکتا تہا کہ آپکے ساتھ زیادہ آدمی ہونگے اور وہ اکیلا ہوگا مگر نہیں یہ بھی خیال غلط معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ آپ بھی اکیلے ہیں۔ اسبات نے پہلے تو پرتاب کو غصہ دلایا اوسکی آنکھوں سے آگ برسنے لگی مگر کچھ دیر بعد اوس نے اپنے غصہ کو دور کیا اور بولا یہ سب کچھ درست ہے کہ وہ مجھ سے بہادر اور طاقتور ہے مگر انسان بدلہ لینے کے وقت کیا کچھ نہیں کرسکتا میں نے اوسکو اسطرح مارا ہے کہ سوا میرے اور کسی کو خبر ہی نہیں۔

موہن۔ شاید آپ نے کچھ فریب کیا ہوگا۔

پرتاب۔ لڑائی کے موقع پر سب جائز ہے۔

موہن۔ آخر تم نے فریب کسطرح دیا۔

پرتاب۔ سنو۔ جسوقت محمود محلہ سے باہر نکلا اوسوقت اوسکے ساتھ ایک عورت اور ایک نوجوان آدمی تہا عورت تو میں نے پہچان لی کہ شہزادی ہے پارسی تہی مگر اوس آدمی کو نہ پہچان سکا میرا خیال ہے کہ اوسی نے محمود کو قلعہ سے بہاگنے میں مدد دی ہوگی

موہن۔ (قدرتی خوف دور کرکے اور مصنوعی حیرانی سے) شاید ایسا ہی ہو مگر وہ آدمی کون ہوسکتا ہے

یہ کہکر موہن نے غور سے پرتاب کی صورت کو دیکھا

پرتاب - ابھی تک تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر اب قلعہ میں جاکر دریافت کرونگا اور ایسی سزا دلواؤنگا کہ تمام عمر یاد کریگا -

موہن - (مصنوعی غصہ سے) بیشک اوس کمبخت کو ایسی ہی سزا ملنی چاہیے مگر آپ نے اتنک یہ نہ بتلایا کہ محمود کو کسطرح زخمی کیا -

پرتاب - ہاں تو جب میں نے محمود کو قلعہ سے نکلتے ہوئے دیکھا تو مجھے اسقدر غصہ آیا کہ میں کسیطرح ضبط نہ کرسکتا تھا اوسیوقت میرا ارادہ تھا کہ میں شہزادی پارتی کو بھی ساتھ ہی قید کرلوں مگر معلوم وہ کہاں گم ہوگئی اور حیرانی یہ کہ وہ آدمی بھی ساتھ ہی قید ہوگیا صرف محمود ہی اکیلا رہ گیا جسکی بابت میرا خیال تھا کہ نہایت ہی آسانی سے قید ہوجائیگا مگر وہ بھاگ گیا اوسوقت میرے ساتھ صرف آٹھ سوار تھے جنمیں سے چار تو اوس نے قتل کردئے اور چار قریب کے جنگل میں چھپ گئے پھر بعد ازاں واپس آئے اور میرے ساتھ محمود کے تعاقب کو روانہ ہوئے چونکہ وہ اوس شرک سے گیا تھا لہذا ہم نے ایک اور راستہ اختیار کیا اور ایک جگہ پہنچکر اسکے آنیکا انتظار کرنے لگے پہلے میرا ارادہ تھا کہ جب وہ آئیگا ہم پانچوں حملہ کرکے زندہ پکڑ کر چتوڑ لیجائینگے مگر جب وہ موقع آیا تو معلوم ہوا کہ وہ اکیلا نہیں ہے بلکہ ایک اور آدمی اوسکے ساتھ تھا اسلئے میں نے پہلی تدبیر پر عمل کرنے کو مناسب نہ سمجھا اور گھوڑے سے اوترکر تنہا اوسکے پیچھے ہولیا تھوڑی دور جاکر میں نے اوسکی پشت پر ایسی تلوار ماری کہ وہ ایک چیخ مارکر گرا اور ادھر میرے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جنگل میں غائب ہوگیا

موہن - لیکن وہ چاروں سوار کہاں گئے جو ساتھ تھے

پرتاب - یہی تو اب بتاتا ہوں - ہاں تو جب میں واپس آیا تو ان سواروں سے سارا حال بیان کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اب واپس چلنا چاہیے مگر اسنوں نے یہی صلاح دی کہ محمود کو چھوڑنا مناسب نہیں بلکہ جسطرح ہوسکے چتوڑ لیجانا چاہیے یہ شکے میرے دل میں بھی ایک امید پیدا ہوگئی اور میں نے ان چاروں سواروں کے ساتھ یک لخت محمود کے ہمراہی پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردے کہ ایک اور مسلمان سوار آگیا جسکے آنے سے اوسکا حوصلہ بڑھ گیا اور میرے چاروں ہمراہی قتل ہوگئے یہ حالت دیکھکر میں نے بھی بھاگنا مناسب سمجھا اور اب وہیں سے آرہا ہوں -

موہن - واقعی آپ نے بڑی بہادری کی اگر کوئی اور ہوتا تو اوس سے ایسی برات ہرگز نہ ہوتی -

پرتاب - خیر یہ تو جو کچھ ہونا تھا ہوا اب یہ فکر ہے کہ اوس آدمی کا نام کیا ہے جسکی مدد سے محمود قلعہ سے بھاگا ہے -

موہن اب حیران تھا کہ کیا جواب دے اور پرتاب سے کیونکر جدا ہو کیونکہ جو فریب اوس نے پرتاب کو دینا چاہا تھا وہ کارگر نہ ہوا اور اب اسے فکر تھی کہ اگر چتوڑ میں واپس جائیگا تو وہ فوراً گرفتار کر قتل کیا جائیگا اسلئے کہ چتوڑ میں ہر ایک آدمی کو اوسکی نسبت معلوم ہوچکا تھا کہ اوسی نے محمود کو بھگا دیا ہے لہذا وہ اسی فکر میں تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آنی شروع ہوئی اور کچھ دیر بعد چند راجپوت سوار نمودار ہوئے جنمیں سے

پرتاب کو دیکھکر سلام کیا اور ادب سے کھڑے ہوگئے
مگر جوں ہی اون کی نظر موہن پر پڑی اور اونہوں
نے اوسکو پہچانا ۔ اوسکے منہ سے نکل گیا۔ آہا
جسکو ہم تلاش کر رہے ہیں وہ تو یہاں کھڑا ہے۔
ہنوز یہ فقرہ ختم ہوا تھا کہ موہن نے گھوڑے کو ایڑ
بتائی اور صبا رفتار گھوڑا اپنے سوار کو بجلی کی طرح
لے اُڑا ۔ یہ حالت دیکھکر پہلے تو پرتاب حیران
ہوا اگر جب سارا حال معلوم ہوا تو اوس نے تعاقب
کا حکم دیا اور تیز رو جوان ہوا سے باتیں کرنے
لگے ۔ اسوقت آسمان صاف ہوگیا تھا اور ستاروں
کی روشنی نوجوان موہن کو راستہ بتانے میں مدد
دے رہی تھی ۔ اور وہ نہایت تیز رفتاری سے
گھوڑا دوڑائے جا رہا تھا اسوقت اسکے دل میں
بجز بھاگ جانے اور جان بچانے کے اور کوئی
خیال نہ تھا وہ سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی رُکا تو قید کر لیا
جاوے گا ۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں
یقین دلا رہی تھیں کہ تعاقب کے لئے سوار چلے
ہی آتے ہیں اسلئے وہ بدستور اپنی رفتار تیز کئے جاتا
تھا ۔ مگر جوں جوں گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں دیر
آتی جاتی تھیں وہ وہ اوسکے دل میں یاس جگہ
پکڑتی جاتی تھی اور مایوس ہوتا جاتا تھا اگرچہ زندگی
سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا مگر اپنی رفتار کسیطرح کم ہی
نہ کرتا تھا نہایت ہی تیزی سے بڑھا جاتا تھا واقعی
تعاقب کرنیوالے سوار اسوقت مایوس ہوئے جاتے
تھے مگر موہن کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ
زمین پر گرتے ہی بیہوش ہوگیا کوئی دو گھنٹہ کے بعد
ہوش آیا تو اوس نے آنکھیں کھولدیں اور چاروں
طرف دیکھا تو ایک ایسا خوفناک سین نظر پڑا جس نے
اوس کے دل میں ایک قسم کا خوف پیدا کر دیا اور
وہ چیخ مار کر پھر بیہوش ہوگیا مگر اسمرتبہ بہت جلد طبیعت
بحال ہوگئی اول تو گھوڑے پر سے گرنے سے موہن
کے اسقدر چوٹ آئی تھی کہ اسکا تمام بدن درد
کر رہا تھا اور کئی جگہ سے خون جاری تھا جسنے اسکے
کپڑوں کو سُرخ کر دیا تھا ۔ اور جسکی وجہ سے نہایت
ہی کمزور ہوگیا تھا دوسرے خوفناک منظر نے اوس کو
اور بھی خائف کر دیا ۔ اور رہی سہی طاقت بھی زائل
ہوگئی پہلے تو وہ حیران تھا کہ یہ کیا دیکھ رہا ہوں کچھ
اس بات پر غور کرتا وہ وہ خوف زدہ بڑھتا جاتا
تھا جس کمرہ میں وہ پڑا تھا یہ نہایت فراخ تھا اوپر چھت
سے ایک چھوٹا سا لیمپ لٹک رہا تھا جسکی دھندلی
دھندلی شعاعیں دیواروں پر گر کر خوفناک چیزوں
کو اوسکی آنکھوں کے سامنے پیش کر رہی تھیں
چنانچہ دیواروں سے بڑے بت لگے ہوئے تھے
عجیب صورتیں ایسی خوفناک اور ڈراؤنی تھیں کہ وہ
اونکو دیکھکر دل ہی دل میں کانپ رہا تھا ہر اک
بت کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حرکت کرکے
غریب موہن کو پکڑ لیگا ۔ یہی خیال کرکے وہ خوف
کھا کر چاہتا تھا کہ کسیطرح یہ سین اوسکی نگاہوں کے
سامنے سے اوٹھ جائے مگر خون کے جمنے اور جوڑوں
کے لگنے سے کمزور ہوگیا تھا کہ یک لخت نہ اُٹھ سکتا
اگرچہ اوسکا تمام بدن درد کر رہا تھا ۔ لیکن آخرکار
اوس نے ہمت کی اور اپنی جگہ سے اوٹھکر چاروں
طرف پھرنے لگا کہ دروازہ کی راہ سے اوس کمرہ
میں سے باہر چلا جائے مگر اسمیں کامیابی نہوئی
اور کوئی بھی ایسا راستہ نظر نہ آیا جسکے ذریعہ سے
وہ وہاں سے نکلتا ۔
غرض اسیطرح پھرتے پھرتے اوسکی نگاہ چھت
کی طرف اوٹھ گئی اور ساتھ ہی منہ سے ایک

خوفناک چیخ نکلی اور غیورا کے گر پڑا لیکن پھر بہت جلد ہوش آگیا اور اب اوسے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے تمام کمرہ گھوم رہا ہے اور ہر ایک دیوار ہل رہی ہے اور ہر اک شے حرکت کر رہا ہے اگرچہ ان باتوں نے اوسکے خوف کو اور بھی زیادہ کیا مگر جب جہت کیطرف نظر اوٹھی تو اوسکے منہ سے ایک چیخ نکل گئی کیونکہ وہاں پر لاشیں لٹک رہی تھیں جنکی آنکھیں اسطرح باہر نکلی ہوئی تھیں کہ موہن اون کو نظر اٹھاکر دیکھ نہ سکتا تھا قاعدہ کی بات ہے کہ جس بات کا انسان کو خوف ہوتا ہے وہی بار بار آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتی ہے اور انسان کا خوف زیادہ ہوتا جاتا ہے اسیطرح موہن کی حالت تھی وہ چاہتا تھا کہ کسیطرح آنکھوں کے سامنے سے یہ سین ہٹجاے اور وہ یہاں سے نکلجاے مگر جو جو اس بارے میں کوشش کرتا ہے وہ وہ خائف اور مایوس ہوجاتا ہے دل میں خیال کرتا تھا کہ اوسکی موت کا دن آپہنچا ہے اوسے اسبات کا تو یقین تھا کہ وہ مرجائیگا بلکہ چاہتا تھا کہ موت آئے اور ضرور آئے مگر یک لخت آئے آہستہ آہستہ اور خوف دلانے سے کیا فائدہ ابھی وہ اسیطرح خوف سے کانپ رہا تھا کہ ایک خوفناک شور ہوا اور ساتھ ہی اسکے ایک دروازہ کھل گیا جسکی طرف وہ نہایت تیزی سے بھاگا مگر جوں ہی دوسرے کمرہ میں داخل ہوا اوسکے منہ سے ایک نہایت ہی پر درد چیخ نکلی اور وہ مردہ لاش کیطرح زمین پر گرتے ہی بیہوش ہوگیا خوف اور کمزوری پر پھر طبیعت غالب آئی اور ہوش آگیا مگر آنکھیں کو لگر اس سین کو نہ دیکھ سکتا تھا کیونکہ اس کمرہ میں ہر انسان کے نیچے ہاتھوں میں برچھے لئے کھڑے تھے اور زمین پر بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جن سے خون کے فوارے جاری تھے اور کوئی کوئی لاش کبھی کبھی تڑپ بھی اوٹھتی ہے جس سے اوسکو یقین ہوگیا کہ وہ ابھی قتل کی گئی ہیں اسکے علاوہ اس کمرہ کے چاروں کونوں میں چار بڑے بت تھے جنکے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور بھیانک صورتیں ایسی خوفناک تھیں کہ موہن خوف کے مارے کانپ رہا تھا اور اوسے یقین تھا کہ ہنہی حرکت کرینگے اور اسکو برچھوں سے مار ڈالینگے انہیں خیالات میں تھا کہ چاروں طرف سے بتوں نے حرکت شروع کی آہ یہ حالت دیکھتے ہی اسکا خون خشک ہوگیا اور بیہوش ہوکر گر پڑا لیکن پھر ہوش آگیا اور ابھی اپنے حواس درست نہ کرچکا تھا کہ چاروں بتوں نے بڑبڑانا شروع کیا اور کہا اے موہن" یہ الفاظ سنتے ہی موہن کے منہ سے ایک خارا شگاف چیخ نکلی اور بیہوش ہوکر گر پڑا اسدفعہ اسکو بہت دیر کے بعد ہوش آیا اور جب اوٹھ کھڑا ہوا تو پھر بتوں نے کہا "اے موہن" اب پھر اوسکو غش آنے لگا مگر اسدفعہ سنبھل گیا اور کمرہ کے وسط میں کھڑا ہوکر اون کی گفتگو سننے لگا جو اسطرح کہہ رہے تھے اے موہن آج تو نے ایسا گناہ کیا ہے کہ تمام بڑے بڑے سب بتجہیز خفا ہیں اور تجھکو سزا دینا چاہتے ہیں بس بس۔ کہ یہ رات تیری زندگی کی آخری رات ہے اور تو صبح ہونے سے پہلے مرجائیگا ہاں اگر تو مرنا نہیں چاہتا۔ تو پہلے بتوں کے سامنے سجدہ کرکے اپنا قصور معاف کروا اور پھر اسبات کا اقرار کر کہ آیندہ تو ہمیشہ بتوں کی

خدمت میں مشغول رہیگا اور اس مکان سے
باہر نجائیگا اور اگر یہ باتیں تجھے منظور ہوں تو
خوب سوچ سمجھ لے کہ یہ رات تیری عمر کی
آخری رات ہے اور اسیطرح قتل کیا جائیگا
جسطرح یہ لاشیں پڑی ہوئی ہیں یہ وہی لوگ
ہیں جنہوں نے بتوں کے کہنے سے انکار
کیا اور اونکی نافرمانی کی۔

اس گفتگو نے موہن پر ایسا اثر کیا کہ وہ دیر
تک تو کچھ نہ کہہ سکا۔ لیکن پھر خوف اور حیرانی
دور کرنے کا پتی ہوئی آواز میں بولا۔ مجھے
بتوں کی ہر ایک شرط منظور ہے اور میں اقرار
کرتا ہوں کہ ہمیشہ ان کی تابعداری کرونگا اور
اس مکان سے کہیں نجاؤنگا۔

اتنا کہکر اس نے چاروں بتوں کو علیحدہ علیحدہ
سجدہ کیا اور ابھی اوٹھکر کھڑا ہوا تھا کہ ان بتوں نے
حرکت شروع کی اور ساتھ ہی ایک بڑا خوفناک
شور پیدا ہوا جسکی وجہ سے موہن کے دل میں
اتنا خوف سمایا کہ غش کھاکر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو پر
معلوم ہوا کہ اب وہ خوشنما کمرہ نہیں پلنگ پر بیٹھا
ہے صبح کی سفید روشنی ہی روشندانوں سے
جھانکر آتی ہے اور کمرہ کی دیواروں سے ڈرے
دیوتاؤں کی تصویریں غائب ہو گئی ہیں۔ آئینوں
اور رنگ برنگ کی قیمتی شیشوں سے تمام کمرہ سجا
ہوا ہے یہ حالت دیکھکر پہلے تو وہ حیران ہوا کہ
شاید کوئی خواب دیکھ رہا ہے پھر جلد
اس کا یہ خیال دور ہو گیا اور پلنگ پر بیٹھکر
چاروں طرف حیرانی سے دیکھنے لگا جسطرف
نگاہ اوٹھتی تھی نرالی سامان اور دلخوش چیزیں
نظر آتیں وہ حیران تھا کہ اسقدر جلد یہ تغیر
کیونکر واقع ہو گیا ایک وہ وقت تھا کہ خوف سے
وہ مسدوم بیہوش ہوا جاتا تھا اور اب یہ وقت ہے
کہ مسرت دیکھتا ہے ایسی چیزیں دکھائی دیتی
تھیں کہ دیکھتے دیکھتے طبیعت سیر نہیں ہوتی تھی ہنوز
موہن انہیں خیالات میں تھا کہ ایک طرف کا دروازہ
کھلا اور ایک نوجوان عورت ہاتھ میں کچھ لئے ہوئے
کمرہ میں داخل ہوئی مگر جوں ہی اوس نے موہن
کو دیکھا اوس کے منہ سے آہستہ سے چیخ نکلی
اور فرط حیرانی سے ایک سناٹے میں آگئی اور موہن
کو اوسکی چیخ نے چونکا دیا اور جب اوس نے نظر
اوٹھاکر عورت کیطرف دیکھا تو اوس کے منہ سے
فوراً نکل گیا آہ درو پتی تو یہاں کہاں۔

درو پتی۔ (حیرانی دور کرکے) اس سوال کے
کرنے سے کیا مطلب۔ جسطرح تم آئے اسیطرح
میں بھی یہاں آگئی۔

موہن۔ آہ میں تیرے دیدار سے بالکل
مایوس ہو چکا تھا مگر شکر ہے کہ تیری صورت نظر آگئی
میں سچ کہتا ہوں کہ چار سال تک مینہ نہیں آئی

(درو پتی) یہاں ایسی باتیں نکرو۔

موہن۔ آہ اتنے سال بعد ملے ہیں کیا اب
بھی اپنے دل کے بخار نہ نکالوں۔

درو پتی۔ افسوس تم نہیں جانتے اگر یہاں کسی
کو معلوم ہو گیا کہ تم مجھے جانتے ہو تو پھر آئندہ تم
سے نہ مل سکونگی۔

موہن۔ یہ کونکر ممکن ہے کہ اتنے معاملوں کے
بعد اگر میں خاموش رہوں یہ تو مجھ سے نہو سکے گا
جاہے اب کچھ ہی ہو۔

درو پتی۔ میں سچ کہتی ہوں کہ اگر کسی نے ہم کو
باتیں کرتے دیکھ لیا تو غضب ہی ہو جائیگا۔

موہن - یہاں کون ہے جو ہم کو دیکھ لیگا -
دروپتی - تم کو کیا خبر یہ تو وہی جانے جو یہاں برسوں سے رو رہا ہے -
موہن - افسوس اگر ایسا ہی ہے تو نہ بولو لگا مگر یہ تو بتاؤ کہ تم یہاں کیونکر آئیں -
دروپتی - یہ بڑی ہی بات ہے میں کتنی ہیں کہ اس وقت خاموش رہو پھر کسی وقت بیان کرونگی اب مجھے یہاں زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہیں -
موہن - تو کیا تم یہاں سے چلی جاؤگی - اور میں اکیلا ہی رہجاؤنگا کیا اب بھی تم کو میرے حال پر ترس نہیں آتا میں سچ کہتا ہوں کہ یہاں صرف تمہاری وجہ سے آیا ہوں -
دروپتی - نہ چیرائی سے تمہیری وجہ سے -
موہن - ہاں صرف تمہاری وجہ سے ورنہ کون کافر تھا جو اس عمر بھر کی قید میں آتا -
دروپتی - آہ اگر میری وجہ سے آئے ہو تو میں سچ کہتی ہوں کہ تم نے بہت برا کیا اور عمر بھر پچھتاؤ گے -
موہن - (تعجب سے) وہ کیوں -
دروپتی - مجھکو اسکے بتانیکی ضرورت ہی کیا تمہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا یہ وہ جگہ ہے جہاں -
یہ فقرہ دروپتی نے نہایت آہستہ سے کہا تاکہ کوئی دوسرا نہ سنے مگر جون ہی موہن کے کان میں اوسکی آواز پہنچی اسکے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ حیرانی سے دروپتی کا چہرہ دیکھنے لگا -
موہن کی یہ حالت دیکھکر دروپتی نے ذرا آواز سے کہا - میری صورت کیا دیکھتے ہو - اپنی قسمت کو کہو
موہن - جو کچھ میں نے سنا کیا سچ تھا -
دروپتی - میں تم سے ہنسی نہیں کرتی یقین جانو کہ اب تم دنیا سے گئے گذرے ہوئے بلکہ یہی سمجھو کہ جیتے جی مر گئے -
موہن - گو یہ سب کچھ سہی مگر میں پھر بھی خوش ہوں
دروپتی - (نہایت ہی تعجب سے) وہ کیوں -
موہن - اسلئے کہ تم تو نظر آگئی ہو -
دروپتی - واہ ایسے نظر آنے سے کیا فائدہ یہی تو مصیبت ہے کہ اسوقت تک یہاں کھڑی ہوں -
موہن - تو کیا اب تم چلی جاؤگی مگر نہیں میں تو نجانے دوں گا -
دروپتی - کیا عقل کے دشمن ہوئے ہو جو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو ابھی تو تمنے یہاں کا کچھ دیکھا بھی نہیں -
موہن - آہ ابھی بہت کچھ دیکھ چکا ہوں اب اس سے زیادہ اور کیا ہوگا -
دروپتی - وہ کیا خاک دیکھنا ہے ابھی تم کو وہ وہ چیزیں دیکھنی ہیں جنکے دیکھنے سے ..
یہ فقرہ بھی موہن کے کان میں دروپتی نے کہا جسکو سنکر وہ ایسا متعجب ہوا کہ دیر تک اوسکا منہ تکتا رہا بالآخر حیرانی دور کرکے بولا - کیا اب میں یہاں سے جا نہیں سکتا مگر نہیں اگر مجھکو لگا جانا تک تم یہاں ہو اوسوقت تک کسی بات کا غم نہیں بلا سے جان ہی چلی جائے مگر تم کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا -
دروپتی - اب ان خیالات کو جانیدو اور یہ اس وقت شاید ہم دنیا میں رہتے -
موہن - اور اب کہاں ہیں کیا یہ مکان دنیا میں نہیں ہے
دروپتی - نہیں جو کچھ ہوں کر آپ سے آپ تو نہیں ہیں سمجھ لیں مگر بلکہ یہی سمجھ لیں کہ جیتے جی مر گئے -
موہن - بلا سے جو کچھ ہو تمہارا دیدار تو نصیب ہوگا

اور اب میں تم کو ہرگز نجانے دونگا۔

دروپتی ۔ کاش ایسا ہی ہوتا مگر یہ بالکل ناممکن ہے تم مجھے ہرگز نہیں روک سکتے مجھکو ایسی زبردست طاقت کھینچے لئے جاتی ہے جسکا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا

موہن ۔ اور وہ کون ہے ۔

دروپتی ۔ اتنی جلدی بھول گئے کیا تمنے کہنیں جانتے جھکے سامنے تمنے سجدہ کیا اور جھکسے سامنے تم نے فرمانبرداری کا اقرار کیا۔

موہن ۔ (کانپ کر) آہ وہ سین مجھے یاد نہ دلاؤ۔ ابھی موہن کی بات ختم نہوئی تھی کہ اک شور اور ہاہا مچی نے دروپتی کو فوراً چونکا دیا اور اوس نے جھٹ پٹ کہنا موہن کے سامنے رکھدیا اور خود مڑنے ہی کو تھی کہ موہن نے اوسکا دوپٹہ پکڑ لیا اور بولا کیا ابھی سے جاتی ہو۔ مگر میں نجانے دونگا۔

دروپتی ۔ آہ میں تو جانا نہیں چاہتی مگر مجبور ہوں اتنا کہکر اوس نے ایک ہی جھٹکے میں دامن چھڑا لیا اور بجلی کیطرح تڑپ کر غائب ہوگئی اور غریب موہن فرط حیرانی سے سنگی بت کیطرح بیٹھا رہا۔

پندرھواں باب

خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے بدست دو

محمود اور مسعود کو جھونپڑی میں آئے ہوئے ایک ہفتہ گذر چکا ہے۔ اس زمانہ میں حکیم کی از حد کوششوں اور مسعود کی سی سے محمود کو کسیقدر آرام ہوگیا ہے اور اسقدر امید ہوگئی ہے کہ ایک دو ہفتہ میں وہ بالکل تندرست ہوجائیگا بوڑھی عورت پیروں مینگر اوس کا منہ دیکھا کرتی ہے اور جب کبھی وہ آنکھیں کھولتا ہے تو وہ ہمیشہ طرح طرح کی تسلی آمیز باتوں سے اوس کو یقین دلاتی ہے کہ وہ بہت جلد شفایاب ہوگا نوجوان داؤد اگر محمود کی صورت اور حالت دیکھکر رویا کرتا ہے اور اوسکی صحت کی خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے محمود کو بھی اتنا معلوم ہوگیا ہے کہ مسعود اور داؤد کی نیک خیالی اور رحمدلی کا یہی نتیجہ ہے کہ وہ اسقدر جلد اچھا ہوتا جاتا ہے اگر یہ دونوں مدد نکرتے تو کبھی کا مرگیا ہوتا اسکے علاوہ وہ بوڑھی عورت کا نہایت ہی گہرے الفاظ میں شکریہ ادا کرتا رہتا ہے جو ہمیشہ ایک والدہ کیطرح اوسکی خدمت میں مشغول رہتی ہے۔ غرض محمود کے زخمی ہونے سے اوسکو تین شخصوں کا ممنون احسان ہونا پڑا جن سے اوس نے کہلے الفاظ میں وعدہ کرلیا ہے کہ ہمیشہ بیدام غلام نبا رہیگا۔ آج وہ کا دن ہے شام ہورہی ہے آسمان پر بادل کے آوارہ گرد پہلے ہوئے ٹکڑے اور ہر اور ہر چکر لگا رہے ہیں جنکو ہوا اپنے ساتھ اڑائے لئے پھرتی ہے شام کے آنے سے اندھیرا جو غالب آتا جاتا ہے تو جھونپڑی والوں نے بھی اپنے آرام کے لئے ایک چراغ جلالیا ہے جسکی دھیمی شعاعوں نے جھونپڑی کے بیٹھنے والوں کے چہروں پر عکس ڈالکر ایک عجیب کیفیت پیدا کردی ہے مسعود داؤد محمود کے سرہانے بیٹھے ہوئے اوسکی صورت کو غور سے دیکھ رہے ہیں اور بوڑھی عورت اوسکی پائینتی بیٹھی ہوئی کسی خیال میں ڈوبی ہوئی ہے اور کبھی کبھی نظر اوٹھاکر محمود کو دیکھ لیتی ہے جھونپڑی کا دریچہ کھلا ہوا ہے جس میں سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آکر کسیقدر سردی پیدا کررہے ہیں آسمان کا رنگ دمبدم سیاہ ہوتا جاتا ہے اور بادل اسقدر جھک گیا ہے کہ کوئی بوند بھی پڑنے لگی ہے جسکی وجہ سے زیادہ سردی ہوتی جاتی ہے مگر جھونپڑی والے کچھ ایسے خیالات میں محو ہیں کہ اونہیں سردی کی ذرا بھی پرواہ نہیں بلکہ اسیطرح بیٹھے ہوئے باہر کا نظارہ دیکھ رہے ہیں کچھ وقت تو اس

ہی گذر گیا لیکن آخر وہ بارش کے تحت ہونے نے اون سب کو چوکنا دیا اور بوڑھی عورت نے اوٹھکر دروازہ بند کر دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھکر مسعود سے کہنے لگی۔ بیٹا تو نے اپنا حال نہ بتایا۔

مسعود۔ میرا حال سنکر آپ کیا کرینگی بس یہی سمجھ لیجئے کہ کوئی دشمنی ایسی نہیں جو آسمان نے میرے ساتھ نہ کی۔ ہمیشہ ایسی گردشوں میں ڈال رکھا کہ ہوش سنبھالنے کی فرصت نہیں ملی۔

عورت۔ یہ تو معلوم ہو گیا مگر حال بتانے میں کیا عذر ہے یہ خیال نہ کرو کہ تم ہی بدقسمت ہو بلکہ یہاں جتنے بیٹھے ہوئے ہیں سب قسمت کے ستائے ہوئے ہیں ورنہ کسی کو کیا ضرورت تھی کہ دنیا کی دلچسپیوں کو چھوڑ کر یہاں جھونپڑی میں رہنا اختیار کرتا۔

مسعود۔ یہ تو درست ہے مگر میں تو خیال کرتا ہوں کہ آپ سا دنیا میں کوئی خوش قسمت اور عیش و عشرت میں

عورت۔ وہ کیوں؟

مسعود۔ اسلئے کہ یہاں ایسے جنگل میں جہاں قدرت نے اپنی کاریگریوں سے ایسی دلچسپیاں پیدا کر دی ہیں کہ دنیا والوں کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہیں ہوتیں اور اسکے علاوہ آپکو کسیطرح کی فکر نہیں ہر وقت خدا کی رحمتوں کا دسترخوان بچھا ہے جب چاہا پیٹ بھر کر کھایا اور اوسکی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہیں۔

عورت۔ یہی تو ایک بات ہے جسکے سبب سے دنکو ہوس سنبھی ہوئی ہے ورنہ اپنی بدقسمت مصیبتوں کے بعد دنیا میں زندہ رہنے کی کیا ضرورت تھی۔

مسعود۔ یہ سچ ہے مگر مسلمانوں سے خودکشی تو نہیں کیجاتی خواہ وہ کتنی ہی مصیبت میں کیوں نہوں۔

داؤد (جو اتنی دیر سے بیٹھا ہوا خاموش ان کی باتیں سن رہا تھا) مسلمانوں ہی پر کیا منحصر ہے میرے خیال میں خودکشی کسی سے بھی نہیں کی جاتی اس لئے انسان خواہ کیسی ہی مصیبت میں گرفتار ہو موت کا نام سنکر ضرور چاہتا ہے کہ کچھ دن اور زندہ رہے اور دنیا کی دلچسپیوں کا لطف اوٹھائے۔

مسعود۔ مگر مسلمانوں کو یہ خیال تو مرنے سے نہیں روکتا وہ تو صرف خدا کے ہیبت سے پرہیز کرتے ہیں اگر اوس نے خودکشی کو حرام نہ کیا ہوتا تو مسلمانوں کو موت سے ڈر نہ ہوتا۔

عورت۔ ہم کو اس بحث سے کیا مطلب؟ یہ کہکر بوڑھی عورت نے داؤد کی طرف کچھ اشارہ کیا اور وہ کسیقدر غمگین ہو گیا عورت نے پھر مسعود کو مخاطب کر کے بولی۔ ہاں تم حال سنانے میں تامل کیوں کر رہے ہو۔

مسعود۔ اگر آپ اسقدر مشتاق ہیں تو کہے دیتا ہوں مگر کیا اچھا ہوتا اگر محمود کے صحت پانے پر حال بیان کیا جاتا کہ وہ بھی میری بدقسمتی کی داستان سن لیتا۔

داؤد۔ بیشک میرا بھی ایسا ہی خیال ہے جب محمود کو آرام ہو جائے تب ہی تم اپنا حال کہنا

مسعود۔ میں تو یہی چاہتا ہوں مگر آپکی والدہ نہیں مانتی ہیں اونکو راضی کر لیجئے۔

عورت۔ اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں مگر یہاں اتنا خیال رہے کہ حال سننے سے وقت جلد گذر جائیگا۔

مسعود۔ یہ درست ہے مگر وقت کاٹنے کے اور

بہت سے طریقے ہیں۔

عورت۔ وہ کیا؟

مسعود۔ اگر تم کہو تو میں کچھ سنائے دیتا ہوں۔

داؤد۔ کیوں نہیں ضرور سنائے گر دلکش ہو۔

مسعود۔ اسکی بابت تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا جو مجھے آتا ہے سنائے دیتا ہوں۔

اتنا کہکر مسعود نے ایک جیبی قسم کی کتاب نکالی اور چند ورق لا پرواہی سے الٹ کر ایک جگہ پر ٹھہر گیا اور کچھ سوچکر کہنے لگا۔ اسلام کی خوبیوں کا حال سناؤں یا آپ ہو کہیں۔

داؤد۔ (حیرت سے) میں سمجھتا تھا کہ آپ کچھ گانے لگے ہیں۔

مسعود۔ مسلمانوں کیواسطے تو گانیکی سخت ممانعت ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں سب کچھ جان بوجھکر ایک ایسا کام کروں جو گنہ میں داخل ہو۔

داؤد۔ (حیرانی سے) کیا گانا منع ہے؟

مسعود۔ ہاں منع ہے کیا تمہیں خبر نہیں آخر تم بھی تو مسلمان ہو۔

عورت۔ اس بیچارہ کو ایسی باریک باریک باتوں کی کیا خبر یہ تو ہمیشہ جنگلوں میں رہا ہے کبھی کسی کے پاس بیٹھا ہو تو اسے کچھ خبر بھی ہو۔

مسعود۔ یہ بات اچھی نہیں اگرچہ درست ہے کہ ہمیشہ تنہائی میں رہا اور کسی مسلمان کے پاس نہیں بیٹھا مگر پھر بھی اپنے طور پر اسے کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور چاہئے اگر کچھ ہو سکے تو یہی چھوٹی کتاب ضرور پڑھ لے اسمیں ہر ایک مسئلہ درج ہے اور اسکے پڑھنے سے کبھی ایسا کام انسان نہیں کرتا جسکے کرنے سے وہ گنہگار ٹھہرے۔

عورت۔ مگر اسکا کیا علاج کہ یہ بیچارہ کچھ پڑھ بھی تو نہیں سکتا۔

مسعود۔ اول تو پڑھنا سیکھنا چاہئے اگر یہ نہ ہو سکے تو اس کتاب کو ایکبار ضرور سن لینا چاہئے۔

داؤد۔ اگر آپ ہی یہ کتاب مجھے پڑھا دیں تو بہتر ہو کیونکہ یہاں کوئی ایسا واقف کار بھی نہیں ہے جس سے کچھ لکھنا پڑھنا سیکھوں۔

مسعود۔ میں تو ہر وقت حاضر ہوں مگر یہ جو آپ نے کہا کہ یہاں کوئی واقف کار نہیں ہے کیا مسیحی انسان کے پاس جائے اوسی سے پڑھنا سیکھ سکتا ہے۔

داؤد۔ یہ درست ہے مگر میں ایسے شہر کے نزدیک رہتا ہوں جہاں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان نظر آتا ہوگا۔

مسعود۔ خیر انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو سب کچھ لکھا پڑھا دونگا اور چند کتابیں اور بھی میرے پاس ایسی ہیں جنکے پڑھنے سے انسان پکا مسلمان بن سکتا ہے اور کبھی کسی بات میں غلطی نہیں کرتا۔

داؤد۔ ممنون ہونگا بابندی کیا ہے میں آپ کا بیدام غلام ہوں آپ نے مجھپر ایسا احسان کیا ہے جسکو میں جلد نہیں بھول سکتا ہوں میں نے دل سے وعدہ کر لیا ہے کہ خدانخواستہ اگر آپکو کسی مصیبت میں دیکھونگا تو اوس سے خلاصی دینے کے لئے اپنی جان تک کی پرواہ نکرونگا۔

عورت۔ وہ ایسا کونسا احسان کیا ہے؟

مسعود۔ کیا آپ کو نہیں معلوم۔

عورت۔ اگر معلوم ہوتا تو کیونکر کیا تھے مجھے کبھی ذکر کیا تھا؟

داؤد۔ احسان ویسان تو کچھ بھی نہیں کون سی بھول بات ہے پرے خیال میں تو ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے ہمجنس کو مصیبت میں پھنسا دیکھے تو اوسکی مدد کرے اگر میں نے ایسا کر دیا تو کون سا ایسا کام کیا ہے۔

عورت - آخر بات کیا ہے -

مسعود - اصل یہ ہے کہ میری جان انہوں نے ایسے وقت میں بچائی تھی جب میں نے ہر طرف سے بالکل ہی مایوسی اختیار کرلی تھی -

عورت - (خوش ہوکر اور داؤد کی صورت کو غور سے دیکھکر) واقعی بڑا کام کیا ہے -

داؤد - حیران باتوں کو جانے دو اور مجھے یہ بتاؤ کہ مسلمان بت پرستوں کو کیسا خیال کرتے ہیں -

مسعود - خیال کیا کرنا ہے بت پرست کافر ہیں اور ایسے راستہ پر چل رہے ہیں جو اون کو دوزخ میں پہنچائیگا -

داؤد - مجھے ایک مرتبہ بت پرست سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اوس نے ایسی باتیں کیں کہ میں اونکا کوئی جواب نہ دے سکا -

مسعود - جواب کیونکر دے کچھ اسلام کی خبر ہوتی تو جواب بھی دیا جاسکتا تھا - ہاں مگر وہ باتیں کیا تھیں ذرا میں بھی تو سنوں -

داؤد - یہی کہ بت خدا ہیں اور جو چاہیں کرسکتے ہیں

مسعود - توبہ توبہ ایسی باتوں کا جواب تو ایک معمولی سے معمولی مسلمان بھی دیسکتا ہے اور مجھے حیرانی ہے کہ تم سے ایک بات بن نہ پڑی -

داؤد - نہیں یہ تو نہیں کہتا کہ میں بالکل ہی خاموش رہا مگر میں نے بھی کئی ایک جواب دئے مگر آپ کی زبان سے بھی سننا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں -

مسعود - یہ تو ایک نہایت ہی معمولی بات ہے ہر عقلمند آدمی خیال کرسکتا ہے کہ پتھر جو بذات خود ایک بیجان مادہ ہے کسی پتھر کو پیدا نہیں کرسکتا اور نہ کسی چیز میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرسکتا ہے وہ ایک ایسی بیجان چیز ہے جسکو جہاں پھینکدو وہ وہیں پڑا رہیگا اور اسمیں یہ طاقت نہیں کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرسکے پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایسی چیز جو بھی کرنیکی قدرت نہیں رکھتی خدا کہلاسکے اور اگر تو یہ تو یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ اون میں ہر اک کام کرنیکی قدرت ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا بھر کے پتھروں کی پرستش نہیں ہوتی قاعدہ ہے کہ جو کل میں ہے وہی جز میں ہوتا ہے تو پھر ایک پتھر یا دس بیس پتھروں میں ایسی طاقت نہیں دیا ہیں سیکڑوں ہزارہا موجود ہیں جن میں سے بعض ایسے ہیں کہ بالکل پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور پتھر ہی ایسے ہیں کہ ایک چٹان کئی میل تک چلی گئی ہے یہ نہایت ہی حیرانی کی بات ہے کہ اون سب کو چھوڑکر چھوٹے چھوٹے پتھروں کی پوجا کرتے ہیں یہ صرف اونکی نادانی اور بیوقوفی ہے ابھی تمہارے سامنے پتھر کو توڑتا ہوں اور ریزہ ریزہ کرسکتا ہوں مگر اوسمیں یہ طاقت نہیں کہ مجھکو کسی قسم کا نقصان پہنچائے اور وہ کرہی کیا سکتا ہے روز دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض پتھر بت بنائی جاتی ہیں جنکو طرح طرح سے تراشتے ہیں اور پھر کیا وجہ کہ وہ پتھر اون لوگوں کو نقصان نہیں پہنچاتا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ خود بت پرست اپنے ہاتھ سے بتوں کو چھیلتے اور تراشتے ہیں اور ایسی ایسی ایذائیں پہنچاتے ہیں اگر ان میں کسی قسم کی طاقت ہو تو وہ اون کو نقصان پہنچائیں ان سب باتوں کے علاوہ ہر ایک شہر یا قصبہ یا گاؤں میں سمندر ضرور ہونگے اور پھر ہر ایک سمندر میں دس دس بیس بیس بت بھی ضرور رکھے ہوئے ہونگے اور سب پتھروں کو جمع کرنے سے کروڑہا بت بن سکتے ہیں اور اگر انہیں کے خیال کے مطابق اونکو خدا سمجھ جائے (اعاذنا اللہ) تو کروڑہا خدا ہوئے

جسکے ہوتے ہوئے دنیا کا قایم رہنا ہرگز ممکن نہیں کیونکہ اختلاف رائے کی وجہ سے دنیا کا انتظام جو اسوقت ہو رہا ہے بالکل بگڑ جائے خود خداوند تعالیٰ کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا۔

داؤد۔ اسکے کیا معنی ہیں؟

مسعود۔ بس یہی کہ اگر زمین و آسمان میں سوا خدا کے اور بہت سے معبود ہوتے تو زمین و آسمان کا انتظام ہی بگڑ جاتا۔

داؤد۔ آپ نے تو اسطرح بیان فرمایا ہے کہ ہر ایک بات میری سمجھ میں آگئی ہے اور اگر اب بڑے سے بڑا کافر بھی میرے سامنے آئے تو میں اوسکو اچھی طرح سمجھا سکتا ہوں کہ اس کے تمام شکوک رفع ہو جائیں۔

مسعود۔ اسکا سمجھنا ہی کیا ہر ایک کافر خود جانتا ہے مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی کو نہیں چھوڑتے وہ صرف یہی کہتے ہیں کہ جو ہمارے آباؤ اجداد کرتے آئے ہیں وہی ہم کو کرنا لازم ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر جگہ غلطی پر ہیں مگر تقلید کے ایسے شیدائی ہیں کہ اپنی عقل کو ذرا بھی خرچ نہیں کرتے خدا نے عقل کا مادہ انسان میں اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ حق و باطل میں امتیاز کرے اور دین و دنیا کا سیدھا راستہ اختیار کرکے خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو اسوقت کسی قسم کے مذہب میں غور سے دیکھنے سے ملاحظہ کیا جائے تو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ اسلام میں کونسی بات ایسی نہیں جو عقل کے خلاف ہو ہر ایک مسئلہ انسان کی سمجھ میں آسکتا ہے اور ہر خلاف اسکے دیگر مذاہب میں ایسی ایسی لغو اور مخذول باتیں ہیں جنکو سمجھنا تو درکنار سنتے ہی ہنسی آتی ہے اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل ہی بیہودہ اور غلط ہیں مگر اونکے پیروؤں کی عقلوں پر کچھ ایسے پردے پڑے ہوئے ہیں کہ وہ اندھوں کیطرح اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کئے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک گڑھے میں ڈال رہے ہیں اسکا ذکر قرآن مجید میں جہنم کے نام سے ہوتا چلا آیا ہے بس سمجھ گئے۔

واقعی کافر غلطی پر ہیں اونکو چاہیے کہ عقل خرچ کرکے سیدھا راستہ اختیار کریں۔ تاکہ یہ داؤد کی بات ختم ہوئی تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بوڑھی عورت نے جب اوٹھکر دیکھا اور دروازہ کھولا تو ایک نوعمر مسلمان جو بڑی میں داخل ہوا اوس غریب کے تمام کپڑے پانی میں بھیگے ہوئے تھے اور بارش کی تکلیف نے اوسکو اسدرجہ پریشان کر رکھا تھا کہ آتے ہی کچھ نہ پوچھ گچھ اللہ سعود داؤد کو حیرانی سے دیکھا یہ دونوں ہی اسکی صورت دیکھکر حیران ہو رہے تھے اسلئے کہ اس نوعمر مسلمان کی صورت ایسی دلفریب تھی کہ ہر ایک صورت دیکھنے والا کچھ دیر کے لئے ضرور محو ہو جاتا تاوقتیکہ جھونپڑی میں سناٹا رہا مگر آخر کار بوڑھی عورت نے نوعمر مسلمان سے مخاطب ہو کر کہا تمہارے کپڑے بھیگے ہوئے اگر اتار کر نچوڑ لئے جائیں تو بہتر ہے نوعمر۔ نچوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں خود ہی خشک ہو جائینگے ہاں اگر آگ جلائی جائے تو کسیقدر سردی کی تکلیف کم ہو جاتی۔

اسبات پر بوڑھی عورت نے اوٹھکر کچھ گھاس اکٹھی کی اور ایک صاف جگہ دیکھکر آگ لگا دی۔ نوعمر مسلمان اپنی جگہ سے اوٹھکر آگ کے نزدیک

بیٹھا اور کہنے لگا میں آپکی مہربانیوں کا نہایت ہی ممنون ہوں اگر یہ جھونپڑی نظر نہ آتی تو میں بارش ہی میں بیگ بہنگ کر مر جاتا۔

مسعود ۔ آپ کا نام کیا ہے اور کہاں سے آتے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے؟

نوعمر ۔ نام تو میرا یوسف ہے اور اسکے جواب میں کہ میں کہاں سے آتا ہوں صرف یہی کہنا کافی ہے کہ ایک آوارہ گرد غریب ہوں قسمت کی بدنصیبی سے خانماں برباد ہو گیا اب جنگلوں اور صحراؤں میں مارا مارا پھرتا ہوں کل اس شہر میں وارد ہوا تھا شام کو بغرض سیر یہاں آنکلا یہاں بدقسمتی سے ساتھ ہی یعنی بارش اسقدر زور سے ہونے لگی کہ کچھ ور نہ بن گیا اگر یہ جھونپڑی نہ ملتی تو خدا جانے کیا حال ہوتا مگر آپ کا نام کیا ہے اور یہ دوسرے صاحب کون ہیں۔

مسعود ۔ میرا نام مسعود ہے اور ان کا نام داؤد یہ میرے بھائی ہیں اور عورت بجائے ہماری والدہ کے ہے۔

یوسف (محمود کیطرف اشارہ کرکے) اور یہ کون صاحب ہیں اور اسطرح کیوں لیٹے ہیں۔

مسعود ۔ ان کا نام محمود ہے۔

یوسف ۔ (جلدی سے بات کاٹ کر حیرانی سے) کیا محمود؟

مسعود ۔ جی ہاں محمود۔ یہ اسلامی فوج کے ایک لائق افسر ہیں چند روز سے زخمی ہو گئے ہیں اور اسی جھونپڑی میں رہتے ہیں۔

یوسف ۔ (نہایت ہی تعجب سے چونک کر) کیا زخمی ہو گئے ہیں اور اسی جھونپڑی میں رہتے ہیں۔

مسعود ۔ جی ہاں بہت سخت زخمی ہو گئے ہیں بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔

یوسف ۔ افسوس بدقسمتی بہت بری چیز ہے اگرچہ نجھکو یہ نہیں جانتے مگر میں انکو بخوبی جانتا ہوں اکثر لڑائیوں میں انکو دیکھا واقعی یہ بڑے بہادر اور جنگ آزما ہیں مگر مجھے ان کے زخمی ہونے کا حال سنکر نہایت صدمہ ہوا خدا جلد صحت کلی عطا فرمائے ہاں یہ زخمی کیونکر ہوئے۔

مسعود ۔ یہ تو ہم میں سے کسی کو بھی نہیں معلوم

یوسف ۔ علاج وغیرہ بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

مسعود ۔ سب کچھ ہوتا ہے اور امید ہے کہ بہت جلد آرام ہو جائیگا۔

یوسف ۔ خدا کرے ایسا ہی ہو مگر آپ اس جھونپڑی میں رہتے ہیں۔

مسعود ۔ میں تو صرف محمود کیواسطے یہاں ٹھہرا ہوا ہوں جب انمیں چلنے پھرنے کی طاقت آجائے گی تو میں انکو ساتھ لیکر یہاں سے چلا جاؤنگا البتہ یہ صاحب (داؤد کیطرف اشارہ کرکے) اور وہ مائی صاحبہ اس جھونپڑی کی مالک ہیں اور انہیں کی مہربانی ہے کہ اس محفوظ جگہ میں اتنے دن تک رہ سکتے ہیں ورنہ اس علاقہ کا بچہ بچہ محمود کا دشمن ہے۔

یوسف ۔ وہ کیوں؟

مسعود ۔ اصل میں راجپوتوں کے قیدی تھے اور اب وہاں سے بھاگ آئے ہیں مگر آپ کون ہیں اور اس شہر میں کیوں آئے۔

یوسف ۔ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ

آوارہ دشت غربت ہوں ملک ملک پھر رہا ہوں البتہ آپ سے ملکر دل میں ایک خواہش پیدا ہو گئی ہے۔

مسعود۔ وہ خواہش کیا ہے۔

یوسف۔ بس یہی کہ باقی عمر آپ ہی کی خدمت میں رہ کے گذاروں اگرچہ میرا رہنا آپ کو ناگوار ہی گذرے گا۔

مسعود۔ (ہنسکر) نہیں یہ خیال آپ کا غلط ہے بلکہ آپ جیسے شخص کا ہمارے پاس رہنا ہماری خوش قسمتی میں داخل ہے

یوسف۔ تو پھر آپ کو میری آرزو پوری کرنے میں عار تو نہیں ہے۔

مسعود۔ بالکل نہیں بلکہ ہم نہایت ہی خوش ہیں۔

داؤد۔ (سسکیاں کر) خوب گذرے گی جو مل بیٹھے ہیں بدقسمت دو۔

سولہواں باب

مسلمان آگے بڑھے

گذشتہ واقعات کو بیس دن گذر چکے ہیں صبح کا وقت ہے اور آفتاب کی سنہری سنہری کرنیں قلعہ چتوڑ کی خوشنما عمارتوں کو روشن کر کے ایک دلفریبی کا اثر پیدا کر رہی ہیں پہاڑی علاقہ کی آزاد دلی پسند مخلوق یعنی طیور اپنی بے زبانی کی زبان میں اپنے پیدا کرنیوالے کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں اور اسرقت کے سمیں میں ایسا دلکشی کا عالم پیدا کر رہے ہیں کہ ان کے دلچسپ نغمے سننے سے ہر ایک کا دل بے اختیار ہو جاتا ہے قلعہ چتوڑ کی سب سے زیادہ خوشنما اور خوبصورت عمارت میں رانا اودے سنگھ اپنے دربار یوں کے ایک زرنگار مسند پر بیٹھا ہوا ہے اور تمام وزیر و امیر حکم کے منتظر ہیں۔

رانا تھوڑے فاصلہ پر پرتاب سے ہے اور پرتاب کسی بات پر غور کر رہا ہے کمرہ میں ہر طرف سناٹا ہے سانس لینے تک کی آواز بخوبی سنائی نہیں دیتی ہے رانا کے چہرہ پر غور و فکر کے آثار پائے جاتے ہیں اور ہر ایک دیکھنے والا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کسی گہری فکر میں ڈوبا ہوا ہے آخر کار خموشی سے اوس نے اکتا کر ٹھنڈی سانس لی اور نظر اوٹھا کر بولا۔ پرتاب تجھ سے بہت بڑے بڑے کام کئے اور ہمیشہ کامیاب۔ کبھی خواہ ثابت ہوئے مگر اب وہ وقت آگیا کہ ہر ایک راجپوت کو اپنی بہادری کا جوہر دکھانا اور نمک کا حق ادا کرنا چاہئے۔

اس بات پر سب امیروں نے سر نیاز جھکا دیا اور ہاتھ تلواروں پر رکھ لئے۔

رانا۔ آج تو راجپوتوں نے اپنے آپ کو بہادر ثابت کر دیا اور دشمنوں پر غالب آگئے رہے۔ لیکن اگر اسد خان اپنی قوت بازو کا جوہر دکھائیگے اور دشمن کو پسپا کر دیگے تو یہی سمجھیں کہ انہوں نے اپنے ملک کو ہر ایک بلا سے بچا لیا اور اگر اسد خان ہار گئے تو ان کا قدم ہرگز نہ جمیگا اور یہ اسطرح کھوکھلے جیسے کبھی پیدا ہی نہوئے تھے آجکل سننے میں آیا ہے۔ کہ راجپوت آرام طلب اور عشرت پسند ہو گئے ہیں جسکی وجہ سے انکی بہادری کم ہوتی جاتی ہے۔ اور یہ دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہیں اور اگر یہ سنسلنے کی کوشش نہ کرینگے تو کسی دن دنیا میں قوم

کہا نے کہ بھی کوئی راجپوت نظر نہ آئیگا اس دفعہ میں دیکھتا ہوں کہ راجپوت پسپا ہوئے جاتے ہیں اور مسلمان روز بروز بڑھتے چلے آتے ہیں اگر اون کو روکنے کی کوشش نہ کیجائے گی تو وہ ایکدن تمام ملک کے بادشاہ ہو جائینگے اور وہ راجپوت جو ابھی تک کسی کے مطیع نہ ہوئے تھے اون کے غلام بنکر رہینگے۔

پرتاب ۔ حضور نے جو فرمایا بہت درست ہے مگر راجپوت ایسے بزدل نہیں ہیں جو مسلمانوں کے مقابلہ میں ہار جائیں اگرچہ ایک دو موقعوں پر راجپوتوں کی بزدلی ظاہر ہو گئی ہے۔ اور مسلمان غالب آگئے ہیں مگر اون کا غالب آنا ہی اون کے پسپا کرنیکی کافی دلیل ہے کیونکہ آفتاب پر خاک ڈالنے کوئی اوسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا یہی حال مسلمانوں کا ہے اگر ایکدفعہ راجپوتوں پر غالب بھی آگئے تو اسدفعہ مغلوب ہونگے کہ پھر کبھی اسطرف کا رخ ہی نہ کرینگے میرا خیال ہے کہ راجپوتوں میں قومی غیرت اور مذہبی جوش بھرا ہوا ہے اور وہ مسلمانوں سے لڑنے کا اسقدر مشتاق ہے کہ اس موقعہ کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا ہے اور جب وہ وقت آئیگا تو حضور دیکھیں گے کہ راجپوتوں کے مقابلہ میں مسلمان کب تک ٹھہر سکتے ہیں۔

رانا ۔ مجھے تم سب سے ایسی ہی امید ہے اور میں یہ جانتا ہوں کہ تم اپنے بادشاہ اور ملک کی حفاظت میں اپنی جانیں لڑا دوگے اپنے مذہب کی حمایت میں اپنا خون بہا دوگے مگر اسکو کیا کروں کہ آجکل راجپوتوں میں سستی اور کاہلی زیادہ پرستی جاتی ہے اور یہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور یہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور یہ دن بدن بڑھت

نے مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے ہیں اور اب
وہ راجپوتوں کو کچھ چیز نہیں سمجھتے۔

پرتاب ۔ تو کیا آپ کے خیال میں راجپوت
ایسے پست ہو گئے ہیں کہ مسلمان اون کے
ملک پر قبضہ کر لیں گے میں تو اسکے برخلاف
سمجھتا ہوں اور یقین جانتے کہ ابکی مسلمان غالب
نہیں آسکتے کیونکہ ہر ایک راجپوت کے دل میں
بدلہ لینے کا جوش بھرا ہوا ہے اور میں کہہ سکتا
ہوں کہ اگر ایک آدمی کو دس مسلمانوں کے سامنے
کر دیا جائیگا تو وہ کبھی ہٹنے کا نام نہیں لیگا۔

وزیر ۔ درست ہے مگر تم شاید خیال نہیں رہا کہ
قلعہ کا گڑھ کی لڑائی پر ایک ایک مسلمان
کے مقابلہ پر اسّی اسّی راجپوت تھے لیکن پھر
بھی راجپوتوں سے کچھ نہ ہو سکا اب وہ بہادری کا
زمانہ نہیں رہا یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ راجپوت
بالکل ہی پست ہو گئے ہیں لیکن اگر غور سے
دیکھا جائے تو یہ اس قابل نہیں کہ مسلمانوں کا
مقابلہ کر کے اون کو پسپا کر سکیں۔

پرتاب ۔ آپ ایسی باتیں کرتے ہیں جیسے وہ
بالکل ہی گر گئے ہیں یا اون کی طاقت بالکل
ہی جاتی رہی ہے اگر آپ کا ایسا ہی خیال ہے
تو میں کہتا ہوں کہ آپ علطی پر ہیں میں نہیں سمجھتا
کہ آپ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں یہ مان لیا کہ وہ
ایکبار قلعہ راجپوتوں پر غالب آ گئے ہیں مگر یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ غالب ہی رہینگے یقین جانئے
کہ اسد خدا وہ عروج پسپا ہوئی اور ایسی ہوگی کہ ہرا سطرف
کا رخ بھی نہ کریگی میری بات کو معمولی نہ سمجھئے گا
بلکہ ایک خیر خواہ قوم کے حسرت بھرے دل سے
آرزو اور دعا کیساتھ نکلی ہوئی پیشگوئی ہے جسکو پورا

ہونا بھی کچھ بہت دور نہیں۔

وزیر ۔ میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ راجپوت کامیاب
ہوں اور اون کی بہادری کا دنیا میں ایسا شہرہ ہو کہ
دیگر قومیں دیکھکر رشک کریں مگر اسوقت جو حالت
راجپوتوں کی نظر آتی ہے میرے خیال میں اچھی
نہیں۔ کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو آرام
طلبی کو پسند نہ کرتا ہو اب سبکو دیکھو عشرت پرستی میں
مشغول ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایسے آدمی جنکو سو
سال سے برابر لڑائی کا پیش آنا اور جو ہاتھوں
سے آرام طلب چلے آئے ہیں دشمنوں کا مقابلہ کرکے
اونکو شکست دیدینگے گر ایسے وقت میں لڑائی کا نتیجہ
بالکل الٹا ہوگا اور راجپوت ایسے پسپا ہونگے کہ ملک
میں کسی راجپوت کیصورت نظر نہ آئیگی ایسے لڑنے
سے بہتر ہے کہ صلح کر لیجائے اور لڑائی کسی آیندہ
موقع پر ڈالدی جائے اول تو میں راجاؤں نے
مدد کا اقرار کیا تھا اونکی طرف سے ابھی کوئی فوج
نہیں آئی اور نہ اونمیں سے کوئی جواب بھیجا ہے
یہی خیال ہو سکتا ہے کہ شاید وہ مسلمانوں سے
ملگئے اور دوسرے راجپوت اسقدر طاقتور نظر
نہیں آتے کہ بغیر مدد کے اور کر مسلمانوں کو مار سے
نکالدیں۔ ایسے وقت میں لڑائی چھیڑ دی گئی تو اس کا
نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ تمام فوجیں تباہ اور کوئی بھی
ایسا ہمت والا باقی نہ رہیگا جو ملک کی بربادی
پر چار آنسو بہائے اسلئے کہ راجپوت وصلہ کرکے
لڑنے لگتے ہیں تو وہ پھر بھاگنا نہیں جانتے وہ اسوقت
ہٹنے کا نام لیتے ہیں جب یا تو دشمن پسپا ہو جائے
یا خود کٹکر مر جائیں اور چاہے بھی ایسا ہی کیونکہ
اگر فتح پا جائینگے تو ملک و مال سب کچھ ملیگا اور
اگر مرگئے تو بلا سے دنیا سے دنیا میں نام تو رہیگا

جنگل کی بڑی سخت پوقونی تھی جو اپنی فوج کے ساتھ بھاگ آیا اگر کوئی اور ہوتا تو کت کر دیتا مگر بھاگنے کا نام نہ لیتا اگرچہ اب بھی ممکن ہے کہ راجپوت حوصلہ کرکے مسلمانوں کو پسپا کر دیں لیکن یہ بات اتفاق پر منحصر ہے یقیناً کوئی نہیں کہہ سکتا کہ راجپوت ضرور کامیاب ہونگے افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ راجپوتوں کی نسبت شرطیہ کہا جاتا تھا کہ وہ فتحیاب ہو کر آئینگے اور اب یہ وقت ہے کہ ملک و تاج کی حفاظت ہی دشوار نظر آتی ہے۔

رانا۔ مگر صلح کی شرطیں ہی تو تم کو پسند ہونگی ایسی شرطیں منظور کرنے سے بہتر ہے کہ لڑ کر ہی فیصلہ کر لیا جائے۔

وزیر۔ مسلمان اطاعت کو کہتے ہیں اور کرتا پڑے گی اگر لڑائی کرکے وہ کامیاب ہوگئے تو پھر کیا راجپوت اون کی فرمانبرداری نہ کرینگے۔

رانا۔ خیر یہ شرط تو ایسی سخت نہیں مگر وہ اور ایک بات کہتے ہیں جسکو میں ہرگز منظور نہیں کر سکتا۔

وزیر۔ البتہ اور سب راجپوتوں کی رائے یہی ہے کہ لڑائی اور راجاؤں نے اکبر کی اس شرط کو منظور کر لیا ہے اور کئی ایک نے اپنی مرضی سے تحفہ میں اپنی لڑکیاں پیش کی ہیں جن سے آجکل اکبر نے ایک قسم کا رابطہ اتحاد پیدا کر لیا ہے اور اسی بات سے اونکا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں سے رابطہ اتحاد قائم کیا جائے اور میرے خیال میں یہ کوئی بری بات نہیں ہے کیونکہ اگر مسلمان اور ہندو آپس میں شیر و شکر ہو جائیں تو ملک کو بہت فائدہ پہنچیگا اور باہر کے حملہ آور ہندوستان غیر اقوام کے حملہ سے بچ رہیں گے

اگر یہی دونوں قومیں آپس میں لڑتی رہیں تو راجپوتوں کا بالکل ہی خاتمہ ہو جائیگا اور مسلمانوں کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ وہ اسوقت بڑے زبردست اور طاقتور ہیں اگرچہ بعض بعض باتیں اون میں ایسی پیدا ہو گئیں ہیں جن سے خیال ہو سکتا ہے کہ سلطنت کو ضرور اون سے نقصان پہنچیگا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اکبر مذہب کا پکا نہیں بلکہ اوس نے اپنے دربار میں چند پنڈت ایسے رکھے ہیں جو سنسکرت کے بڑے عالم اور ہندو ہیں عجب نہیں جو اکبر کے خیالات تبدیل ہو گئے ہوں اور میں یہ بھی سنتا ہوں کہ اکبر نے ایک نیا مذہب نکال رکھا ہے جس کے اصول بالکل ہمارے مذہب سے ملتے ہیں اور چند مسلمانوں اور ہندو برہمنوں کا اعتماد ہے جنہوں نے اکبر کو الو سمجھ رکھا ہے جو ہے ہیں وہ کرا لیتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس رشتہ کو کرکے آپ بہت فائدہ اوٹھائیں گے اول تو ایک زبردست مسلمان سے رابطہ اتحاد قائم ہوگا اور آپس کی عداوت جاتی رہیگی اور یہ ملک غیر قوم کی سازش سے محفوظ رہے گا۔

دوم اکبر سا بادشاہ ہمارے مذہب میں آجائیگا اور ہندو مذہب کی تقویت اور زیادہ بڑھ جائیگی کیونکہ اسکا مذہب تبدیل کرنا کوئی بڑی بات نہیں اگر آپ ابھی فرمائیں تو میں ابوالفضل کو لکھنا ہوں چند ہی روز میں سب معاملہ درست ہو جائیگا۔

رانا۔ یہ سچ ہے مگر اب کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ جس بات سے میں نے پہلے انکار کر دیا ہے اب اوسکو آسانی سے مان جاؤں اس طرح سے مسلمانوں کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ راجپوت ڈر سے نکلے

وزیر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں۔
رانا۔ کہو کیا کہتے ہو۔
وزیر۔ اگر آپ اجازت سے ڈرتے ہیں۔ تو اسکی کوئی فکر نہیں ہے میں سب باتیں سمجھ جھوڑ دیتے ہیں ایسا بندوبست کرونگا کہ راجپوتوں کے نام پر کوئی دھبہ نہ لگے گا۔
اسبات پر رانا اک سوچ میں پڑ گیا تھا مگر وزیر جو اب تک خاموش تھا کسیقدر آواز سے کہنے لگا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر راجپوتوں کو صلح نہ کرنی چاہیئے کیونکہ صلح کرنے سے سب سے فساد ہونے کا حصرہ ہے۔
رانا۔ یہ بھی درست ہے بے لڑے صلح کرنے سے راجپوتوں میں یہ خیال پیدا ہو جائیگا۔ کہ بادشاہ اپنے ملک کے فائدہ اور نقصان سے بالکل ہی بیخبر ہے حالانکہ یہ بات نہیں۔
وزیر تاب۔ ابتو لڑائی ہوگی اور روز ہوگی کیونکہ ہر اک راجپوت اپنی قوت بازو کا امتحان کرنیکا مشتاق ہے اور اس موقع کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا ہے مگر جب وقتا مشہور کر دیا جاویگا کہ صلح کر لی گئی اور مسلمانوں کی شرطیں منظور کر لی گئیں جو راجپوتوں کے لیے ایک حد تک توہین سے کسیقدر زیادہ ہے تو ہر ایک شخص سلطنت کی طرف سے بدگمان ہو جائیگا اور عجب نہیں جو ملک میں بغاوت پھیل جائے۔
وزیر۔ میرے خیال میں ایسے وقت میں مسلمانوں سے لڑائی کا چھڑ جانا ملک کے لیے ہی نقصان دہ ثابت ہوگا بلکہ تاج و تخت اور جان و مال کے لیے بھی ایک خطرناک ہے آگے جیسا آپ کریں۔ یہ تو ظاہر ہو چکا ہے کہ راجپوت اسوقت تک لڑائی کے مشتاق ہیں اور جان و مال سے کیا فائدہ کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے جسکا کوئی خاطر خواہ نتیجہ بھی نکلے نہیں فوج کو بٹھانے اور تماشا دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں سنتا ہوں کہ اکبر نے دوبارہ فوج منگوائی ہے اور اسی سے لڑائی میں تاخیر ہو گئی ورنہ کبھی کا آ چکا ہوتا اسوقت اسکے ساتھ اٹھارہ ہزار جوان سے کم نہیں۔ خیال تو کیجیے کہ تیس ہزار راجپوت بارہ ہزار مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے تو اٹھائیس ہزار سے اٹھارہ ہزار کا کیونکر مقابلہ کیا جائے گا تو یہ بیفائدہ کٹنے مرنے سے بہتر ہے کہ لڑائی کچھ مدت کے لئے ملتوی رکھی جائے اور ایسے وقت تک چھیڑے جب شکست کا کہیں سان و گمان بھی نہو۔
پرتاب۔ آپ جزیرہ جبل کی مثال ہی پیش کرتے ہیں وہ تو ایک اتفاقیہ حادثہ تھا اب ہرگز ایسا نہوگا امید ہے کہ راجہ سورجن بھی مدد کے لئے فوج بھیجے کیونکہ اوسکو یقین ہے کہ اکبر اگر چتوڑ کو فتح کر لیگا تو اوسکی سلطنت بھی مخلوب کئے بغیر نہ رہیگی اسنے مجھکو یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ضرور مدد بھیجے گا۔
وزیر۔ کب بھیجیگا جب لڑائی ختم ہو جائیگی اور چتوڑ مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیگا میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کے قدم اب بہت جلد آپ ہی آپ ایک مسن شخص۔ اس بحث کا فیصلہ کرنے کے لئے میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان عمارتوں میں جو صدہا سال سے قبل جلی آتی ہیں چار بڑے بڑے بت ہیں جو بولتے ہیں اور ہر ایک قسم کی صلاح دے سکتے ہیں اگر ان سے مشورہ لیا جائے تو نہایت ہی مناسب ہے ہر ایک کو حیران کر دیا بہانک کر نورانی سی شکل بنکر دس پونڈ کی صورت

دیکھنے لگا جب اس کا چہرہ کسیطرح بدل نہ ہوا
تو وہ نہایت ہی تعجب سے بولا۔ کہ میں نے
سنا ہے کہ وہ چاروں بت غائب ہو گئے
تو ان میں سے ایک بھی غائب نہیں ہوا بلکہ ایک مصلحت
کے لئے بیہوش ہو گیا تھا سکو سوا اسے
اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کسے لوگوں کی آنکھوں
پر بیہوشی رکھتے ہے اب اگر حکم ہو تو میں مصور کو
وہاں تک بھیجا سکتا ہوں امید ہے کہ وہ کوئی
ایسا طریقہ نکالیگا جسکے ذریعہ انسانی عقل میں نہیں آسکتا
مگر میں تمام اور تماشے دنیا میں کہ جاکر مخلوقوں
سے زیادہ اونکے پاس نہیں جانتے اس لئے
حضور بھی وہاں زیادہ آدمی اپنے ساتھ نہ
لیجائیں۔

فرانما۔ ایسا ہی ہوگا۔

پھر فرانما اور ہرمز پرتاب کو ساتھ لیکر اس
کے ساتھ روانہ ہوا غلوت سے نکلکر وہ باہر آیا
گنبد میں پہونچا اور تھوڑی دور جاکر اونہیں
واپس کیا صرف تھوڑا چند سپاہیوں کے ساتھ لیکر
ایک غار کے منہ پر پہنچا دیا اور وہ خود غار
داخل ہو گیا لیکن جب بہت دیر ہو گئی مگر اوسکی
ہوئے دیکھکر اوسکے ساتھی گھبرائے اور
میں کہ کچھ دور جاکر بوڑا شخص ایک
پر گر پڑا جسکو اوس نے جاں سے
کے سب ایک ایک
مسکرا دیئے کر
ذریعہ سے وہ ایک
وہاں سے گذر کر فرانما
بتوں کے کمرہ میں داخل ہوا۔

یہاں اوس نے اتنا اندھیرا
سمجھتا تھا ایک
بتوں کی صورتوں پر
کاریگر کے ہاتھ سے بنے ہوئے تھے
یہ کمرہ نہایت ہی صاف اور ستھرا تھا اور اوسمیں
سوا بتوں کے اور کوئی چیز نہ تھی۔

فرانما۔ وزیر اور پرتاب نے داخل ہوتے
ہی پہلے بتوں کو سجدہ کیا اور پھر دست
بستہ کھڑے ہوئے
مگر جب بتوں نے
یوں کہا۔

تجھے اپنے دل کی حاجت بیان کرنیکی کوئی
ضرورت نہیں ہم کو سب خبر کا ہو جاتی
ہیں صرف مشورہ لینے کیلئے آیا ہوں اور امید
ہے کہ مجھے ایسی تدبیر بتائی جائے جسمیں
تیرے دشمنوں کو سپاہ سکوں اور پرتاب اون کے
ہاتھ سے نجات پاوے۔

بتوں نے پرتاب سے مخاطب ہو
جوش سے بولا۔ اے بادشاہ میں تیرے
سے دور ہوں ہو سکتا ہے کہ کسی قسم کا مشورہ
سے دوں۔

فرانما خوف سے کانپنے لگا اور پھر اسنے
ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور وہیں
کھڑا ہو گیا۔

پہلا بت۔ تو نے ایک جوان پر بڑا ظلم کیا
ہے اور اگر تو اسے
اور اسکا
واپس کرتا۔

فرانما۔ میں نے کسی نوجوان پر ظلم نہیں کیا
ہے اور اگر ظلم
اسکے

پہلاست ۔ اگر یہ تو نے ایسا گناہ کیا ہے کہ اوس کو معاف ہونا نہایت دشوار ہے مگر پھر بھی ہم تجھپر رحم کرتے ہیں اور یاد رکھ اگر تو پرتاب کا حق اچھی طرح ادا نہ کرے گا یعنی اوسکی شادی پارتی سے نہ کریگا تو ہم تیرے ملک کو اور تجھکو برباد کر دینگے ۔

رانا ۔ مگر پارتی تو اب میرے اختیار میں نہیں وہ کئی روز سے غائب ہو گئی ہے ۔

پہلاست ۔ ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور ہمنے اوسکو غائب کیا ہے لیکن یاد رکھ کہ وہ بہت جلد واپس آ جائیگی اور جب واپس آئے تو فوراً اوسکی شادی پرتاب سے کر دینا اگر یہ شرط تجھے منظور ہو تو ہم تجھے مشورہ دیتے ہیں ورنہ تجھے میرے سامنے سے ہٹ جانا چاہیے ۔

رانا ۔ مجھے ہر ایک شرط منظور ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جیوقت پارتی واپس آئیگی اوسی وقت اوسکی شادی پرتاب سے کیجائے گی ۔

پہلاست ۔ اچھا اب سن تیرا وزیر چاہتا ہے کہ اب لڑائی ملتوی رکھی جائے مگر اوسکا خیال غلط ہے ہم تجھے یقین دلاتے ہیں کہ اسوقت مسلمان ہرگز غالب نہیں آسکتے بلکہ وہ ایسے پسپا ہونگے کہ پھر کبھی اسطرف کا رخ ہی نہ کرینگے پس اب میرے سامنے سے جا اور اپنے ارادہ پر قایم رہ ہم ضرور تجھے کامیاب کرینگے اور تیرے دشمن تیری آنکھوں کے سامنے خاک میں ملینگے ۔

اتنا کہکر بت خاموش ہو گیا اور رانا سمیت پرتاب اور وزیر کے خوش ہو کر وہاں سے رخصت ہوا اور اوس سن رسیدہ آدمی کا شکریہ ادا کر کے دربار میں داخل ہوا تھا کہ باہر ایک شور و غل مچ گیا اور گھبراہٹ میں جو آواز اوسکے کان میں آئی وہ یہ تھی "مسلمان آ گئے" اس آواز کے سنتے ہی رانا دربار سے باہر آیا تو دیکھا کہ فوج میں ایک ہل چل مچ رہی ہے اور ہر ایک آدمی گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر دوڑ رہا ہے پرتاب نے بھی اپنی سینہ فوج کو درستی کا حکم دیا اور خود بھی لڑائی کا نشان ملبند کیا اور تمام فوج کو قلعہ سے باہر نکالا ۔ اوسوقت دن کے نو بج چکے تھے آفتاب اسقدر بلندی پر آگیا تھا کہ تمام صحرا پر ایک سنہری چادر بچھ گئی تھی اور سپاہیوں کی آوازوں اور فوج کی حرکت اور ہتیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے اس سین میں ایک عجیب ہنگامہ ہو گیا تھا جسطرف نگاہ اٹھتی تھی آدمیوں کے ۔۔۔۔ سر ہی سر نظر آتے تھے ۔

ہیرو شجیل اور پرتاب فوج کو اچھی طرح درست کر چکے تھے کہ اسلامی فوج کا نشان نظر آنے لگا اور ساتھ ہی گرد و غبار کا دامن چاک ہوتے ہی فوج بھی دکھائی دینے لگی ۔

شجیل نے اپنے بارہ ہزار راجپوتوں کو اس ترتیب سے مرتب کیا کہ اگر ایک دستہ لڑتے لڑتے تھک جائے تو فوراً دوسرا دستہ اوسکی جگہ پر لڑنے لگے تاکہ ایک دستہ کو سستانے کا موقع ملجانے سے ہمارے فوجوں کی بارہ صفیں مرتب کر کے خود اون کا حوصلہ بڑھانے لگا فوج جونہی آگے بڑھی اور پہاڑیوں تک پہنچ چکی تھی کہ نظر اٹھا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا جیسے یہ ایک بے پایان دریا ہے اور حد نظر تک پھیلتا چلا گیا ہے ریتیلے میدان میں دور تک دھوپ نے اپنا سایہ ڈال رکھا ہے اور اس سین میں ایک قسم کا جوش پیدا کر رہی ہے اِدھر ہر ایک سپاہی آنیوالی فوج کا بڑی بے صبری سے انتظار

کر رہا تھا فوجوں پر قابو رکھتے اپنے سوار بھیجے تو دائیں
کو پہاڑ کی دوسری طرف اسطرح ترتیب دی کہ جبل
ٹرتے ٹرتے رک جائے تو اوسوقت پرتاب
اوسکی جگہ پر آجائے تاکہ اسلامی فوجیں لڑتے
لڑتے ہی فنا ہو جائیں واقعی یہ تدبیر راجپوتوں
نے اپنے حق میں بڑی مفید خیال کی تھی مگر
مسلمان ہی کوئی ایسے بزدل تھے کہ اپنے
نائمدہ کی بات کا خیال کرتے ۔ وہ لڑائی کے
وقت راجپوتوں سے زیادہ عقلمند ثابت ہوئے
تھے اور خانخاناں کیرنے اپنی اٹھارہ ہزار فوج کو
تین حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک پر سید
جمال الدین بارہ والکو افسر بنا کر سب سے آگے
روانہ کیا اور دوسرے کو کمال الدین کے ماتحت
قلب فوج میں رکھا اور تیسرے حصہ کو ایک
اور نوجوان کے زیر حکم عقب میں رہنے دیا
تاکہ ہر ایک دستہ کی مدد کو دوسرا دستہ تیار رہے
اور مقابلہ یکساں رہے۔
خانخاناں اکبر کو جاسوسوں کی معرفت تمام حالات
معلوم ہو چکے تھے اسلئے اوسنے اپنی فوج کو
متذکرہ بالا طریقہ سے ترتیب دی تھی اور جب
دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام دن اسطرح بڑی برابری
اور کسیطرف سے پسپا نہ ہوگی مگر مسلمان صبر کرنے
کرتے بے صبر ہو گئے اونہوں نے ہی پہلے تقریر
شروع کی ۔ سید جمال الدین نے ایک پرجوش
تقریر سے فوج کا دل بڑھایا اور خود دونوں
فوجوں کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا ۔ یہ حالت
دیکھکر راجپوتوں کیطرف سے جگمل اسکے مقابلہ
کو آیا ۔ اور لڑائی شروع ہوئی سب سے پہلے
سید جمال الدین نے تلوار کا وار کیا جسکو جگمل نے
خالی دیا اور خود نیزہ لیکر مسلمان افسر پر بجلی کیطرح
گرا ۔ سید جمال الدین نے اسکے وار کو خالی دیا اور خود
جوش میں آکر رجز کے کلمات کہکے اوسپر حملہ آور
ہوتا تھا مگر ہندو افسر بھی ایک جلاک تھا گھوڑا
ایک گھنٹہ تک لڑائی رہی اور اس عرصہ میں کوئی
افسر بھی زخمی نہوا یہ حال دیکھکر مسلمان افسر کو سخت
غصہ آیا اور اوسنے جوش میں آکر ایک ایسا کاری
وار کیا کہ اگر جگمل اوسکو ڈھال پر نہ لیتا تو وہ
جسم میں پہنچ گیا ہوتا اور اوسپر جگمل سے بھی غصہ کا
ایک نیزہ زور سے مارا مگر جمال الدین نے بھی
اوسکو نہایت پھرتی سے پکڑ لیا اور ایسا جھکولا دیا
کہ ہندو افسر گھوڑے سے اوتر کر اوسکا کام تمام
کر دے کہ دونوں فوجیں اسطرح مل گئیں کہ دوست
دشمن کی تمیز نہ رہی اسوقت سورج زیادہ بلندی
پر آگیا تھا اور تپش آفتاب نے جانباز سپاہیوں
کے بازوؤں میں ایک قسم کا جوش پیدا کر دیا تھا اور
دھوپ جسقدر گرمی پیدا کرتی تھی جس سے لڑائی کا
جوش دم بدم بڑھتا جاتا تھا ہاتھیوں کے آپس میں
ٹکرانے کی آوازیں اسوقت کے سین کے سناٹے کو
توڑ رہی تھیں پہاڑوں سے چیخے نکلتے تھے ان
کے بیٹنے کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی اور
لڑائی کا خوفناک منظر دیکھکر درختوں پر بیٹھے طیور
بھی ڈر ڈر کے اڑتے تھے اور آسمان کے فراخ
منظر میں چکر لگاتے تھے اور پرفروش سپاہیوں کو
حسرت بھری نگاہوں سے دیکھکر کسی تر دیکھ کے
جنگل میں چلے جاتے تھے پہاڑی درندے
جو سالہا سال سے پہاڑوں میں رہتے آئے
تھے لڑائی کا ہنگامہ دیکھکر کچھ تو اپنے بلوں میں

جا چھپے تھے اور کچھ اپنے گھروں کی
حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے
جنگلوں میں بھاگے جا رہے تھے۔ [illegible]
کسی سنسری کر [illegible] ان الودہ کی
دیواروں پر کھس کر ایک عجیب کیفیت
پیدا کر رہی تھیں۔ کہیں سروں سے خون
بہہ رہا تھا۔ اور جانبازوں کے سروں کی
کٹ کٹ کر [illegible] اپنی جانی شیر اور سر
بڑی بے [illegible] سے کر [illegible] اور بہتوں
سے تو گریں کھاتے ہوئے دامن کوہ تک
پہنچ جاتے تھے اور پہاڑوں کے نیچے
مروں کا ایک پہاڑ سا بنا جاتا تھا۔ خونریز
کی یہ خبیس شادی عاشق کیلئے [illegible] شادی جنگ
کے بوسے لے رہی تھیں اور جاں فروش
سپاہیوں کو گھوڑوں سے نیچے گرا کے کاٹے
جاتے تھے۔ تلواروں کی جھنجھناہٹ اور
نیزوں اور برچھیوں کی چلا چل سے ہنگامہ
حشر برپا ہو گیا تھا دونوں طرف کے [illegible]
داد شجاعت دینے میں مشغول تھے۔
طرف نگاہ اڈھتی تھی خون ہی خون نظر
آتا تھا۔ [illegible] کے دشمن [illegible]
کو دور تک [illegible] کرتا تھا [illegible]
دیکھ کر ہر ایک آدمی یہی کہہ سکتا ہے کہ
[illegible]

اور کسی خیال نہیں آتا ہر ایک کی آنکھوں
کے سامنے موت کا نقشہ پھرتا تھا اور
خدا تعالیٰ کے فرشتے [illegible]

مسلمانوں دونوں کے [illegible] سے یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ اموت پر دونوں [illegible] کر رہا تھا کہ میدان
سے ہٹنے کا نام نہ لیتے یہ حالت دیکھ کر صلیب
جمال الدین نے [illegible] کا دل بڑھایا اور
ایک چکر لگا کر [illegible] کے آگے آ کر ٹھہر گیا
[illegible] کی تلوار کا تماشا دیکھنے میں مستغرق
تھا کہ اسے [illegible] کے آنے کا خیال ہی
نہ رہا۔ [illegible] جمال الدین اگر چاہتا تو اس
افسر کا فیصلہ کر سکتا تھا۔ اس نے [illegible]
میں عمل کرنا مناسب نہ سمجھا اور گھوڑے سے
پرے ہٹ کر [illegible] کی موت کا وقت آ پہنچا اس
نعرے نے جمیل کو صورت واقعہ سے مطلع
کیا اور وہ پہلے تو گھبرا گیا۔ پھر بالکل حیران
ہو گیا۔ گردن اپنی حیرانی دور کرنے کے لئے
معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اپنی جان سے تنگ آ گیا تھا
جو بار بار میرے مقابلہ پر آتا ہے۔

جمال الدین ۔ آج میں پہلے تیری جان
ہی لیکر چھوڑوں گا اور یہی وجہ ہے کہ میں
[illegible] نیزے [illegible] کا ہتھیار
[illegible] کر روکے [illegible] تلوار کا وار
[illegible] جمیل نے [illegible] سے خالی وار
پر جھا لگا کر [illegible] کو کاٹ ڈالا۔ جمال الدین
نے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] کہا [illegible]
اور تلوار کا وار مسلمان افسر پر کیا۔ وہ بچ
خالی گیا۔ وہ سر [illegible] جمیل ضرور جاتا
مگر اس کا [illegible] گھوڑا [illegible] گیا۔ [illegible] افسر کے
[illegible]

دار کرتا تو مسلمان کا کام تمام ہو گیا ہوتا مگر جمال الدین بھی ایسا ماہر تجربہ کار تھا اس نے فوراً تیرہ کو رسالہ اور جان سنبھلے والی تلوار لے کر اسد خود دونوں افسروں کی لڑائی ایسی دلچسپ تھی کہ دونوں طرف کی فوجوں نے بھی لڑنا موقوف کر دیا اور افسروں کی تلوار آزمائی کی سیر دیکھنے لگیں جمال الدین نے حصہ میں کر وار کرتا تھا اور سنبھلے والا اس کو خالی دیتا رہا۔ دیر تک تو اس طرح لڑائی ہوتی رہی اور کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا مگر دن بہت ڈھل گیا اور آفتاب اپنی کرنوں کو سمیٹتا ہوا پہاڑ کی اوٹ میں گیا۔ تو مسلمان افسر نے جوش میں آکر تلوار کو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ میں لے کر اور بائیں ہاتھ کی تلوار کو داہنے ہاتھ میں لے کر ایسا بجلی کا وار کیا کہ دونوں افسروں نے ایک اتفاق ہو کر دونوں تلواریں ایک دوسرے پر زور سے وار کیا مگر وار خالی ہی گیا اور تلواریں اس زور سے آپس میں ٹکرائیں کہ جس کی تلوار تھی وہ چکرا کر زمین پر گر گئی اگرچہ اس کے ہر پیادہ نکل پڑا کہ مسلمان افسر کی تلوار دوسری دفعہ اپنا کام کرے اور سر دو ٹکڑہ کا شانہ زخمی ہو کر گردن گھوڑے کی کٹ گئی اور اس نے اپنے سوار کو سیدھا گرا دیا۔ یہ دیکھ کر ہندوؤں کی فوج ایک دفعہ مسلمان افسر پر ٹوٹ پڑی مگر اب اہل اسلام سے کب صبر ہو سکتا تھا وہ بھی اپنے افسر کی مدد کو پہنچے اور ایک آن کی آن میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہر ایک سپاہی بڑے جوش سے بڑھا اور اپنے دشمن کے مقابلہ پر داد شجاعت دینے لگا اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زمین کہیں تھرتھر کانپ رہی ہے ایک سپاہی کے دل میں مذہب کا جوش بھرا ہوا تھا اور وہ بڑی بیدردی سے راستہ چیر کر خنجر کے سینہ میں بسا جاتا تھا سر کٹ کٹ کر گرتے تھے اور خون بہتا ہوا چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں جمع ہوتا اور جمتا جاتا تھا۔ آفتاب کی صاف صاف کرنیں خونی فرش پر عکس ڈال کر ایک دھندلکا کہ حالت پیدا کر رہی تھیں جدھر دیکھئے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ لڑائی خنجر تک ہی ختم ہونے پائیگی۔

دونوں طرف کے افسر اپنی فوجوں کے دل بڑھانے میں مشغول تھے اور ہر ہر ایک سپاہی یہی چاہتا تھا کہ یا تو خود ہم جائے یا دشمن کو کاٹ کر ڈالے غرض یہ لڑائی اسیطرح ہو رہی تھی کہ پہاڑ کی طرف سے گرد و غبار اڑتا ہوا نظر آیا اور پھر اب اپنے سولہ ہزار راجپوتوں کو لیکر بجلی کیطرح مسلمانوں پر آگرا اتنی بڑی فوج کو دفعتاً آپہنچے دیکھ مسلمان بہت گھبرائے اور منتشر ہو جاتے مگر سید جمال الدین کی پرجوش تقریروں نے ان کے قدموں کو اکھڑنے نہ دیا اور وہ اسیطرح جمے کھڑے رہے اگرچہ انہوں نے اپنے حوصلے کو نچھاور کیا اب راجپوتوں کا دل بڑھ گیا تھا اور وہ اس زور سے حملہ کرتے تھے کہ مسلمان کئی کئی قدم پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے۔

سید جمال الدین وقتاً فوقتاً تقریر کرتا تھا اور فوج کو حوصلہ دلاتا تھا مگر سب بے فائدہ ثابت ہوتا تھا مسلمین اسی حال میں جبکہ راجپوت اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمان پسپا ہو جائینگے مشرق کیطرف سے گرد اڑتی اور ساتھ ہی کمال الدین اپنی چھ ہزار فوج سے تلوار بہادر کو اسطرح آتے دیکھکر مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور انہوں نے بھی جوش میں آکر حملہ کیا اب مسلمان بارہ ہزار تھے اور

راجپوت انہا میں ہزار اگرچہ مقابلہ ٹھیک نہیں تھا مگر مسلمان بھی اب زور زور سے حملہ کرنے لگے اور راجپوت جھنجھلا گئے بڑھ گئے تھے اور تباہی سمجھے سٹ گئے۔ سنہ لڑائی اسیطرح جاری تھی کہ مسلمانوں کی باقی فوج بھی آگئی۔ اور اب مسلمان بھی بڑھ بڑھ کے داد شجاعت دینے لگے خاقان اکبر پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا لڑائی کا تماشا دیکھ رہا ہے اسوقت شام ہوئے میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا تمام صحرا پر ایک سہمی سہمی دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور آفتاب ایک اداسے چمک گیا تھا درختوں کے سبز سبز پتوں پر آخری دن کی مدھم روشنی ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہی تھی۔ دن کا ختم ہونے دیکھکر لڑائی کا جوش بڑھتا جاتا تھا جیسے لڑائی کبھی ختم ہی نہ ہوگی خصوصی جو آفتاب کی نزاکت کم ہوتی جاتی تھی دونوں لڑائی کے سین میں ایک نشہ کا جوش آتا جاتا تھا۔ جس سے یقین ہوتا تھا کہ غضب قیامت تک ہی ختم ہوگی۔

سترھواں باب

جنگ کے واقعات

شام کے وقت پھول کھلنا شروع ہوتے ہیں اور فضا میں ازسرنو تازگی آنے لگتی ہے غنچوں کے کھلنے کا یہی وقت ہوتا ہے دن کی تپش کم ہوتے ہی ایک قسم کی مسرت سی معلوم ہوتی ہے جو دل کو خوش اور جسم کو آسائش کر دیتی ہے چڑیاں اسوقت خوش ہوکر چہچہانے لگتی ہیں شاداں شمیں جنہیں ہوتے ہوتے دن کے وقت کو آتے دیکھکر اپنے خوش ہوتے ہیں کہ وقت پر آکے ہوتے لگتے ہیں۔ اسوقت کی دلچسپیوں کو اور زیادہ خوش کن کر دیتے ہیں۔

سرو خوش قد نازنیناں باغ شاہ کے وقت باغ کی دلچسپیوں کا نظارہ دیکھنے آجاتے ہیں سوداگران باغ کو دیکھکر پہچانتے ہیں جبکہ کلیاں کھل کر بازار باغ کی رونق کو دوبالا کرتی ہیں معشوقان باغ پہر رات کا سیاہ پردہ پڑتے ہی گلشن کی دلچسپیاں اور صحن چمن کی دلفریبیاں بڑھنے لگتی ہیں۔ اسوقت سنبل پوشان باغ اپنا سنہری لباس اوتار کے شبنم کے پانی سے نہانے اور خوش ہوتے ہیں۔

سبزہ کا لہلہانا اوسیدہ قت ہوتا ہے اور گلشن کی دلکشیوں میں ایک دلفریبی کا عالم پیدا ہوتا ہے ستارے اوسوقت نکلتے ہیں اور آسمان کے نیلے نیلے فرش پر اسطرح لوٹنے لگتے ہیں جیسے کوئی نغمہ فردوش ... ستر نغمہ ہوا اسی جانے والیکو دلفریبی کا تمام دھارے وقت نازافریاں کر رہا ہو۔

بزم علوی کی روشنی اور بہار اسوقت سے شروع ہونے لگتی ہے اور مہمانان شب رات کی دلچسپیوں کو دوبالا کرنے کے لئے آسمان کے فرش پر جلوہ گر ہونے کیلئے بزم فلک پر جاتے ہیں اور شام کی دلفریبیوں کو دوبالا کرکے علاوہ اسوقت کے سین میں ایک قسم کی دلکشی پیدا کرتا ہے۔

یہ وقت ہے جبکہ دنیا دار اپنے اپنے کاروبار سے فارغ ہوکر گھروں کو واپس آتے ہیں اور دن کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں گویا پتہ ہے کہ شام کو آتے دیکھکر جانباز اور سرفروش سپاہیوں کے چہرے غمگین ہوتے جاتے ہیں دشمن کے بازوؤں میں ایک قسم کی سستی چلی

آتی ہے اور اونکے دلوں میں وہ جوش و خروش نہیں رہا جو شام سے پہلے تھا ہر ایک سپاہی مایوسی سے شام کی صورت دیکھ رہا ہے اور خدا جانے دل میں کیا خیال آتا ہے۔ کہ حسرت بھرے دل سے ایک آہ نکل جاتی ہے اور وہ مایوسی سے چاروں طرف دیکھکر خاموش ہو جاتا ہے گو اس وقت تک اپنا خونی فوٹک کام کر رہی ہیں اور نیزے اپنا خونی اثر دکھا رہے ہیں سر اوسیطرح کٹے جاتے ہیں اور خون اوسیطرح بہ بہکر جما جاتا ہے دونوں طرف کے سرفروش اسقدر سست پڑ گئے جاتے ہیں کہ تلواریں بھی اوس جوش سے نہیں اوٹھتیں یہ حالت دیکھکر دونوں طرف سے لڑائی ختم ہونیکا نشان دکھایا گیا اور تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی اپنی اپنی قرودگاہ کیطرف روانہ ہوئے آج کی لڑائی سے راجپوتوں کے دل میں ایک قسم کا خوف پیدا کر دیا تھا اور وہ نہایت مایوسی کیساتھ قلعہ میں آیا اور چند امیروں کی محفل بنا کر ایک خوشنما کوہ میں ایک قیمتی مسند پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ آہ! اب فتح کی کوئی امید نہیں مسلمان اسدفعہ بڑی بہادری سے لڑے ہیں خیال ہے کہ اگر شام نہوتی تو اس لڑائی کا آج ہی فیصلہ ہو جاتا اور تمام راجپوت کٹ جاتے دیانت کی لڑائی کی رات ہے کہ آج کی لڑائی میں چھ ہزار جوان کٹ گئے اگر کل بھی ایسی ہی خبگ ہوئی تو باقی فوج بھی کٹ جائیگی معلوم ہوتا ہے کہ اب راجپوتوں میں نو بہادری اور مذہبی جوش نہیں رہا ایک مجھے خیال تھا کہ راجپوت ضرور بہادری اور شجاعت سے لڑینگے مگر معلوم ہو گیا کہ اونکی بہادری کا اب نام ہی نام ہے۔

مسلمان اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں مگر وہ ایسی بہادری سے لڑے ہیں کہ مجھکو کامیابی کی کوئی امید نہیں رہی۔ افسوس مجھے سخت غلطی ہوئی اگر میں صلح کر لیتا تو اچھا ہی ہوتا مگر اب کیا ہو سکتا ہے جیمل۔ آپ اسقدر پریشان کیوں ہوتے ہیں راجپوت کچھ ایسے بودے نہیں ہیں کہ مسلمانوں کے مقابلہ پر ہار جائیں یقین جانئے کہ کل وہ ایسی بہادری سے لڑینگے کہ مسلمانوں کے چھکے چھوٹ جائینگے

رانا۔ آہ اب راجپوت کیا لڑینگے جیسی کہ آج بہادری کی ہے ایسی ہی کل دکھلینگے اور اب زیادہ باتیں بنانیکی ضرورت نہیں میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے اب خبگ میں کیا رکھا ہے، صرف یہ لکھا ہے کہ مسلمان کامیاب ہونگے اور راجپوت پسپا ہو جائینگے ہے تب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری قسمت کا ستارہ گردش میں آگیا ہے میں نے کہا تھا کہ راجپوت اپنے مذہبی جوش سے لڑینگے اور ثابت کر دینگے کہ اون کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا مگر اونہوں نے اوسکا یہ ظاہر کر دیا کہ وہ کسی کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتے اب اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ اٹھارہ ہزار مسلمان اڑتیس ہزار راجپوتوں پر غالب آئے۔

جیمل۔ آپ تو ایسی باتیں کرتے ہیں کہ جیسے مسلمان کامیاب ہو گئے ابھی دیکھئے تو سہی شاید کل راجپوت ہی غالب آجائیں۔ اور وہ مغلوب ہو کر بھاگ جائیں۔

رانا۔ اب وہ مغلوب ہو چکے جب اٹھائیس ہزار سے کچھ نہ ہو سکا تو اب اٹھارہ ہزار سے کیا ہوگا یہ جو مسلمان ہیں کل کتاب کی باتوں سے

سے یقین ہو گیا تھا کہ راجپوت حاضر کا سیاب ہونگے
مگر اب کوئی امید نہیں مگر بخلاف اس کے اپنے مجھکو
یہ نظر آتا ہے کہ یہ ہی بادشاہی چین جائیگی اور
میں سلطنت سے تبدیل کر دیا جاؤنگا۔ کوشش
راجپوتوں میں یہ غیرت ہوتی اور وہ اپنی حالت
سے نرم کرتے کیونکہ اس سے کہ راجپوت کیوں
بوڑھے ہوئے جاتے ہیں پہلے تو یہ کبھی ایسے کمزور
ثابت ہوئے تھے تو اب کیا ہوگا اگلی عزت اور پرانی
ناموری سب خاک میں مل گئی یا کر کہنا کہ راجپوت کی
ہر در و دیوار سے آہ و فغان کی صدا آئیگی اور ہر طرف
عورتیں ہی اور بچے نظر آئیں گے اور کوئی ایسا مرد
نہ ہوگا جو اون کی بیکسی پر رحم کھائے میں تو سمجھتا
تھا کہ راجپوت بڑے غیرت والے اور بہادر ہیں مگر
اب اون کو کیا ہو گیا۔ وہ پرانی بہادری جو دنیا میں
ضرب المثل تھی کیا ہو گئی

اب جبکہ آپ اس طرح [illegible]
[illegible] جائیں گے جبکہ راجپوتوں کا

ہم میں دم ہے اور اونکے ہاتھ میں تلوار ہے
اون کے ملک پر کوئی قابض نہیں ہو سکتا کسی
کو اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ اونکے جیتے
جی اونکے گھر میں قدم رکھے یہ موقع
اوسی وقت آئیگا جب چتوڑ میں کوئی راجپوت
نہ رہیگا اور [illegible] ایک
بھی سپاہی ہے تو کوئی اتنی ہمت نہیں کر سکتا
اور کرے بھی تو کیونکر۔ راجپوت ایسے کم ہمت
نہیں ہیں کہ لڑائی سے تھک جائیں [illegible]
دم میں دم ہے لڑینگے جیتینگے اور دنیا کو دکھا
دینگے کہ سچی بہادری اور حب الوطنی کس چڑیا
کو کہتے ہیں

برہا تا۔ یہ صرف منہ کی باتیں ہیں اب ہرگز ہاں
نہیں ہو سکتی انہیں باتوں میں دہلی کا بادشاہ
میں لڑائی سے پہلے کوئی خاطر خواہ بندوبست کر لیتا
اور اسوقت پریشانی میں نہ پڑتا پر تو نے پہلے ہی
نہ کہا تھا کہ تیس ہزار راجپوت کا مقابلہ کرنا کوئی
معمولی بات نہیں راجپوتوں کی بہادری اوسی وقت
ثابت ہو گئی تھی جب علاؤ الدین فتح ہو گیا تھا کسکو خیال
تھا کہ بارہ ہزار مسلمان تیس ہزار راجپوتوں کو مار ہرگا کر قلعہ
پر قابض ہو جائینگے اور یہی حال اسوقت نظر آتا ہے
میرے خیال میں [illegible]
مگر [illegible]
اگر میں موجود ہوتا تو کبھی [illegible]
افسوس [illegible]
جس بازاروں میں راجپوت نظر آتے تھے
وہاں اب مسلمان دکھائی دیا کرینگے آہ اجن گھر
[illegible]
[illegible]
آہ جو جاؤنگے ہر طرف خاک اڑتی نظر آئیگی۔
آہ اب تیرے کس چیز کو بیان کروں فرض سب
ہی کچھ ہوگا [illegible] ہر بادی کو دیکھنے کا
انتظار کر سکتا۔ یہ کہکر رانا کی آنکھوں سے
آنسو گر پڑے اور اوس نے قصد آپنی زبان بند کر
لی یہ حال دیکھکر جگمل نے اپنی تلوار نکالی اور کہنے
لگا میں اس تلوار پر بات کر کہتا ہوں کہ جنگ
[illegible]
[illegible]
انتظار کرو اب جاتا ہے وہ ایک
اتفاقیہ حادثہ تھا اسکے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا
ہرگز نہ ہوگا آپ اسقدر مایوس کیوں ہوتے جاتے
[illegible]

رہا ہمارا ساتھ ہے اور ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں اگر مسلمان ہماری مدد کرتے ہیں تو کیا ہمارا
راجپوت بھی کچھ نہیں ادنیٰ بھی ہماری مدد
موجود ہے میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ
ایسی بہادری سے لڑیں گے کہ مسلمان منہ
دیکھتے رہ جائینگے۔

پرتاپ۔ رانا امر سنگھ رانا اور جیمل کی گفتگو خاموشی
سے سن رہا تھا اب بے خیال میں راجپوت
آج بڑی بہادری اور شجاعت سے مقابلہ کریں
گے لیکن آخر کار مسلمان آج ہی کی طرح
ہوں گے کہ چوٹی کے بہادر مارے جائیں گے
اور کمزور رہ جائیں گے کہ مسلمان ہتھیار
ڈال دینے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہماری فوج
تازہ دم ہو جائیگی اور ہماری بہادری سے
کرنے پر مسلمانوں کے سردار کو مجبور کر دیگی
کہ وہ کل ہی صلح کے طلبگار ہوں۔ اگرچہ یہ
درست ہے کہ راجپوت آرام طلب و عیش
پرست ہو گئے ہیں۔ مگر یہ بھی ممکن نہیں کہ اپنے
وطن اور تخت و تاج کی حفاظت میں کوتاہی
کریں اور اپنے ہاتھوں سے اپنی بربادی کے
سامان مہیا کریں میں تو آج ہی کی لڑائی سے
یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ کل راجپوت ضرور کامیاب
ہونگے اور امید ہے کہ کوئی نہ کوئی مدد بھی
ضرور آ جائیگی آج اکبر کی خبر تو مشہور ہو گئی ہے
رانا۔ اب فتح اللہ مدد کی امید کرنا راجپوتوں
سے محض غلطی ہے تم کہتے ہو کہ راجپوت آج
بہادری سے لڑے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ
اگر ایک گھنٹہ تک لڑائی اور ہوتی تو راجپوت
بھاگ کھڑے ہوتے خادم تم کن امیدوں پر
فوج کا خون کرتے ہو راجپوتوں میں تو ذرا بھی
ہمت باقی نہیں آج ہی اگر میں غلطی پر ہوتا تو
کاش غلط ہو گیا ہوتا میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ
مسلمان مغلوب ہو گئے۔ ہائے افسوس اسے
چتوڑ کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے آ گئے
آہ تیرے درد دیوار سے آہ و نالہ کی صدا آیا
کریگی اور تیرے بازاروں میں پھر اپنے تبلہ
کی حالت پر پھر سے رونا پڑیگا جس پر یہ
کر سکے پڑھے حالت پر رونا آتا ہے کاش
اسباب کی سے خبر ہوتی اور میں اصلیت
کا شکار ہوتا۔

اسباب پر تمام رات خاموش رہے مگر صبح
تک خاموش نہ رہا گیا تو اس طرح پریشان ہو کر
بولا۔

اب ان باتوں سے کیا ہوتا ہے میں نے تو پہلے
ہی ہر اک بات سمجھا دی تھی مگر اور سوقت میرا کہا
مانا جاتا تو یہ موقع پیش نہ آتا اور اب بھی حضور
اجازت دیں تو میں رات کے اندھیرے اندھیرے سب
کر آؤں اگرچہ صلح کرنے میں راجپوتوں
کی بڑی توہین ہے مگر میں ہر
کروں گا سب کام درست ہو جائیں گے۔

رانا۔ کہ اب صلح ہو کر تو ہے
مسلمان بغیر لڑائی کا فیصلہ کئے صلح نہیں کرینگے
معلوم ہوتا ہے کہ اکبر اسد نہ بڑے غصہ میں ہے

وزیر۔ اب ان باتوں کا کچھ خیال ہی نہ
مسلمان فوراً صلح کر لینگے آپ اون کی
کرنے کا اقرار کریں وہ تو یہ چاہتے ہیں
سرداروں سے

کی اصل منشا یہی ہے کہ راجپوت قوم سے ایک رشتہ جوڑے تاکہ اوسکو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

رانا۔ مگر میں تو اوسکی شرط ہرگز منظور نہ کرونگا۔

وزیر۔ تو پھر لڑائی سے کیوں ڈرتے ہو جسطرح ہو لڑنے جائیے اور دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

رانا۔ آہ! اب اور کیا ہو سب صاف دکھائی دیتا ہے کہ مسلمان اسوقت بڑے زوروں میں ہیں لڑائی کا تو کل ہی فیصلہ ہو جانا لازم ہے ہمسے راجپوتوں کو زوال آنیکا موقع مل گیا ہے اور یقین ہے کہ صبح جو کچھ فیصلہ ہوگا ظفر آئیگا لیکن مجھکو تو یہی نظر آتا ہے کہ راجپوت ضرور مغلوب ہونگے اور اگر میں یہاں رہا تو مجھکو اون کا ساتھی بننا پڑے گا۔

جیمل۔ آپ اسقدر بے وصلہ کیوں ہوئے جاتے ہیں ابھی دیکھئے تو سہی کہ صبح کی لڑائی کا انجام کیا ہوتا ہے مسلمان کچھ ایسے ویسے تو نہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے اکبر فتح پالینگے۔

رانا۔ آہ! تم سے اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اتنا کہکر رانا اوٹھا اور وزیر کو اشارہ سے بلاکر ایک دوسرے کمرہ میں لیگیا اور کہنے لگا یہ تو ظاہر ہے کہ صبح لڑائی کا فیصلہ ہو جائیگا اور اب میرے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے اسلئے کہ اگر یہاں رہا تو مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤنگا پھر وہ جو چاہینگے منظور کرا لینگے اسلئے مناسب ہے کہ میں آج ہی رات کو کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں۔

وزیر۔ آپ تو بالکل ہی پریشان ہوگئے ہیں ابھی دیکھئے تو سہی شاید کل راجپوت بہادری سے لڑکر اور مسلمان غالبہ کر اسکیں۔

رانا۔ بس اب راجپوت لڑ چکے ہی غنیمت ہے کہ آج ہی لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا اور نہ آج ہی چتوڑ میں اپکا کام تمام ہوتا اور جہاں اب ہمارا خاندان ہے وہاں ملکش مسلمان قابض ہو جاتے میری تو یہی مرضی ہے کہ یہاں سے بھاگ کر کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں۔

وزیر۔ اگر آپکی یہی صلاح ہے تو میں روک بھی نہیں سکتا ہوں اگر آپ چلے جائینگے تو میں یہاں رہکر کیا کرونگا۔

رانا۔ ابھی تم کو یہاں نہ چاہئے اسلئے کہ جب ہم ہی چلے گئے تو پھر یہاں اور فوجیں میری طرف سے بدگمان ہو جائینگی اور عجب نہیں جو لڑنے سے بھی انکار کر دیں۔

وزیر۔ تو میرے یہاں رہنے سے اور ہی بدگمانی ہو سکتی ہے شاید کہ میں کیا سکتا ہوں آپ کے یہاں رہنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے اور میرے رہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

رانا۔ اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو جلدی ہی کیا ہے صبح دیکھو کہ معاملہ بالکل ہی درگوں ہو گیا ہے تو پھر میرے پاس چلے آنا۔

وزیر۔ مگر اب کوئی اگر آپ کی نسبت پوچھے تو میں کیا جواب دوں۔

رانا۔ تم تو خود دانا ہو کوئی بات مناسب بنا سکتے ہو میرے بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے اب میں جاتا ہوں کوئی ضروری کام ہے تو وہ صبح نزدیک آتی جاتی ہے اور میرا ارادہ ہے کہ صبح ہونے سے پہلے یہاں سے چلا جاؤں۔

وزیر۔ تو پھر دیر نہ کرنی چاہئے۔

اتنی ہی گفتگو کے بعد رانا وہاں سے نکلا اور جلد جلد شاہی محل میں آیا اور آتے ہی اوس نے رانی کو بلایا اور کسقدر گھبراہٹ سے کہنے لگا۔
اب چلنے کی تیاری کرو۔

رانی ۔ (حیرانی سے) کہاں چلنے کی؟

رانا ۔ جہاں قسمت لیجائے۔

رانی ۔ (رانا کی گفتگو سے چونک کر) آج آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میری سمجھ میں تو خاک نہیں آتا صاف کہئے کہ مجھے بھی پتہ لگے۔

رانا ۔ بس ہی سمجھ لو کہ چتوڑ کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا راجپوت جی چھوڑ بیٹھے کسی میں اتنی طاقت نہیں رہی کہ ملک کی حفاظت کرسکے آج کی لڑائی نے ثابت کردیا کہ یہ کچھ نہیں کرسکتے۔

رانی ۔ کیا بالکل امید قطع ہو گئی میرے خیال میں آپ اگر چلے جائینگے تو پھر فوج بادشاہ کیطرف سے بدگمان ہو جائیگی۔

رانا ۔ آہ اب فوج میں کہا ہی کیا ہے کیا تم ... یہ چاہتی ہو کہ میں مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو جاؤں۔

رانی ۔ یہ تو نہیں چاہتی مگر اتنا خیال ہے کہ کیا چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

رانا ۔ چھپنے کیلئے تو نہیں چھوٹ سکتا لیکن رات کو یہاں رہونگے تو ضرور مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو جائینگے جو شرطیں وہ چاہینگے منظور کرو لینے۔

رانی ۔ افسوس فوج سے کوئی امید نہیں رہی۔ ہر ایک چہرے نے ایکبار ہی جواب دیدیا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ راجپوت ایسے بزدل ثابت ہونگے مگر میں نے سنا تھا کہ کل آپ بڑے بیٹوں کے پاس گئے تھے جنکی نسبت مشہور ہے کہ وہ غائب ہو گئے ہیں۔

رانا ۔ ہاں گیا تھا اور اونہوں نے امید دلائی تھی کہ میں ضرور کامیاب ہونگا مگر ایک شرط اونہوں نے بھی پیش کردی تھی۔

رانی ۔ وہ شرط کیا ہے۔

رانا ۔ یہی کہ میں پاربتی کی شادی پرتاب سے کروں۔

رانی ۔ لیکن آپ نے یہی تو کہا ہوگا کہ پاربتی ہمارے اختیار میں نہیں ہے اوسکو غائب ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے۔

رانا ۔ کہا تھا مگر اونہوں نے یہی کہا کہ ہم نے اوسکو غائب کیا ہے اور ہم ہی اوسکو واپس لاسکتے ہیں۔

رانی ۔ پھر آپ نے یہی وعدہ کردیا ہوگا کہ اوس کے واپس کرنے پر اوسکی شادی پرتاب سے کردیجائیگی آخر اسمیں قباحت ہی کیا تھی۔

رانا ۔ میں نے تو وعدہ کردیا مگر اب پاربتی جب واپس آنے لگی۔

رانی ۔ [illegible] تو پھر اوسکے واپس آنے میں [illegible] ہی کیا ہے ہاں اگر چلے گئے اور پاربتی واپس آئی تو پھر اسکا کیا ہوگا۔

رانا ۔ [illegible] واپس آچکی اگر واپس ہی آنا ہوتا تو غائب ہی کیوں ہوتی اب تو کسی بات کی امید نہیں آہ پاربتی ہی گئی اور ساتھ ہی [illegible]

رانی ۔ میرے خیال میں تو اب [illegible] ہی ہے شاید وہی کوئی نیک صلاح دیوے۔

رانا ۔ آہ اب اونکی صلاح میں کیا رکھا ہے صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان ہی غالب آئینگے۔

رانی۔ دوپہر صبح ہونے سے پہلے ہی یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے۔

رانا۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ جلدی تیاری کرو۔

رانی۔ میرے تیار ہونے میں کونسی دیر ہے میں تو ہر وقت تیار ہوں۔

اتنا کہکر رانی نے جلدی سے کچھ اسباب باندھ لیا اور ایک خادمہ سے چند ضروری چیزیں منگا کر رانا کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ رانا نے اپنے گھوڑے پر سفر کا کچھ انتظام کیا اور گھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر رانی کے مکان سے باہر نکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اکبر کی فوج کی طرف روانہ ہوا۔

رانا تو یہ کہہ کر راجپوت فوج میں چھوڑ کر چلا گیا مگر مسلمانوں نے یہ رات سلطان کے نالے اور سرنگوں کے کھودنے میں بسر کی۔ خانخانان اکبر تمام رات جاگتا رہا اور کام کرنیوالوں کی نگرانی میں مشغول رہا صبح ہونے سے پہلے مسلمانوں نے دو سرنگیں تیار کر لیں جنمیں توپ کی بارود بھری گئی اور پلیتہ لگانے کا انتظار کرنے لگے۔ جونہی صبح کی پہلی سپید سی دور نمودار ہوئی کہ دونوں سرنگوں میں آگ دیدی گئی اور قلعہ میں فوراً رفتہ رفتہ آگ لگ گئی اسی اتفاق سے آگ ایک سرنگ کو بھی پہنچ گئی اور اس میں بھی کہ نام اور گرد کے پہاڑوں میں ایک آواز پیدا ہوگئی جس نے قلعہ والوں کو حیران کر دیا اور وہ رفتہ رفتہ کیا جو اس ہو کر بھاگے اور اکبر دیکھا کہ مسلمانوں کے گرد دوسری سرنگ میں آگ نہ لگی اور مسلمانوں نے سمجھا کہ شاید دونوں سرنگیں پٹ گئیں اس لئے انہوں نے قلعہ کی طرف دوڑنے میں جلدی کی اور ایک سرنگ میں جوان اعظم شاہ اپنی چھ ہزار فوج لیکر داخل ہو گیا اور قلعہ والوں سے لڑنے لگا گرد و سری سرنگ میں سید جمال الدین پانچ سو آدمی لیکر داخل ہوئے اور باقی چھ ہزار جوان خانخانان کے پاس چھوڑ گئے تا کہ وہ باہر رانی فوج سے مقابلہ کرے اور کمک بھیجتا رہے۔

ہنوز سید جمال الدین اور کمال الدین سمیت پانسو آدمیوں کے قلعہ کی راہ میں تھے کہ بارود کو آگ لگ گئی اور سرنگ اس وقت پھٹی کہ سب سید جمال الدین اور اکبر کے سپاہی قلعہ کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ ایک گرد ہی گرد ہو رہی تھی یہ حالت دیکھکر اکبر کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ اسکے دوسرے ساتھی اندر رہ گئے اور وہ بھی اب بیچارگی سے۔ اگر مسلمانوں کی جلد امداد نہ ہوتی تو کوئی اور ہوتا تو ضرور مایوس ہو جاتا مگر اکبر نے استقلال کو نہ چھوڑا اور پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر سرنگ میں داخل ہوا اور ایک جوان شخص کو رانی لشکر کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ باہر فوج سے جا ملے اور فوج کو لیکر آئے تا کہ وہ باہر سے حملہ کر کے راجپوتوں کو بالکل منتشر کر دے۔ نوجوان اعظم شاہ سب سے پہلے سرنگ میں داخل ہوا تھا جلد جلد پہنچ کر راجپوتوں سے لڑنے لگا خانخانان اکبر بھی بہت جلد دوسرے رستہ سے اندر داخل ہو کر راجپوتوں کا قلع قمع کرنے میں مشغول ہوا۔

وہ چھ ہزار جوان جنکو خانخانان اکبر باہر چھوڑ گیا تھا ابھی حملہ کی تدابیر سوچ ہی رہے تھے کہ مغرب کی طرف سے گرد و غبار اٹھتا ہوا ایک

بڑی فوج آتی ہوئی دکھائی دی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ رتنسین کے راجہ سورجن کی فوج رانا کی مدد کو آرہی ہے یہ سنکر اودنوں نے ادھر کی روش سے پانچ ہزار گھوڑا لیکر اس فوج کیطرف بڑھے جو تعداد میں پندرہ ہزار سے کم نہ تھی مگر والی فوج تو رتنوں کیطرف متوجہ ہی تھی اگر اودن کی مدد کو یہ فوج نہ آتی تو بھی راجپوتی فوج بہت جلد اپنے مقابلہ کیونکہ ہاتی بارہ ہزار تھے اور اس فوج کے سپاہیوں کا ارادہ تھا کہ تھوڑی دیر میں واصل ہو جائیں مگر اب سورجن سے جلد سے اودنوں نے اپنا ارادہ منقطع کر کے اوسکے راستہ ہی میں روکنے کیلئے آگے بڑھے۔ نئی فوج نہیں سنبھل کیطرح بڑھی کے ساتھ آئی اور آناً فاناً میں مقابلہ ہو گیا۔ اور ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ ایک گھنٹہ میں دونو طرف کے بہادر کام آگئے۔

اگر یہ مسلمان خدا دیں بہت تھوڑے تھے اگر کہیں اودن کا تجربہ کار افسر ہوتا تو بہت جلد لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا اور کوئی مشکل پیش نہ آتی مگر افسر کوئی تجربہ کار نہ تھا اسلئے اوس نے آدمی کر خانان اکبر کے پاس بھیجا۔

اور وہ فوراً رخصت کو چھوڑ کر ادھر کو آگئے یہاں آکر دیکھا تو حالت دگرگوں نظر آئی مگر استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اسی طرح اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے حملہ کر دیا۔

دیر تک لڑائی ایک ہی حال پر جاری رہی مگر جب دوپہر ہو گئی اور تمازت آفتاب کسی قدر کم ہو گئی تو مسلمانوں میں ایک نئی جوش پیدا ہوا اور وہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے حملے کرنے لگے۔ غنیم کا جوش اس وقت کہیں زیادہ بڑھا ہوا تھا تلواریں سروں سے بلند ہوتی تھیں اور اپنا فوقاک اور فولادی کام دیتی تھیں بڑی سے بڑی ٹھیں کہ حریف نگاہ اوٹھتی تھی خون کی ندیاں بہتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔

بڑے بڑے پتھر جو ادھر ادھر پڑے ہوئے تھے خون سے تر ہوتے اور ادھر گردن زمین بھی سرخ ہو گئی تھی جسر کچلے ہوئے کی آفتاب کی ادھم مچی اور ترچھی کرنیں پڑنے سے عجیب کیفیت پیدا کر رہی تھیں۔

جو جو وقت گذرتا تھا وہ لڑائی کا جوش زیادہ ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ اسوقت قلعہ والی فوج کو معلوم ہوا کہ اودن کی مدد کو ایک بڑی فوج آگئی ہے۔

یہ سنکر اودن کو کس تاب آسکتی تھی اونہوں نے فوراً قلعہ سے نکلنے کی کوشش کی اور ایک حصہ مسلمانوں پر آپڑے اسوقت راجپوتوں کا بڑا بہادری بلا تھا اور مدد آجانے سے اودن کو حوصلہ ہو گیا اگر مسلمانوں کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ضرور مدجوا ہو کر بھاگ جاتا مگر اودن کے پاؤں کو لغزش بھی نہ ہوئی اور وہ اوسیطرح جمے کھڑے رہے اگرچہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی مگر بہت میں راجپوتوں سے کہیں بڑھے ہوئے تھے۔

سخت لڑائی اسیطرح ہوتی رہی کہ نوجوان راجپوت اور بڑھے پڑھ کر میدان کی طرف آیا اور جب اوسکو مصیبت حال معلوم ہوئی تو اودن نے فوج کو پھر سے گرد اگرد جمع کر

دیکر بجلی سیلچ راجپوتوں پر آگرا۔ نوجوان احمد شاہ کی اس تدبیر نے بڑا کام کیا۔ ایک طرف تو راجپوتوں کے حملے کم ہو گئے اور اون کے دلوں میں ایک قسم کا رعب چھا گیا اور دوسری طرف مسلمانوں کے دل بڑھ گئے اور ایک جوش میں آکر حملہ کیا جسنے اون کے قدم اکھاڑ دیئے اور قریب تھا کہ وہ بھاگ جاتے مگر میل نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور فوج کے گرد چکر کاٹکے ایک جگہ پر ٹھہر گیا اور ایک جوشیلی تقریر سے اون کے دل بڑھائے گئے اسوقت مسلمانوں سے غلطی ہوئی۔ اگر وہ مجتمع ہو کر حملہ کر دیتے تو راجپوتوں کے قدم ہرگز نہ جمتے مگر وہ ٹھہر گئے اور دو بدو لڑائی ہونی ٹھہرائی ہوئی۔ اسد خاں کبیر نے تمام فوج کو اکٹھا کر کے سپرد کیا اور خود اپنے شاہی خیمہ میں گیا جہاں اوسکے دربار کے امیر بیٹھے ہوئے تھے اور ملکی معاملات پر بحث کر رہے تھے سلطان کو آتے دیکھکر سب خاموش ہو گئے جب اکبر شاہی مسند پر بیٹھا تو فیضی نے اوسکا ایک قصیدہ پڑھا اور جب خیمہ میں بالکل سناٹا ہو گیا تو سلطان نے چاروں طرف دیکھا اور ابوالفضل کی طرف دیکھکر بولا۔

بڑا افسوس ہے کہ آج میرے دو لائق افسر سخت مارے گئے۔

ابوالفضل۔ واقعی سید جمال الدین و کمال الدین کا مارا جانا مسلمانوں کی بڑی شکست ہے اگر وہ نہ مارے جاتے تو لڑائی کا فیصلہ بھی ہو گیا ہوتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج فتح فتح ہونے سے رہ جائیگی۔

فیضی۔ خیر کچھ ہو لیکن اب مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ راجپوت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ورنہ یہ اٹھارہ ہزار مسلمان اٹھائیس ہزار راجپوتوں پر غالب نہ آسکتے تھے۔

سلطان۔ (حیرانی سے) اٹھائیس ہزار اور تو سینتالیس ہزار راجپوت ہیں۔

فیضی۔ (نہایت ہی تعجب سے) سینتالیس ہزار

سلطان۔ ہاں راجہ سرجن نے بھی اپنی پندرہ ہزار فوج بھیجدی ہے اور یہی وجہ ہے کہ راجپوتوں کا حوصلہ بڑھ گیا ہے ایسا اگر ہوتا تو بھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا خیر اب بھی کچھ نہیں احمد شاہ نے ایسی تدبیر کی ہے اگر راجپوت دوبارہ نہ جم جاتے تو اسنے اون کا فیصلہ ہی کر دیا تھا۔

ابوالفضل۔ میرے خیال میں اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں اکیلے احمد شاہ کی کامیابی ایسا ہی ہے جیسا کسی اندھے کا سیدھا چلنا۔ تو سرے کی لڑائی جلد ختم ہو جائے۔

سلطان۔ جسکو چاہو بھیجدو میں نے تم کو ہر ایک بات کا اختیار دیدیا ہے اوسکا پوچھنا ہی کیا۔

ابوالفضل۔ یہ بھی میں حضور کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتا۔

یہ کہکر ابوالفضل نے چاروں طرف دیکھا اور عبداللہ قاقشال کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اسوقت تم سے لائق مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا اسلئے تمہارا ہی جانا مناسب ہے مگر اتنا خیال رہے کہ لڑائی شام سے پہلے ختم کر دیجائے

عبداللہ خاں قاقشال۔ اس بارے میں

کوئی اقرار نہیں کرتا مگر اپنی طرف سے تو یہی کوشش کرونگا کہ جنگ کا فیصلہ جلد ہو جائے

ابو الفضل ۔ بس جاؤ۔ اسبات پر عبد اللہ خاں قاشقال اوٹھا اور خیمہ سے باہر نکل گیا۔

فیضی ۔ (کچھ سوچکر) راجہ سرجن کو یہ کیا سوجھی کہ رانا کی مدد کے لئے پندرہ ہزار فوج بھیجدی۔

ابو الفضل ۔ یہ تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ وہ ہمارے برخلاف سازشیں کر رہا ہے لیکن وہ وقت بہت جلد آنیوالا ہے کہ اوسکی سازشوں کی اوسکو سزا ملجائے۔

سلطان ۔ میرے دل میں بھی اکثر خیال آیا کرتا تھا کہ راجہ سرجن ابھی تک باقی ہے اور اسی خیال میں میں خاموش بیٹھا تھا کہ وہ خود ہی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا مگر اب اوسکی سبھی خبر لینی پڑی اچھا چغور کا فیصلہ کرکے اودھر ہی کا رخ کیا جائے گا اور اوسکو بھی بتا دیا جائیگا کہ مدد پہنچانے کا انجام یہ ہوتا ہے۔

ابو الفضل ۔ اب بھی دو سہ سلطنیں باقی تھیں جنمیں سے ایک کا تو فیصلہ ہو گیا اور ایک وہی باقی رہ گئی ہے۔

ہنوز ابو الفضل کی بات ختم نہوئی تھی کہ خیمہ میں چار شخص داخل ہوئے پہلے تو کسی نے اون کو پہچانا نہ مگر کچھ دیر کے بعد سلطان چلا اوٹھا "ارے! یہ محمود ہے تم اتنے دنوں سے کہاں تھے ہم تمہیں تلاش کرتے کرتے مایوس ہو گئے تھے۔

محمود ۔ (سر نیاز جھکا کر) میں قید ہو گیا تھا۔

سلطان ۔ (حیرانی سے) وہ کیونکر۔

محمود ۔ جس روز میں قلعہ شیو پور سے روانہ ہوا اوسی روز جنگل شکست کھا کر قلعہ کا گڑھ سے بھاگا تمہارا راستہ میں میری اور اوسکی مڈبھیڑ ہو گئی فتحت خلاف تھی قید ہو گیا۔

سلطان ۔ ہمیں اسبات کا خیال ہی نہیں آیا۔ ورنہ ہم اوسیوقت فوج بھیجدیتے اور تمکو رہا کروا لیتے مگر اوسکا تو ہمیں سان وگمان بھی نہ تھا۔

محمود ۔ حضور یہی بندہ پروری ہے ورنہ میں کس لائق ہوں۔

سلطان ۔ نہیں ہم تم سے بہت خوش ہیں واقعی تمنے بڑے بڑے کام کئے ہیں لیکن اتنے دن تک کیا قید ہی میں تھے۔

محمود ۔ نہیں قید تو نہیں تھا بلکہ ایک نوجوان راجپوت کی مدد سے قید خانہ سے نکل بھاگا مگر راستہ میں زخمی ہو گیا۔

سلطان ۔ (حیرانی سے) کیا زخمی ہو گئے تھے

محمود ۔ جی ہاں۔

سلطان ۔ وہ کیونکر؟

محمود ۔ یہ مجھے خود بھی نہیں معلوم اگر زخمی کرنیوالے کو دیکھ ہی لیتا تو پھر زخمی ہی کیوں ہوتے یہ بھی ان دو صاحبوں کی (مسعود اور داؤد کیطرف اشارہ کرکے) فیاضی اور خوش خلقی کا نتیجہ ہے کہ میں اسوقت درگاہ خدا امان میں حاضر ہو گیا ہوں ورنہ کبھی کا مر چکا ہوتا۔

سلطان ۔ یہی وجہ ہے کہ تم بہت کمزور نظر آتے ہو مگر یہ کون ہیں (مسعود سے مخاطب ہو کر) کیا تم وہی ہو جسکو بھیجکر عبد اللہ خان کے پاس بھیجا تھا۔

محمود۔ (سر نیاز جھکا کر) جی ہاں وہ غلام ہی تھا
سلطان۔ افسوس تمہارا افسر آج مارا گیا۔
محمود۔ (حیرانی سے) کیا سید جمال الدین مارے گئے۔ کیا اچھے آدمی تھے خدا نیک رحمت کرے کیونکہ شہید ہوئے۔
سلطان۔ صرف جمال الدین ہی نہیں مارا گیا بلکہ کمال الدین بھی شہید ہو گیا۔
محمود۔ افسوس افسوس! یہ دونوں بڑے ہی لائق افسر تھے گراؤنڈ ہو گیا۔
سلطان محمود۔ اپنی ہی پوری ہو گئی اور کیا۔ اگر وہ مارے جاتے تو آج لڑائی کا فیصلہ بھی ہو جاتا دونوں کی کمی نے آجتک لڑائی کو ہرا دیا۔
سلطان۔ اب بھی خدا کے فضل سے لڑائی کا بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا۔
محمود سلطان محمود۔ مجھے ان دونوں افسروں کے مارے جانے کا اتنا غم ہوا جتنی تمہارے آنے کی خوشی ہے ہاں تو یہ دونوں جوان کون ہیں۔
محمود سلطان۔ مفصل حالات کی تو مجھے خبر نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ دونوں غریب مسلمان ہیں جنہوں نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی ہے اور میں ہی انکی نیکی کا بدلہ دینا چاہتا ہوں۔
سلطان۔ کیوں نہیں جو نیکی کرے ضرور اسکا صلہ دینا چاہیے ہاں تو ان کے نام کیا ہیں اور یہ کیا چاہتے ہیں۔
محمود۔ اسکا نام نوداد اور اوسکا یوسف ہے ہم اور یہ دونوں آپکی عنایت کے امیدوار ہیں
سلطان۔ اچھا فی الحال انکو اپنے ساتھ رکھو اور انطاکیہ میں بھیجکر ہم انکو البتہ خوش کرینگے کہ تمام گذشتہ تکلیفوں کو بھول جائینگے مگر تم نے یہ نہ بتایا کہ ابتک تم کہاں تھے۔
محمود۔ اسی سے پیشتر ہی عرض کر چکا ہوں کہ میں زخمی ہو گیا تھا اور اسی نوجوان کی جو ہمراہ ہے میں رہا کرتا تھا آج کی لڑائی کی خبر سنتے ہی آستان بوسی کو چلا آیا۔
سلطان۔ اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ ادام قیصر والنے تم سے سختی تو نہیں کی۔
محمود۔ (سر نیاز جھکا کر) بالکل نہیں۔
سلطان۔ نہیں جہاں تک کوئی ضرورت نہیں اگر کوئی تکلیف پہنچی ہو تو صاف صاف کہدو اسکی اوسکو سزا دیجائے۔
محمود۔ اول تو مجھے کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔ اگر کرتا بھی تو حضور اوسکا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔
سلطان۔ (تعجب سے) وہ کیوں؟
محمود۔ اسلئے کہ وہ یہاں سے بھاگ گیا ہے
سلطان۔ (حیرانی سے) کہاں بھاگ گیا ہے
محمود۔ اسکی تو مجھے خبر نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آج صبح کے وقت میں ہم پہرے سے باہر چوکی تھا کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی اور جب وہ سوار نزدیک آئے تو معلوم ہوا کہ رانا مہرال جمال کے قوام ہو گیا ہے اور چترار اور فوج کو اپنی قسمت پر چھوڑ گیا ہے۔
سلطان۔ آہا اوسنے بڑی چال کھیلی ہے میرا خیال تھا کہ میں اوسکو قید کرکے بلکہ سر کھیں منظور کرا لونگا مگر وہ پہلے ہی بھاگ گیا دیکھئے جو خدا کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آہستہ آہستہ کسی قسمت کا فیصلہ نہیں ہوا۔
محمود۔ اسی سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خود رانا کو

دل مضبوط نہیں ورنہ سلطنت کو ابھی تقسیم پر
نہ چھوڑ جاتا۔

سلطان۔ خیر اگر وہ بھاگ گیا ہے تو کوئی
مضائقہ نہیں آیندہ کوئی ایسا موقع مل جائیگا۔
سلطان کی بات ابھی ختم نہوئی تھی کہ باہر سے
شور و غوغا کی آواز آئی اور جب خیمہ سے باہر
نکلکر دیکھا تو لڑائی کا سین اور ہی نظر آیا ہر ایک
راجپوت لڑ تو رہا تھا مگر چہروں پر حسرت اور مایوسی
کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ہتیار اپنا وہی خوفناک
کام کئے جاتے تھے مگر بازو اسقدر سست
ہو گئے تھے کہ اسلحہ اسقدر دیر کے بعد اوسنے
تھے اور اپنا خونی اثر دکھا نہ پاتے تھے۔

مسلمانوں میں قیامت کا جوش بھرا ہوا تھا وہ
نہایت ہی دلیری اور شجاعت سے مقابلہ کر رہے
تھے۔ عبداللہ خاں قاشقال ایکطرف گھوڑا دوڑائے
بجلی کیطرح پھر رہا تھا اور احمد شاہ دوسری طرف
اپنے قوت بازو کا جوہر دکھا رہا تھا۔ ہر طرف کے
نبرد آزما گر رہے تھے اور میدان میں جا بجا نظر
دیکھنے سے بجز سر اور لاشوں کے اور کوئی
چیز نہ دکھائی دیتی تھی تلواروں کی جھنجھناہٹ
سے گوش زمین کا کلیجہ دہل رہا تھا تیروں اور
برچھیوں کی جھلاجھل سے ایک قیامت برپا
ہو رہی تھی۔ یہ حالت دیکھکر محمود نے ایک
ٹھنڈی سانس بھری اور تلوار کھینچکر اللہ اکبر
کا نعرہ بلند کرکے دشمنوں پر جا پڑا مسعود اور
داؤد اور یوسف نے اسکو لڑائی میں جاتے
دیکھکر اپنی تلواریں نکال لیں اور بے اختیارانہ
اوسی گھمسان لڑائی میں گھس گئے اوس وقت
آفتاب غروب ہو رہا تھا اور اوسکی مدہم آخری
کرنوں نے نعش سرخ کو اور بھی خونیں بنا رکھا تھا۔ اور
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خونی فرش کا عکس آسمان
کے نیلے نیلے فرش پر پڑ رہا تھا فلک کی سطح پر نظر
کرنے سے ایک سرخی معلوم ہوتی تھی جو دمبدم
زیادہ ہوتی جاتی تھی اور جسکی وجہ سے اسوقت
کا سین ایسا دلکش ہو گیا تھا کہ نظر ہٹنے کا نام ہی نہ
لیتی تھی درختوں کے سبز سبز پتوں پر پچھلے پہر کی
روشنی کچھ عجیب کیفیت ظاہر کر رہی تھی زمین
کی خونی سطح پر آفتاب کی سرخ اور جلد غائب
ہو جانیوالی کرنیں پڑ کر عکس ڈالکر ایک دلکش اثر
دکھا رہی تھیں تلواروں اور نیزوں کی خون آلود
دھاروں پر شفق کا جو عکس پڑتا تھا تو ایک خوفناک
سین دکھائی دیتا تھا اور جس کے دیکھنے سے
آنکھیں خوفزدہ ہو ہو کر جزبز ہوتی جاتی تھیں
جوں جوں شام قریب آتی جاتی تھی دونوں دونوں
لڑائی کا جوش بڑھتا جاتا تھا اور دونوں طرف
کے بہادر اپنے اپنے زور بازو کا امتحان
کر رہے تھے۔

لڑائی کا اسقدر طول کھینچنا دیکھکر محمود نے
اپنے گھوڑے کو چکر دیا اور پرتاب کے سامنے
آکر کھڑا ہوا پہلی نگاہ میں پرتاب نے اوسے
بالکل نہ پہچانا مگر جب غور سے دیکھا تو اوسکی
زبان سے جلدی میں یہ الفاظ نکل گیا۔
آہ محمود!

خبردار کافر تیری موت کا نوشتہ آپہنچا
پرتاب پر محمود کی صورت نے اتنا اثر کیا تھا
کہ اوسکے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا بلکہ
وہ خود خائف نگاہوں سے اوسکی صورت
دیکھتا رہا اسکو اسحالت میں دیکھکر محمود نے

جان لینے والی تلوار سر سے بلند کی اور قریب تھا کہ نوجوان کا کام تمام کر دے کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ ہی آواز آئی۔ اسکو اپنی سلامتی کے صدقہ میں چھوڑ دو۔

اس بات پر محمود نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اوہ سے داؤد کی صورت نظر پڑی اور ادھے منہ سے نکل گیا آہ! تم نے مجھے کیوں روکا تھا۔

داؤد۔ اسمیں بھی کوئی مصلحت ہے جسکی بابت آپ کو خبر نہیں مگر خدا بہتر جانتا ہے۔

محمود۔ اچھا تمہاری خاطر سے میں نے اسکو چھوڑا اگر تم اسوقت نہ روکتے تو اس کا کام تمام ہو گیا تھا۔

داؤد۔ پیچھے معلوم ہوا کہ میں آپ کو ایسے شخص کے قتل کرنے سے نہ روکتا جس سے مجھکو ایک خاص قسم کا تعلق ہے۔

محمود۔ (تعجب سے) تم کو اس سے ایک خاص قسم کا تعلق ہے۔

داؤد۔ میرا تو کوئی تعلق نہیں مگر۔

ہنوز یہ جملہ ختم نہونے پایا تھا کہ راجپوتوں کی طرف سے لڑائی بند کرنے کا نشان بلایا گیا اور ادہر مسلمانوں نے بجبوری اپنی فرودگاہ پر راجعت کی۔ خاقان اکبر کے حکم سے محمود کے واسطے علیحدہ ایک خیمہ نصب کرایا گیا۔ جسمیں محمود اپنے تینوں دوستوں کو لیکر بیٹھ گیا اور کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہنے لگا۔ (مسعود کی طرف مخاطب ہو کر) آپ نے ابھی تک اپنے عشق کا حال ظاہر نہیں کیا۔

مسعود۔ آہ! گذشتہ واقعات کے بیان کرنے سے دل کو صدمہ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے حال کے بیان کرنے میں تاخیر کرتا ہوں۔

محمود۔ یہ تو درست ہے مگر اپنے ہمنشینوں سے اپنی بدقسمتی کا حال نہ چھپانا چاہیئے۔

مسعود۔ اچھا آپ یہی چاہتے ہیں تو سنائے دیتا ہوں۔

اتنا کہکر مسعود سنبھلکر بیٹھ گیا اور اپنی بدقسمتی کا قصہ اسطرح کہنے لگا۔

دو سال کا ذکر ہے کہ ایکدن صبح کے وقت میں اجمیر شریف سے روانہ ہوا اور دوپہر کے وقت ایک ایسے صحرا میں پہنچا جہاں بجز ریگ کے اور کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی وہاں پہنچتے ہی میرے دل میں کچھ خیال آیا اور میں گھوڑے سے اترا اور ایک درخت سے گھوڑے کو باندھ دیا اور میں سایہ میں بیٹھکر ادہر ادہر دیکھنے لگا ابھی اسطرح بیٹھے ہوئے مجھے بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ مغرب کیطرف سے ایک گرد و غبار اٹھا اور ساتھ ہی چند سوار آتے ہوئے دکھائی دئے۔

اونکی شکل سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ رہزن ہیں اور لوٹ مار کرنے کے لئے ادہر ادہر چکر لگا رہے ہیں۔

اس خیال نے پہلے تو میرے دل میں ایک خوفناک ڈر پیدا ہوا مگر فوراً ہی اپنے دل کو سنبھالا اور اونکے آنے کا انتظار کرنے لگا ابھی وہ نزدیک نہ پہنچے تھے ایک عورت کے رونیکی آواز آئی جب میں نے غور سے دیکھا تو اونمیں رہزنوں کے درمیان ایک خوبصورت لڑکی نظر آئی جس کو اونہوں نے حلقہ میں نظر بند کر رکھا تھا اور وہ زار زار رو رہی تھی۔

یہ حال دیکھکر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اون کی طرف بڑہا لیکن اوس لڑکی نے جو مجھکو دیکھا فوراً مدد کے لئے چلا اوٹھی میں نے بھی اپنی تلوار نکالی - اور اوسپر حملہ آور ہوا - دیر تک لڑائی کا کوئی انجام نہ نکلا مگر فاطمہ میری تلوار سے چار کا کام تمام کرکے زمین پر گرا دیا -

یہ حالت دیکھکر لڑکی نے بھی گھوڑے سے چھلانگ ماری اور ایک مقتول رہزن کی تلوار پکڑ کر پھر میرے گھوڑے پر سوار ہو گئی اور میرے ساتھ اونکے مقابلہ کو تیار ہو گئی -

پس آناً فاناً میں وہ دونوں رہزن بھی مارے گئے اور باقی بھاگ گئے وہ لڑکی اپنے آپ کو رہا دیکھکر گھوڑے سے اوتری اور مجھکو بھی اوترنے کا اشارہ کیا میں بھی اوسکے کہنے سے گھوڑے سے اوتر پڑا -

اور ایک طرف اور محفوظ جگہ پر بیٹھکر دونوں باتیں کرنے لگے -

دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ مالدار راجپوت کی بیٹی ہے اور کسی رشتہ دار سے ملنے کی غرض سے چند نوکروں کیساتھ جارہی تھی کہ راستہ میں رہزنوں نے تمام مال واسباب لوٹ لیا اور اوسکو پکڑے چلے تھے کہ میں نے اوسکو چھڑا لیا ان تمام حالات کے معلوم ہونے پر میں نے اوس سے کہا کہ تم کو تمہارے گھر پہنچا دوں مگر اوس نے کچھ جواب نہ دیا -

اور کہا بھی تو یہ کہ میں اپنے گھر جانا نہیں چاہتی بلکہ جس جان کو آپ نے بچایا ہے وہ آپ کی نذر کر چکی اور ہمیشہ آپ ہی کے پاس رہنا چاہتی ہوں - اب یہی خیال اور آرزو ہے -

یہ حال سنکر میں نے اوسکو اپنے ساتھ لیا اور جدہر سے وہ آئی تھی اوسطرف روانہ ہوا ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ چند سوار گھوڑے ہوئے دکھائی دئے جنکو دیکھکر اوس نے کہا یہ میرے بھائی ہیں تو کہیں ہو اور شاید میرے چھڑانے آئے ہونگے مگر اب اگر یہ لیجانا چاہیں تو میں ہرگز نہ جاؤنگی اور اگر زبردستی کرینگے تو اپنی جان دیدونگی اسپر میں نے اوسکو تسلی دی اور سمجھایا کہ میں بھی تم کو اپنے ساتھ سے جدا نہ کرونگا -

ابھی اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ وہ سوار نزدیک آگئے اور اتفاق سے اون میں اوسکا باپ بھی تھا -

یہ حال دیکھکر اوس نے مجھسے کہا کہ اب میں چلی جاؤنگی مگر بہت جلد تمہارے پاس آموجود ہونگی اور اسکے بعد اوس نے مجھسے کہا کہ مجھے اپنے مکان کا پتہ بتا دو - اسکے بعد اوس کے والد نے اوسے پہچانکر محبت سے ملا اور میرا شکریہ ادا کرکے اوسکو لے گیا سلایہ کب ممکن تھا کہ ایسے واقعات کے بعد میرے دل میں اوسکی محبت پیدا نہ ہوتی - میں بھی آہ بھرتا ہوا اوسطرف چلا اور جب اپنا کام کرکے اپنے گھر واپس آیا تو دیکھا کہ شاید وہ کہیں نظر آئے مگر یہ ایک غلط خیال تھا مجھے اپنے وطن گئے بھی ایک زمانہ گذر گیا اور جسقدر مدت کا اوس نے وعدہ کیا تھا وہ بھی گذر گیا مگر اوسکا پتہ نہیں چلا - نہ تو وہ خود آئی اور نہ کچھ جواب آیا اسطرح انتظار کرتے کرتے چھ ماہ

گذرتے اور پیچھے پھر ایک ضروری کام سے
اوسیطرح کو جانا پڑا اسوقت تو میرے دل میں
بخت خیال نہ آیا کہ وہ مجھکو نظر اوکی کیونکہ میرا
دل بار بار اچلتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے
کوئی غیبی آواز میرے کان میں کہہ رہی ہے
کہ کملا دتی ضرور بچے گی۔
غرض اوسیطرح میں آگے بڑھتا گیا اور جب
اوسکے شہر کے نزدیک پہنچا تو شہر کے باہر
ایک مجمع کثیر دیکھا اور ساتھ ہی میرا دل پہلو میں
اوچھلنے لگا میں نے خیال کیا کہ ضرور کچھ واقعہ
ہے اور اسلئے میں اوس مجمع کے قریب گیا اور
دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک عورت ستی
کیجاتی ہے۔
اسبات کے سننے سے میرے دل میں ایک
خیال پیدا ہوا اور میں نے بڑھکر دیکھا تو کیا نظر
آیا کہ وہی کملا دتی ایک دیگیر اوسے کھڑی ہے
اور برہمن اپنی زبان میں کچھ پڑھ رہے ہیں
چونکہ اس زمانہ میں اکبر نے ستی ہونا بند کردیا
تھا اور یہ اجازت دی تھی کہ اگر عورت اپنی مرضی
سے ستی ہو تو ہو مگر زبردستی اوسکو کوئی نہیں
جلا سکتا اسوقت میرے دل میں اسبات کا
خیال آیا اور میں نے آگے بڑھکر پوچھا کہ یہ
عورت کیا اپنی مرضی سے ستی ہوتی ہے یا
تم زبردستی اسکو جلاتے ہو۔
برہمنوں نے اسبات کا کوئی جواب نہ
دیا تھا کہ کملا دتی نے مجھکو دیکھ لیا اور کہنے
لگی کہ مجھکو بچالے۔ یہ سنکر میں گھوڑے سے
اور نزدیک گیا اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے
آگے بٹھا لیا اور اسطرح سے اوسے لیکر

برہمن منہ دیکھتے ہی رہے جب ہم تو اتنے سے
بیخوف ہوگئے تو میں نے اوس سے سارا
حال پوچھا تو وہ رونے لگی کہ [illegible]
تو اسبات کی فکر کرنے لگی کہ اسی بہانہ سے
تمہارے پاس پہنچوں اور اکیلی میں اسی خیال
میں غلطاں و پیچاں اپنے کمرہ میں ہنستی تھی
اور بلند آواز میں اپنے خیالات ظاہر کررہی
تھی کہ میرے والد میری بابت اس لیلا اور
ساتھ ہی میری شادی کا بندوبست ہوگئے کا
مجھے چند ذریعوں سے معلوم ہوگیا کہ میری
شادی کے دن پے ہو رہے ہیں یہ سنکر مجھ
تشویش پیدا ہوگئی اور میں پوشیدہ طور سے
کوشش کرنے لگی کہ اسطرح شادی بند
جائے مگر یہ ناممکن تھا آخر وہ مقررہ دن آگیا
اور میری شادی ایک امیر کے لڑکے سے ہوگئی
مگر قدرت خدا کی دیکھئے کہ اوسی رات اوس
لڑکے کو ہیضہ ہوگیا اور وہ ایک ہی دن میں
مرگیا ایکطرف تو میں نے یہ شکر کیا کہ یہ فکر
دامنگیر ہوئی کہ ستی ہونے پر مجبور کیجاؤنگی
اور دوسری طرف میں نے ستی ہونے کے
لئے تیار کیا اور چتا پر بیٹھنے کے اوسوقت
خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ اے خدا
مجھکو اس عذاب سے رہائی دے اور
مجھکو اسطرف لا۔ ابھی میں اس
خیالات میں تھی کہ تم آگئے اور مجھکو ان ظالموں
سے رہائی دلوائی۔
یہ حال سنکر میں نے بھی خدا کا شکر کیا اور اوس
کو جو یقین دلایا کہ میں ہمیشہ تیری نازبرداری
میں مشغول رہونگا غرض اوسکو ساتھ لیکر چلتا

دن کے بعد اپنے گھر کو واپس آیا مگر اونہیں دنوں میں مجھکو سیر جیا الدین کمساتھ ایک لڑائی پر جانا پڑا مجبوراً اوسکو گھر چھوڑ گیا اسد فوج لڑائی میں زخمی ہو گیا اور ایسا کاری زخم آیا کہ اسید بچنے کی نہ رہی کسی ظالم نے سلاوتی سے کہدیا کہ میں مر گیا یہ حال سنتے ہی اوس نے خودکشی کا ارادہ کیا اور دل میں ٹھان لی کہ میری قبر پر آکر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے یہ سوچ کر باندی کو وہ گھر سے نکلی - اور راستہ میں تکلیفیں اٹھاتی ہوئی اسی شہر میں آئی جہاں میں زخمی پڑا تھا یہاں اسکا اتفاق ہوا کہ ایک نوجوان راجپوت اوسکی صورت دیکھتے ہی اوسپر عاشق ہو گیا اور اوسکو دھوکا دینے کی غرض سے کہنے لگا کہ مسعود کی قبر یہاں نہیں ہے بلکہ دوسرے شہر میں ہے جہاں میں تمکو پہنچا سکتا ہوں - وہ بیچاری یہ فریبوں کو کیا جانے اوس کمبخت راجپوت کے ساتھ روانہ ہو پڑی اور وہ اسکو ایک دور دراز شہر چتور میں لے آیا جہاں پہنچکر اوس نے اپنی ناجائز خواہش ظاہر کی اور کہنے لگا -

"میں تم پر عاشق ہوں"

یہ سنکر اوس نے صلواتیں سنانا شروع کیں اور یہ ارادہ کر لیا کہ یہاں سے بھاگ جائے مگر اوس کمبخت نے اوسکو روک لیا اور اپنے مکان تک اوسی جگہ چھپا رکھا - جب مجھکو آرام ہوا اور سارے حالات سے آگاہی ہوئی تو میں نے تلاش کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک سال کا عرصہ گذر گیا اور اوسکا پتہ نہ لگا ایک مہینہ کا عرصہ گذرا کہ مجھے اوسکا پتہ لگا کہ وہ کمبخت راجپوت اوس سے اکیدن زبردستی کرنے لگا - اور اوس نے خودکشی کر لی - یہ سنتے ہی میرے دل میں آتش انتقام مشتعل زن ہوئی اور میں نے چاہا کہ اوس سے بدلہ لوں - چند دنوں تک اس کا کچھ سراغ نہ ملا ایکدن شام کو معلوم ہوا کہ دربار شاہی میں ایک ممتاز عہدہ پر ممتاز تھا میں نے اسبات کو کوئی خیال نہ کیا اور اوسکو ظاہر کیا کہ میں فلاں بات کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور اوسنے بھی منظور کر لیا - اور ایک دن شام کے وقت ہم دونوں کا مقابلہ ہوا اور وہ کمبخت جہنم واصل ہوا اوسکا اس طرح فیصلہ کرکے میں چتور سے آرہا ہوں کہ آپ سے ملاقات ہوئی آئندہ کے حالات تم معلوم ہیں اون کے اعادہ کی ضرورت نہیں -

محمود - واقعی آپ کا قصہ نہایت ہی پر افسوس اور حسرتناک ہے -

مسعود - ابھی آپ نے کیا سنا ہے اگر میں اپنے سارے حالات بیان کروں تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ مجھسا بدنصیب دنیا میں کوئی نہوگا -

محمود - مگر وہ حالات آپ نے کیوں نہیں سنائے -

مسعود - وہ بھی کسیوقت سناؤنگا اسوقت نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان واقعات کے یاد آنے سے میرا دل ... مسعود کی بات ہنوز ختم نہوئی تھی کہ باہر کچھ شور و غل ہوا اور محمود کہنے لگا -

آپ یہیں ٹھہریئے میں ابھی واپس آتا ہوں یہ کہکر محمود گیا - اور تھوڑی دیر کے بعد آکر کہنے لگا مسلمانوں کی فتح ہو گئی -

اٹھارواں باب

ہماری فتح ہو گئی -

محمود کی اس بات نے عام طور پر ہر ایک کے دل میں ایک خوشی پیدا کر دی اور سب حیرانی اور تعجب سے اوسکے چہرہ کو دیکھنے لگے وہ اون کو اسطرح دیکھکر آگے بڑہا اور اپنی جگہہ پر بیٹھکر کہنے لگا کہ تم نے کچھہ اور بھی سنا۔

یوسف۔ ہاں سنا ہے مگر کچھہ سمجھہ میں نہیں آتی

محمود۔ سمجھہ میں کیا بات نہیں آئی۔

یوسف۔ یہی کہ مسلمان کی فتح کیوں ہو گئی لڑائی تو شام سے بند ہو گئی تھی۔

محمود۔ جنبل مارا گیا اور راجپوتوں نے اپنے اسباب کو جلاکر خاک کر ڈالا اور پھر خود بھی سب نے خودکشی کر لی۔

داؤد۔ (حیرت سے) خودکشی کر لی وہ کیونکر؟

محمود۔ بس ایک جگہہ آگ جلاکر اوسمیں کود پڑے اور قلعہ مسلمانوں کے واسطے خالی چھوڑ گئے۔

مسعود۔ یہ کیا بیوقوفی ہے کہ ایک افسر کے مارے جانے سے تمام فوج نے اپنا اپنا کام چھوڑ دیا۔

محمود۔ یہی بات راجپوتوں کی جاہلیت اور مجنونانہ پوش ثابت کرتی ہے ماناکہ وہ بہادر تھے مگر اسکو بہادری کون کہتا ہے یہ تو اعلیٰ درجہ کی بزدلی ہے کہ دشمنوں کے ڈر سے خود کشی کیجائے اون کو چاہئے تھا کہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا جاتا اور آخری دم تک ہمت نہ ہارتے

یوسف۔ مگر جنبل کیونکر مارا گیا۔

محمود۔ ہی ایک اتفاقیہ معاملہ ہوا کہ حضور سلطان شام کے بعد اور ہر اور دیر چکر لگا رہے تھے کہ اندھیرے میں کچھہ روشنی ہوئی اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ محمل کسی بڑے خیال سے چھپا ہوا بیٹھا ہے۔

بھلا یہ سنکر حضور کو کب تاب ہو سکتی تھی۔ وہ فوراً آگے بڑہے اور اوسی جگہہ پر اوسے جا دبایا پہلے تو اوس نے چاہا کہ حضور پر وار کرے مگر اوسوں نے فوراً اوسے زمین پر گرا دیا اور ایک نیزہ دق کر اوسے واصل جہنم کیا یہ خبر بہت جلد مشہور ہو گئی۔

اور جب راجپوتوں نے سنا کہ افسر مارا گیا تو اونہوں نے مایوس ہو کر پہلے تو اپنے مال و اسباب کو جلایا اور پھر خود جلکر خاک سیاہ ہو گئے۔

ابھی تک قلعہ سے شعلے اوٹھ رہے ہیں ذرا اوٹھکر دیکھنا۔ یہ کہتے کہتے محمود خیمہ سے باہر نکل گیا۔ اور باقی سب لوگ اوسکے پیچھے باہر نکلے تو دیکھا کہ تمام صحرا میں دھواں پھیلا ہوا ہے اور آدمیوں کی جلنے کی بدبو سے ہوا خراب ہو رہی ہے یہ حالت دیکھتے ہی سب لوٹ آئے اور اپنی اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے۔ کچھہ دیر تک تو بالکل سناٹا رہا۔

مگر آخرکار یوسف نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور محمود سے کہنے لگا۔ اب تو آپ خوش ہو گئے

محمود۔ خوش تو ہوں مگر ایک غم ہے جو ہر وقت راجپوتوں پر میں قاعدہ تھا کہ جب لڑائی میں آگرا بھی ہوتی تھی تو وہ اپنے اہل و عیال و مال اسباب کو جلاکر خاک کر دیتے تھے۔ اور خود آپس میں گلے ملتے اور سینہ و سے ٹیکے لگاتے اور آگ میں کود پڑتے اور جلکر خاک سیاہ ہو جاتے تھے دل میں چٹکیاں لیتا ہے۔

یوسف۔ اور وہ غم کیا ہے؟

محمود۔ آہ کیا بتاؤں ایک ایسے شخص کا خیال

اور غم ہے جسکی خاطر اتنی تکلیفیں اوٹھائیں اور پھر بھی نہ ملا۔

یوسف۔ اور وہ شخص کون ہے۔

محمود۔ اب اوسکا نام کیا پوچھتے ہو جسکی طرف سے کوئی امید ہی نہیں رہی آہ اب وہ مجھکو کہاں ملیگی اوسکو زمانا اپنے ساتھ لیگیا ہوگا۔

یوسف۔ اور وہ شخص کون ہے۔

محمود۔ اب اوسکا نام کیا پوچھتے ہو جسکی طرف سے کوئی امید ہی نہیں رہی آہ اب وہ مجھکو کہاں ملیگی اوسکو زمانا اپنے ساتھ لیگیا ہوگا۔

یوسف۔ آخر وہ ہے کون جسکو زمانا سے تعلق ہو سکتا ہے۔

محمود۔ اب اسوقت ان باتوں کو جانیدو۔ کیونکہ ان کے یاد کرنے سے دل کو صدمہ ہوتا ہے۔

آہ! اگرچہ آج خوشی کا دن ہے مگر غم سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے اب ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تجھکو خوشی نصیب ہی نہوگی۔

یوسف۔ وہ کیوں؟

محمود۔ آہ! اسنے میرے دل میں ایسے خیالات پیدا کردئے ہیں جسکو میں مجبوری ظاہر کرتا تھا اور گوشۂ دل میں پوشیدہ کرتا تھا۔

یوسف۔ اگر میری وجہ سے آپکو تکلیف پہنچی ہے تو معاف فرمائے اور آیندہ کے لئے میں عہد کرتا ہوں کہ ایسی بات کبھی نہوگی۔

محمود۔ نہیں یہ آپ کا خیال غلط ہے آپکی وجہ سے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

داؤد۔ خیر ان باتوں کو اب جانیدو اور یہ بتاؤ کہ حضور سلطان یہاں سے کس روز روانہ ہونگے۔

محمود۔ اسکی نسبت ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تو اوسیوقت معلوم ہوگا جبکہ دربار میں جاؤنگا۔

تم کو اس پوچھنے سے کیا۔

داؤد۔ اسمیں بھی کوئی مطلب ہے۔

محمود۔ آخر وہ کیا مطلب ہے۔

داؤد۔ یہی کہ اب جلد رخصت ہو نیوالا ہوں اور ہمیشہ کے لئے۔

محمود۔ (نہایت حیرانی سے) ہمیشہ کیلئے۔

داؤد۔ جی ہاں عمر بھر کے لئے۔

محمود۔ (اوسی حیرانی سے) آپ تو عجیب باتیں کرتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کا کیا مطلب ہے۔

داؤد۔ پہلے عرض کرچکا کہ اب یہاں سے چلا جاؤنگا۔

محمود۔ آخر کہاں چلے جاؤگے۔

داؤد۔ جہاں قسمت لیجائے مگر اتنا کہتا ہوں کہ اب میں ہمیشہ کے لئے جاؤنگا۔

محمود۔ اچھا میں نہ جانے دونگا۔

محمود کی بات ہنوز ختم ہونے نپائی تھی کہ ایک نوجوان خیمہ میں داخل ہوا اور محمود سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ آپ کو حضور سلطان بلاتے ہیں تشریف لیجئے۔

محمود۔ (حیرانی سے) مجھکو۔

نوجوان۔ جی ہاں آپ کو۔

محمود۔ اچھا چلو آتا ہوں۔

اتنا کہکر اوٹھکر چلا گیا۔

یوسف۔ (محمود کے جانے سے تھوڑی دیر بعد داؤد کو مخاطب کرکے۔ آپکی صورت میں خود

جانے کیا بات ہے کہ مجھکو آپ سے ایک خاص قسم کی الفت ہوگئی ہے اور جب سے آپ نے جانیکا قصد کیا ہے میرے دل میں ایک تشویش پیدا ہوگئی ہے۔

داؤد۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر اب زیادہ نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ یہ اول میرے اختیار میں نہیں اور میں بھی چاہتا ہوں کہ کسی تنہائی کے مقام میں زندگی بسر کروں۔

یوسف۔ چاہتا تو میں بھی ہوں مگر اب ایسے مخلص کو چھوڑ کر جانیکو دل نہیں چاہتا اور کیا ہمکو چھوڑ کر چلے جائیگا۔

داؤد۔ میں تو نہیں چاہتا مگر میرا دل قابو میں نہیں

مسعود۔ دل کے اختیار میں تو نیکی آخر کوئی

داؤد۔ یہ بھی ایک راز ہے جسکو میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔

مسعود۔ ایسا کونسا راز ہے جسکو اپنے محمود کا یہ فرمخلص نہ جانتا ہو محمود یہ سنکر غصہ میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ چلو اب قلعہ میں چلکر بیٹھیں۔

یوسف۔ (تعجب سے) قلعہ میں۔

محمود۔ ہاں مسلمانوں کی تمام فوجیں قلعہ میں داخل ہوگئی ہیں اور اب ہم کو حکم ہوا ہے کہ وہیں رات بسر کریں۔

اسکے بعد سب لوگ اوٹھے اور محمود کیساتھ قلعہ کیطرف روانہ ہوئے جہاں پہنچکر محمود نے ایک خوشنما کمرہ صاف کرکے سہ پہنوں احباب کے بیٹھنے کیا اور وہ ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں کچھ وقت یوں ہی گذر گیا لیکن جب نیند نے غلبہ پایا اور سب پر ایک غنودگی طاری ہوگئی اور محمود نے چند ہی کروٹیں بدلوائی ہونگی کہ سب کو نیند آگئی گرمی صبح صادق نمودار ہوئی تھی کہ محمود کی آنکھ کھل گئی اور اوس نے سب کو اوٹھایا اور کسیقدر پریشانی سے کہنے لگا۔ بھائیو ایک پریشان خواب ہوا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس قلعہ کا راز دریافت کروں

یوسف۔ خدا کیلئے اپنا خیال چھوڑ دیجئے میں نے سنا ہے کہ اس قلعہ میں اکثر رات کو چیخنے کی آوازیں آیا کرتی ہیں اور یہی سبب ہے کہ آجتک کسی نے اسکے راز دریافت کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

محمود۔ میں تو ضرور دریافت کرونگا کیوں کہ مجھے کسی بزرگ نے جو خواب میں کہا ہے کہ اوٹھ اور خلوتیوں کا بدلہ لے اسکے علاوہ میں خود اس قلعہ میں راز دیکھ رہا ہوں۔

یوسف۔ (متحیر ہوکر) کیا آپ اس قلعہ کا راز دیکھ چکے ہیں۔

محمود۔ ہاں دیکھ چکا ہوں اور اب چاہتا ہوں کہ اصل حقیقت دریافت کروں۔

یوسف۔ آپ نے کیا دیکھا تھا۔

محمود۔ جو کچھ میں نے دیکھا اب تم سب کو بھی دکھائے دیتا ہوں۔

اتنا کہکر محمود باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد دس آدمی ساتھ لیکر واپس آیا اور کہنے لگا اگر تم میں سے کوئی میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے تو چلے۔

یوسف۔ لیکن اس خیال کو جانے دیجئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گذشتہ باتوں کو دریافت کرنے سے ضرور نقصان ہوتا ہے۔

محمود۔ تم ڈرتے کیوں ہو جو نقصان ہوگا دیکھ لیا جاویگا۔ اسپر یوسف اور مسعود اوٹھے اور محمود کے ساتھ روانہ ہوئے محمود کمرہ سے

نکلکر وہاں سے طرف کو مڑا اور تھوڑی دور چلکر
ایک کمرہ کے سامنے ٹھہر گیا جسکا دروازہ کھولا گیا اور
وہ ایک خوشنما کمرہ میں داخل ہوئے وہاں
پہنچکر محمود نے کہا یہ وہی کمرہ ہے جسمیں میں
قید کیا گیا تھا۔

یہ کہکر محمود آگے بڑھا اور دیوار کو اپنی تلوار سے
چھیدنے لگا تھوڑی دیر اسطرح کرنے سے
دروازہ نمودار ہوا جسکو دو تین آدمیوں نے
توڑا۔ اور سب آدمی ایک اور کمرہ میں داخل
ہوئے۔ جو نہایت ہی خراب و خستہ تھا اور اسقدر
تاریک معلوم ہوتا تھا کہ شمع جلد جلانے کی ضرورت
ہوئی اور محمود نے ایک آدمی کو شمع لینے
کیلئے بھیجا۔ جو بہت جلد آگیا اور پھر سب آگے
کو روانہ ہوئے یوسف بار بار ڈرتا تھا کہ اور دل
کے چلے جانے سے ٹھہرنے کی جرات نہ کرتا تھا۔
آخر کار وہ کمرہ ختم ہو گیا ایک اور دروازہ نظر
آیا جو پہلے کی طرح کھولا گیا۔ اور کمرہ دکھائی دیا
جو پہلے سے زیادہ خوفناک تھا اس سے
گذرنے کے بعد ایک اور دروازہ کا ویسی صورت
دیکھتے ہی یوسف اور داؤد اور دیگر آدمیوں
کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور بیحد خوفزدہ
ہو گئے۔ مگر محمود کو برابر بڑھتے دیکھکر ان سب نے
بھی قدم بڑھایا اور تھوڑی دور کے گھومتے گھومتے
گئے اور جب وسط میں پہنچے تو محمود نے ایک
جگہ کھڑے ہو کر کہا۔ ذرا اوپر کو دیکھو۔ اسکے
ساتھ ہی سب نے نگاہ اوپر اٹھائی اور بے اختیار
اوسکے منہ سے ایک چیخ نکل گئی کیونکہ چھت سے
آدمیوں کی لاشیں لٹک رہی تھیں اور ان کی
صورتیں ایسی خوفناک تھیں کہ ہر ایک کا دل
خوف سے دہر کے لگا داؤد اور یوسف بار بار
محمود سے لپٹ جاتے تھے مگر محمود ایک بہادر
شخص کیطرح سب کو تسلی دیتا تھا اور پھر آگے
روانہ ہوتا تھا۔ اس کمرہ سے گذر کر یہ ایک چھوٹے
سے دروازہ پر پہنچا جسکو بڑے زور سے توڑا۔ اور
اب وہ ایسے کمرہ میں داخل ہوئے جس کو
دیکھتے ہی سب کے منہ سے ایک دلخراش
چیخ نکلی اور داؤد و یوسف محمود سے لپٹ گئے
اور وہ انکی صورت حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا
اور بولا۔ تم اسقدر کیوں ڈرتے ہو۔ میں نے
کہہ تو دیا کہ خوف کی جگہ نہیں ہے۔

یوسف۔ مگر یہ ہیبت ناک لاشیں۔

اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ خوف سے اوسکی زبان
بند ہو گئی اور وہ پھر محمود سے لپٹ گیا دونوں
کو خائف دیکھکر محمود نے تسلی کی اور کہنے
لگا جب میں پہلی دفعہ یہاں آیا تھا تو یہ بت
بولتے تھے۔

یوسف و داؤد۔ (بزبان ہوکر) بولتے تھے
محمود۔ ہاں بولتے تھے اور یہ خنجر لیکر
بھی کرتے تھے۔

داؤد۔ ہاں!

یوسف۔ تو پھر یہ جگہ نہایت ہی خوفناک ہے
چلو یہاں سے جلد نکلئے

ہنوز یوسف کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ چاروں
بتوں نے حرکت کی۔

آہا یہ حالت دیکھتے ہی داؤد اور یوسف کے
منہ سے وفعتاً چیخ نکلی اور غریب تھا کہ غش
کھا کر زمین پر گر پڑے مگر محمود نے اون دونوں
کو پکڑ لیا اور دیر تک اون کی اصلاح کرتا رہا

ابھی اوس کا یہ خوف دور نہ ہوا تھا کہ یہ بت
آواز بلند کہنے لگا۔ اے محمود
سنتے ہی یوسف اور داؤد کو غش آگیا۔ اور
ہر ایک کے منہ سے ایک چیخ نکلی مگر محمود
نے بڑھکر دونوں کو اوٹھایا اور بت کی گفتگو کو
سننے لگا جو اسطرح کہہ رہا تھا۔ اے محمود
یہ تو اتنے آدمی ساتھ لیکر کیوں آیا ہے کیا تجھے
معلوم نہیں کہ چار آدمیوں سے زیادہ آنے
کا حکم نہیں ہے۔
اسوقت یوسف اور داؤد کو غش سے ہوش
آگیا تھا۔ بس یہ سنکر کہ باقی سب آدمی قتل
کر دئے جائینگے اور تو ایسی بیرحمی سے
مارا جائیگا کہ اسکی نظیر دنیا میں قایم ہو جائیگی
کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ جو لیٹے ہوئے ہیں سب
تیرے ہی طرح ہیں اور تو بھی اسیطرح قتل
کر دیا جائیگا۔ اگر زندگی چاہتا ہے تو اسی
طرح لوٹ جا۔
یوسف۔ لعنت اس خیال سے باز آئے اور
واپس پلٹ چلنے میں کہتا ہوں کہ اس میں
نقصان ہوگا۔
محمود۔ بیفائدہ ہراساں ہوتے ہو۔
اتنا کہکر محمود نے تلوار نکالی اور دیواروں کو
ٹھونکنے لگا ایک جگہ پر ایک دروازہ معلوم
ہوا جسکو بڑے زور سے توڑا اب یہ لوگ ایسے
دالان میں داخل ہوئے جہاں چھوٹے چھوٹے
خنجر دیواروں سے لٹک رہے تھے اور وہ
نہایت ہی وسیع تھا انکی صورت دیکھکر داؤد
اور یوسف کے منہ سے ایک چیخ اور نکلی
اور محمود سے لپٹ گئے مگر محمود نے اونکو تسلی
دی اور آگے بڑھا۔
ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پانوں سے کچھ
ٹکرایا اور جب اوس نے غور سے دیکھا تو ایک
کپڑا نظر آیا جو تمام کمرہ میں پھیلا ہوا تھا اور
خنکی وجہ سے ایک چمڑہ بن گیا تھا محمود نے
نہایت ہی احتیاط سے اوسکو اوٹھایا مگر اوس
کے اوٹھنے پر جو سین نظر آیا وہ پہلے سے بھی
زیادہ خوفناک تھا کیونکہ جو چمڑہ کے ارد گرد
چھوٹے چھوٹے خنجر قطار در قطار لگے تھے
یہ منظر دیکھتے ہی یوسف اور داؤد محمود کی
صورت دیکھنے لگے اور وہ نہایت تسلی بخش
لہجہ میں بولا خوف کرنیکی کوئی ضرورت نہیں
ابھی ساری قلعی کھلی جائیگی۔ یہ کہکر محمود آگے
بڑھا اور ایک دروازہ کو توڑکر یہ لوگ کمرہ میں
داخل ہوئے جو اور دں سے زیادہ خوفناک
تھا اور اسمیں کوئی خوفناک چیز نہ تھی اس سے
گذر کر ایک کمرہ آیا جسمیں داخل ہوکر محمود نے
نہایت ہی تلاش کیا مگر کوئی دروازہ نظر نہ آیا
آخر کار وہ ایک جگہ ٹھہر گیا تو اوسے غور سے
سنا اور کسی لفظ کو سمجھ نہ سکا۔
کیونکہ لوگوں کی کثرت سے ایک شور مچ گیا تھا
اور اپنی پوزیشن چیز دیکھنے کے بعد لوگ آپس
میں گفتگو کر رہے تھے۔
جسکی وجہ سے ایک ہنگامہ بپا تھا آخر کار محمود
نے سب کو خاموش کر دیا اور کان لگا کر سننے
لگا۔ اور یہ آوازیں سنائی دینے لگیں۔
بوڑھے شخص کی آواز۔ آہ مجسا بد قسمت
بھی دنیا میں کوئی نہوگا۔
عورت کی آواز۔ آپ ہی پر کیا منحصر ہے بھی

بدقسمت ہیں۔ غرض جو شخص یہاں رہتا ہے وہ بدقسمت ہے

پہلی آواز۔ یہ شخص کس کی آواز ہے یہ درست ہے مگر جو ظلم مجھ پر ہوا ہے وہ شاید کسی کو معلوم ہوگا۔

دوسری آواز۔ مگر مجھکو سب معلوم ہے اور میں اسجگہ کا سب راز جانتی ہوں مگر جبتک یہاں رہتی ہوں کسی پر ظاہر نہیں کر سکتی۔

نوجوان شخص کی آواز۔ کیا مجھ پر ہی ظاہر نہیں کروگی۔

دوسری آواز۔ نہیں۔

تیسری آواز۔ آخر وجہ کیا؟

دوسری آواز۔ بس یہی کہ تم اسجگہ کے رازوں کو سنکر بدلہ لینے کے درپے ہو جاؤگے مگر تمام کوششیں بیفائدہ ثابت ہونگی اور تمہارے ساتھ میں بھی قتل کر دیجاؤں گی۔

تیسری آواز۔ ایسے ظلم اور ستم سے تو بہتر ہے کہ ہم ایک بار ہی قتل کر دئے جائیں۔

پہلی آواز۔ اگر خودکشی حرام نہوتی تو میں ضرور ہی اپنے آپ کو قتل کر دیتا مگر اسی خیال نے اب تک روک رکھا ورنہ ہرگز ایسی ناقابل برداشت تکالیف نہ اوٹھاتا۔

تیسری آواز۔ اگر یہی حالت ہے تو میں ضرور ان ظالموں کو اور انکے ظلم کی سزا دونگا اور آپ کا بدلہ بھی لیلونگا۔

دوسری آواز۔ آہ تم کچھ نہیں کر سکتے ورنہ یہ سب ممکن تھا کہ میں اتنی مدت تک ساکت رہتی اور اس قید خانہ کی اذیت برداشت کرتی۔

تیسری آواز۔ نہیں میں سب کر سکتا ہوں۔

دوسری آواز۔ وہ کیونکر؟

تیسری آواز۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ میرے پاؤں لکڑے ہوئے ہیں اور میں ہر ایک کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔

دوسری آواز۔ مگر تمہارے پاس کوئی حربہ بھی تو نہیں ہے اور اوسکے علاوہ تم اکیلے ہو

پہلی آواز۔ اس کا کوئی خیال نہ کیجئے انسان ضرورت کے وقت سب کچھ کر سکتا ہے اور میں بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم کوشش کرو تو میں بھی مدد کے لئے موجود ہوں اور ہر قسم کے ہر ایک خطرہ کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔

دوسری آواز۔ مگر آپ تو بوڑھے ہیں۔

پہلی آواز۔ گو میں بوڑھا ہوں مگر میرا دل تو بوڑھا نہیں ہے یہ نہ خیال کرو کہ بوڑھا پا انسان کے حوصلہ کو ضعیف کر دیتا ہے مجھے تو یقین ہے کہ اگر میرے پاس کوئی ہتیار نہیں ہے تو کیا بغیر ہتیار کچھ نہیں ہو سکتا

دوسری آواز۔ یہ تو درست ہے مگر ہتیار ہی تو ہوں مشکل تو یہی ہے۔

تیسری آواز۔ آہ واقعی یہی بات ہے جسکی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا۔

دوسری آواز۔ اچھا یہی بہتر ہے کہ ہر قسم کے ظلم کو بغیر دشمنی کے برداشت کرو اور کسی وقت کے منتظر رہو۔

اتنی ہی بات تھی کہ محمود غصہ کو برداشت نہ کر سکا اور اسکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے مگر اب کوئی راستہ ایسا نہ نظر آتا تھا جسکے ذریعہ سے وہ اندر داخل ہوتا۔ آخر اوس نے چند آدمیوں کو حکم دیا کہ دیوار

سے دیواروں میں رخنہ کرو یہ حکم پاتے ہی
دو تین آدمیوں نے بڑھکر دیوار کو کھودنا شروع
کیا اور چند لمحوں میں ایک بڑا شگاف ہو گیا جس
سے محمود مع چند آدمیوں کے اوس کمرہ میں
داخل ہوا جس میں سے آواز آرہی تھی
یوں ہی اوسکی نگاہ نوجوان شخص پر پڑی
اوسکے منہ سے خود بخود یہ الفاظ نکلے واہ
موہن موہن نے بھی جب محمود کو پہچانا تو
وہ ایک سناٹے میں آگیا کچھ دیر کے
بعد کہنے لگا میں نے تو سنا تھا کہ آپ کے
دشمن قتل ہو گئے۔
محمود۔ (تعجب سے) یہ کس سے سنا تھا۔
موہن۔ پرتاب سے۔
محمود۔ ایک سناٹے میں آنیکے بعد
پرتاب سے کیا پرتاب سے۔
موہن۔ جی ہاں وہ تو کہتا تھا کہ میں نے آپکے
دشمنوں کو قتل کیا ہے۔
محمود۔ (تعجبانہ لہجہ میں) اوسنے۔
موہن۔ ہاں اوسنے۔
محمود۔ تم یہاں کیونکر آئے۔
موہن۔ بدنصیبی نے پہنچا دیا اور کیا کہوں
محمود۔ بدنصیبی سے تم کو تو خوش ہونا چاہئے
کیونکہ اوسکی طرف سے تم نا امید ہو چکے تھے
وہ تم کو ملگئی۔
(اسپر وہ بیحد متحیر ہو کر محمود کا منہ دیکھنے لگی)
موہن۔ اس بات سے تو خوش ہوں مگر یہاں
کے ظالموں کا خیال کرکے اپنے آپ کو بدقسمت
ہی خیال کرنا پڑتا ہے۔
محمود۔ اور وہ ظلم کیا ہیں۔

موہن۔ یہ نہ پوچھئے کیسے کیسے ظلم کرتے ہیں
کہ اون کا خیال کرتے ہوئے تمام بدن کانپ
اوٹھتا ہے اور اسکے علاوہ اگر ہم ایک لفظ بھی
زبان سے کہیں تو قتل کر دیئے جائیں۔
محمود۔ اب تم کو کوئی قتل نہیں کر سکتا میں اسی
لیے آیا ہوں کہ تم سب کو اس جگہ سے رہا کروں اور
ان ظالموں کا بدلہ لوں جو تم نے برداشت کئے ہیں
موہن۔ (حیرانی سے) کیا یہ ممکن ہے سچ
مچ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔
محمود۔ نہیں تم جاگ رہے ہو میں تم کو یقین دلاتا
ہوں کہ میں تم لوگوں کو رہا کرنیکے لیے آیا ہوں لیکن
دیر ہے کہ میرے ساتھ اتنے آدمی ہیں۔
موہن۔ یہ آدمی تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن
ان سے کئی گنا زیادہ ہیں۔
محمود۔ (مسکرا کر) کچھ پروا نہیں تم یہ بتاؤ کہ یہاں
ہوتا کیا ہے۔
موہن۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں مجھے پوچھنے کی ہمت
نہیں پڑتی کہ وہ کیا ہیں اور کس غرض سے یہاں
کو آئے ہوئے ہیں ابھی ایک صاحب یہاں آئے تھے
محمود۔ خیر کوئی بتائے گا جلدی کیا ہے تم مجھے ابھی
بہت سی باتیں دریافت کرنی ہیں۔
عورت۔ اور وہ باتیں کیا ہیں۔
محمود۔ وہ یہی کہ دشمنوں نے پہلے مجھے اتنی کہانی
سن لینے دیجئے۔
یہ کہکر محمود نے سن رسیدہ مسلمان عورت سے اسطرح
کہا افسوس صد افسوس ہے کہ ان ظالموں نے
جی ظلم کرنے میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی یہی
میری جان تھی تو ایسے زندہ رہنے سے مرنا ہی
اسقدر ظلم سہنے سے جانیں دینا ہر گز زندہ رہنے سے

سکتا اول تو تمام عمر کے لئے قید کیا گیا اور قید بھی
ایسی جگہ کہ جہاں دنیا ہوا کھانا تو درکنار بات
بھی سنائی دے دوسرے ظلم آہ! اسے کے قلم
چھوٹے سے انسان کو جب اپنے ہوتا ہیں
تو کبھی ہی سی دین بھی مگر گونوا یا کا فرون
بتوں کے آگے سجدے کروائے بہوتوں انکار
کیا اور سیوقت تکلیفیں گسدیں اور مارنا شروع
کیا خدا اپنی پناہ میں رکھے ذرا ایسے بدن کو
دیکھئے نیزوں کی نوکیں بدن سے چھلنی ہو گیا
ہے گرم گرم لوہے کے سیخوں داغ پڑے
ہوئے ہیں ہر کا ایک بال ہو وہیں سب
اوکھار ہو گئے۔ آہ کس کس ان کو بیان
کروں۔ بدن کا ایک ایک بال ظلم اور بیرحمی
سے اوکھار ہو گیا ہے کہ اب جو قشادہ کرنی
یاد آتی ہے بدن کی ایک ایک بوٹی کانپ
اوٹھتی ہے تین تین دن سے بھوکا رکھا اور
جب کبھی کھانا مانگا تو جنموں نے مردہ آدمی
کا گوشت کاٹ کر دیدیا اور پینے کے لئے
پیشاب پلایا گیا تاہاں ان کافروں نے
مجھ پر کیا کیا ظلم کئے ہیں۔ اجمیر والا تصور
خدا کے سامنے ہو گا اگر کوئی بیداد اپنا ہو
تو نہیں بے سکتا۔

یہ باتیں سنکر محمود کی آنکھوں سے شعلے نکلنے
لگے اور اس نے زبردستی اپنے غصہ کو دبایا
اور کہنے لگا اگرچہ ان باتوں کا بدلہ لینا مشکل ہے
مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جن شخصوں
نے آپ پر ایسے ظلم کئے ہیں اور کیا ایسی بیرحمی
سے قتل کروں گا کہ اس مکان کی دیواریں بھی
کانپ اوٹھیں گی۔

درد بیتی۔ ان سب باتوں کے علاوہ عورتوں
پر جو ایسے ایسے ظلم کرتے ہیں کہ میں بیان
نہیں کر سکتی۔

محمود۔ یہ سب خبریں کن لوگوں کی ہیں

درد بیتی۔ ان راجپوتوں کی جنکو دربار شاہی سے
علیحدہ کر دیا ہے مگر ان سب کا سرغنہ ایک پرتھا ان
شخص ہے جسکا نام پہلے مجھے معلوم نہ تھا اب
موہن کی زبانی معلوم ہوا وہ کمبخت پرتاپ سنگھ
محمود۔ افسوس ہے پرتاپ پر

درد بیتی۔ ہاں ماں وہی کمبخت ہے جسنے مجھ
پر ظلم کئے ہیں۔

محمود۔ مگر یہ باتیں کیوں ہو گئیں اور ایسے
ظلم کرنے سے ان کا کیا مطلب ہے۔

درد بیتی۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ راجپوت
لوگوں کو بے عزت اور بے دین کیا جاوے اور
اصل منشا یہی ہے کہ ان لوگوں سے بدلہ
لیا جاوے جنہوں نے ان کو دربار سے نکلوایا
ایک بڑا آدمی اس بات پر مقرر ہے کہ جو آدمی
کسی خفا پر دربار سے نکالا جائے اوسکو یہ
ظلم اپنے گروہ میں شامل کرتے ہیں اور وہ بھی
انہیں کے ساتھ ملکر ایسی برائیوں میں پڑ
جاتا ہے جن کے بیان کرنے سے انسان کو شرم
آتی ہے۔

محمود۔ اب یہ بتاؤ کہ ایسی باتیں قلم میں کیوں
ہوتی ہیں کیا ان کو کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔

درد بیتی۔ چونکہ ان عمارتوں کی نسبت عام
میں مشہور ہو گیا ہے کہ یہ سالہا سال سے
ویران ہیں اور بہت سی خوفناک داستانیں
ان کے بارے میں زبان زد ہیں لہذا ان ظالموں

ایسے کاموں کے لئے اسی جگہ کو منتخب کیا ہے
اور اس میں داخل ہونے کے لئے پہاڑ میں سے راستہ بنایا ہے
کہ کسی کو یہ جگہ معلوم نہ ہو اور اس کے علاوہ ان
عمارتوں میں چند ایسی چیزیں ہیں جو اس مطلب کو
زیادہ وثوق دیتی ہیں۔

محمود۔ [illegible]

دروپتی۔ [illegible] یہ بات ابھی نہیں
ہوئی کہ وہ کچھ کہتے ہوئے اور یہ بات ابھی نہیں
عمارتوں کی تعمیر کی ہوئی تھی تاکہ لوگوں کے دلوں
میں خوف پیدا ہو جائے اور وہ اس میں داخل
ہونے کی جرأت نہ کریں۔ [illegible] ان عمارتوں کی سیر کروں گا ان بدباطنوں نے
اسکا بھی بندوبست کر رکھا تھا یعنی ایک ایسا شخص
دربار میں رکھا جو ہمیشہ کسی نہ کسی ترکیب سے
رانا کو اس بات سے منع کرتا رہتا تھا۔

جس اسی لئے کہ اگر رانا ان عمارتوں کو ملاحظہ
کریگا تو ضرور بہت سے آدمی ساتھ لائیگا جن کے
آنیکی وجہ سے مظلوموں کا بندوبست ہو جائیگا۔

محمود۔ بالکل درست ہے مگر میں نے سنا تھا کہ
رانا یہاں آیا بھی تھا۔

دروپتی۔ ہاں آیا تھا مگر صرف دو آدمیوں کے
ساتھ جنمیں سے ایک تو وہی کمبخت پرتاب تھا اور دوسرا
اوسکا وزیر جنکی آنکھ جھپکنے سے اور کسی کو نہیں
مجھکو ہی خبر ہوئی مگر اوسوقت میں کر ہی کیا سکتی تھی
اور یہی وجہ ہے کہ مجھکو اوں کی خفگی معلوم ہوئی ہے

محمود۔ رانا یہاں کس لئے آیا تھا۔

دروپتی۔ یہ بھی اون شریروں کی ایک شرارت تھی
کہ انکو اسبارے میں کامیابی ہوئی یہ چاہتے تھے
کہ رانا کو یہاں لاکر بتوں کے آگے کھڑا کیا جائے
اور اوس سے ایسی باتوں کا اقرار لیا جائے جس سے
اوسکی سبکدوشی ہو اگر وہ بتوں کا اعتبار کرنے میں انکار
کرتا تو اونہوں نے اوسکے قتل کرنے میں بھی کوئی
بات اوٹھا نہ رکھی تھی۔

محمود۔ یہ بتاؤ کہ وہ بت اوسوقت [illegible]
کیا حالت میں تھے۔

دروپتی۔ کیا آپ خیال نہیں کرسکتے کہ بتوں کا ہونا
ارمحال ہے جس نے ان ظالموں کو مخالفت کرنے پر
ہے ورنہ بت ہرگز نہیں بول سکتے انہوں نے اپنے
مطلب کو تقویت دینے کیلئے کہہ رکھا تھا کہ بت
ضرورت کے وقت ایک آدمی اون میں بیٹھ جاتا ہے
اور وہی بولتا ہے بس یہ بھی ایک ظلم ہے جسکے ذریعہ
سے انہوں نے بڑے بڑوں کو دھوکا دیا ہے۔

محمود۔ وہ حرکت بھی کرتے ہیں۔

دروپتی۔ ہاں کرتے ہیں وہ انہیں کی چالاکی
ہے حالانکہ وہ اصل میں کچھ بات نہیں بت اسے
کہتے ہیں کہ اون میں بوجھ بت ہی کے ہے اور ایک
آدمی آسانی سے اوٹھا سکتا ہے پس وہی آدمی جو
[illegible] داخل ہو کر بولتا ہے حرکت کرتا ہے
اور دیکھنے والوں کو اسی معلوم ہوتا ہے کہ بت ہی کر رہا ہے

محمود۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ وہ تیر جو ان بتوں کے
پاس کھڑے ہیں وہ کیوں رکھے ہوئے ہیں اور وہ
کسطرح حرکت کرتے ہیں۔

دروپتی۔ یہ تو ایک معمولی بات ہے یعنی جو شخص
یہاں آتے ہیں انکو دیکھکر اوسکا خوف زیادہ ہو
اور وہ بتوں کی بات کو مان جائے اور وہ لاشیں جو
آپکے زمین پر پڑی ہوئی دیکھیں ہیں وہ بھی اسی
مطلب سے رکھی ہوئی ہیں اور وہ بھی آدمی ہیں
جنکو روز بیرحمی اور ظلم سے قتل کیا جاتا تھا۔

اور جو لاشیں آپ نے پہلے تختوں کے کمرے میں دیکھی ہیں اور جو چھت سے لٹک رہی ہیں وہ انہیں مقتولوں کی ہیں جنکو بدشمنی نے ان کے دام تزویر میں پھنسا دیا تھا۔

محمود۔ لیکن نیچے حرکت کیونکر کرتے ہیں۔

درویشی۔ تاروں کے ذریعہ سے اونکو ہلانے سے وہ خود بخود حرکت کرنے لگتے ہیں اور دیکھنے والوں کو یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ بذات خود حرکت کرتے ہیں۔

محمود۔ اور چھوٹے چھوٹے نیچر کیا ہیں؟

درویشی۔ وہ بھی اس غرض سے رکھے ہوئے ہیں کہ دیکھنے والوں کو خوف زیادہ ہو جائے اور اوسکے جواب میں آنا ہی کہنا کافی ہے کہ ایسے ملک میں جو ڑکے لڑکیاں قتل کیجاتی ہیں اور پہر دبا دیا کرتے تھے اور تاروں سے جوڑ کر قطار در قطار کھڑا کر دیتے تھے تاکہ دیکھنے سے خوف بڑھ جائے

محمود۔ بالکل ٹھیک مگر یہ بتاؤ کہ جب میں پہلی دفعہ آیا تھا تو اسکے دروازہ خود بخود کھلجاتے تھے اور خوفناک پیدا ہوتا تھا۔

درویشی۔ یہ سب باتیں اسلئے تھیں کہ آپ کا خوف تر کی کر جائے اور آپ بتوں کے کہنے کو بآسانی مان جائیں ورنہ بالکل دہوکا اور فریب تھا دروازوں میں کمانیاں لگی ہوئی تھیں اور ایک ایسا آدمی وہاں پوشیدہ تھا۔ جو دروازہ کو لکڑ خود پوشیدہ ہو جاتا تھا اور وہ شور صرف اون کی چالاکی تھی۔

غرض جو بات آپ نے یہاں دیکھی ہے وہ سب شخص فریب اور دہوکا دینے کی ہے

محمود۔ ایک بات اور دریافت کرنا رہگئی ہے وہ یہ کہ وہ کمرہ جو بلتا تھا اوسکی ترکیب ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آتی۔

درویشی۔ وہ بھی فریب تھا اصل میں اس کمرہ میں ایک روزن ہے جسکے ذریعہ سے ایک ایسی ہوا داخل ہوتی ہے جسمیں دواؤں کا زور دیا جاتا ہے جو انسان کے دماغ کو چکرا دیتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکان حرکت کرتا ہے۔

محمود۔ بالکل سچ۔ ایک اور بات دریافت کرنی ہے وہ یہ کہ جب میں یہاں آیا ہوں تو تم ایک کمرہ میں بیٹھی ہوئی تھیں اور مجکو دیکھتے ہی فوراً اوٹھکر چلی گئیں اور جب میں تمہارے پیچھے گیا تو دوسرے کمرہ میں ایک اور مقتول عورت پڑی تھی۔

درویشی۔ یہ صرف پرتاب کی ایک فطرت تھی وہ جانتا تھا کہ آپ پارتی کا خیال چھوڑ کر میرے خیال کو دل میں جگہ دیں اور اسی لئے اس نے اس کمرہ میں مجکو بٹھا دیا تھا اور جب آپ نے مجکو غور سے دیکھا تو میں اوٹھکر چل آئی اور جب آپ آگے گئے تو وہاں پرتاب نے ایک ایسی عورت کو قتل کر کے ڈالدیا۔ جو پارتی سے ملتی جلتی تھی اور جس کا رنگ روغن سے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اگر آپ غور سے دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا۔ مگر آپ تو اوسے دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو کچھ معلوم نہو سکا۔

محمود۔ اچھا اب بتاؤ کہ وہ ظالم کہاں ہیں۔

درویشی۔ میرے پیچھے آئیے مگر آپ کے ساتھ آدمی بہت تھوڑے ہیں۔

محمود۔ اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو اور منگوا لیتا ہوں مگر میرے خیال میں یہی کافی ہیں۔

درویشی۔ یہی زیادہ آدمی اچھے ہوتے ہیں

اسپر محمود نے ایک آدمی کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔ سعید تم جا کر بچاس آدمی اور لے آؤ۔ اس حکم کے سنتے ہی سعید گیا اور تھوڑی دیر کے بعد بچاس آدمیوں کو لیکر آگیا جنکو محمود نے اپنے ہمراہ لیا اور وردوپتی کے پیچھے روانہ ہوا کئی کوس سے گذر کر یہ لوگ ایک دالان میں پہنچے۔ جہاں وردوپتی کھڑی ہو کر کہنے لگی۔ خوش قسمتی سے اسوقت سبھی موجود ہیں مگر آپ اب تیار ہو جائیے اور تلواریں کھینچ لیجئے اتنا کہکر وردوپتی آگے بڑھی اور اسنے دروازہ کھولا جیسے کھلتے ہی تمام مسلمان تلواریں کھینچکر ان راجپوتوں پر اسطرح آپڑے جیطرح بھوکے شیر شکار پر گرتے ہیں۔

جب وردوپتی نے دروازہ کو لا تھا یہ سب بیٹھے ہوئے کسی بات پر بحث کر رہے تھے اور ایسے محو تھے کہ اون کو اوسوقت تک مسلمانوں کے آنے کی خبر نہوئی جبتک اونہوں نے دس پانچ راجپوتوں کو مار کر نہ گرا دیا۔

یہ حالت دیکھتے ہی راجپوتوں نے تلواریں کھینچ لیں اور مقابلہ کو کھڑے ہوگئے اگرچہ راجپوتوں کی تعداد دو سو سے زیادہ تھی مگر مسلمانوں نے اسطرح دفعتاً حملہ سے اون کے ہاتھ پاؤں پھول گئے دیر تک سناٹے میں رہے مگر جب اون کی حیرانی دور ہوئی تو نصف سے زیادہ آدمی کٹ چکے تھے۔

مسلمان بڑھ بڑھکر حملہ کرتے تھے اور راجپوت قتل ہو رہے تھے اگرچہ مسلمان بھی ایک دو شہید ہوئے مگر ایک گھنٹہ میں سب راجپوت مارے گئے اور کوئی نہ بچا جو اون کی خبر اور لوگوں کو کرتا۔

محمود جب ان سیہ کاروں کا اسطرح فیصلہ کر چکا تو سب کو ساتھ لیکر اوسی کمرہ میں آیا جہاں وردوپتی سومہن اور مسن شخص کو بیٹھے دیکھا تہاں پہنچکر محمود نے سب آدمیوں کو حکم دیدیا کہ جو چیز یہاں ہے اوسکو برباد کر دیں۔ اور اسطرح خاک میں ملا دیں کہ اوسکا نشان تبھی نہ رہے یہ حکم سنتے ہی مسلمانوں نے سب چیزوں کو برابر کر دیا اور بہیروں اور بتوں اور دیگر چیزوں کو برباد کر کے اون کا نشان تک باقی نہ رکھا جس وقت محمود کو اس سے تسلی ہوئی اور اوس نے دیکھ لیا کہ سب کام حسب دلخواہ ہو گیا تو سب کو ساتھ میں لیکر قلعہ کے پاس آگیا ابھی کمرہ میں نہ پہنچا تھا کہ اوسے شور و غل سنائی دیا ایک آدمی کو دریافت حال کے لئے بھیجا۔

اوسنے لوٹکر گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ قلعہ کے باہر بہت سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

محمود (حیرت سے) لڑائی ہو رہی ہے۔

شخص۔ جی ہاں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔

محمود۔ وہ لڑنے والے کون ہیں؟

شخص۔ سنا ہے کہ پرتاب شہر کے لوگوں اور برہمنوں کو ابھار کر بلا لیا ہے تاکہ دوبارہ لڑے یہ سنتے ہی محمود نے سب کو ساتھ لیا۔ اور تلواریں کھینچکر دشمنوں پر جا پڑا۔

اسوقت دس بج چکے تھے آفتاب زیادہ بلند ہو چکا تھا اور اوسکی روشنی نے اور گرد کے سبزہ زاروں پر سنہرا ملمع پھیر کر اوکی دلفریبی کو اور دوبالا کر دیا تھا ہوا کا اثر لڑنیوالوں کے دلوں میں ایک جوش پیدا کر رہا تھا اور وہ بڑی دلیری سے حملہ کر کے داد شجاعت دینے میں مشغول تھا۔ مگر کہاں مسلمان جنہوں نے غزنی کو بہادروں کو نیچا دکھایا ماورا کا برہمن اور پکاری غزنی

بجز سندر کی پوجا اور بیٹھنے کے اور کچھ نہیں آتا وہ کیا جانیں کہ لڑائی کسکو کہتے ہیں اور دشمنوں کا مقابلہ کیونکر کیا جاتا ہے۔

پرتاب کے کہنے پر آتو گئے مگر بڑے کون دشمنوں کی صورت اور تلواروں اور نیزوں کی شکل دیکھتے رہی ان بیچاروں کے چھٹے ہی پانی ہوئے جاتے تھے اون سے کیا معلوم تھا کہ تلوار کیونکر چلائی جاتی ہے غرض مسلمان بڑی دلیری سے حملے کر رہے تھے اور غریب برہمنوں اور پوجاریوں کو قتل کئے دیتے تھے آفتاب دمبدم بلند ہوتا جاتا تھا جسکی سنہری سنہری کرنیں تلواروں اور نیزوں پر عکس ڈالکر ایک خوفناک اثر پیدا کر رہی تھیں جو مرنے والوں کی چیخوں اور واویلا سے اور ترقی کرتا جاتا تھا سب باتوں پر لڑائی طول کھینچتی جاتی تھی۔ اور دن بہت جلد ختم ہونا جاتا تھا یہاں تک کہ چار بجگئے اور زمین پر لاشوں اور سروں کے ڈھیر لگ گئے جطرف نگاہ اوٹھتی تھی خون کا دریا بہتا دکھائی دیتا تھا جسپر آفتاب کی مدہم مدہم کرنیں پڑتیں اور ایک حسرت دیاس کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھینچے دیتی تھیں غرض دس بجے سے شام تک لڑائی ہوتی رہی اور نتیجہ یہ ہوا کہ برہمن اور پجاری دس ہزار لاشیں چھوڑ کر بھاگے مگر مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا اور وہ بڑی کامیابی سے قلعہ چتور پر قابض ہوگئے۔

اونیسواں باب

عشق والفت کا انجام

شام کے آٹھ بجنے والے ہیں آسمان کسی زاہد حق پرست کے دل کیطرح صاف ہے جسکے نیلے نیلے مخملی فرش پر خوشنما چھوٹے چھوٹے ستارے نہایت ہی بھلے معلوم ہو رہے تھے اور انہیں شاہدان دلفریب کی گلکاریوں نے اس سین کو ایسا دلکش بنا دیا ہے کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں ایک قسم کی تروتازگی آئی جاتی ہے اور قدرت کے دلفریب نظاروں کو مشاہدہ کرنیوالی آنکھیں اس منظر کو دیکھکر بہت کچھ اطمینان حاصل کر سکتی ہیں۔ اسی دلچسپ سین کو دوبالا کرنیوالا ماہتاب آسمان کے شرقی کنارے پر اس خوبصورتی سے چمک رہا ہے کہ تمام اردگرد کے مناظر جنکو شام کی سیاہی اپنے پردوں میں چھپا چکی تھی اور جنپر رات کی سیاہ چادر پڑگئی تھی اور از سر نو پیش نظر ہوگئے۔

رات کا غیر معمولی سناٹا ترقی کرتا جاتا تھا جسکو بعض اوقات صحرائی درندوں کی چیخیں اور چشموں کے بہنے اور آبشاروں کی آوازیں توڑے دیتی ہیں جسکی وجہ سے یہ سین کچھ وقت کے لئے بھیانک ہوجاتا ہے۔

چمن کی تروتازگی پہلے سے اسوقت کہیں بڑھی ہوئی تھی۔ جن نازک پھولوں کو آفتاب کی تیزی نے مرجھا ڈالا تھا اور جو کسی زاہد فریب کے چہروں کیطرح ہوگئے تھے جنکے باغ جوانی میں خزاں آنے لگی ہو اور صبح حسن جوانی کا دلفریب نمونہ بن گئی ہو۔ شام کے آنے سے ازسرنو تروتازہ ہوگئے ہیں۔ اور اون پر وہی بہار آنے لگی ہے جو صبح کیوقت ان کے دلربا چہروں سے ظاہر ہوتی تھی۔ اگرچہ شام کی قدرتی سیاہ چادر نے ان کو اہل دنیا کے آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ مگر اون کی بہار اسوقت صبح سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

اور وہ اچھوتے پن کی دلفریبیوں کو دکھا دکھا کر
خود بخود محظوظ ہوتے جاتے ہیں بلبل تو ہے
ہیں خبکے بے نظیر حسن کی پہلو تہی البتہ چاند
اپنی مفرح نگاہوں سے اونکو گھور رہا ہے اور
ستارے اون کے حسن کو دیکھکر بیخودی کے عالم
میں ٹوٹے پڑتے ہیں جسکی وجہ سے وہ شرمیلی
ادا سے جھومنے لگتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ
کسیطرح چھپ جائیں۔
مگر نسیم کے ہلکے ہلکے جھونکے اونکو کسیطرح آرام
نہیں لینے دیتے بلکہ پتوں میں چھپے ہوؤں کو
نکالکر باہر کر دیتے ہیں اور حیا داران چمن پر رات
نے اپنا ظلماتی پردہ ڈالدیا ہے جو تمام دن
ہوا کی شوخیوں سے تنگ آآکے شرم کے مارے
زمین میں گڑے جاتے ہیں جسطرح ہوا اون کے
ساتھ شوخیاں کرتے ہیں اسیطرح ابر علوہ
گران فلک یعنی چھپے ہوئے چہرے [illegible]
بھی چھیڑ چھاڑ کئے جاتے ہیں خلقی دلفریبی اس
وقت باغ کی دلچسپیوں سے کسیطرح کم نہیں
بلکہ کچھ زیادہ ہی معلوم ہوتی ہے۔ وہ سبزہ جو
چوپکے واہنی طرف پھیلتا چلا گیا ہے اسوقت
پھیلتا چلا گیا ہے اسوقت ایسی دلفریبیوں کا
نمونہ بن رہا ہے کہ آنکھیں اون کے دیکھنے سے
کسیطرح سیر ہی نہیں ہوتی ہیں آفتاب کی سیدھی
مائل روشنی سبزہ کی ہر ایک چیز کو سامنے پیش
کر رہی ہے۔
ہرے ہرے پودے چہرہ سورج کی گرمی ظاہر
کرتی رہی ہے۔ اسوقت کے شبنم کے پڑنے
سے تر و تازہ ہوتے جاتے ہیں۔ جن سے یہ
سین نہایت ہی دلچسپ ہوگیا ہے سیطرف نظر
نکر اوٹھہر جاتی ہے سبزہ کا فرش بچھا ہوا دکھائی
دیتا ہے جسپر آفتاب کی خوشنما کرنیں بھی اسی طرح
ٹوٹ رہی ہیں جسطرح کوئی مرد مخملی فرش پر
لیٹا ہوا ناز کرتا ہو بلبلیں کسی شوخ کی زلف مسلسل
کیطرح پیچ و تاب کھائی ہوئی شاہدان چمن یعنی
چھوٹے چھوٹے پودوں سے اسطرح لپٹی جاتی
ہیں جیسے کوئی عاشق فرط شوق میں کسی پردہ
نشین سے برسوں کے ارمان بھرے دل کی
حسرتیں نکالنے کو لپٹ گیا ہو۔
ان سب باتوں پر یہ اک مستانہ روی نے سبزہ کی
دلچسپیوں کو ایسا نظر فریب کر دیا ہے کہ کوئی آنکھ
ایسی نہیں جو اس سین کو دیکھے اور قدرت خدا
شاہدہ کرتے کرتے محو نہ ہو جائے۔
اسی صحرا کے وسط میں ایک چوٹی سی جو پہاڑی
نظر آرہی ہے مکان دروازہ کھلا ہوا ہے اور
چاند کی روشنی اوسکے اندر بیٹھنے والوں کو باہر کا
نظارا دکھا دکھا کر محو کئے جاتی ہے اور خاموش
سکا جادو ایسا چل گیا ہے کہ سانس تک آتی ہوئی
نہیں سنائی دیتی۔
نوجوان یوسف محمود کے خوبصورت چہرہ کو بغور
دیکھ رہا ہے اور دل ہی دل میں خدا جانے
کیا کیا خیال کے سنسنا پڑتا ہے واہ واہ کبھی کبھی
ذرد دیدہ نگاہوں سے یوسف اور محمود کو دیکھ
لیتا ہے اور پھر کسی گہری سوچ میں غرق ہو جاتا
ہے نوجوان مسعود جو روش دردیتی کے نظر فریب
چہرہ کو دیکھکر ایسا محو ہو گیا ہے کہ اوسے اپنے
تن بدن کا مطلق ہوش نہیں رہا ہے عزیب
موہن اور بوڑھی عورت ایک طرف کو بیٹھی ہوئی
باہر کا نظارا ایسی محویت سے دیکھ رہی ہے کہ

گویا بالکل از خود رفتہ ہوگئی ہے کچھ زمانہ یوں ہی گذر گیا۔ بالآخر یوسف نے ایک آہ سرد بھری اور محمود سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

یوسف ۔ تم بڑے خوبصورت ہو۔

محمود ۔ (تعجب سے) میں خوبصورت ہوں

یوسف ۔ ہاں تم ہو۔

محمود ۔ تم سے زیادہ تو نہیں ہوں۔

یوسف ۔ یہ حرف کہنے کی بات ہے ورنہ کوئی آدمی سے پوچھ لو کہ کون حسین ہے۔

مسعود ۔ میں کہتا ہوں کہ تم دونوں حسین ہو اور میں تم دونوں پر عاشق ہوں۔

محمود ۔ خوب! اور سنا پڑا۔

یوسف ۔ محمود تو اس لائق ہے کہ کوئی اور عاشق ہو جائے مگر مجھ پر کوئی عاشق ہو کر کیا کریگا

مسعود ۔ کرتا کیا ہے میں تو تمہاری صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

یوسف ۔ مشتاقوں کی آرزو کبھی پوری نہیں ہوتی اور پھر کیا وجہ ہے کہ مجھے دیکھ رہے ہو آئندہ مہربانی کرکے مجھے نہ دیکھیگا۔

مسعود ۔ میں تو دیکھنے سے باز نہ آؤنگا اگر تم چاہو تو آنکھیں نکال سکتے ہو۔

یوسف ۔ میں ظالم نہیں کہ تمہاری آنکھیں نکالدوں

مسعود ۔ لیکن معشوق تو ظالم ہی ہوتے ہیں۔

یوسف ۔ وہ ہوں مگر میں معشوق کیونکر ہوں۔

مسعود ۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ میں تمہارا عاشق ہوں تو پھر تمہارے عاشق ہونے میں شک ہی نہیں اسبات پر یوسف نے سر جھکا لیا اور کچھ سوچنے لگا اور جھونپڑی میں کچھ دیر کے لئے پھر سناٹا ہوگیا آخرکار محمود نے مسعود سے مخاطب ہوکر کہا تمنے ابتک اپنا سارا حال بیان نہیں کیا

مسعود ۔ کبھی فرصت کے وقت کہدونگا۔

محمود ۔ اس سے زیادہ فرصت کا موقع اب کب ملیگا اسوقت تو سب ایک جا بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر خدا جانے کیا اتفاق ہو۔

مسعود ۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو میں بیان کئے دیتا ہوں مگر پہلے مجھے ایک چیز لے آنے دیجئے۔

یہ کہکر مسعود اوٹھا اور جھونپڑی کے کونے سے ایک چھوٹی سی گٹھری لے آیا جسکو اوسنے اپنے پاس رکھ لیا اور اپنا حال یوں بیان کرنے لگا جس زمانہ میں شہنشاہ سلیم ہندوستان پر حکومت کرتا تھا انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ میرا باپ افغان سلیم شاہی فوج میں ایک اعلیٰ درجہ کا افسر تھا اور سلطنت میں اوسکا اسقدر اختیار تھا کہ وزیر سلطنت بھی اوسکی طرف سے ہمیشہ خائف رہتا تھا اور اوسکے خلاف کوئی کام نہ کیا کرتا تھا ایک روز کسی معاملہ پر میرے باپ اور وزیر کے درمیان بحث ہوگئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں جانی دشمن ہوگئے اور ہمیشہ ایک دوسرے کی بیخکنی کی تدابیر سوچا کرتا تھا ایک سال تک واقعہ پیش نہ آیا جو قابل بیان ہو۔

ایکدن میرے والدین بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کسی نے میرے والد کو آواز دی اور وہ اوٹھکر باہر گئے اور ایسے گئے کہ تمام رات ہم منتظر رہے مگر اوہ نہیں نہ آنا تھا نہ آئے غرضکہ رات تو خدا خدا کرکے گذری اور جب صبح ہوئی تب بھی وہ واپس نہ آیا تو والدہ کے دل میں خلش پیدا ہوئی۔ اور وہ چپکے چپکے رونے

لگی میں بھی اوسکے ساتھ رونے لگا اور کبھی اوسکے تئیں تسلی دیتا تھا۔ میری عمر اسوقت ایسی نہ تھی کہ باہر جاکر تلاش کرتا۔ مجھے اتنا خیال ہے کہ میں نے اپنے ہمسایہ کو جو کہ نہایت شریف آدمی تھا والد کی تلاش کے واسطے کہا۔ اور اوس بیچارہ نے حد سے زیادہ کوشش کی مگر کچھ عمدہ نتیجہ نہ نکلا۔ اسی حالت سے پندرہ دن گذر گئے نہ والد ہی آئے اور نہ خبر بھیجی۔ والدہ جسوقت تنہا رہ گئی تو زار زار روتی تھیں اور جب میں سامنے کو جاتا تو میرے خیال سے خاموش ہو جاتیں اور تسلی آمیز کلمات فرماتیں کہ میرے آئے ہوئے آنسو خشک ہو جاتے مگر جب کبھی والد کے غائب ہو جانیکا خیال آجاتا تو میرے دل میں ایک طرح کا غم پیدا ہو جاتا تھا اور میں زور زور سے رونے لگتا تھا تو وہ ہمسایہ کی عورت میرے گھر میں آکر بیٹھتی اور والدہ کی تسلی کرتی اور والد کی تلاش کا از سر نو وعدہ کرتی مگر سب بیفائدہ تھا اور والد کا کوئی پتہ نہ تھا اکیدن شام کو میں گھر میں بیٹھا ہوا والدہ سے باتیں کر رہا تھا کہ ایک شخص نے والدہ کو آواز دی جب میں باہر آیا تو ایک شخص نحیف الجسم شخص نظر آیا جسنے مجھکو گود میں اوٹھا لیا اور پیار کرکے کہنے لگا اوسی ظالم احمد خاں کے بیٹے ہو۔

میں ۔ جی ہاں۔

شخص ۔ تم اوس سے ملنا چاہتے ہوگے اور اوسکے حالات دریافت کرنیکی خواہش بھی ہوگی۔

میں ۔ (خوش ہوکر جلدی سے) ہاں ہاں وہ کہاں ہیں۔

شخص ۔ اگر تم ملنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ آؤ میں اوس سے لا دونگا۔

میں ۔ میں اپنی والدہ سے اجازت لیلوں۔

شخص ۔ جاؤ جلد آنا۔

اسکے بعد میں اپنی والدہ کے پاس گیا اور نہایت خوشی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ایک شخص آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں تم کو تمہارے باپ کے پاس ملا دونگا اور ابھی میرے ساتھ چلو۔

والدہ ۔ نہ بیٹا میں ہرگز نجانے دونگی تمہارا باپ تو گیا مگر اب یہ ہوگا کہ میں تم کو بھی دیدہ و دانستہ ہاتھ سے کھو دوں میں ایسے بہکنے سے باز آئی نا بابا نا۔

میں ۔ نہیں والدہ! وہ کوئی ایسا آدمی نہیں اوسکی صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی اور خیال سے یہاں نہیں آیا اور اسکے علاوہ مجھے بھی پیار کیا۔

والدہ ۔ جو دغاباز ہوتے ہیں وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں اگر ایسا نہ کریں تو کوئی اونکو دیکھنے اور بیٹھنے نہ دے۔

میں ۔ تو پھر اوسکو کیا جواب دوں۔

والدہ ۔ کہدو کہ میں اسوقت کہیں نہیں جاسکتا یہ سنکے میں باہر آیا تو وہ شخص بولا کہ والدہ سے اجازت لے آئے۔

میں ۔ ہاں گیا تو تھا مگر اجازت نہیں دی۔

والدہ ۔ (تعجب سے) اجازت نہیں دی اسکی کیا وجہ۔

میں ۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے کوئی فریب نہ کیا جائے کیونکہ والد کو بھی اسیطرح بلا کر بھگایا تھا اور ابتک اون کا پتہ نہ لگا۔

والدہ - اچھا اگر وہ آتا ڈرتی ہیں تو میں تمہارے والد ہی کو یہاں بھیجے دیتا ہوں۔

یہ کہکر وہ ضعیف العمر چلا گیا اور میں والدہ کے پاس آیا تو وہ بولیں اب کیا ہے۔

میں - اور تو کچھ نہیں مگر وہ کہہ گیا ہے کہ میں تمہارے والد ہی کو بھیجے دیتا ہوں۔

والدہ - کیا یہ ممکن ہے نہیں ہرگز نہیں ضرور اس میں کوئی فریب ہے۔

میں - آپ بیفائدہ خوف کرتی ہیں میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ سچ ہے۔

والدہ - تم اسکو سچ سمجھتے ہو مگر میں ہرگز ہرگز نہ مانوں گی اسمیں کوئی دھوکا ضرور ہے۔

میں - اگر کوئی دھوکا ہوتا تو وہ یہ کیوں کہتا کہ میں تمہارے والد کو بھیجے دیتا ہوں۔

والدہ - اچھا ہوگا نظر آجائیگا۔

اتنی باتیں کہکر والدہ خاموش ہوگئیں اور میں بھی والد کے آنیکی خوشی میں ادہر ادہر پھرنے لگا پھر جو وقت گذرتا گیا نہ والد ہی آئے اور نہ وہ شخص ہی آیا جب انتظار کرتے کرتے آدھی رات گذر گئی تو والدہ فرمانے لگیں۔ دیکھا میں نے تجھے کیا کہا تھا کہ اسمیں ضرور کوئی فریب ہے ورنہ اتنک تیرا باپ نہ آتا۔

میں - اوسوقت تو مجھے خیال نہ تھا مگر اب معلوم ہوا لوگوں کیصورت دیکھکر انسان انکو شریف سمجھتا ہے وہ شیطان کیطرح دھوکا دیتے ہیں۔

والدہ - آہ اب تیرا باپ کہاں اوسکو کسی نے مار ڈالا ہوگا اچھا اگر میری زندگی رہی تو میں اوسکے قاتلوں سے ضرور بدلہ لونگی کہ وہ یاد کرینگے۔ افسوس اسوقت اگر تو جوان ہوتا تو بادشاہ کے پاس جاکر سارا حال بیان کرنا شاید کوشش کرکے پتہ لگاتا۔

میں - اب بھی یہ کوئی مشکل بات نہیں اگر میں اپنے ہمسایہ کو لیکر جاؤں اور سارا حال بیان کروں تو وہ ضرور ہمارے حال پر رحم کرینگے۔

والدہ - اگر وزیر نے بادشاہ کو تمہارے باپ کے خلاف کردیا ہو تو پھر کیا ہوگا۔

میں - نہیں یہ نہیں ہوسکتا بادشاہ ایسے نہیں ہوتے کہ کسی مظلوم کی فریاد نہ سنیں اسلئے کہ اگر وہ ایسا کریں تو سلطنت کا انتظام ہی نہ رہے اور رعب جاتا رہے۔

والدہ - یہ تو ٹھیک ہے مگر بادشاہوں کے وزیر بڑے شریر اور ... اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانیکی آواز آئی اور جب باہر گیا تو وہی بوڑھا نظر آیا اور ساتھ ہی ایک ڈولی بھی دکھائی دی جسمیں سے کراہنے کی آواز آرہی تھی یہ حالت دیکھکر میں حیران ہوا اور اوس شخص کا چہرہ دیکھنے لگا اور میرے آنسو جاری ہوگئے مجھکو روتا دیکھکر اوس نے کہا - بیٹا تم کیوں روتے ہو تمہارا باپ اگرچہ نازک حالت میں تھا مگر اب بہت آرام ہے اور امید ہے کہ جلد تندرست ہوجائیگا۔

میں - (ہچکیاں لیکر) انکو کیا ہوا ہے۔

شخص - کچھ ذرا سی چوٹ آگئی ہے۔

میں - آپ تو بڑی بات فرماتے تھے۔

شخص - ہاں تھی مگر اب اچھے ہیں - ہاں اندر اپنی والدہ کو خبر کردو تاکہ ہم انکو اندر لیچلیں۔

یہ سنکر میں روتا ہوا اندر آیا اور جب والدہ نے مجھے روتے دیکھا تو گھبرا کر کہنے لگیں کیا ہوا۔

میں - آہ والد صاحب بڑی نازک حالت میں

ہیں ذرا پردے میں ہو جاؤ تاکہ اونہیں اندر لایا جائے۔

والدہ - آہ اب پردہ کا ہے کو کر جلد اندر لائیں آئے کا ہے میں ہیں۔

میں - ڈولی میں۔

والدہ - اب تک کہاں تھے۔

میں - یہ تو مجھے معلوم نہیں اور نہ میں نے ابھی تک ان سے پوچھا ہے۔

والدہ - تو نے اونکو بچشم خود دیکھا ہے۔

میں - دیکھا تو نہیں مگر کراہنے کی آواز سے پہچان لیا کہ وہی ہیں۔

والدہ - اچھا اب جلد جاؤ اور اونکو اندر لے آؤ اسپر میں باہر آیا تو وہ شخص نہایت بیصبری سے کہنے لگا کیا پردہ ہو گیا۔

میں - جی ہاں ہو گیا۔

اسکے بعد کہاروں نے ڈولی اوٹھائی اور اندر لائے جب اوس شخص نے والد کو ڈولی سے نکالا تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور زور زور سے چلا چلا کر رونے لگا کیونکہ والد کی شکل بالکل تبدیل ہو گئی تھی اور رنگ ایسا زرد ہو گیا تھا کہ بالکل پہچانے نہ جاتے تھے اونکی آنکھیں بند تھیں اور کبھی کبھی کراہنے کی آواز منہ سے نکلتی تھی جسکو سنکر میری حالت اور ابتر ہوتی جاتی تھی - جب اون کو ڈولی سے نکالکر پلنگ پر لٹایا - اور والدہ پردہ سے باہر آئیں تو اس زور سے رونے لگیں کہ ہمسایہ لوگ اونکی آواز سنکر آ گئے اور معمولی طور سے والدہ کی تسلی کی مگر اونکے آنسو کسیطرح رکتے ہی نہ تھے غرض وہ رات یوں ہی تمام ہوئی - صبح کو وہ پوڑھا باہر آیا اور مجکو بلا کر کہنے لگا اب تمہارے والد کی کیا حالت ہے

میں - اوسیطرح ہیں نہ بولتے ہیں نہ حرکت کرتے ہیں خدا جانے اون کو کیا ہو گیا ہے۔

شخص - فکر کرنیکی کوئی بات نہیں اکثر انسان سے ایسے واقعات پیش آتے ہیں تم سمجھدار ہو کر یوں روتے ہو صبر کرو اور اپنی والدہ کو تسکین دو - انشاء اللہ بہت جلد آرام ہو جائے گا۔

میں - ہمتو بہت کوشش کرتے ہیں مگر اونکی صورت دیکھکر صبر نہیں ہوتا۔

شخص - یہ تو درست ہے کہ وہ بہت ہی نحیف ولاغر ہو گئے ہیں مگر کوئی فکر کی بات نہیں چند دنوں میں کامل صحت ہو جائیگی۔

میں - آہ میں تو کسیوقت صبر ہی کر لیتا ہوں مگر والدہ صاحبہ کو کسیوقت آرام نہیں کریمن آج تمام رات اونہوں نے رو رو کر گذاری ہے۔

شخص - رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا اگر ایسا ہو تو کوئی اسبات سے منع ہی نہیں کرے اسلئے لازم ہے کہ انسان مصیبت کیوقت صبر کرے صبر کرنے میں بہت فوائد ہیں پس صبر کرو اتنی ہی باتیں ہونے پائی تھیں کہ والدہ نے مجکو پکارا اور کہنے لگیں کہ ذرا ان سے پوچھ تو یہ زخمی کیونکر ہوئے - یہ سنکر میں پھر باہر آیا اور اوس سے پوچھنے لگا ہاں ابھی تک آپ نے یہ نہ بتایا کہ والد صاحب زخمی کیونکر ہوئے۔

شخص - مفصل حال تو مجھے معلوم نہیں مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ آج پندرہ روز کا ذکر ہے کہ میں

شام کو شہر کے باہر ایک کام کیلئے گیا تھا اور جب وہاں سے لوٹا تو راستہ میں لٹیا ہوا دیکھا اوس وقت ان کا تمام بدن خون میں سرخ ہو رہا تھا اور اسقدر زخمی تھے کہ بالکل بیہوش پڑے تھے یہ حال دیکھکر میں فوراً اپنے گھر واپس آیا اور دو آدمیوں کو ساتھ لیکر وہاں گیا اور اونکو ڈولی میں لٹاکر اپنے گھر لیگیا مگر میرا خیال تھا کہ اونکو بہت جلد ہوش آجائیگا اور یہ اپنے گھر کا پتہ وغیرہ بتا دینگے تو میں وہاں پہنچا دونگا مگر بوجہ معقول معالجہ کے انہوں نے پندرہ روز تک آنکھ ہی نہ کھولی مگر آج کسیقدر ہوش آیا اور میں نے ان کے گھر کا پتہ پوچھکر یہاں بھیجا دیا اس سے زیادہ حال مجھے معلوم نہیں۔

یہ حال سنکر میں والدہ کے پاس گیا اور جب اون سے یہ ماجرا بیان کیا تو وہ نہایت متردد ہوکر کہنے لگیں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب شرارت وزیر ہی کی ہے اوس نے کسیطرح ان کو زخمی کیا ہے۔

میں۔ شاید ایسا ہی ہو۔

غرض اس واقعہ کے بعد والدہ صاحب کئی دن تک بیہوش پڑے رہے اور اونہوں نے ہمسے کسی قسم کی بات نہ کی مگر ایکدن شام کو وقت اونہوں نے آنکھیں کھولیں اور والدہ کو بلاکر کہا افسوس قسمت نے وغا دی اور خدا کا آخری حکم قریب آپہنچا ہے اب میرے بچنے کی کوئی امید نہیں کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری تمام طاقتیں زایل ہوگئی ہیں صرف بولنے قوت ابھی تک باقی ہے جو گھڑی بھر میں زایل ہو جائیگی اگر چہ اس آخری وقت میں دنیا کی دلچسپیاں یاد آکر دل کو بیقرار کئے دیتی ہیں مگر میں خوش ہوں کہ اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکی وجہ سے اب پشیمانی ہو۔

یہ باتیں سنکر والدہ چلاکر رونے لگیں اور پیہم ہچکیاں لے لیکر بولیں۔ آپ اسقدر پشیمان کیوں ہوتے ہیں۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کو بہت جلد آرام ہو جائیگا اور آپ بہت جلد غسل صحت کریں گے۔

والد۔ آہ اب تندرست ہو چکا اسات پر نجاؤں میں گفتگو کر رہا ہوں میں نے کہدیا کہ یہ طاقت بہت جلد جاتی رہیگی۔

والدہ۔ نہیں ایسا نہیں خیال کرنا چاہئے آپ پہلے سے بہت اچھے ہیں۔

والد۔ بس اب یہ باتیں تو ہو چکیں میرا آخری وقت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک راز ظاہر کروں جسکو میں نے ابھی تک کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ یہ سنکر والدہ کے کان میں کچھ کہا جسکو سنکر وہ حیران ہوگئی اور اونکی صورت دیکھنے لگیں۔ والد نے جب اونکو اسطرح حیران دیکھا تو کہنے لگے مجھے کیا دیکھتی ہو جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب سچ ہے اور اب میں خوشی سے جان دیتا ہوں مگر مسعود کہاں ہے۔ اسپر والدہ نے مجھکو پکڑ کر آگے کر دیا پہلے اونہوں نے مجھکو چھاتی سے لگایا اور پیار کرکے کہنے لگے بیٹا اب میں اس دنیا کو چھوڑ کر ایسی دنیا کو جاتا ہوں جہاں تعب مجھے معلوم نہیں مگر یہ یقین ہے کہ اس دنیا سے بدرجہا بہتر ہوگی اور اگر چہ اس دنیا میں آرام

نصیب نہیں ہوا مگر وہاں ضرور آرام و چین سے زندگی بسر کرینگا گو اسوقت بڑا خوش ہوں مگر ایک غم ہے وہ یہ کہ یہاں کا وزیر میرا دشمن ہے اور میرے خاندان کا بھی دشمن ہے میرے ساتھ جو کچھ کر خاتا وہ کر چکا مگر میرے بعد اب تم سے بھی کوئی شرارت ضرور کریگا اسلئے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی والدہ کے ساتھ قندہار میں چلے جاؤ اور وہاں تمہارا چچا تمسے بڑی مہربانی سے پیش آئیگا اور تم ایسے خوش رہوگے کہ مجھکو بھی بھول جاؤگے بس اب مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا اب میں کوچ کی تیاری کرتا ہوں۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ زبان بند ہوگئی اور ایک دو دفعہ ہی سانس آئی ہوگی کہ مرغ روح قفس تن سے پرواز کر گیا اسوقت گھر میں ایک کہرام مچا ہوا تھا ہر در و دیوار سے گریہ و بکا کی آواز آتی تھی تمام محلے کے لوگ جمع ہوگئے اور ہر طرح سے والدہ کی تسلی کرتے تھے مگر سودمند نہوتی تھی غرضکہ ہمسایوں نے شریک ہو کر والد صاحب کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے میری تسلی کی اور یہی صلاح دی کہ میں بادشاہ سے سارا حال بیان کروں تاکہ والد کی خدمات کا خیال کرکے وہ میرا کوئی وظیفہ مقرر کردے مگر والدہ نے نہ مانا اور مجھکو ساتھ لیکر قندہار کو چلیں جب وہاں پہنچیں تو چچا نے بڑی خاطر و مدارات کی اور والد صاحب کی وفات کا حال سنکر افسوس کیا چند سال کو کئی برس گذر گئے اور ہم بڑے آرام سے زندگی بسر کرتے رہے مگر پھر یہ مصیبی نے آگھیرا یعنی چچا نے انتقال کیا اور تھوڑے دن بعد چچی نے بھی۔ چونکہ چچا بڑے متمول خرچ تھے لہذا اونکے مرنیکے بعد اتنے قرضخواہ پیدا ہوگئے اور ہم پہر ویسے کے ویسے ہی رہے زمانہ گذرتا گیا پھر والدہ بیمار ہوگئیں اونکے بچنے کی امید نہ رہی یہ حال دیکھکر میں نے قندہار کا رہنا مناسب نہ سمجھا اور ہندوستان چلا آیا خاقان اکبر کا زمانہ تھا اور پولیٹکل کے لحاظ سے حالت بہت سدھر گئی تھی اگرچہ مذہبی حالت دن بدن تنزل پذیر تھی اور شاہی لوگ اپنے ہادی برحق کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر پیچیدہ راہیں اختیار کرتے جاتے تھے مختصر یہ کہ جب ہم ہندوستان پہنچے تو اکبر دن والد کے ایک دوست سے ملاقات ہوگئی اوس نے کوشش کرکے مجھکو فوج میں بھرتی کرادیا مگر اونہیں دنوں والدہ نے مجھے بلایا اور پاس بٹھاکر کہنے لگیں۔ بیٹا اب میرے بچنے کی کوئی امید نہیں میں چاہتی ہوں کہ اپنے مرنے سے پہلے تم کو ایک راز سے آگاہ کردوں جسکو مرتے وقت تیرے والد نے مجھے ظاہر کیا تھا اور وہ راز یہ ہے کہ تم ہمارے بیٹے نہیں ہو۔

میں۔ (بات کاٹ حیرت سے) کیا میں آپکا لڑکا نہیں۔

والدہ۔ نہیں۔

میں۔ تو پھر کس کا ہوں۔

والدہ۔ مجھے نہیں معلوم مگر یہ گٹھری جسمیں تیرے والد کی تصویر اور والدہ کی انگوٹھی ہے جو میں تم کو دیتی ہوں باقی تم خود تلاش کر لینا۔

اتنا کہکر یہ گٹھری مجھے دیدی بس یہی وہ راز تھا جو ہمپر ظاہر کرنا تھا جسکے بات تمہارے مصنوعی باپ نے مجھکو آگاہ کیا تھا اس واقعہ کے تیسرے روز اونے انتقال کیا اور میں اپنے اصلی والدین کی تلاش میں

نکلا۔ مگر افسوس آخر تک اون کا پتہ نہ لگا۔

ضعیف العمر۔ (جسکو محمود نے رہا کیا تھا اور اوس داستان کو غور سے سنتا تھا) وہ تصویر تو دکھاؤ۔ اسپات پر محمود نے گٹھری کھولی اور ایک چھوٹی سی تصویر نکالی اور ضعیف العمر کے ہاتھ میں دیدی جو دیکھکر چلا اٹھا یہ تصویر تو میری ہے اور میں نے اپنی بی بی کو اوسوقت دی جب میں جدا ہوا تھا۔

مسعود۔ (ضعیف کو غور سے دیکھکر) بالکل درست آپ کی شکل ملتی جلتی ہے یہ جوانی کی تصویر ہے

ضعیف العمر۔ بیشک ضعیفی کے علاوہ غموں اور تکلیفوں نے ہیئت بدلدی۔

مسعود۔ (ضعیف سے لپٹ کر) تو میں آپ کا بیٹا ہوں اتنا کہتے ہی مسعود کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور ضعیف بھی چلا کر رونے لگا دیر تک دونوں روتے رہے جب خاموشی ہوئی تو محمود نے کہا کہ ذرا یہ تصویر مجھے بھی دکھاؤ مسعود نے وہ تصویر محمود کو دی اور دیکھتے ہی چلا اٹھا کہ یہ تو میرے باپ کی تصویر ہے انہوں نے ایران میں کھنچوائی تھی یہ سنکر سب حیرت سے محمود کا منہ تکنے لگے وہ ضعیف اوٹھا اور محمود کو گود میں لیکر بولا۔ بیشک تم سچ کہتے ہو۔ میں ہی تمہارا بدنصیب باپ ہوں میں ہی مرزا خاں ہوں جو تم کو ایران میں چھوڑ کر چلا آیا تھا اب میں خوش ہوں کہ میری رہائی دوسروں کے ہاتھ سے ہوئی اسوقت جو پنچھی میں کہرام مچا ہوا تھا اور مدتوں خوشی کا رونا رو رہے تھے مگر اس فرحی بات نے بوڑھی عورت کو بھی چونکا دیا اور وہ اس طرح کہنے لگی "تم وہی مرزا خاں ہو" اسپر مرزا خاں نے بوڑھی عورت کو غور سے دیکھا اور چلا اوٹھا کہ آہ میری پیاری بیوی اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ فرط مسرت سے اوسکی زبان بند ہوگئی اور وہ ضعیف دوڑ کر مرزا خاں سے لپٹ گئی اور دیر تک روتی رہی کچھ وقفہ کے بعد اوس نے مرزا خاں کو چھوڑا اور مسعود سے لپٹ گئی اور پھر محمود کو گود میں اوٹھا لیا اور بڑی دیر تک سینہ سے لگائے روتی رہی اور محمود بھی بے اختیار آنسو بہاتا رہا اس سین نے درد بھی۔ یوسف اور زلیخا پر جو فراق کا اثر ہوا تھا بیان نہیں ہو سکتا یہ سب مبہوت ہو کر ایکدوسرے کو دیکھنے لگے اور دل ہی دل میں کہتے تھے اور خاموش ہو جاتے تھے غرض جو پنچھی اسی میں پھر ایکدم سناٹا ہو گیا تو محمود نے مرزا خاں سے کہا۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ خدا نے ہم سب کو ملایا اب یہ بتلائیے کہ ہم سے جدا ہو کر آپ پر کیا گذری؟

مرزا خاں۔ جو گذرنی تھی گذری تم اپنی سرگذشت بیان کرو۔

محمود۔ آہ! قسمت کا لکھا ضرور پورا ہوتا ہے یہ سب تکلیفیں قسمت میں لکھی ہوئی تھیں جسروز آپ ایران سے روانہ ہوئے اوسی روز حاکم شہر جہت پر بری گر کر مرگیا اگر آپ ایک گھنٹہ وہاں اور ٹھہرتے تو پھر یہاں آپ سے جدا ہونیکی ضرورت نہ ہوتی

مرزا خاں۔ تو یہ تکلیفیں کون اوٹھاتا۔

محمود۔ یہی تو کہتا ہوں کہ مقدر کا لکھا نہیں ٹلتا۔

مرزا خاں۔ خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا میں اب بہی خوش ہوں کہ تمہارے ہی ہاتھوں میری تکلیفوں کا خاتمہ ہوا اور تم ہی نے اون ظالموں کو واصل جہنم کرکے اونکے فریب کے کوسار کیا۔ اب محمود کو ادھر اوھر دیکھکر ہاں تم بتاؤ کہ پیچھے میرے بعد کیا گذری۔

محمود کی والدہ۔ آہ کیا بتاؤں آپکے بعد میرا کیا حال ہوا تمہارے جانیکے بعد بیس روز ہی گذرے

کہ ایک بوڑھی آئی اور کہنے لگی کہ حاکم مشہد کو بیٹے سے
گرفتار کر گئے اس خبر نے مجھ کو اور بھی سرد بنایا اول تو
آپ کی جدائی کا رنج تھا دوسرے باپ کے مرنے کی
خبر سنی ان صدموں سے بیمار ہو گئی چونکہ زندگی باقی
تھی بچ گئی پھر تو والدہ کا خون تھا کر دہ جانے سے
منع کرتے رہے مگر جب اونہوں نے داغ مفارقت دیا تو
میں نے ایران میں رہنا پسند نہ کیا اور چند بوڑھی
غلاموں کو ساتھ لیکر ہندوستان کیطرف روانہ ہوئی
جب ہم قندھار میں پہنچے تو رات کو ایسا ڈاکہ پڑا کہ ڈاکو
سب لوگوں کو قتل کر گئے اور سب مال و اسباب
لے گئے اونہیں سے ایک سنگدل میرے خیمہ میں
آکر مجھپر زبردستی کرنے لگا میں نے خنجر مار کر اسے
زخمی کیا اور خیمہ سے بھاگ نکلی پریشانی کے
عالم میں محمود جھوٹ گیا چونکہ میں حاملہ تھی اور
زمانہ وضع حمل قریب تھا اسوجہ سے سفر میں بہت
تکلیف ہوئی تھی مگر کیا کر سکتی تھی غرضکہ خدا
تکمیس اوٹھا کر ہندوستان پہنچی ایک صحرا میں یہ
اسعود کیطرف اشارہ کرکے) پیدا ہوا اب چلنا
اور بھی دوبھر ہوا کئی دن تک اوسی صحرا میں
پڑی شکر خدا کرتی رہی اسیطرح ایک زمانہ
گذر گیا اکبر اس لڑکے کو وہیں چھوڑ کر قضا
حاجت کو گئی اور جھاڑی کی اوٹ میں ہی آجا
وہی جانفیامت ہو گیا جب واپس آیا تو نہ وہاں
یہ لڑکا اور نہ کنگھی پہلے تو خیال ہوا کہ لڑکے
کو کوئی درندہ لیگیا ہوگا مگر جب کنگھی کا خیال آیا
تو یہ گمان دور ہو کر خیال ہوا کہ ضرور کوئی آدمی
اوسکو اوٹھا لیگیا اس خیال سے دل کو تسلی ہوئی
کہ وہ ضرور کسی کی حفاظت میں پہنچ گیا پس میں
وہاں سے روانہ ہوئی اور دریا کے کنارے پر
ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی جو کہ کچھ تھی میں نے
خیال کیا کہ کوئی دیوانہ سا یا ہوا یہاں رہتا ہوگا
اور قضائے الٰہی سے مر کر خالی کر گیا ہے میں نے
اوسمیں رہنا شروع کیا کئی سال گذر گئے ایکدن دریا
کی سیر کر رہی تھی کہ کوئی چیز جھاڑی میں ہلتی دکھائی
دی اور جب نزدیک پہنچی تو دیکھا کہ ایک عورت بہتی
چلی آتی ہے میں نے جھٹ بال پکڑ لئے اور کھینچکر کنارے
پر لائی جوں ہی اوس عورت کی نظر مجھپر پڑی تو
دیکھا کہ نہایت حسین ہے چاندنی کے عکس نے
اوسکو دوبالا کر دیا تھا پانی کے صدموں سے بالکل
بیہوش تھی اسی حال میں وہ رات بھر پڑی رہی
مگر ہوش نہ آیا صبح آنکھیں کھولیں تو مجھے دیکھکر کہنے
لگی آہ آپ نے مجھے نہ نکالا ہوتا میں غرق ہی
ہو جاتی تو خوب تھا۔

میں۔ کس بات نے تم کو اس فعل پر مجبور کیا۔

نازنین۔ میری داستان غم بہت طویل ہے جسکو میں
نہ بیان کر سکتی ہوں نہ آپ سن سکتی ہیں۔

میں۔ میں سن سکتی ہوں اور بڑے شوق سے
سنونگی بے تکلف بیان کرو۔

نازنین۔ اگر آپ اسقدر مشتاق ہیں تو بیان
کرتی ہوں۔ میں ایک غریب راجپوت کی بیٹی ہوں
ایکدفعہ اتفاقیہ میری ملاقات ایک نوجوان مسلمان
سے جو نہایت حسین تھا اور حسن کے علاوہ بڑا
بہادر تھا ہوئی اور مجھے اوس سے ایک قسم کا
عشق ہو گیا اور جب میں نے اوس سے اپنا عشق
ظاہر کیا تو اوسنے کچھ توجہ نہ کی کیونکہ وہ کسی اور پر
فریفتہ تھا جو مجھے زیادہ حسین تھی غرض میں
نے مایوس ہو کر ارادہ خودکشی کا کیا مگر کوئی تدبیر
بن نہ پڑی آخر بہت غور و فکر کے بعد یہی صورت

مرنیکی بھی کہ خود کو دریا میں گرا دیا زندگی تھی کہ آپ نے نکالکر پھر زندہ رہنے پر مجبور کیا۔ یہ کہکر زار و قطار رونے لگی میں نے تسلی دیکر کہا کہ اس طرح پریشان ہونے سے کچھ فایدہ نہیں اگر خدا نے چاہا تو اوس سے ملاقات ہوگی اور مراد دلی پوری ہوگی مگر اوسکو کسیطرح صبر نہیں آتا تھا اور کہتی تھی کہ تمنے مجھے نہ بچایا ہوتا میں مرجاتی تو خوب تھا غرض کئی دن گذر گئے کہ وہ میرے پاس رہی۔ ایکدن شام کو کہنے لگی کہ اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو کچھ بندوبست کرتی اسپر میں نے کہا کہ اگر ایک دو دن ضرورت ہو تو میرے پاس موجود ہیں ریا نہیں

نازنین۔ نہیں زیادہ کی ضرورت ہے مگر خیر مجھے خوب یاد آیا میرے پاس ایک انگوٹھی تیرے کی ہے اوس سے کام نکالونگی۔

یہ سنکر میں نے کہا۔ بیٹی معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی امیر کی لڑکی ہے ورنہ تیرے پاس یہ انگوٹھی نہ ہوتی اسپر اوسنے سر جھکا لیا اور بولی جی ہاں مگر اب میں زیادہ دیر تک یہاں نہیں ٹھہر سکتی

میں۔ کیوں؟

نازنین۔ بس میرا رہنا اتنی ہی مدت تک تھا

میں۔ کہاں جاؤگی

نازنین۔ جہاں قسمت لیجائیگی۔

میں۔ میں تو ہرگز نجانے دونگی تمہارا کچھ بھی ٹھیک نہیں شاید پھر مایوس ہوکر مرنیکی کوشش کرو

نازنین۔ اگر میں مرنا چاہونگی تو کیا آپ روک سکتے ہیں۔

میں۔ نہیں مگر تمکو یہاں سے نجانا چاہیے کیونکہ اپنے مقامات پر رہنے سے اکثر مراد پوری ہوجاتی ہے

نازنین۔ خیر اگر آپ میری خیر خواہ ہیں تو ایک کام کیجئے

میں۔ وہ کیا؟

نازنین۔ یعنی آپ ایسی جگہ سکونت اختیار کیجئے کہ جہاں مجھے اپنی آرزو پوری ہونیکی امید ہو۔

میں۔ جہاں تم کہو وہیں رہنا شروع کروں۔

نازنین۔ تو ہر چیز کے قریب رہنا چاہیے۔

میں۔ جسطرح تم کہو مجھے منظور ہے۔

اتنی ہی باتیں ہونے پائی تھیں کہ وہ نازنین چلی گئی اور دو گھنٹہ کے بعد ایک گھوڑا اور ایک تلوار اور ایک گٹھری لیکر آئی اور کہنے لگی کہ چلو۔

میں۔ اسیوقت۔

نازنین۔ ہاں اسیوقت۔

میں۔ اچھا چلو۔

اسکے بعد ہم دونوں گھوڑے پر سوار ہوئے اور چنور کیطرف چلے وہاں پہنچکر میں نے ایک چھوٹی سی بنائی آج ایک مہینہ کا ذکر ہے کہ اوس نازنین کی آدھی رات کیوقت آنکھ کھل گئی اور مجھکو جگا کر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی اسی باتیں ہو رہی تھیں کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز کان میں آئی اوس نے نکلکر دیکھا کہ پانچ سوار بڑی تیزی سے چلے آتے ہیں خدا جانے انمیں کیسا کون تھا مجھکو اوس نے بیجان کیا اور جھٹ پٹ مردانہ لباس پہن تلوار لے گھوڑے پر سوار ہوگئی اور آناً فاناً میں نظر سے غائب ہوگئی میں نے کئی بار پوچھا بھی مگر اوس نے کچھ جواب نہ دیا غرض مجھے اسی فکر میں بیٹھے بیٹھے مدت ہوگئی اور وہ نہ آئی میں حیران تھی کہ وہ ایسے وقت میں کہاں گئی میرا بھی جانا ضرور تھا مگر

کچھ آہٹ ہوئی اور جب میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ اکیلی نہیں بلکہ دو آدمی ساتھ اور بھی ہیں اور یہ ایک زخمی تھا آہ وہ زخمی جوان یہی محمود تھا۔ پھر وہ لڑکی عائشہ تھی اور جسکو اس جدوجہد میں لائی تھی اوس نے کوشش کی اور وہ اسمیں کامیاب ہو گئی دوسرا شخص مسعود تھا جو اب معلوم ہوا کہ محمود کا حقیقی بھائی ہے اور یہ وہی لڑکا ہے جسکو صحرا میں چھوڑا تھا ان آخری باتوں کو جو جیسے کسی نے سنا ہی نہیں کیونکہ وہ سب داؤد کو تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور وہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے سر جھکائے بیٹھا تھا آخر کار محمود نے سناٹے کو توڑا اور اپنے والد سے سوال کیا کہ اوس نازنین کا کیا نام تھا۔

محمود کی والدہ۔ درگا دیوی۔

محمود۔ (حیرت سے) اب وہ کہاں ہے۔

محمود کی والدہ۔ (داؤد کیطرف اشارہ کرکے) یہی جو تمہارے سامنے بیٹھے ہوئے ہے۔

محمود نے درگا دیوی کیطرف دیکھا وہ زار زار نظارہ رو رہی تھی ٹوٹا پھر ہمراہ کے آنسو پونچھے اور کہا۔ ہاں درگا دیوی رونیکی کیا بات ہے واقعی تجھے میرے واسطے بڑی بڑی تکلیفیں اوٹھانی پڑیں اور اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو کبھی تکلیف نہ ہونے دونگا اگرچہ میرا دل اعتبار میں نہیں کیونکہ وہ دوسرے کے قبضہ میں ہے جسکا پتہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے مگر ہنوز محمود کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ یکبارگی ایک آدمی داخل ہوا اور محمود سے کہنے لگا

ایک آدمی داخل ہوا اور محمود سے کہنے لگا آپ کو سلطان بلاتے ہیں۔

محمود۔ (تعجب ہوکر) مجھکو۔

شخص۔ ہاں آپ کو۔

محمود۔ اچھا چلو میں آتا ہوں۔

اسبات کو سنکر وہ شخص چلا گیا تھوڑی دیر بعد محمود اوٹھا اور جانے ہی کو تھا کہ یوسف نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا میں بھی آپ کیساتھ چلتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے ایک بات کہنی ہے۔

یہ کہکر یوسف بھی اوٹھا اور دونوں ہمشیر بھی کے باہر نکل گئے۔

ابھی دس بیس ہی قدم چلے ہونگے کہ ایک موڑ پڑا اوس سے گذر کرنے کو تھے کہ محمود کے سر سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور محمود کے پیر پر گرا یوسف نے نظر اوٹھا کر دیکھا ہی تھا کہ اوسکا بھی یہی حال ہوا اور لڑکھڑاکے گرتا ہوا محمود سے لپٹ گیا۔

یہ دونوں تڑپ ہی رہے تھے کہ آواز آئی آج میرا انتظام پورا ہوا۔ اب حرص اتنی ہی آرزو ہے کہ تم کو مرتا دیکھوں۔

محمود۔ (کراہکر) آہ مجھے اپنے مرنے کا کوئی غم نہیں مگر اتنی حسرت رہی ہے کہ مرتے دم تک ایک نظر بار بی کی صورت دیکھ لیتا جسکا خیال مجھے قبر میں بھی نہ سونے دیگا۔

یوسف۔ (تڑپتے ہوئے) آہ محمود میکہ تم اس وقت اپنے سے دور سمجھتے ہو وہ تمہارے پہلو میں لیٹی ہے اور اوسی کے ہاتھ سے قتل ہوں جسنے تمہارا کام تمام کیا ہے۔

آہ میں ہی بدقسمت بار بی ہوں جسکو زندگی میں

کبھی چین نصیب نہوا اور اب بڑی حسرت سے جان دیتی ہوں۔

محمود۔ آہ! پارہی تو نے پہلے یہ بات کیوں نہ کہی تاکہ اس حسرت بھرے دل کی کوئی آرزو نکل جاتی۔ افسوس۔

پارہی۔ افسوس میرا اسی خیال میں رہی کہ کسی اطمینان کے وقت اپنا قصہ بیان کروں گی مگر سچ مچہ شوریدہ بخت کو اطمینان کہاں۔ پرتاب نے کام تمام کر دیا کاش اسکو بھی کوئی مار ڈالتا تو میرے دل کی آرزو پوری ہو جاتی۔

پرتاب۔ اب تیری آرزو پوری ہو چکی بدنصیب تو نے مجھے ناپسند کیا اور میں نے تیری زندگی میں آخر جان لیکر بچیا چھوڑا۔

سب۔ اب تمام ہی چاہتا ہوں کہ تم دونوں کو اپنے سامنے مردہ دیکھ لوں۔

محمود۔ آہ! اور گادیوی نے وفا کی اور نہ میں اوسی روز تجھکو مار ڈالتا جس روز تو مجھکو دیکھکر حیران ہو گیا تھا مگر اب کیا کروں مجبور ہوں اپنا اب میں خوش ہوں کہ پارہی میرے پہلو میں لیٹی ہوئی ہے آہ! اگر یہ مسلمان ہوتی۔

پارہی۔ میں مسلمان ہوں اور صاف طور سے کہے دیتی ہوں کہ میں اوسوقت مسلمان ہو گئی تھی جب میں نے پہلی دفعہ تمہیں دیکھا تھا اور وہ بھی راز تھا کہ جس نے رانی کو بہکا دیا تھا کہ محمود میں اسبات سے نہایت خوش ہوا کہ تم بھی مسلمان ہو گئی ہو اور۔۔۔ محمود یہ جملہ ختم نہ کرنے پایا تھا کہ پرتاب ایک چیخ مار کر زمین پر گرا اور کراہکر کہنے لگا آہ! ان کمبختوں کی آرزو پوری ہو گئی اور میں ان کے سامنے مارا گیا۔

محمود نے نگاہ اوٹھاکر دیکھا تو چاندنی میں موہن کی صورت نظر آئی اور وہ بولا۔ اے پیارے موہن تو نے پہلے ہی مجھپر بڑے احسان کئے تھے اور اب بھی تو نے مجھپر بہت بڑا احسان کیا کہ میرے دشمن کو میرے سامنے قتل کر دیا۔

موہن۔ میں نے یہ کچھ بھی احسان نہیں کیا۔ اس کا یہ جملہ ختم نہوا تھا کہ ایک آہ کر کے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔ یہ حالت دیکھتے ہی محمود کے منہ سے نکلا۔ ہائے آہ تم بھی مارے گئے۔

موہن (آہ کر کے) ہائے ظالم پرتاب سنگھ کے ساتھیوں نے قتل کر دیا۔ ہائے خدا جانے کہاں تھے اوسوقت وہی شخص پھر واپس آیا جو پہلے محمود کو بلانیکے لئے آیا تھا کہ جب اوس نے یہاں یہ حالت دیکھی تو فوراً چلا گیا۔ اور وہ دونوں شخص جنہوں نے موہن کو قتل کیا تھا۔ مرتے ہی کو تھا کہ مرزا خاں کی تلوار نے ایک کا کام تمام کر دیا۔ اور وہ بھی چیخ مار کر زمین پر گرا اور دوسرے نے اپنی تلوار مرزا خاں کے پہلو میں بھونکدی اور وہ زور سے گر پڑا۔ اور چلاکر کہنے لگا افسوس! افسوس!! قسمت نے کہاں دھوکہ دیا۔ ابھی تو کوئی خوشی بھی نہ دیکھی تھی کہ میری زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر میں خوش ہوں کہ مرنے سے پہلے اپنی بیوی اور لڑکوں کو دیکھ لیا ہے ابھی مرزا خاں کی بات ختم نہوئی تھی کہ کچھ آہٹ معلوم ہوئی اور جب مرزا خاں نے قاتل نے مڑکر دیکھا مسعود کی صورت نظر آئی جسنے اپنی تلوار میاں اوس کافر کے پہلو میں بھونکدی۔ اور پیشتر اسکے کہ وہ زمین پر گرے اوس کی بھی تلوار مسعود کے پہلو میں قبضہ تک اتر گئی اور وہ دونوں تڑپ ہی رہے تھے کہ محمود کی دائیہ آئی

اور یہ سین دیکھکر زور سے چلا کر کہنے لگی۔ ہائے میری قسمت پلٹ گئی آہ اکس کسمپرسی اور کسطرح روؤں سب کے سب ہی مارے گئے کوئی ایسی باقی نہ رہا۔ افسوس تقدیر مجھ سے مخالف ہوگئی زمانہ تو تباہی۔ مگر جو چیز کہ قیامت ہی کوئی بات اوٹھانہ رکھی میں نے سمجھا تھا کہ مدتوں بعد ملے ہیں کچھ دن کی زندگی ہوجاتی ہے آرام سے گذریگی مگر آہ! ایسا آنسو بھی خشک ہوگئے یہ کہتے کہتے وہ محمود کی لاش پر گر پڑی اور ایک دو بار ہائے ہائے منہ سے نکلا اور اوسی کے ساتھ اسکا دم بھی نکل گیا اسکو مرے ہوئے کچھ دیر نہوئی تھی کہ دروپتی آئی اور لاشوں کو دیکھکر پہلے تو ایک سناٹے میں آگئی مگر جب اُسے اُنہیں سوہن کی صورت نظر آئی تو اُس نے زور سے ایک چیخ ماری اور سر پیٹ کر کہنے لگی۔ آہ! قسمت کی بدنصیبی نے کیسو نت چین نہ لینے دیا۔ افسوس سب ہی مارے گئے ہیں میں نے خیال کیا تھا کہ اب چین سے گذریگی مگر تقدیر کی دشمنی کی خبر نہ تھی آہ اب کیا کروں۔ اتنی لاشیں دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ کاش زمین پھٹ جاتی اور میں سما جاتی۔ آہ! پیارا موہن مارا گیا تو پھر میرے زندہ رہنے سے کیا فائدہ۔ بس میرا علاج یہی ہے کہ اوسکے پہلو میں لیٹ جاؤں۔ اور ایسی نیند سو جاؤں جس سے کبھی جاگ ہی نہ سکوں اور ایسی (چھری نکالکر) بس یہی چھری میری حسرتیں پوری کریگی۔ اور اُس مقام پر مجھے پہنچا دیگی جہاں پہنچکر کوئی واپس ہی نہیں آیا۔ اتنا کہکر دروپتی نے چھری اپنے پیٹ میں ہولناک لی اور ابھی گرنے پائی تھی۔ کہ اکبر صاحب اور نقیب اور چند آدمیوں کے اوس مقام پر آگیا اور

اوسنے جب اس عبرتناک سین کو دیکھا تو ایک سناٹے میں آگیا۔ ابھی یہ سب اسی حالت میں کھڑے تھے کہ پریوش درگا دیوی آئی اور جب اوس نے یہ جانفزا منظر دیکھا تو چلا کر کہنے لگی۔ آہ! سب کے سب ہی مارے گئے۔ ہیں میں ہی بچا رہ گئی ہوں جسکی حسرت مرنیکے بعد پوری ہوگی افسوس تقدیر نے کیں چین سے نہ بیٹھنے دیا جس دن سے نوجوان ہوئی انہیں گردشوں میں پڑی رہی کوئی لمحہ خوشی میں نہ گذرا۔ آہ! محمود تیرے لئے میری زندگی خراب ہوئی اور میرا عیش و آرام گیا اور جب تو نے مجھے اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ کیا تو تجھکو مجھسے چھین لیا اور ایسی جگہ پہنچا دیا جہاں تو کبھی واپس نہیں آسکتا اگر میں تجھے ملنا چاہوں تو مل سکتی ہوں اور مقام پر پہنچ سکتی ہوں جہاں تو چلا گیا ہے مگر میری حسرت پوری ہوئی نظر نہیں آتی۔ آہ! یہ چاند کیسا خوش قسمت ہے کہ تیرے پیارے رخساروں کے بوسے لے رہا ہے اور یہ چاندنی اوسکی چھوری ہی یہ سبزہ کیسا خوش نصیب ہے کہ تو اوسپر ایسی بیخبر سو رہا ہے جس سے تو مجھکو جگا بھی نہیں سکتا۔ افسوس! میں ہی بدقسمت ہوں جو تجھسے عشق نہ تھا مگر خدا گواہ ہے کہ میں تیرے لئے جان دیتی ہوں تیرے لئے اپنا گھر بار چھوڑا۔ (پھر کہنے لگی) آہ! یہ باتیں کیسے کر رہی ہوں کاش محمود زندہ ہوتا اور میری یہ باتیں سنتا کہ میں سلطان محمود کی تلوار اُٹھا کر) آہ! یہ باتیں کہوں کے جاتی ہوں اب مجھے اسکے پاس پہنچنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ ہاں اس کام کیلئے محمود ہی کی تلوار خوب ہے اور یہی میری بی ہوئی حسرتوں اور چھپی ہوئی آرزوؤں کو پورا کر سکتی ہے اتنا کہکر درگا دیوی نے تلوار اپنے پہلو میں